یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

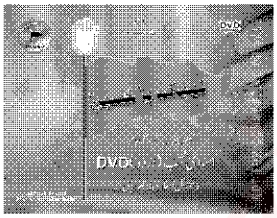

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

www.ziaraat.com

presented by Ziaraat.com

۷۸۶
۹۲-۱۱۰
"یا صاحب الزماں ادرکنی"

DVD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

presented by Ziaraat.com

تفسیرِ صافی

(جلد ہفتم)

تالیف

محمد بن مرتضیٰ المعروف ملا محسن کاشانی

ترجمہ و تلخیص

مولانا سید تلمیذ حسنین رضوی

presented by Ziaraat.com

تفسیرِ صافی

(جلد ہفتم)

سورۃ طور تا سورۃ الناس

—: تالیف :—

مفسّر محمد بن مرتضیٰ المعروف بہ ملّا فیض کاشانی

—: ترجمہ و تلخیص :—

مولانا سیّد تلمیذ حسنین رضوی

—: شائع کردہ :—

ادارۂ نشرِ دانش، نیو جرسی، امریکا

128, Oak Creek Road,
East Windsor, NJ-08520 (USA)

—: ملنے کا پتا :—

محفوظ بک ایجنسی (رجسٹرڈ)

امام بارگاہ شاہِ نجف مارٹن روڈ کراچی

نزد جمشید روڈ نمبر ۱۳/ جہانگیر روڈ نمبر ۲

Tel: 34124286, 34917823 Email: azfar0110@yahoo.com

محفوظ MBA

presented by Ziaraat.com

جملہ حقوق محفوظ بحقِ مولانا سیّد تلمیذ حسنین رضوی
و ادارۂ نشرِ دانش، نیو جرسی، امریکا

کتاب ''تفسیرِ صافی (جلد ہفتم)'' کاپی رائٹ ایکٹ ۱۹۶۲ء، گورنمنٹ آف پاکستان کے تحت بحقِ ادارۂ نشرِ دانش رجسٹرڈ ہے، لہٰذا اِس کتاب کے کسی حصّے کی طباعت و اشاعت، اندازِ تحریر، ترتیب و طریقے، جُز یا کل کسی سائز میں نقل کر کے بلاتحریری اجازت مترجم و ناشر غیر قانونی ہوگی۔

نام کتاب: ..... تفسیرِ صافی (جلد ہفتم)

تالیف: ..... مفسّر محمد بن مرتضیٰ المعروف بہ ملّا فیض کاشانی

تلخیص و ترجمہ: ..... مولانا سیّد تلمیذ حسنین رضوی

کمپوزنگ: ..... احمد گرافکس، کراچی

سرورق: ..... رضا عباس گرافکس

طبعِ اوّل: ..... ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ، جنوری ۲۰۱۸ء

ناشر: ..... ادارۂ نشرِ دانش، نیو جرسی، امریکا

ہدیہ: ..... -/۸۵۰ روپے

—: ملنے کا پتا :—

محفوظ بک ایجنسی (رجسٹرڈ)
امام بارگاہ شاہِ نجف مارٹن روڈ کراچی
نزد جمشید روڈ نمبر ۱۳/ جہانگیر روڈ نمبر ۲
Tel: 34124286, 34917823 Email: azfar0110@yahoo.com
محفوظ MBA

presented by Ziaraat.com

انتساب

والدِ گرامی حجۃ الاسلام مولانا سیّد اظہار الحسنین رضوی

کے نام

جن کے فیضِ تربیت نے اِس منزل تک پہنچایا

اور

والدۂ ماجدہ نجمہ خاتون

کے نام

جن کی دعائیں اور نیک تمنّائیں ہمیشہ میرے لیے مشعلِ راہ ہیں

سیّد تلمیذ حسنین رضوی

www.ziaraat.com

presented by Ziaraat.com

اظہارِ تشکر

جلدِ ہفتم کی اشاعت اور طباعت کے لیے ہم ان حضرات کے شکر گزار ہیں۔

۱۔ عالی جناب مرتضیٰ صالح محمد آف ٹورانٹو

۲۔ جناب محترم نشید انور آف سینٹ لوئس

۳۔ جناب طاہر حسین صاحب آف ڈیلس

۴۔ جناب ڈاکٹر سیّد سرور حسین زیدی آف سین ھوزے

۵۔ جناب ڈاکٹر شاہد حسین آف نیویارک

۶۔ محمد شریف مانیکیا آف فلوریڈا

۷۔ جناب ذوالفقار علی قادری صاحب آف کراچی پاکستان

ان سب کے مرحومین کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت فرمائیں۔

یوسف علی صالح محمد اور صغریٰ بانو صالح محمد

سیّد فدوی علی، سیّدہ بتول، سیّد مجتبیٰ احمد، سیّدہ آمنہ بیگم، مرزا احمد علی بیگ، سیّدہ معصومہ بیگم، سیّد اعجاز علی ذکیہ بیگم، سیّد جعفر نواز حسین، رقیہ بیگم، سیّد مہدی احمد، رضیہ سرفراز، سیّدہ وحیدہ، سیّد مصطفیٰ موسوی، سیّد حسین شہیدی، سیّد ناصر حسین، فاطمہ بیگم، جعفری بیگم، سیّدہ زہرا، سیّدہ جہاں آرا بیگم، سیّد یوسف حسین رضوی، سیّد مرتضیٰ۔

مرزا احمد کریم ابنِ کریم، سلام حسین ابنِ علی محمد ہیروالا، سکینہ بنتِ منجی منگھانی، محسن ہیروالا بن غلام حسین ہیروالا، شاہد ہیروالا، غلام حسین کرمالی، زرینہ بنتِ جعفر، کریم رحیم اور فاطمہ غلام علی۔

محمد شریف مانیکیا کے جملہ مرحومین

سیّدہ ذکیہ خاتون، اقبال بیگم

جملہ مرحومین مدفن درگاہ فقیر میاں محمد صالح قادری، بالخصوص فقیر میاں غلام عباس قادری اور مرحومہ گلشن بی بی زوجہ میاں الطاف حسین قادری اور خورشید بی بی زوجہ میاں غلام عباس قادری۔

presented by Ziaraat.com

فہرست مضامین

سورۂ طور

طور سے کیا مراد ہے؟ ..... ● کتاب سطور کسے کہتے ہیں؟ ۱۶
بیت المعمور کہاں واقع ہے؟ ..... ● ضُرَاح کیا ہے؟ ۱۶
سَقْف مرفوع سے کیا مراد ہے؟ ۱۷
قیامت کے دن سمندروں کی کیفیت ۱۷
پہاڑ کس طرح چلیں گے ۱۷
جھٹلانے والوں کا انجام ..... ● عمل کے مطابق جزا ۱۸
متقین کا مقام ..... ۱۹_۲۰
مومنین کی ذریت کا انجام ۲۰
اطفال مومنین کے کفیل ۲۱
جنت کا طعام و مشروب ..... ۲۱_۲۲
جنت کی گفتگو ..... ● جنت کے خدمت گار ۲۲
اہل جنت کا مکالمہ ..... ● اللہ کا فضل و کرم ۲۴
نبی کی ذمہ داری ..... ● نبی کاہن، محبوب اور شاعر نہیں ۲۴
اَحْلَامُھم کا مفہوم ..... ● قرآن کا چیلنج ۲۵
خالق کون ہے؟ ۲۶
منکرین حق سے سوالات ..... ۲۷_۲۸
مشاہدۂ عذاب اور کفار ..... ۲۹_۳۰
اللہ کی حفاظت اور اس کی پناہ ۳۰
نماز شب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ..... ۳۰_۳۱
اِدْبَارَ النجوم کا مفہوم ..... ● سورۂ طور پڑھنے کا ثواب ۳۱

سورۂ النجم

نجم کا مفہوم ..... ● ضَلَّ اور غَوٰی سے کیا مراد ہے؟ ۳۲
نبی کی گفتگو وحی ہے ..... ۳۲_۳۳
کتاب مجالس کی روایت ۳۳
والنجم اذاھوٰی کا مفہوم ۳۳
شدیدُ القویٰ کون ہے؟ ● فاستویٰ سے کیا مراد ہے ۳۴
دَنَا اور فَتَدَلّٰی کی تفسیر ۳۵
قَابَ قوسین ..... ۳۵_۳۸
بندے پر وحی کیا تھی؟ ۳۹
دیدار رب کی کیفیت ۴۰
حضرت علیؑ کے بارے میں تفسیر قمی کی روایت ۴۰
سدرۃ المنتہیٰ کہاں ہے؟ ..... ۴۱_۴۲
رب کی بڑی نشانی ۴۲
حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ سات مقامات پر ساتھ ساتھ دکھلایا ۴۳_۴۴
لات، منات اور عزیٰ ..... ● ذکر وانثیٰ کی تقسیم ۴۶
یہ نام تم نے خود رکھ لیے ہیں ۴۶
کیا انسان کی ہر تمنا پوری ہو جاتی ہے ۴۷
دنیا و آخرت کا مالک خدا ہے ۴۷
فرشتوں کی شفاعت بھی بیکار رہی ۴۷
فرشتوں کو عورت کہنے والے ..... ● نبی کو اعراض کا حکم ۴۸
آسمان و زمین کی ملکیت ۴۹
گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرنے والے ۵۰
آغاز تخلیق انسانی ..... ● خودستائی نہ کرو ۵۱
امیر المومنینؑ کی روایت ۵۱
خودستائی کب کر سکتے ہیں ..... ● ابراہیمؑ نے کس طرح وفا کی ۵۲
ابراہیمؑ و موسیٰؑ کے صحیفوں کی تحریر ۵۳
انسان اپنی کوشش کا ثمر پائے گا ..... ۵۳_۵۴
وہی ہنساتا اور رلاتا ہے ۵۴
اسی نے نر و مادہ بنائے ..... ● دوسری زندگی خدا دیتا ہے ۵۵
اللہ نے غنی کیا ..... ● ربُّ الشعریٰ ۵۵
عاد و ثمود کا ذکر ۵۶
المؤتفکۃ سے مراد ..... ● شک کے چار حصے ہیں ۵۷
رسول نذیر ہیں ..... ● اَزِفَتِ الْاٰزِفَۃُ ۵۸
انسانوں کو تنبیہ ..... ● سجدہ اور عبادت کا حکم ۵۸
سورۂ نجم پڑھنے کا ثواب ۵۸

سورۂ القمر

قیامت کب ہوگی ..... ۵۹_۶۰
شقُّ القمر کا معجزہ ۶۰
معجزہ دیکھ کر کفار کا ردِّ عمل ..... ۶۰_۶۱
نصیحت بے فائدہ ۶۱
قبروں سے کس طرح نکلیں گے ۶۲
قوم نوحؑ کی تکذیب ۶۳
قوم نوحؑ کا الزام ..... ● حضرت نوحؑ کی دعا ۶۴

presented by Ziaraat.com

قوم نوحؑ پر عذاب ۶۴
کشتی والوں کی نجات ..... ● قرآن کو آسان بنایا گیا ۶۵
قوم عاد پر عذاب ..... ۶۵_۶۶
عذاب کی کیفیت ..... ● بشر کا اتباع کیوں کریں ۶۸
قوم ثمود کا الزام ۶۸
قوم ثمود کا انجام ..... ● ناقہ آزمائش تھا ۶۹
اونٹنی کو ذبح کرنے والے ۶۹
قوم لوط کا ذکر ۷۰
قوم لوط پر عذاب ..... ۷۰_۷۱
قوم لوط کا انجام ۷۱
قریش کو تنبیہ ۷۲
شکست کی خبر ۷۳
حقیقی وعدہ گاہ ..... ۷۳_۷۴
مجرمین کا مقام ۷۴
رشے خاص اندازے کے مطابق پیدا ہوئی ۷۴
اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ سے بِقَدَرٍ تک کا شان نزول ..... ۷۴_۷۵
سورۂ قمر کی تلاوت کا ثواب ۷۵

سورۂ الرحمٰن

سورۂ رحمٰن کا تعارف ..... ۷۶_۷۷
البیان اسم اعظم ہے ..... ● سورج اور چاند کا نظام ۷۷
وَضَعَ الْمِیْزَانَ کا مفہوم ۷۷
خلق الانسان سے کون مراد ہے ۷۸
وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ کی باطنی تفسیر ۷۸
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کا مفہوم ۷۹
انسان صلصال سے بنا ..... ● جنوں کی تخلیق آگ سے ہوئی ۸۱
مشرقین اور مغربین کا رب ۸۱
دو سمندروں کا ملاپ ..... ● لُؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ سے مراد ۸۲
وَجْهُ اللّٰهِ کون ہے ۸۳
کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ۸۴
ثَقَلان سے مراد ۸۶
جنوں اور انسانوں سے خطاب ..... ۸۶_۸۸
قیامت کے دن آسمان کی رنگت ..... ۸۷_۸۸
چہروں سے شناخت ہوگی ۸۸
مجرمین کی شناخت ان کے چہروں سے ۸۹
مجرمین کی سزا کا طریقہ ۸۹
دو جنتیں ..... ۹۰_۹۱
ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ کی تفسیر ۹۱
جنت کی نعمتیں ..... ۹۲_۹۳
احسان کی جزا احسان ہے ۹۳
مزید دو باغات ..... ۹۴_۹۵
جنت کے پھل ..... ۹۵_۹۶
خیرات حسان کی تفسیر ۹۶
حور مقصورات کا تعارف ..... ۹۷_۹۸
صاحبان جنت کی کیفیت ۹۸
تفسیر قمی کی روایت ۹۹
تلاوت سورۂ رحمان جنوں اور انسانوں کی کیفیت ۹۹
سورۂ رحمٰن کی تلاوت کی ثواب ۹۹

سورۂ واقعہ

قیامت کو واقعہ کیوں کہا ۱۰۰
خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ کا مفہوم ۱۰۱
مخلوقات کے تین گروہ ..... ۱۰۱_۱۰۳
سابقین مقربین میں ۱۰۳
امام صادقؑ اور شیعوں سے خطاب ۱۰۳
حاشیہ پر انسانوں کی تین اقسام ۱۰۳
امم سابقہ کی تعداد ۱۰۴
قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ۱۰۵
جنت کا تعارف ..... ۱۰۵_۱۰۶
جنتیوں کا اخلاق ۱۰۶
اصحاب الیمین کو انعام ..... ۱۰۷_۱۱۱
ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ کا مفہوم ۱۱۱
اصحاب شمال ..... ● جنت النعیم کیا ہے؟ ۱۱۲
گناہ گاروں کا سوال ۱۱۲
گمراہوں کی سزا ..... ۱۱۳_۱۱۴
اللہ ہر شے کا خالق ہے ۱۱۴
موت کا وقت معین ہے ..... ● نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ کی تفسیر ۱۱۵
پینے کے پانی پر غور کرو ..... ۱۱۶_۱۱۷
آگ کس نے پیدا کی ..... ● آتش جہنم کی کیفیت ۱۱۷
تسبیح رکوع ..... ● مواقع النجوم کی قسم ۱۱۸
قرآن کتاب مکنون میں ہے ..... ● مس قرآن کے آداب ۱۱۹
اللہ مرنے والے کے قریب ہوتا ہے ۱۲۰

presented by Ziaraat.com

الانواء کی تشریح حاشیہ میں ہے ۱۲۰
کتاب کافی کی روایت ..... ۱۲۱_۱۲۲
مقربین کا انعام ۱۲۲
مکذّبین وضالین کا انجام ..● سورۂ واقعہ کی تلاوت کا ثواب ۱۲۳

سورۃ الحدید

آسمان وزمین کی ہر شے تسبیح کر رہی ہے ..... ۱۲۴_۱۲۵
اللہ کی صفات ..... ۱۲۵_۱۲۶
چھ دنوں میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق ۱۲۶
اللہ تمہارے ساتھ ہے ۱۲۶
اموال کا مالک خدا ہے ۱۲۷
آیات بیّنات کا مقصد ..... ● آسمان وزمین کی میراث ۱۲۹
فتح مکہ سے قبل وبعد انفاق میں فرق ۱۳۰
اللہ اور قرض حَسَنہ ۱۳۰
قیامت کے دن مومنین ومومنات کا نور ۱۳۱
منافقین اور منافقات کا قول ۱۳۱
مومنین ومنافقین کے درمیان دیوار ۱۳۱
منافقین ومومنین کی گفتگو ۱۳۲
مردہ زمین کو زندہ کرنا ..... ● صدقہ دینے والوں کو دگنا اجر ۱۳۴
صدیقین وشہداء کون ہیں ..... ۱۳۴_۱۳۵
حیاتِ دنیا کی مثال ۱۳۷
آخرت میں عذاب یا مغفرت ..... ۱۳۷_۱۳۸
جنّت کی وسعت ۱۳۸
ہر شے کتاب میں تحریر ہے ..... ۱۳۸_۱۳۹
زہد کی مکمّل تعریف ..... ● مختال وفخور اللہ کو ناپسند ہے ۱۳۹
بخیل اور بخل کا حکم دینے والے ۱۴۱
مرسلین کو بینات کے ساتھ کتاب اور میزان دی گئی ..... ۱۴۱_۱۴۲
لوہا نازل کیا ۱۴۲
نوح ابراہیمؑ اور ان کی ذریت کو نبوت وکتاب سے نوازا ۱۴۲
عیسیٰؑ بن مریم کا ذکر ۱۴۳
رہبانیت کس نے ایجاد کی ۱۴۳
تفسیر مجمع البیان کی روایت ۱۴۴
کفلین من رحمتہ کی تفسیر ۱۴۵
صبر کرنے والوں کو دو دفعہ اجر ملے گا ۱۴۶
سورۂ حدید کی تلاوت کا ثواب ۱۴۶

سورۃ المجادلۃ

اللہ نے شکایت کرنے والی کی بات سن لی ۱۴۷
مائیں کون ہوتی ہیں ..... ● ظِہار کرنے والے ۱۴۸
ظہار کرنے کے بعد رجوع کرنے کا کفارہ ..... ۱۴۸_۱۴۹
آیت ظہار کا سبب نزول ..... ۱۴۹_۱۵۰
اللہ اور رسول کے مخالفین کی سزا ۱۵۲
اللہ سب کو مبعوث کرے گا ۱۵۲
تین افراد سرگوشی کریں تو ان میں چوتھا اللہ ہوتا ہے ۱۵۳
یہودیوں اور منافقوں کو سرگوشی سے روکا گیا ۱۵۴
ان کے سلام کا انداز ۱۵۴
مومنین کو سرگوشی کے آداب بتائے گئے ۱۵۵
سرگوشی شیطانی وسوسہ ..... ۱۵۵_۱۵۶
مجلس میں بیٹھنے کے آداب ..... ۱۵۶_۱۵۷
مومنین اور صاحبانِ علم کو رفعت ۱۵۷
تخلیہ میں رسول اللہ سے گفتگو کے آداب ..... ۱۵۸_۱۵۹
اس آیت صدقہ پر صرف حضرت علیؑ نے عمل کیا ۱۵۹
صدقہ دینے سے خوف نہ کرو ۱۵۹
الیمین الغموس کیا ہے؟ ۱۶۰
قسموں کو سپر بنانے والے ..... ۱۶۱_۱۶۳
اللہ اور رسول کا مقابلہ کرنے والے ۱۶۳
روم وفارس فتح کرنے کی تمنّا ۱۶۴
مومن کے دل میں دو کان ہوتے ہیں ۱۶۴
مومن کی تائید خاص روح سے ..... ۱۶۴_۱۶۵
حزب اللہ غالب ہے ۱۶۵

سورۃ الحشر

اہل کتاب جلاوطن ہوئے ۱۶۷
مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے ۱۶۷
بنونضیر کی عہد شکنی ..... ۱۶۷_۱۶۸
امیرالمومنینؑ اور قلعوں کا محاصرہ ..... ● رسولؐ اللہ کی رحم دلی ۱۶۸
یہودیوں پر عذاب جلاوطنی کی صورت میں ۱۶۸
حکم رسولؐ کی مخالفت کی سزا ۱۶۹
درخت خدا کے حکم سے کاٹے گئے ۱۶۹
مال فَیٔ کا حکم ..... ۱۷۱_۱۷۲
جو رسولؐ دے اسے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ ۱۷۲_۱۷۳
دارالحرب سے دارالاسلام ہجرت کرنے والوں کا حق ۱۷۳

presented by Ziaraat.com

فلاح پانے والے ۱۷۴
شح اور بخل میں فرق ۱۷۵
یوثرون علی انفسھم کا شانِ نزول ۱۷۵
ابن ابی کے بارے میں ..... ۱۷۷_۱۷۸
بنی قینقاع کا تذکرہ ۱۸۰
ابن ابی اور بنی نضیر کے بارے میں مثال ..... ۱۸۰_۱۸۱
ماقدمت لغد کا مفہوم ..... ● فاسقین کی نشانی ۱۸۱
اصحاب النار اور اصحاب الجنۃ میں فرق ● قرآن کی عظمت ۱۸۲
صفاتِ خدا ..... ۱۸۲_۱۸۴
سورۂ حشر کی تلاوت کا ثواب ۱۸۴

سورۂ ممتحنہ

اللہ کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ..... ۱۸۶_۱۸۸
ابراہیم اور ان کے اصحاب کا اسوہ ۱۸۸
گفرنا بکم کا مفہوم ..... ● ابراہیم کی چچا کے لیے مغفرت ۱۸۹
حضرت ابراہیمؑ کی دعا ۱۹۱
حضرت ابراہیمؑ کا اسوۂ حسنہ ۱۹۲
رسول اللہؐ کو کافروں سے برأت کا حکم ۱۹۲
حبیبہ بنت ابی سفیان سے نکاح ۱۹۲
قتیلہ بنت عبدالعزیٰ کا واقعہ ۱۹۳
ہجرت کرنے والی مومنات کا امتحان ۱۹۳
مہاجرات مومنات کے احکام ..... ۱۹۳_۱۹۴
اہل کتاب سے نکاح کا حکم ۱۹۴
کافر بیویوں کے مہر کا حکم ..... ۱۹۴_۱۹۷
مومنات مہاجرات کی بیعت ۱۹۸
ہند یا ام الحکیم کا رسول سے سوال ۱۹۹
سورۂ ممتحنہ کی تلاوت کا ثواب ۲۰۰

سورۂ الصّف

ایسی بات کیوں کہتے ہو جسے کرتے نہیں ۲۰۲
اللہ کن سے محبت کرتا ہے ۲۰۳
حضرت عیسیٰ نے احمد کی بشارت دی ..... ۲۰۳_۲۰۴
سب سے بڑا ظالم کون؟ ۲۰۶
اللہ کا نور پھونکوں سے نہیں بجھایا جاسکتا ۲۰۶
اللہ نور کو مکمل کرے گا ..... ● دین حق غالب ہوگا ۲۰۷
بہترین تجارت ۲۰۷
نصرت و فتح ..... ● انصار اللہ بن جاؤ ۲۰۸
حضرت عیسیٰؑ کا سوال ..... ● سورۃ الصف کو پڑھنے کا ثواب ۲۰۸

سورۂ جمعہ

صفات خدا ..... ● بعثت رسول کا مقصد ۲۱۰
امیین کی تشریح ..... ● لمّا یلحقوا بھم کی تفسیر ۲۱۱
توریت اٹھانے والوں کی مثال ..... ● یہودیوں کو مشورہ ۲۱۲
موت سے فرار ممکن نہیں ۲۱۳
بروز جمعہ کا اجتماع ۲۱۴
احکام روز جمعہ ..... ۲۱۵_۲۱۶
تجارت اور کھیل تماشے کے وقت نمازیوں کا عمل ۲۱۷
سورۂ جمعہ کی تلاوت کا ثواب ۲۱۷

سورۂ منافقون

منافقین کی شناخت ..... ۲۱۹_۲۲۱
استغفار و عدم استغفار مساوی ہے ۲۲۱
منافقین کا ارادہ ..... ۲۲۲_۲۲۴
عبداللہ بن ابی کے بیٹے کا عمل ۲۲۴
مومنین سے خطاب ..... ● مرنے سے پہلے خرچ کرو ۲۲۵
جب وقت آجائے تو مُہلت نہیں ۲۲۵

سورۂ التغابن

ایمان و کفر کی شناخت ..... ● قوموں پر عذاب کیوں آیا ۲۲۸
کیا بشر ہدایت کرے گا ..... ● ایمان لانے کا حکم ۲۲۹
نور سے کون مراد ہے ..... ۲۲۹_۲۳۰
یوم التغابن کا مفہوم ۲۳۰
کفار و مکذّبین کا انجام ..... ● مومن ہدایت سے بہرہ ور ۲۳۲
اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کا حکم ۲۳۳
بیویوں کے بارے میں چوکنا رہو ۲۳۳
امام حسنؑ و حسینؑ کا واقعہ ..... ● اموال و اولاد آزمائش ہے ۲۳۴
تقویٰ کا حکم ۲۳۴
اللہ کو قرض حسنہ دو ..... ● اللہ غیب و شہود کا عالم ہے ۲۳۵
سورۂ تغابن پڑھنے کا ثواب ۲۳۵

سورۂ الطّلاق

عدت کا حکم ۲۳۷
عِدّت کے دوران احکام ..... ۲۳۷_۲۳۸
الفاحشۃ المُبینۃ کیا ہے ۲۳۸
موافقت کی صورت ..... ۲۳۸_۲۳۹
عدّت کے بعد کا سلوک ۲۳۹

presented by Ziaraat.com

قاضی ابو یوسف کا حکم قرآن سے متصادم ..... ۲۳۹_۲۴۰
گواہی کا حکم ۲۴۰
یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ کی تفسیر ..... ۲۴۰_۲۴۱
ہر چیز کی مقدار معین ہے ..... ● توکل اور جبرئیل کا جواب ۲۴۱
یائسہ عورتوں کا حکم ..... ● حاملہ عورت کا حکم ۲۴۳
طلاق دینے کے آداب ..... ۲۴۴_۲۴۵
مطلقہ عورت کی رہائش ونفقہ کا حکم ۲۴۵
نکاح کا تعلق ختم ہونے کے بعد دودھ پلانے کی اجرت ۲۴۵_۲۴۶
ہر شخص اپنی بساط بھر خرچ کرے ۲۴۶
سرکش و گستاخ کی سزا ۲۴۸
اللہ خالق ارض وسما ..... ● والسمآءِ ذات الحُبُک کی تفسیر ۲۴۹
سورۂ طلاق پڑھنے کا ثواب ۲۴۹

سورۂ التحریم

نبی کو حکم حلال کو اپنے لیے حرام نہ کریں ۲۵۱
حضرت عائشہؓ وحضرت حفصہ کا واقعہ ۲۵۱
مغافیر کی بو کا مسئلہ ..... ● نبی نے بیوی سے راز کی بات کی ۲۵۱
اللہ نے نبی کو بات بتلا دی ۲۵۲
رسولؐ اللہ کے خلاف ایکا کرنے والی عورتیں ۲۵۲
صالح المومنین سے کون مراد ہے ۲۵۲
من کنت مولاہ فعلی مولاۃ ۲۵۲
اللہ نبی کو بہترین ازواج دے گا ۲۵۴
اپنے نفس کو اور اہل وعیال کو ایک جیسا حکم ۲۵۴
توبۃ النصوح کیا ہے ..... ۲۵۵_۲۵۶
مومنین کا نور ۲۵۶
کفار ومنافقین سے جہاد کا حکم ..... ۲۵۷_۲۵۸
نوحؑ ولوط کی بیوی کی مثال ..... ● فرعون کی بیوی کی مثال ۲۵۸
حضرت مریمؑ کا تذکرہ ..... ● چار عورتیں سب سے افضل ۲۵۹

سورۂ الملک

موت وحیات آزمائش ہے ۲۶۱
رحمٰن کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں ۲۶۲
آسمان کی زینت ..... ● رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ ۲۶۳
کفار کے لیے عذاب جہنم ۲۶۴
خازن جہنم کا سوال ۲۶۵
خشیت رب رکھنے والوں کیلیے مغفرت اور اجر کبیر ہے ۲۶۶
اللہ ہر شے سے باخبر ہے ۲۶۶
زمین کو تابع دار بنایا ..... ● کیا انسان بے خوف؟ ۲۶۸
پرواز کرتے پرندوں کو دیکھو ..... ● رحمان انسان کا مددگار ۲۶۹
کون رزق دیتا ہے ۲۶۹
قلوب کی اقسام ۲۷۰
اللہ نے ہر ایک کو وجود بخشا ۲۷۱
کافروں کا سوال قیامت کب آئے گی ۲۷۲
امیر المومنینؑ کے دشمن اور قیامت ..... ۲۷۳_۲۷۴
اَصْبَحَ مَآؤُکُمْ غَوْرًا کی تفسیر ۲۷۴
سورۂ الملک کی تلاوت کا ثواب ۲۷۴

سورۂ القلم

ن والقلم کی تفسیر ..... ۲۷۵_۲۷۶
رسول اللہ کے دس نام ہیں ۲۷۶
نبی خلق عظیم کا مالک ۲۷۷
ممنون کون ہے ..... ۲۷۷_۲۷۸
نبی کو جن کی عدم اطاعت کا حکم ..... ۲۷۸_۲۸۰
اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۲۸۰
باغ والوں کی آزمائش ..... ۲۸۰_۲۸۵
عذاب آخرت اکبر ہے ۲۸۶
کیا ہم مسلمین کو مجرمین جیسا بنا دیں ۲۸۷
یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ کی تفسیر ..... ۲۸۸_۲۸۹
استدراج کیا ہے ۲۹۰
صاحب حوت سے مثال ۲۹۱
کافروں کی نظر بد ..... ۲۹۱_۲۹۲
سورۂ ن والقلم پڑھنے کا ثواب ۲۹۲

سورۂ الحاقہ

الحاقہ کا مفہوم ..... ۲۹۳_۲۹۴
قوم ثمود کی تکذیب ۲۹۴
قوم عاد کی ہلاکت ..... ۲۹۴_۲۹۵
قوموں کی تباہی کی مثال ۲۹۵
فرعون ودیگر اقوام کی تباہی ..... ۲۹۵_۲۹۶
اُذُن واعیہ سے مراد ۲۹۶
نفخ صور کے اثرات ..... ۲۹۷_۲۹۸
عرش رب کو اٹھانے والے ۲۹۸
نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ..... ۲۹۹_۳۰۰
نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ..... ۳۰۱_۳۰۳

presented by Ziaraat.com

یہ رسول کریمؐ کا قول ہے ..... ● کاہن کا قول نہیں ۳۰۴
رسولؐ نے قرآن خود نہیں گھڑا ہے ..... ۳۰۴_۳۰۵
یہ قرآن متقین کے لیے نصیحت ہے ۳۰۵
کتاب کافی کی روایت ..... ● سورۂ الحاقہ پڑھنے کا ثواب ۳۰۶

سورۂ المعارج

عذاب واقع کا سوال ..... ۳۰۷_۳۰۸
ذِی الْمَعَارِجِ کی تفسیر ..... ۳۰۸_۳۰۹
دن کی مقدار روز قیامت ۳۰۹
قیامت دن آسمان کی کیفیت ۳۱۰
قیامت کا منظر ..... ۳۱۰_۳۱۲
انسان حریص پیدا ہوا ..... ● پابندی سے نماز پڑھنے والے ۳۱۲
سائل ومحروم کا حق ۳۱۳
نمازیوں کی صفات ..... ۳۱۳_۳۱۶
کفار کا نبی کی طرف میلان ..... ۳۱۶_۳۱۷
مشارق ومغارب کی قسم ۳۱۷
کفار کا قبروں سے نکلنے کا منظر ..... ۳۱۷_۳۱۸
سورۂ المعارج کی تلاوت کا ثواب ۳۱۸

سورۂ نوح

حضرت نوحؑ اور دعوتِ حق ..... ۳۲۰_۳۲۲
خلقت انسان اور سَمٰوٰتٍ کا ذکر ۳۲۳
حضرت نوحؑ کا شکوہ ..... ۳۲۴_۳۲۵
وَدٌّ قبیلہ سُورع ھُندیل وغیرہ، صالح لوگوں کے نام تھے ۳۲۵_۳۲۶
حضرت نوح کی بددُعا ..... ● سورۂ نوحؑ کی تلاوت کا ثواب ۳۲۷

سورۂ الجن

جنوں کا قرآن سننے کا واقعہ ۳۲۹
بعض انسان جنوں سے پناہ طلب کرتے ہیں ۳۳۰
آسمانوں پر سخت پہرا ..... ۳۳۰_۳۳۱
کتاب احتجاج کی روایت ۳۳۱
صالح جنوں کا قول ۳۳۲
مسلمون اور قاسطون کا مفہوم ..... ۳۳۳_۳۳۴
مساجد اللہ کے لیے ہیں ..... ۳۳۴_۳۳۵
عبداللہ سے مراد ۳۳۵
نبی فائدے اور نقصان کے مختار نہیں ..... ۳۳۶_۳۳۷
نبی کا کام کیا ہے؟ ۳۳۷
اللہ کے غیب کا علم ہے جسے چاہے عطا کرے ۳۳۸
سورۂ جن کی تلاوت کا ثواب ۳۳۹

سورۂ المُزمّل

مُزمّل کا مفہوم ۳۴۰
عبادت کا تعیّن ..... ۳۴۰_۳۴۱
قول ثقیل ۳۴۱
نَاشِئَةَ اللَّيْلِ ..... ۳۴۱_۳۴۲
وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ..... ● خدا کو نگہبان بنائیے ۳۴۲
لوگوں کی باتوں پر صبر کیجیے ۳۴۲
جہنم کا تعارف ..... ● روز قیامت زمین و پہاڑ کی کیفیت ۳۴۴
فرعون کا انکار اور اس کی گرفت ● قیامت کا انکار ممکن نہیں ۳۴۶
نبی کی عبادت کا بیان ۳۴۶
قرآن کی تلاوت ..... ● نماز شب کا ذکر ۳۴۷
نماز وزکوٰۃ کا حکم ..... ● اللہ کو قرض حسنہ دو ۳۴۸
اللہ سے مغفرت طلب کرو ● سورۂ المزمل پڑھنے کا ثواب ۳۴۸

سورۂ مُدّثر

مدثر کا مفہوم ..... ۳۴۹_۳۵۰
رسولؐ کو حکم دیا گیا ..... ۳۵۰_۳۵۱
نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ..... ۳۵۱_۳۵۲
ولید بن مغیرہ کے بارے میں ۳۵۲
آگ کا پہاڑ ۳۵۳
سَقَرَ خریف ۳۵۳
إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ کی تفسیر ..... ۳۵۵_۳۵۶
سَقَرَ کی کیفیت ۳۵۷
۱۹ فرشتے ..... ۳۵۷_۳۵۹
مثال بیان کرنے کی غرض ..... ۳۵۹_۳۶۰
اصحاب الیمین ۳۶۱
مجرمین سے سوال ۳۶۲
جہنم میں جانے کا سبب ۳۶۳
شفاعت سودمند نہ ہوتی ..... ● كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُسْتَنفِرَةٌ ۳۶۴
صُحُفًا مُنَشَّرَةً ..... ۳۶۴_۳۶۵
موحدین کے لیے آتش جہنم نہیں ہے ۳۶۵
سورۂ مدثر پڑھنے کا ثواب ۳۶۵

سورۂ القیامة

روز قیامت کی قسم ..... ۳۶۶_۳۶۷
قدرتِ خدا ۳۶۷

presented by Ziaraat.com

قیامت کب آئے گی ..... ۳۶۷_۳۶۸
انسانوں کی پریشانی ۳۶۸
انسانوں کو باخبر کیا جائے گا ۳۶۹
ہر انسان اپنے نفس پر بصیرت رکھتا ہے ۳۶۹
وحی ختم ہونے کا انتظار کیجیے ۳۷۰
جمع وقرآت کا استحکام ..... ۳۷۰_۳۷۱
بیان خدا کا کام ..... ● کچھ چہرے تروتازہ ۳۷۱
کچھ چہرے اداس ۳۷۲
دنیا سے فراق کا وقت ..... ۳۷۲_۳۷۳
موت کا پیغام ۳۷۴
اولیٰ لک فاولیٰ کی تفسیر ۳۷۵
تخلیق انسانی کے مراحل ..... ● اللہ قادرِ مطلق ہے ۳۷۶
سورۂ قیامت پڑھنے کے فضائل ۳۷۶

سورۂ الانسان

سورۂ انسان کا دوسرا نام ۳۷۷
انسان قابل ذکر نہ تھا ..... ● انسان کی تخلیق ۳۷۸
ھَدَینٰہُ السَّبیل کا مفہوم ..... ۳۷۸_۳۷۹
کافروں کے لیے عذاب ..... ● ابرار کا انعام ۳۷۹
اللہ کے بندوں کا مشروب ..... ● ایفائے نذر ۳۷۹
قیامت کا خوف ..... ● اطعامِ مسکین ویتیم واسیر ۳۸۰
جزا کے طلب گار نہیں ..... ● خوف خدا رکھنے والے ۳۸۰
سورے کا شان نزول ..... ۳۸۰_۳۸۲
صبر کی جزا ..... ۳۸۴_۳۸۶
ملک کبیر کیا ہے؟ ۳۸۶
جنت کی زیبائش وآرائش ۳۸۸
سَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا کی تفسیر ۳۸۹
ان کی مشیت، مشیتِ خدا ..... ● ظالمین کیلیے عذابِ الیم ۳۹۰
سورۂ ھل اتی کی تلاوت کا فائدہ ۳۹۰

سورۂ مُرسلات

فرشتوں کے مختلف گروہوں کی قسم ..... ۳۹۱_۳۹۲
قیامت کی کیفیت ۳۹۳
جھٹلانے والوں کا انجام ..... ۳۹۴_۳۹۵
زمین پر ایک کی رہائش گاہ ..... ● تین حصوں والا سائبان ۳۹۶
معذرت پیش کرنے کی اجازت نہیں ..... ۳۹۷_۳۹۸
متقین کے لیے نعمتیں ..... ۳۹۸_۳۹۹
ثقیف کے بارے میں آیت کا نزول ۳۹۹
سورۂ مرسلات پڑھنے کا ثواب ۳۹۹

سورۂ النباء

کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں ۴۰۱
نباءِ عظیم سے کیا مراد ہے ..... ۴۰۱_۴۰۲
تخلیق کائنات کا ذکر ..... ۴۰۲_۴۰۳
حَبّاً ونبات کا بیان ..... ۴۰۳_۴۰۴
نفخ صور ۴۰۴
فتحت اسماء ..... ● پہاڑوں کا چلایا جانا ۴۰۵
احقاب کا مفہوم ۴۰۶
جہنم کا مشروب ..... ۴۰۶_۴۰۷
حساب وکتاب کی امید ۴۰۷
متقین کے لیے کامیابی اور کامرانی ..... ۴۰۸_۴۰۹
بے حساب عطا ۴۰۹
کسی کو اس روز لب کشائی کا یارانہ ہوگا ۴۱۰
ابوتراب کی کنیت ..... ● سورۂ النباء کی تلاوت کا ثواب ۴۱۱

سورۂ النازعات

مختلف فرشتوں کی قسم کھائی گئی ..... ۴۱۲_۴۱۳
قیامت کا منظر ..... ۴۱۳_۴۱۴
حضرت موسیٰؑ کا ذکر ..... ۴۱۵_۴۱۶
آسمان، زمین اور پہاڑ کی تخلیق ۴۱۸
جہنم کا نظر آنا ۴۱۹
جنت کس کے لیے ہے ..... ۴۱۹_۴۲۰
سوال کرتے ہیں قیامت کب آئے گی ۴۲۰
سورۂ والنازعات کی تلاوت کا ثواب ۴۲۰

سورۂ عبس

عبس وتولیٰ کا شانِ نزول ..... ۴۲۱_۴۲۲
فیض کاشانی کی رائے ۴۲۳
بدترین دُعا ۴۲۴
انسان اپنی تخلیق پر غور کرے ..... ۴۲۴_۴۲۵
غذا پر غور کرنے کا حکم ..... ۴۲۵_۴۲۶
فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰی طَعَامِہٖ ۴۲۶
قیامت کا منظر ..... ۴۲۷_۴۲۸
کچھ چہرے چمک رہے ہوں گے ۴۲۸
کچھ گرد میں اٹے ہوں گے ۴۲۹

presented by Ziaraat.com

سورۂ عبس وتولّیٰ پڑھنے کا فائدہ ۴۲۹

سورۂ التکویر

قیامت کی علامات ..... ۴۳۰_۴۳۱
اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ کی تفسیر ..... ۴۳۱_۴۳۲
ستاروں کی قسم ..... ۴۳۳_۴۳۴
رات اور صبح کا ذکر ۴۳۴
حضرت جبرئیلؑ کا تذکرہ ..... ۴۳۴_۴۳۵
تمھارا ساتھی دیوانہ نہیں ۴۳۶
کاھنین کون ہیں ۴۳۷

سورۂ الانفطار

قیامت کیسے برپا ہوگی ..... ۴۳۸_۴۳۹
مردے زندہ ہوں گے ۴۳۹
انسان کو کس بات نے نافرمان بنایا ..... ۴۳۹_۴۴۰
تخلیق کے مراحل ۴۴۰
کراماً کاتبین کا کام ۴۴۱
ابرار کا مقام ..... ● فجار کا انجام ۴۴۲
روز جزا کا بیان ۴۴۲

سورۂ المطففین

مطففین کا مفہوم ..... ● مطففین کا کام ۴۴۴
انسان اور حضور رب ..... ● سجّین کا تعارف ۴۴۵
روز جزا کو جھٹلانے والے ..... ● سیاہ نکتہ کیا ہے ۴۴۶
یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ کی تفسیر ۴۴۷
کتاب الابرار ۴۴۸
کتاب الفجار ..... ۴۴۸_۴۴۹
ان الابرار یعنی نعیم ..... ۴۴۹_۴۵۰
مجرم اور مومنین ..... ● تفسیر مجمع البیان کی روایت ۴۵۲
مومنین اور کفار ● نماز واجب میں سورۂ مطففین پڑھنے کا ثواب ۴۵۳

سورۂ الانشقاق

اِنْشَقَّتْ کا مفہوم ..... ۴۵۴_۴۵۵
قیامت کا منظر ..... ۴۵۵_۴۵۶
نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں لینے والے ۴۵۶
پس پشت نامۂ عمل والے ..... ۴۵۶_۴۵۷
لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کی تفسیر ۴۵۸
تلاوت قرآن کے وقت سجدہ نہ کرنے والے ۴۵۹
کفار کو عذاب الیم کی بشارت ۴۵۹

سورۂ البروج

یوم موعود کیا ہے؟ ۴۶۱
شاہد و مشہود سے کیا مراد ہے ..... ۴۶۱_۴۶۲
اصحاب الاخدود کون تھے ..... ۴۶۲_۴۶۵
لوح محفوظ میں قرآن ہے ۴۶۷
سورۂ بروج کی تلاوت کا ثواب ۴۶۷

سورۂ الطّارق

نجم ثاقب کی توضیح ۴۶۹
انسان اپنی خلقت پر غور کرے ..... ۴۶۹_۴۷۰
یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ کی تفسیر ۴۷۰
قول فصل ..... ● وَّاكِيْدُ كَيْدًا کیا ہے ۴۷۱
سورۂ طارق پڑھنے کا ثواب ۴۷۱

سورۂ اعلیٰ

تسبیح کی حقیقت ..... ● تخلیق و تقدیر ۴۷۳
نسیان کے بارے میں ضمانت ۴۷۴
پاکیزگی فلاح کی شرط ..... ● قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى کی تفسیر ۴۷۵
ذکر رب اور نماز ..... ۴۷۵_۴۷۶
کتاب خصال کی روایت ..... ۴۷۶_۴۷۷
سورۂ اعلیٰ پڑھنے کا ثواب ۴۷۷

سورۂ الغاشیہ

روزِ قیامت کا تذکرہ ۴۷۸
گناہ گاروں کا انجام ۴۷۹
حدیث الغاشیہ کی تفسیر ..... ۴۷۹_۴۸۰
جنّت کا احوال ۴۸۰
اونٹ کی تخلیق پر غور کرو ۴۸۱
آسمان، پہاڑ اور زمین کی خلقت ..... ۴۸۱_۴۸۲
نبی کا کام نصیحت کرنا ۴۸۲
حساب و کتاب خدا کی ذمہ داری ..... ۴۸۲_۴۸۳
سورۂ غاشیہ پڑھنے کا ثواب ۴۸۳

سورۂ الفجر

فجر اور دس راتوں سے مراد ۴۸۴
شفع و وَتر کا مفہوم ۴۸۵
قوم عاد کا ذکر ..... ۴۸۵_۴۸۶
فرعون کا ذکر ۴۸۶
انسان اور آزمائش ۴۸۸

presented by Ziaraat.com

قیامت کی منظر کشی ۴۸۹
وَجِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ کی تفسیر ..... ۴۸۹_۴۹۰
انسان کا پچھتاوا ۴۹۰
نفس مطمئنہ ..... ● سورۂ الفجر پڑھنے کا ثواب ۴۹۱

سورۂ البلد

بِهٰذَا الْبَلَدِ کا مفہوم ۴۹۳
وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ کا مطلب ..... ۴۹۳_۴۹۴
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ کی تفسیر ۴۹۴
مَالًا لُّبَدًا سے کیا مراد ہے ..... ۴۹۴_۴۹۵
سوال سے تفہیم دین ۴۹۵
هَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ کا مفہوم ..... ۴۹۵_۴۹۶
عقبہ کی تفسیر ۴۹۶
کتاب کافی کی روایت ..... ۴۹۶_۴۹۷
اصحاب المیمنۃ المشئمۃ کا ذکر ● سورۂ بلد کی تلاوت کا ثواب ۴۹۷

سورۂ الشمس

گیارہ چیزوں کی قسم ..... ۴۹۸_۴۹۹
فجور وتقوی کا الہام ۴۹۹
کامیاب کون ہے؟ ۵۰۰
قوم ثمود اور ناقہ حضرت صالحؑ ..... ۵۰۰_۵۰۱
تباہی کا انجام ● سورۂ الشمس، واللیل والضحیٰ اور الم نشرح پڑھنے کا ثواب ۵۰۱

سورۂ اللیل

رات دن کی قسم ..... ● الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى سے مراد ۵۰۳
مَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى کی تفسیر ..... ۵۰۴_۵۰۵
بخیل کا انجام ..... ۵۰۵_۵۰۶
کتاب مناقب کی روایت ۵۰۶
امام صادقؑ کی روایت ۵۰۷

سورۂ الضحیٰ

روز وشب کی قسم ۵۰۸
اللہ نے نہیں چھوڑا ..... ۵۰۸_۵۰۹
رب کی نبی کو عطا ۵۰۹
رسول اللہ ﷺ سے خطاب ..... ۵۱۰_۵۱۱
نعمت رب کا برملا اظہار کرو ● حبیب اللہ اور بَغِیضُ اللہ ۵۱۱

سورۂ الانشراح

اَلَمْ نَشْرَحْ کی تفسیر ۵۱۲
رفعت ذکر کا مفہوم ۵۱۳
عُسر اور یُسراً ..... ۵۱۳_۵۱۴
فَرَغْتَ فَانْصَبْ کی تفسیر ۵۱۴
اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ..... ۵۱۴_۵۱۵
حاشیہ پر آیت ۲۳ کی روایت محبت اہل بیت کے بارے میں ۵۱۵

سورۂ التین

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ کی قسم ..... ۵۱۶_۵۱۷
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ پر ۵۱۷
روز جزا کا انکار کیوں ..... ● اللہ حکم الحاکمین ہے ۵۱۸
سورۂ التین پڑھنے کا ثواب ۵۱۸

سورۂ العلق

اللہ کے نام سے پڑھو ..... ● علم الانسان مالم کی تعلیم ۵۲۰
یَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى کی تفسیر ۵۲۱
فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ کی تفسیر ۵۲۲
بندہ کب خدا سے قریب ہوتا ہے ۵۲۴
عزائم چار ہیں ..... ● سورۂ علق پڑھنے کا ثواب ۵۲۴

سورۂ القدر

لَیْلَةِ الْقَدْرِ کیا ہے ۵۲۵
اَلْفِ شَهْرٍ سے کیا مراد ہے ..... ۵۲۶_۵۲۷
لیلۃ مبارکۃ کون سی ہے ۵۲۷
روح اور فرشتے نازل ہوئے ہیں ..... ۵۲۷_۵۲۸
طلوع فجر تک سلامتی ..... ● سورۂ القدر پڑھنے کا ثواب ۵۲۸

سورۂ البینہ

بیّنہ سے کیا مراد ہے ..... ● كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۵۳۰
بینہ آنے کے بعد اختلاف ..... ۵۳۰_۵۳۱
خَیْرُ الْبَرِیَّةِ کون ہیں؟ ..... ۵۳۱_۵۳۲
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کی تفسیر ● سورۂ البینہ پڑھنے کا ثواب ۵۳۲

سورۂ الزلزال

زمین آپ بیتی سنائے گی ..... ۵۳۴_۵۳۵
لوگوں کا بکھر جانا ۵۳۵
آیت جامعہ کون سی ہے ..... ۵۳۵_۵۳۶
سورۂ زلزال کی تلاوت کا ثواب ۵۳۶

سورۂ العادیات

سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم ۵۳۷
وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا دوسرا مفہوم ۵۳۷
ان گھوڑوں کی صفات ..... ● انسان ناشکرا ہے ۵۳۸

presented by Ziaraat.com

حب الخیر کیا ہے ..... ● کتاب امالی کی روایت ۵۳۹
سورۂ کا تعلقہ وادی یابس کے افراد سے ..... ۵۳۹_۵۴۱
سورۂ عادیات پڑھنے کا ثواب ۵۴۱

سورۂ القارعہ

القارعۃ کا مفہوم ۵۴۲
عظیم حادثے کے اثرات ۵۴۳
میزان کے ثقیل ہونے کا فائدہ ۵۴۳
میزان خفیف ہو تو کیا ہوگا ۵۴۳
فامہ ھاویۃ کی تفسیر ..... ● سورۂ قارعہ پڑھنے کا ثواب ۵۴۳

سورۂ التکاثر

تکاثر کی تفسیر ..... ۵۴۴_۵۴۵
مرکھپ کر قبروں میں چلے گئے ۵۴۵
قیامت کے دن نعمتوں کا سوال ..... ۵۴۶_۵۴۸
سورۂ تکاثر پڑھنے کا ثواب ۵۴۸

سورۂ العصر

عصر سے کیا مراد ہے ..... ۵۴۹_۵۵۰
گھاٹے میں کون ہے ..... ● منتخب افراد مستثنیٰ ہیں ۵۵۰
سورۂ والعصر کی تلاوت کا ثواب ۵۵۰

سورۂ الھمزہ

ھمزہ کا مفہوم ۵۵۱
ھمزہ کی صفات ..... ● حُطمۃ کیا ہے ۵۵۲
عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ سے کیا مراد ہے ● سورۂ ھمزہ پڑھنے کا ثواب ۵۵۲

سورۂ الفیل

اصحاب الفیل کے ساتھ کیا ہوا ۵۵۳
سورۂ کا شانِ نزول ..... ۵۵۴_۵۵۵
سورۂ فیل کی تلاوت کا ثواب ۵۵۵

سورۂ القریش

سورۂ کا شان نزول ۵۵۶
تلاوت کا ثواب ۵۵۷

سورۂ الماعون

روز جزا کو جھٹلانے والا ..... ● یتیموں کا دھکا دینے والا ۵۵۸
مسکینوں کو محروم رکھنے والا ۵۵۹
صَلَاتِهِم سَاهُون کی تفسیر ..... ۵۵۹_۵۶۰
يَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ کی تفسیر . ● سورۂ ماعون پڑھنے کی فضیلت ۵۶۰

سورۂ الکوثر

کوثر کا مفہوم ..... ۵۶۱_۵۶۲
وانحر سے مراد ..... ۵۶۲_۵۶۳
دشمن ابتر ہے ..... ● سورۂ کوثر پڑھنے کا ثواب ۵۶۳

سورۂ الکافرون

کتاب امالی کی روایت ..... ۵۶۴_۵۶۵
سورۂ کافرون کا سبب نزول ● ثواب الاعمال کی روایت ۵۶۵
کافرون پڑھنے کا ثواب ۵۶۵

سورۂ النصر

افواج کی صورت میں داخل ہونا ۵۶۶
سورۂ النصر کا شانِ نزول ● یہ سورۂ سب سے آخر میں نازل ہوا ۵۶۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل اس سورے سے متعلق ۵۶۷
سورۂ نصر پڑھنے کا ثواب ۵۶۷

سورۂ المتند

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ کا مفہوم ۵۶۸
ابولہب کا انجام ..... ۵۶۸_۵۶۹
ابولہب کی بیوی کا نام ..... ● فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۵۶۹
دعوت ذوالعشرہ میں ابولہب کا کردار ۵۷۰
قرب الاسناد کی روایت ۵۷۰
اس سورے کی تلاوت کے وقت کیا کرنا چاہیے ۵۷۰

سورۂ الاخلاص

سبب نزول سورۂ اخلاص ۵۷۱
سورۂ اخلاص کی تفسیر ..... ۵۷۱_۵۷۶
سورۂ اخلاص پڑھنے کا ثواب ۵۷۶

سورۂ الفلق

اَلْفَلَقِ کا مفہوم ۵۷۷
شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ..... ● النَّفّٰثٰتِ سے مراد ۵۷۸
شَرِّ حَاسِدٍ کیا ہے ۵۷۸
جادو کے بارے میں امام رضا کی روایت ..... ۵۷۹_۵۸۰
معوذتین کا سبب نزول ۵۸۰
سورۂ الفلق کی تلاوت کا ثواب ۵۸۱

سورۂ الناس

مومن کے دل میں دو کان ہوتے ہیں ۵۸۲

presented by Ziaraat.com

سورۂ طور

سورۂ طور مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں ۴۹ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَ کِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾ فِیۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ۙ﴿۴﴾
وَ السَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾ وَ الۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾
مَّا لَہٗ مِنۡ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ یَّوۡمَ تَمُوۡرُ السَّمَآءُ مَوۡرًا ۙ﴿۹﴾ وَّ تَسِیۡرُ الۡجِبَالُ سَیۡرًا ؕ﴿۱۰﴾
فَوَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ خَوۡضٍ یَّلۡعَبُوۡنَ ۘ﴿۱۲﴾
یَوۡمَ یُدَعُّوۡنَ اِلٰی نَارِ جَہَنَّمَ دَعًّا ؕ﴿۱۳﴾ ہٰذِہِ النَّارُ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ بِہَا
تُکَذِّبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحۡرٌ ہٰذَاۤ اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ۚ﴿۱۵﴾
اِصۡلَوۡہَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَیۡکُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا کُنۡتُمۡ
تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾

وقف لازم

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-قسم ہے طور کی۔ ۲-اور لکھی ہوئی کتاب کی۔ ۳-جو کشادہ اوراق میں ہے۔ ۴-قسم ہے بیت المعمور کی۔
۵-اور بلند چھت کی۔ ۶-اور موجزن سمندر کی۔ ۷-بے شک آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔
۸-جس کا ٹالنے والا کوئی نہیں۔ ۹-جس روز آسمان مُضطرِب ہوگا۔ ۱۰-اور پہاڑ تیز تیز چلتے نظر آئیں گے۔

۱۱-اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔ ۱۲-جو لوگ مصیبتوں میں کھیل رہے ہیں۔
۱۳-جس دن انھیں آتش جہنّم میں دھکیل دیا جائے گا۔ ۱۴-یہی ہے وہ آگ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔
۱۵-فیصلہ کرو یہ جادو ہے یا تمھیں دکھائی نہیں دے رہا ہے۔
۱۶-جاؤ اس میں جھلسو، صبر کرو یا نہ کرو تمھارے لیے یکساں ہے تمھارے عمل کے مطابق تمھیں جزا دی جارہی ہے۔

presented by Ziaraat.com

۱-وَالطُّوْرِ-

قسم ہے طور کی۔

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد طورِ سینا ہے جو مَدْیَن کا ایک پہاڑ ہے جہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا کلام سُنا تھا۔ ۱

تفسیر قمی میں بھی ایسی ہی روایت ہے۔ ۲

۲-وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ- اور قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی۔

۳-فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ- کشادہ اوراق میں۔

رِق اس کھال کو کہتے ہیں جس پر لکھا جاتا ہے یہ لفظ بطور اِستعارہ آیا ہے کیوں کہ اس پر کتاب لکھی گئی تھی اور رق منشور کو نکرہ لایا گیا تعظیم کی وجہ سے اور یہ بتلانے کے لیے یہ لوگوں کے درمیان متعارف نہیں ہے۔

۴-وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ- قسم ہے بیت المعمور کی۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے اور وہ ضُرَاح ہے یعنی خانۂ کعبہ کے مقابل میں اس میں ہر روز ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر ہرگز اس میں دوبارہ نہیں آتے۔ ۳

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے چار ستون بنائے ہیں اور اُن کا نام ''ضُرَاح'' رکھا ہے اور وہ بیت المعمور ہے اور فرشتوں سے کہا تم اس گھر کا طواف کرو پھر ملائکہ کو بھیجا اور کہا کہ تم زمین پر اسی جیسا گھر بناؤ اور اسی اندازے کے مطابق گھر تعمیر کرو اور ساکنین ارض کو حکم دیا کہ وہ اس گھر کا طواف کریں۔ ۴

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اس گھر میں ہر روز ستر (۷۰) ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر وہ دوبارہ پلٹ کر نہیں آتے۔ ۵

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ بیت المعمور دنیاوی آسمان میں ہے ۶

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو گھر دنیاوی آسمان میں ہے اُس کا نام ضُرَاح ہے اور وہ بیت الحرام کے صحن میں ہے اگر یہ گر جائے تو وہ بھی گر جائے گا اس میں ہر روز ستر (۷۰) ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو کبھی اس میں واپس نہیں آتے۔ ۷

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ حدیث معراج میں ہے کہ بیت المعمور ساتویں آسمان پر ہے اور اسے

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۴ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۱

(۳) تفسیر قمی ۲ ص ۳۳۱ (۴) مجمع البیان ج ۱-۲ ص ۷، ۲

(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۶۳ (۶) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۶۳

(۷) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۶۳

presented by Ziaraat.com

روایت کیا ہے قمیؒ اور عیاشی نے۔ ۱

۵-وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ- اور بلند چھت کی قسم۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا اس سے مراد آسماں ہے اور یہ روایت مجمع البیان میں حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ ۲

۶-وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ- اور قسم ہے موج زن سمندر کی۔

کہا گیا ہے یعنی بھرا ہوا اور محیط ہے یعنی بحر اوقیانوس یا بھٹی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ (التکویر ۶) اور جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے۔ ۳

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ سمندر قیامت کے دن بھڑک اٹھیں گے۔ ۴

اور روایت کی گئی ہے کہ خداوند عالم قیامت کے دن سمندروں کو آگ بنا دے گا جس سے جہنم بھڑک رہی ہوگی۔ ۵

۷-اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ-

بے شک آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔

یعنی آ کر رہے گا، نازل ہوگا۔

۸-مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ-

جس کا ٹالنے والا کوئی نہیں۔ جو اسے ٹال سکے۔

کہا گیا ہے ان امور کے دلالت کی وجہ جن پر اسے تقسیم کیا گیا کہ یہ وہ امور ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور حکمت اور خبر دینے والے کی صداقت اور اعمال کو تحریر کرنے پر دلالت کرتے ہیں تاکہ انھیں بدلہ دیا جا سکے۔ ۶

۹-يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا- جس روز آسمان مضطرب ہوگا۔

۱۰-وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا-

اور پہاڑ تیز تیز چلتے نظر آئیں گے۔ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ وہ ہوا کی طرح چلیں گے۔ ۷

امام سجاد علیہ السلام حدیث نفختین (دو دفعہ صور پھونکا جانا) کے ذیل میں اور سورۂ زمر کے تحت پہلے گزر چکا ہے۔ فرمایا ''تَسِيْرُ'' کا مفہوم ہے ''تَبْسُطُ'' پھیل جائے گا۔ ۸

---

(۱) تفسیر قمیؒ و تفسیر عیاشی ج ۳ ص ۱۲۸ ح ۴۳
(۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۳۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۶۳
(۳) بیضاوی انوار التنزیل ۲ ص ۴۲۴
(۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۳۱
(۵) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۴
(۶) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۴
(۷) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۳
(۸) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۲۵۲

presented by Ziaraat.com

۱۱-فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ- اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔

۱۲-الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ- جو لوگ معصیتوں میں کھیل رہے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا: یخوضون فی المعاصی

وہ گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ (۱)

۱۳-يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا-

جس دن انھیں آتشِ جہنّم میں دھکیل دیا جائے گا۔

یعنی جہنّم کے اندر انھیں سختی کے ساتھ دھکا دیا جائے گا۔

هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ- یہی ہے وہ آگ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

یعنی ان سے کہا جائے گا۔

۱۴-اَفَسِحْرٌ هٰذَآ -

فیصلہ کرو کیا یہ جادو ہے؟ یعنی تم وحی کے بارے میں یہ کہا کرتے تھے کہ یہ تو جادو ہے تو کیا یہ مصداق بھی جادو ہے؟

۱۵- اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ- یا تمھیں دکھائی نہیں دے رہا ہے۔

یہ اسی طرح ہے جس طرح تمھیں دنیا میں کچھ سمجھائی نہیں دے رہا تھا جس پر یہ دلالت کر رہا ہے۔ یہ درحقیقت تنبیہ اور سرزنش ہے۔

۱۶-اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ -

جاؤ اس میں جھلسو صبر کرو یا نہ کرو تمھارے لیے یکساں ہے۔

یعنی جہنّم میں داخل ہو جاؤ تم جس طرح چاہو خواہ تم صبر کرو یا نہ کرو اب اس سے کوئی چھٹکارا نہیں ہے۔

سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ-

دونوں امر یعنی صبر کرنا یا صبر نہ کرنا دونوں مساوی ہیں۔

اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ-

تمھارے عمل کے مطابق تمھیں جزا دی جا رہی ہے یہ مُساوی (برابر) ہونے کی علّت بیان کی جا رہی ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۲

presented by Ziaraat.com

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ ۙ﴿۱۷﴾
فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾
كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾
مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ مَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾
وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾

۱۷- بے شک متقین جنتوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔

۱۸- جو کچھ ان کے رب نے انھیں دیا ہے وہ اُس کے مزے لوٹ رہے ہیں اور اُن کے رب نے انھیں عذابِ جہنّم سے بچا لیا ہے۔

۱۹- مزے سے کھاؤ پیو اپنے ان اعمال کے صلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔

۲۰- وہ آمنے سامنے بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور ہم خوب صورت آنکھوں والی حوروں سے اُن کی شادی کرادیں گے۔

۲۱- اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی ذریّت نے بھی ایمان میں ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریّت کو بھی ان کے ساتھ مُلحق کردیں گے اور ان کے عمل میں ہم ذرّہ برابر کمی نہیں کریں گے ہر شخص اپنے عمل کا خود ضامن ہے۔

۲۲- اور ہم انھیں پھل، گوشت اور جو وہ چاہیں گے وہ انھیں فراہم کریں گے۔

۲۳- وہ ایک دوسرے سے ساغر لپک کر لے رہے ہوں گے جہاں پر نہ بے ہودگی ہوگی نہ ہی گناہ کی باتیں۔

۲۴- اور ان کی خدمت کے لیے نوخیز لڑکے اردگرد ہوں گے جو پوشیدہ موتیوں کی طرح حسین وجمیل ہوں گے۔

۱۷- اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ-

بے شک متقین جنتوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ ہر طرح کی جنتوں اور ہر طرح کی نعمتوں میں۔

presented by Ziaraat.com

۱۸-فٰكِهِيْنَ-

وہ مزے لوٹ رہے ہوں گے، لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ-

جو کچھ اُن کے رب نے انھیں دیا ہے۔

وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ-

اور اُن کے رب نے انھیں عذابِ جہنّم سے بچا لیا ہے۔

۱۹-كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ-

مزے سے کھاؤ پیو اُن اعمال کے صلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔

۲۰-مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ-

وہ آمنے سامنے بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے مصفوفہ کے معنی ہیں برگزیدہ، منتخب۔

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ-

اور ہم خوب صورت آنکھوں والی حوروں سے اُن کی شادی کرا دیں گے۔ حوروں کے بارے میں سورۂ دخان کی آیت ۵۴ کے ذیل میں گفتگو کی جا چکی ہیں۔

۲۱-وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ-

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی ذریت نے بھی ایمان میں ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریّت کو بھی ان سے ملحق کر دیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ خداوند عالم مومن کی ذریّت کو اس کے درجے تک بلندی عطا کر دے گا خواہ وہ مرتبے میں کم ہوں تا کہ ان کے ذریعے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (۱)

کتاب کافی، فقیہ اور توحید میں امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے فرمایا کہ آباؤ اجداد کے عمل کے مقابلے میں اولاد نے کوتاہی کی تو اسی وجہ سے اولاد کو ان کے آباؤ اجداد سے ملحق کر دیا گیا تا کہ اس کے ذریعے اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ (۲)

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مومنین کے بچّوں کو قیامت کے دن ان کے آباؤ اجداد کی جانب رہنمائی کی جائے گی۔ (۳)

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۶ (۲) الکافی ج ۳ ص ۴۹۴ ح ۵ ومن لایحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۳۱۶ ح ۱۵۳۷ والتوحید ص ۳۹۴ ح ۷ باب ۷۱

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۶۶

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں بھی ایسی ہی روایت پائی جاتی ہے۔[۱]

کتاب فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کو اطفال مومنین کا کفیل بنایا ہے وہ ان بچّوں کو جنّت کے ایک درخت سے غذا فراہم کرتے ہیں جس کے تھن گائے کے تھنوں جیسے ہوتے ہیں اور وہ بچے موتی کے محل میں ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو انھیں اچھے لباس پہنائے جائیں گے اور انھیں خوش بو لگائی جائے گی اور ان کے آباؤ اجداد کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا وہ جنت میں اپنے آباء کے ساتھ بادشاہ بن کر رہیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ الخ[۲]

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۔

اور ان کے عمل میں ہم ذرّہ برابر کمی نہیں کریں گے۔

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ کا مفہوم ہے وَمَا نَقَصْنَاهُمْ ہم نے کوئی کمی نہیں کی۔

ہم نے بچوں کو ان کے آباء سے ملحق کر کے کوئی کمی نہیں کی بلکہ ہم نے ان پر اپنا فضل کیا ہے کتاب کافی اور قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ الذین اٰمنوا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی ذریّت میں ائمہ اور اوصیاء مراد ہیں

اَلْحَقْنَا بِهِمْ ہم نے ان سے ملحق کر دیا ہم نے ان کی ذریت میں اس حجّت کو کم نہیں کیا جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے لیے لائے تھے۔ اُن کی حُجّت ایک ہے اور اُن کی اطاعت ایک ہے۔[۳]

كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ۔

ہر شخص اپنے عمل کا خود ضامن ہے۔

اللہ کے نزدیک ہر شخص اپنے عمل کا خود ضامن ہے اگر وہ عملِ صالح بجا لاتا ہے تو اللہ اسے چھٹکارا دے دے گا ورنہ اسے ہلاک کر دے گا۔

۲۲- وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ۔

اور ہم انھیں پھل، گوشت اور جن چیزوں کا ان کا جی چاہے گا وہ انھیں فراہم کیے چلے جائیں گے۔

ہم وقتاً فوقتاً ان کی خواہش کے مطابق ہر قسم کی نعمتوں میں اضافہ کرتے رہیں گے۔

۲۳- يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا۔

وہ ایک دوسرے سے ساغر لپک کر لے رہے ہوں گے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۳۲ (۲) من لایحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۳۱۶ ح ۱۵۳۶ باب ۱۵۰

(۳) الکافی ج ۱ ص ۴۷۵ ح ۲ و تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۲

presented by Ziaraat.com

وہ اور ان کے ہم نشین ایک دوسرے سے جام شراب لپک لپک کر لے رہے ہوں گے۔

کاسًا کے معنی ہیں خمر (شراب) کا جام۔

لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ۔

جہاں پر نہ تو بے ہودگی ہوگی اور نہ ہی گناہ کی باتیں۔

یعنی شراب پینے کے دوران وہ لغو اور بے ہودہ گفتگو نہیں کریں گے اور نہ ہی ایسا کام انجام دیں گے جس کا کرنا گناہ ہو جیسا کہ دنیا میں شرابیوں کی عادت ہے اور یہ اللہ کے اس قول کے مانند ہے:

لَا فِيهَا غَوْلٌ (الصافات: ۴۷) نہ اس سے سر چکرائے گا یعنی نشہ آئے گا۔ تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ جنت میں موسیقی اور زنا نہیں ہے اور نہ ہی بے ہودہ باتیں ہیں مومن شراب پیے گا لیکن گناہ گار نہ ہوگا۔[۱]

۲۴۔ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ۔

اور ان کے ارد گرد چکر لگا رہے ہوں گے جام شراب کے ساتھ۔

غِلْمَانٌ لَّهُمْ۔

نوخیز لڑکے جو ان کے لیے مخصوص ہوں گے اور کہا گیا ہے کہ یہ سب ان لوگوں کی اولاد ہوگی جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔[۲]

كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ۔

جو پوشیدہ موتیوں کی طرح حسین وجمیل ہوں گے گویا کہ وہ سیپی میں محفوظ ہیں اپنی سفیدی اور چمک کے ساتھ تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ سے دریافت کیا گیا کہ جب خادم موتی کی طرح ہے تو مخدوم کیسا ہوگا؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم مخدوم کو خادم پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہوگی جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت ہوتی ہے۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۲ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۶

(۳) مجمع البیان ج ۹۔ا ص ۱۶۶

presented by Ziaraat.com

وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾
قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾
فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾
اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ ع
فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ ؕ
اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾
قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾
اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ ج
اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾
فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾

۲۵-اہل جنت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر حال احوال دریافت کر رہے ہوں گے۔
۲۶-وہ کہیں گے ہم پہلے اپنے گھر والوں میں ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے تھے۔
۲۷-ہم پر تو اللہ نے فضل کر دیا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہواؤں کے عذاب سے بچا لیا۔
۲۸-یقیناً ہم پہلے بھی اسی کو پکارا کرتے تھے۔ بے شک وہی احسان کرنے والا، اور مہربان ہے۔
۲۹-اے نبی آپ نصیحت کرتے رہیے آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں نہ مجنون۔
۳۰-کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے ہم اس کے لیے گردش زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں۔
۳۱-اے نبی آپ فرما دیجئے تم انتظار کرو میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔
۳۲-کیا ان کی عقلیں انھیں یہ باتیں بتلاتی ہیں یا واقعاً وہ سرکش لوگ ہیں۔
۳۳-کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے؟ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ ایمان ہی نہیں رکھتے۔
۳۴-پس وہ بنا لائیں اس جیسا کلام اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

presented by Ziaraat.com

۲۵-وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ-

اہل جنت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر حال احوال دریافت کر رہے ہوں گے۔ یعنی وہ ایک دوسرے کے حالات اور اس کی کارکردگی کی بابت دریافت کر رہے ہوں گے۔

۲۶-قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ-

وہ کہیں گے ہم پہلے اپنے گھر والوں میں ڈرتے ہوئے زندگی گزار رہے تھے۔ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ وہ عذاب سے ڈر رہے تھے۔[۱]

۲۷-فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا-

اللہ نے ہم پر اپنا کرم کر دیا۔ اللہ کی رحمت ہمارے شامل حال ہوگئی۔

وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ-

اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچا لیا۔

عَذَابَ السَّمُوْمِ- یعنی عذاب جہنّم جو مسامات میں سرایت کر جائے جیسے زہر سرایت کرتا ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ شدید گرمی۔[۲]

۲۸-اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ-

یقیناً ہم تو پہلے بھی دنیا میں اسی کو پکارا کرتے تھے یعنی اُس کی عبادت کرتے تھے۔

اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ-

بے شک وہی احسان کرنے والا اور بہت زیادہ مہربان اور شفیق ہے۔

۲۹-فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ-

اے نبی آپ نصیحت کرتے رہیے اور ان کی باتوں کی پرواہ نہ کیجیے اللہ کے فضل و کرم سے نہ تو آپ کاہن (غیب دانی کے مدّعی) ہیں اور نہ ہی دیوانے ہیں جیسا کہ وہ لوگ کہہ رہے ہیں۔

۳۰-اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ-

کیا یہ لوگ کہتے ہیں یہ شاعر ہے ہم اس کے لیے گردش زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں؟

رَيْبَ الْمَنُوْنِ- زمانے کے حوادثات جو نفوس کی پریشانی اور اضطراب کا باعث ہوں اور کہا گیا ہے کہ الْمَنُوْنِ سے مراد موت ہے۔[۳]

۳۱-قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ-

اے نبی آپ فرما دیجیے تم انتظار کرو میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔ یعنی میں تمھاری ہلاکت کا

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۲۳۲ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۲۳۲-۲۳۳

(۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۶

presented by Ziaraat.com

منتظر ہوں جس طرح تم میری ہلاکت کا انتظار کر رہے ہو۔

۳۲۔ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ۔

کیا ان کی عقلیں انھیں یہ باتیں بتلاتی ہیں۔ اَحْلَامُهُمْ کے معنیٰ ہیں عُقُول

فرمایا دنیا میں قریش سے زیادہ کوئی عقل مند نہ تھا۔[1]

ان کے قول میں تناقض پایا جاتا ہے اس لیے کہ کاہن صاحب عقل وخرد ہوتا ہے اور اس کی نظر نہایت باریک بین ہوتی ہے اور مجنون وہ ہوتا ہے جس کی عقل کو ڈھانک دیا جاتا ہے۔ اور شاعر اپنے تخیّلات سے موزوں کلام کہتا ہے اور مجنون ایسا نہیں کرسکتا۔

اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ۔

یا واقعاً وہ سرکش لوگ ہیں۔

وہ دشمنی میں حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔

۳۳۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ۔

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے۔ یعنی اپنی مرضی سے گھڑ کر قرآن بنا لائے ہیں۔

بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ۔

ایسا نہیں ہے بلکہ یہ ایمان ہی نہیں رکھتے۔

اپنے کفر اور عناد کی وجہ سے یہ طعن وتشنیع کر رہے ہیں۔

۳۴۔ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ۔

پس وہ اس جیسا کلام بنا لائیں۔ یعنی قرآن جیسی کوئی اور کتاب لے آئیں۔

اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ۔

اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ جیسا کہ وہ سمجھ رہے ہیں اس لیے کہ اُن میں بہت سے ایسے افراد ہیں جو فصیح وبلیغ کہے جاتے ہیں تو درحقیقت یہ اقوال مذکورہ کا تحدّی (چیلنج) کے ذریعے رَد ہے یا یہ خاص طور سے تَقَوَّل یعنی خود گھڑ لینے کا رد ہے اس لیے کہ تمام اقسام سے فساد ظاہر ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۳

presented by Ziaraat.com

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾
اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾
اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾
اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾
اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَ لَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ
مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾
اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ؕ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿۴۲﴾
اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾

۳۵۔ کیا یہ کسی پیدا کرنے والے کے بغیر پیدا ہو گئے یا یہ خود ہی خالق ہیں؟
۳۶۔ کیا انھوں نے ہی یہ سب آسمان اور زمین خلق کیے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ یقین نہیں رکھتے۔
۳۷۔ کیا اِن کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں؟ یا اُن خزانوں پر ان کا حکم چلتا ہے۔
۳۸۔ کیا ان کے پاس ایسی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ عالم بالا کی سُن گُن لیتے ہیں تو وہ سُن گُن لینے والا کوئی واضح ثبوت لے آئے۔
۳۹۔ کیا خدا کے لیے بیٹیاں اور تمھارے لیے بیٹے ہیں؟ ۴۰۔ کیا آپ ان سے اجر طلب کر رہے ہیں کہ وہ مالی بوجھ تلے دب گئے ہیں۔؟ ۴۱۔ کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے وہ تحریر کر رہے ہیں؟
۴۲۔ کیا یہ لوگ کوئی چال چلنا چاہتے ہیں تو کفار خود ہی اپنی چال میں پھنس جائیں گے۔
۴۳۔ کیا ان کے پاس اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہے؟ وہ جو شرک کر رہے ہیں اللہ کی ذات اس سے پاک ومنزّہ ہے۔

۳۵۔ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ۔
کیا یہ کسی پیدا کرنے والے کے بغیر پیدا ہو گئے یا یہ خود ہی خالق ہیں؟
کیا کسی موجد کے بغیر یہ وجود میں آ گئے اور کسی بنانے والے کے بغیر یہ بن گئے ہیں؟ اسی وجہ سے یہ اُس کی عبادت نہیں کرتے یا یہ خود اپنے خالق ہیں انھوں نے اپنے آپ کو پیدا کیا ہے۔

presented by Ziaraat.com

۳۶-اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ-

کیا انھوں نے ہی سب آسمان اور زمین خلق کیے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ یقین نہیں رکھتے اس لیے کہ اگر انھیں یقین ہوتا تو وہ اللہ کی عبادت سے اعراض نہ کرتے۔

۳۷-اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ-

کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں۔

یعنی اس کے رزق کے خزانے یہاں تک کہ وہ جسے چاہیں نبوت دے دیں یا علم کے خزانے ہیں کہ وہ جسے چاہیں منتخب کرلیں۔

اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ-

کیا ان خزانوں پر اُن ہی کا حکم چلتا ہے۔

وہ چیزوں پر غلبہ رکھتے ہیں کہ جس طرح چاہیں ان کی تدبیریں کریں۔

۳۸-اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ-

کیا ان کے پاس ایسی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ عالمِ بالا کی سُن گُن لیتے ہیں۔

سُلَّمٌ آسمان پر چڑھنے کا زینہ۔ وہ اس پر چڑھ کر فرشتوں کی باتیں سنتے ہیں اور جو ان پر وحی کی جاتی ہے علم غیب سے متعلّق تا کہ وہ جان لیں کہ کیا ہونے والا ہے۔

فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ-

تو سن گن لینے والا کوئی واضح ثبوت لے آئے ایسی واضح حجّت جو ان کے استماع کی تصدیق کرے۔

۳۹-اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ-

کیا خدا کے لیے بیٹیاں ہیں اور تم لوگوں کے بیٹے ہیں۔

یہ قریش کہا کرتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ جیسا کہ قمیؒ کی بیان کردہ روایت میں ہے۔[1]

اور اس میں اُن کی حماقت کا بیان ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ جس کی یہ رائے ہو اُسے عقل مندوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا چہ جائے کہ وہ اپنی روح کے ساتھ عالم ملکوت تک بلندی حاصل کرے تا کہ غیب سے واقفیت حاصل کر سکے۔

۴۰-اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ-

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ تبلیغِ رسالت کے عوض اُن سے کسی اجر کا سوال کر رہے ہیں؟ کہ وہ مالی بوجھ تلے دب گئے ہیں۔

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۳۳

presented by Ziaraat.com

۴۱- اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ-

کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے وہ تحریر کر رہے ہیں۔

یعنی لوحِ محفوظ ہے جس میں غیب کی باتیں تحریر ہیں وہ اسی سے لکھ رہے ہیں۔

۴۲- اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا-

کیا یہ لوگ کوئی چال چلنا چاہتے ہیں،

کہا گیا ہے وہ ان کا مکر تھا جسے دارالندوہ میں رسول اللہ سے کرنا چاہتے تھے۔[۱]

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ-

تو کفار خود ہی اپنی چال میں پھنس جائیں گے۔

یہ وہی لوگ ہیں مکر نے جنھیں گھیر رکھا ہے یا ان کے مکر و فریب کا وبال خود اُن کی طرف لوٹ آئے گا۔

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد غزوۂ بدر میں انھیں قتل کرنا ہے۔[۲]

۴۳- اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ-

یا ان کے پاس اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہے۔

جو ان کی مدد کرتا ہے اور اللہ کے عذاب سے انھیں محفوظ رکھتا ہے۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ-

وہ جو شرک کر رہے ہیں اللہ کی ذات اُس سے پاک و منزّہ ہے ان کے شریک قرار دینے سے پاک ہے یا وہ جسے شریک قرار دیتے ہیں اُن کی شرکت سے پاک و منزّہ ہے۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۷ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۷

presented by Ziaraat.com

وَ اِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾
فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾
يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾
وَ اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾
وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾
وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾ ع ۲ ۲۱ ۳

۴۴-اگر یہ آسمانی ٹکڑوں کو گرتا ہوا بھی دیکھ لیں تو کہیں گے کہ یہ تو تہہ بہ تہہ بادل ہیں۔

۴۵-اے نبی آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیجیے یہاں تک کہ وہ اپنا وہ دن دیکھ لیں جو ان کے ہوش اڑا دے گا۔

۴۶-جس روز نہ اُن کی منصوبہ سازی کوئی فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

۴۷-اُس میں کوئی شک نہیں کہ ظالموں کے لیے اس کے علاوہ بھی عذاب ہوگا لیکن لوگوں کی اکثریت اس بات سے بے خبر ہے۔

۴۸-اے نبی اپنے رب کا فیصلہ آنے تک آپ صبر سے کام لیجیے آپ تو ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں اور جب آپ نیند سے بیدار ہوں تو اپنے رب کے حمد کی تسبیح کیجیے۔

۴۹-اور رات کے وقت بھی تسبیح کیجیے اور ستاروں کے ڈوب جانے کے بعد بھی۔

۴۴-وَ اِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ۔

اگر یہ آسمانی ٹکڑوں کو گرتا ہوا بھی دیکھ لیں تو کہیں گے کہ یہ تو تہہ بہ تہہ بادل ہیں۔

كِسْفًا کے معنی ہیں قِطْعَةً ٹکڑا

يَقُوْلُوْا تو وہ سرکشی اور دشمنی کی زیاتی کی بنیاد پر یہ کہتے ہیں۔

سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ

یہ تو بادل ہیں جو اوپر تلے ہیں اور یہ ان کے قول کا جواب ہے فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ (الشعراء:۱۸۷) تُو ہم پر آسمان سے ایک ٹکڑا گرا دے۔

presented by Ziaraat.com

۴۵- فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ-

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیجیے یہاں تک کہ اپنا وہ دن دیکھ لیں جو اُن کے ہوش اُڑا دے گا۔

کہا گیا ہے کہ وہ پہلے صور پھونکے جانے کے وقت ہوگا۔[۱]

۴۶- يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا-

جس روز نہ اُن کی منصوبہ بندی کوئی فائدہ پہنچا سکے گی۔ عذاب دور کرنے میں۔

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ- اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔

کہ وہ عذاب خداوندی سے محفوظ رہیں۔

۴۷- وَ اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ-

اس میں کوئی شک نہیں کہ ظالموں کے لیے اس کے علاوہ بھی عذاب ہوگا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے جنھوں نے آل محمد علیہم السلام کے حق پر ظلم کیا ہے۔[۲]

ان کے لیے عذاب آخرت کے علاوہ بھی عذاب ہوگا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا رجعت کا عذاب تلوار کے ذریعے سے[۳]

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ-

اور لیکن لوگوں کی اکثریت اس بات سے بے خبر ہے۔

۴۸- وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ-

اے نبی اپنے رب کا فیصلہ آنے تک آپ صبر سے کام لیجیے۔ یعنی انھیں مہلت دے کر اور آپ کو ان کی مشقت کے دوران باقی رکھ کر۔

فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا-

آپ تو ہماری نگاہوں کے سامنے ہماری حفاظت اور ہماری پناہ میں ہیں ہم آپ کو دیکھ بھی رہے ہیں اور حفاظت بھی کر رہے ہیں۔ لفظ اعین جمع لا کر اسبابِ حفاظت کے مختلف طریقوں کی طرف اشارہ ہے۔

وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ-

جب آپ نیند سے بیدار ہوں تو اپنے رب کے حمد کی تسبیح کیجیے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا آپ نماز شب کے لیے اٹھیں۔[۴]

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۸ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۳۳

(۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۳۳ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۳۳

presented by Ziaraat.com

۴۹-وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ-

اور رات کے وقت بھی تسبیح کیجیے۔

فرمایا کہ اس میں نماز شب کی طرف اشارہ ہے۔(۱)

وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ -

اور ستاروں کے ڈوب جانے کے بعد بھی۔

جب رات کے آخری حصے میں ستارے پیچھے چلے جاتے ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں صادقین علیہما السلام سے مروی ہے دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت تین مرتبہ اٹھتے تھے اور آسمان کے کناروں پر نظر کرتے تھے بعد میں آل عمران کی پانچ آیتیں اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تک تلاوت فرماتے تھے پھر نماز شب شروع کرتے تھے۔(۲)

اور صادقین علیہما السلام سے مروی ہے کہ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ سے نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مراد ہیں۔(۳)

یہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام ہے۔(۴)

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام۔(۵)

اور تفسیر قمی میں امام رضا علیہ السلام سے ایسی ہی روایت ہے۔(۶)

کتاب ثواب الاعمال میں اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ طور کو پڑھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے لیے دنیا اور آخرت کے خیر کو ان شاء اللہ جمع کر دے گا۔(۷)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۳ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۳

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۷۰ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۷۰

(۵) الکافی ج ۲ ص ۴۴۴ ح ۱۱ باب صلوۃ النوافل (۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۲۳

(۷) ثواب الاعمال ص ۱۱۶ ح ۱ باب ثواب قراۃ سورۃ الطور ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۶۲

presented by Ziaraat.com

سورۃ النجم

سورۂ نجم مکی سورۂ ہے بعض لوگوں نے اسے مدنی کہا ہے اس سورے میں آیتوں کی تعداد ۶۲ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰی ۙ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَ مَا غَوٰی ۚ﴿۲﴾
وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِیۡدُ
الۡقُوٰی ۙ﴿۵﴾ ذُوۡ مِرَّةٍ ؕ فَاسۡتَوٰی ۙ﴿۶﴾ وَ هُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی ؕ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۙ﴿۸﴾
فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ۚ﴿۹﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔قسم ہے نجم (محمد) کی جو معراج پر جا کر واپس آئے۔ ۲۔تمھارا ساتھی نہ بھٹکا ہے نہ بہکا ہے۔
۳۔وہ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا۔ ۴۔یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔ ۵۔اسے بڑی قوت والے (رب) نے علم سے نوازا ہے۔ ۶۔جو حُسنِ مطلق ہے پھر وہ کھڑا ہوا۔ ۷۔اور وہ (محمد) اُفقِ اعلیٰ پر تھے۔ ۸۔پھر قریب ہوئے اور قریب تر ہو گئے۔
۹۔دو کمانوں جتنا بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

۱۔وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰی۔
قسم ہے نجم (محمد) کی جو معراج پر جا کر واپس آئے۔
ستارے کی قسم کھائی ہے جب وہ گرا۔

۲۔مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی۔
تمھارا ساتھی نہ بھٹکا ہے نہ بہکا ہے۔
یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صراطِ مستقیم سے منحرف نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی باطل پر ان کا اعتقاد ہے۔ دراصل جو باتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کر دی گئی ہیں اُن کی نفی کرنا مقصود ہے۔

۳۔وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی۔
وہ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا۔

۴۔اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی۔ یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

presented by Ziaraat.com

یعنی وہ جو گفتگو کرتے ہیں وہ وحی ہے جسے اللہ اُن کی طرف بھیجتا ہے۔

کتاب مجالس میں ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم نے ایک شب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھی جب انھوں نے سلام پڑھا تو پھر وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا کہ عن قریب ایک ستارہ آسمان سے طلوع فجر کے وقت ٹوٹے گا اور تم میں سے کسی ایک کے گھر آ کر گرے گا تو جس کے گھر وہ ستارہ گرے گا وہ میرا وصی، خلیفہ اور میرے بعد امام ہوگا۔ جب فجر کا وقت قریب آیا۔[۱] تو پھر ہم میں سے ہر شخص اپنے گھر میں بیٹھ کر اس ستارے کے اپنے گھر میں گرنے کا منتظر تھا اور اس بارے میں قوم میں سب سے زیادہ اس امر کے متمنی حضرت عباس بن عبدالمطلب تھے۔ جب فجر طلوع ہوگئی تو ستارہ ٹوٹ کر ہوا میں آیا اور حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں آ کر گر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا اے علی اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبوت دے کر مبعوث کیا ہے تمھارے لیے میرے بعد وصیت، خلافت اور امامت واجب کر دی گئی ہے۔ تو منافقین یعنی عبداللہ بن اُبی اور اُس کے ساتھیوں نے کہا کہ محمد تو اپنے چچا زاد بھائی کی محبت میں گم راہ ہو گئے ہیں اور وہ اُنکے بارے میں اپنی خواہش نفسانی سے کہہ رہے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى'' نازل فرمائی خداوند عالم جو ستارے کا خالق ہے وہ فرما رہا ہے کہ جب ستارہ گرا ''مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ'' تمھارے ساتھی محبّت علی ابن ابی طالب میں گمراہ نہیں ہوئے ''وَمَا غَوٰى'' اور نہ ہی راہ راست سے بھٹکے ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى'' وہ علی علیہ السلام کی شان میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے ''اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى'' یہ تو وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے آباؤ اجداد علیہم السلام سے اسی قسم کی روایت کرتے ہیں۔[۳]

تفسیر قمی میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''نجم'' سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔[۴]

اور امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام کی محبت میں گم راہ نہیں ہوئے اور نہ ہی بہکے اور وہ خواہشات نفسانی سے علی علیہ السلام کے بارے میں کچھ نہیں کہتے اور انھوں نے علی علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا وہ وحی ہے جو ان پر کی گئی ہے۔[۵]

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے ''وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى'' فرمایا کہ قبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھائی ہے جب اُن کی روح قبض کی گئی تھی تمھارا ساتھی اہل بیت کی فضلیت بیان کرنے میں نہ بھٹکا ہے اور نہ بہکا

---

(۱) کتاب مشارق الانوار سے منقول ہے امام علی بن موسی الرضا اپنے والد سے اور وہ جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ النَّجْمِ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اِذَا هَوٰى جب اُن سے انوار ظاہر ہوئے اور یہ بھی فرمایا کہ النَّجْمِ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب اطہر ہے اِذَا هَوٰى جب وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے منقطع ہو کر رہ گئے۔

(۲) امالی شیخ صدوق ص ۴۶۸ ح ۱ (۳) امالی شیخ صدوق ص ۴۶۸ ح ۱

(۴) تفسیر قمی ح ۲ ص ۳۳۳ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۴

presented by Ziaraat.com

''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی'' وہ اہلِ بیت کی فضلیت کے بارے میں اپنی خواہشات نفسانی سے کچھ نہیں کہتے اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ''اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی'' بلکہ یہ تو ان پر ہے جو وحی کی گئی ہے۔[۱]

کتاب مجالس میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ لوگوں کی مرضی کا مالک نہیں ہوا جا سکتا۔ اور ان کی زبانیں قابو میں نہیں آتیں اور تم کیسے سلامت رہ سکتے ہو۔ جس سے اللہ کے انبیاء و مرسلین اور اللہ کی حجتیں سلامت نہیں رہیں کیا انھوں نے کبھی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات منسوب نہیں کی یہاں تک کہ وہ اپنی خواہشات نفسانی سے اپنے ابن عم حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں گفتگو کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تکذیب کی اور فرمایا: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ ۔[۲]

۵- عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی-

اور انھیں بڑی قوت والے نے علم سے نوازا۔

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔[۳]

اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد خداوند عالم ہے۔[۴]

۶- ذُوْ مِرَّةٍ-

جو حُسنِ مطلق ہے۔ یعنی اپنی عقل اور رائے میں محکم اور پختہ ہے۔

فَاسْتَوٰی-

وہ سیدھے کھڑے ہوئے۔

کہا گیا ہے یعنی جبرئیل علیہ السلام اپنی حقیقی صورت پر نظر آئے جس پر اللہ نے انھیں پیدا کیا تھا۔ اس لیے کہ روایت میں آیا کہ سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نبی نے بھی جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا ایک بار آسمان میں اور ایک مرتبہ زمین میں۔[۵]

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ نے ہر نبی کو بڑی ہمت اور جرأت اور ذہانت والا بنا کر بھیجا یعنی صاحب مِرَّةٍ سوداء صافیة۔[۶]

۷- وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی-

اور وہ افق اعلیٰ پر تھے۔

کہا گیا ہے یعنی جبرئیل علیہ السلام۔[۷]

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۳۸۷-۵۷۴ (۲) الامالی شیخ صدوق ص ۹۱-۹۲ ح ۳

(۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۹ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۴

(۵) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۹ (۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۴

(۷) ۳ بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۹

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔[۱]

۸–ثُمَّ دَنَا– پھر وہ قریب ہوئے۔

کہا گیا ہے کہ یعنی جبرئیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہوئے۔[۲]

تفسیر قمی میں ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربّ مُتعال سے قریب تر ہوئے۔[۳]

فَتَدَلّٰی– اور قریب تر ہو گئے۔

قربت مزید بڑھ گئی۔ یہ دراصل تاویل ہے اور ''تَدَلّٰی'' کا اصل مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ باندھ کر لٹکانا۔

۹–فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى–

دو کمانوں جتنا بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

قَابَ قَوْسَيْنِ کمان کے اندازے کے مطابق۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ فاصلہ اللہ تعالیٰ سے تھا جیسا کہ کمان کے قبضے سے اس کے بڑھے ہوئے سرے کا ہوتا ہے۔[۴]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں اس کا مزید بیان اور تاویل آئے گی امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسولوں میں سب سے پہلے جس نے سوال ''الستُ بربکم'' (کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں) پر ''بَلیٰ'' (یقیناً) کہا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی مخلوق میں اللہ سے زیادہ قربت رکھتے تھے اور ایسی جگہ پہنچ گئے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اُن سے کہا۔ جب وہ آسمان پر بلند ہوئے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ آگے تشریف لے چلیے آپ ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں پر نہ کوئی نبی ومُرسل آیا ہے اور نہ ہی کوئی مُقرّب فرشتہ اگر ان کی روح اور نفس کا تعلق اس جگہ سے نہ ہوتا تو وہ بھی یہاں نہیں پہنچ سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب کی یہ حیثیت تھی جیسا کہ فرمایا ہے: قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۵۔[۶]

کتاب عِلَل الشرائع میں امام سجّاد علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا اللہ کو کسی جگہ سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا اللہ اس بات سے بلند وبالا ہے۔ پوچھا گیا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں پر کیوں لے کر گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا تا کہ انھیں آسمانوں کے ملکوت

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۴ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ۲۷ ص ۴۲۹ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۴
(۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۴ (۵) تفسیر قمی ج ۱ ص ۲۴۶ (۶) اور امام ابی الحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے مروی ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو جبرئیل مجھے ایسی جگہ لے گئے جہاں پر وہ پہلے کبھی نہیں گئے تھے تو ان کے لیے حجابات ہٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا اپنی عظمت کا نور دکھلایا۔

presented by Ziaraat.com

اوران میں جو عجائبات وغرائبات قدرت وخلقت ہیں اُن کا مشاہدہ کرائے۔ پھر پوچھا گیا تو اللہ کا قول:

دَنَا فَتَدَلّٰی ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ کا مفہوم کیا ہے؟ تو امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور کے حجابات سے قریب ہوئے پھر آپ نے آسمان کے ملکوت کو دیکھا پھر آپ نے نیچے کی طرف دیکھا تو آپ نے ملکوت ارض کو ملاحظہ فرمایا یہاں تک کہ انھیں گمان ہوا کہ یہ زمین سے زیادہ نزدیک ہے جیسے دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم۔[۱]

اور امام سجاد علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے وقت لے جایا گیا تو وہ اپنے رب سے اسی طرح جیسے دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم اللہ کے حجابات کو ان سے ہٹا دیا گیا تھا۔[۲]

کتاب امالی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب مجھے آسمانوں میں بلند کیا گیا تو میں اپنے رب عزوجل سے قریب ہوگیا یہاں تک کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کا بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تو اللہ نے مجھ سے دریافت کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم مخلوقات میں کسے سب سے زیادہ چاہتے ہو تو میں نے جواب دیا پروردگارا میں علی کو زیادہ چاہتا ہوں اللہ نے فرمایا اے محمد متوجہ ہوجاؤ میں اپنے بائیں طرف متوجہ ہوا تو میں نے وہاں علی کو موجود پایا۔[۳]

کتاب احتجاج میں امام سجاد علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

انا ابن مَنْ عَلَا فاستعلیٰ فجاز سدرة المنتهی فكان من ربّه "قاب قوسين او ادنی" ﷺ۔

میں اس کا فرزند ہوں جو بلند ہوا اور اتنی بلندی پر گیا کہ اس نے "سِدْرَةُ المنتهی" کو عبور کرلیا تو وہ اپنے کے اس قدر قریب ہوا کہ دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا تھا۔[۴]

امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اللہ تعالیٰ کے قول "دَنَا فتدلی" کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ قریش کی زبان میں ایک محاورہ ہے جب ان میں سے کوئی شخص یہ کہنا چاہتا ہے قد سمعتُ (میں نے سن لیا) تو وہ کہتا ہے "قد تدلّیتُ" اور تَدَلّی کے معنیٰ ہیں اَلْفَهْمُ سمجھنا۔[۵]

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک ایک مہینے کی مسافت طے کرائی گئی اور (ملکوت السّماوات) آسمانوں کے ملکوت کے لیے معراج پر پچاس ہزار سال کی مسافت ایک تہائی رات سے بھی کم میں طے ہوئی یہاں تک کہ وہ عرش کے ستون تک پہنچے پھر علم سے قریب ہوئے پھر قربت اور بڑھی تو ان کے لیے جنت سے "رَفْرَفٍ اَخْضَر" کو لٹکایا گیا اور نور نے اُن کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا تو انھوں نے اپنے ربّ ذوالجلال کی عظمت کو اپنے دل کی نگاہ سے دیکھا اُن کی آنکھوں نے نہیں دیکھا، اس

---

(۱) علل الشرائع ۱۳۱۔۱۳۶ ح ۱ باب ۱۱۲ (۲) علل الشرائع ص ۳۳۲ ۴۷ باب ۳۰ (۳) الا عالی شیخ طوسی ص ۳۵۲ ۲۷، ۶۷ مجلس ۱۶ (۴) الاحتجاج ج ۲ ص ۳۹ (۵) الاحتجاج ج ۲ ص ۱۵۷

presented by Ziaraat.com

عظمت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ تھا۔ (الف)

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی مرتبہ معراج پر تشریف لے گئے تو امام علیہ السلام نے فرمایا دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے انھیں ایک مقام پر ٹھہرایا اور اُن سے کہا اے محمد آپ اپنی جگہ ٹھہرے رہیے آپ جس جگہ پر ہیں یہاں آج تک نہ کوئی فرشتہ ٹھہرا ہے اور نہ ہی کوئی نبی آپ کا رب رحمت نازل فرما رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل وہ کس طرح رحمت نازل فرما رہا ہے فرمایا وہ کہہ رہا ہے: سُبُّوحٌ قُدُّوس انا ربّ المَلَائِکَةِ وَالرُّوح سبقت رحمتی غضبی

پاک و برتر ہے، بابرکت و بے عیب ہے میں فرشتوں اور روح کا رب ہوں میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی ہے۔ تو فرمایا کہ اللہ تو مجھے معاف کر دے تو مجھے معاف کر دے امام علیہ السلام نے فرمایا اور وہ تھا جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى دریافت کیا گیا ''قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى'' کیا ہے؟ فرمایا دو کمانوں کے جھکے ہوئے کناروں سے سرے تک فرمایا ان کے درمیان میں حجاب ہے جو ہلتے ہوئے چمک رہا ہے اور میں نہیں جانتا اور فرمایا زمرد ہے تو ایک سوراخ میں جو سوئی کے ناکے جتنا تھا جس طرف اللہ نے چاہا نورِ عظمت کو دیکھا اللہ نے فرمایا اے محمد! آپ نے فرمایا ''لَبَّيْكَ رَبِّیْ'' فرمایا اے نبی آپ کے بعد آپ کی امت کے لیے کون ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے اللہ نے فرمایا علی بن ابی طالب امیر المومنین وسید المسلمین وقائد الغُر المحجلین پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم ولایت علی زمین سے نہیں آئی البتہ آسمان سے آئی ہے اور خدا نے اسے بالمشافہہ عطا فرمایا ہے۔ (۲)

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں ان نو روایات میں کوئی منافات نہیں ہیں یہ تمام روایات معدنِ علم سے مخاطبین کے فہم کے مطابق نکلی ہیں اور ''سِيَّةُ القوس'' (کمان کا جھکا ہوا حصہ) تمثیل ہے مقدار معنوی روحانی کی مقدار صوری جسمانی سے اور قرب مکانی مکان کی نزدیکی سے اللہ تعالیٰ پاک و منزہ ہے جو ''مُشَبَّهَةْ'' کہتے ہیں وہ ان تمام باتوں سے بلند و بالا ہے امام علیہ السلام نے قوسین کے مقدار کی تفسیر ایک کمان کے دونوں کناروں کے جھکاؤ کے مقدار کے مطابق کی ہے گویا کہ ان دونوں کمانوں کو علیحدہ قرار دیا ہے تو اس طرح دونوں کمانوں کی مقدار ایک کمان جتنی ہو جائے گی اور اس کا نام قوس حلقہ ہے اور تیر پھینکے جانے کی تیاری سے قبل ہوتا

---

(۶) الاحتجاج ج ۱ ص ۳۲۷ (الف) (ذات باری تعالیٰ کہ تہہ تک پہنچنا اور حقیقت کا ادراک کرنا قلب سے بھی جائز نہیں ہے جس طرح آنکھوں سے ادراک ممکن نہیں بلکہ یہ جائز ہے کہ دل سے اس کی عظمت کو کسی حد تک جانا جا سکے کہا گیا ہے جس طرح ظاہری آنکھیں حدقۂ چشم میں ہیں اور سورج کا سامنا کر کے چندھیا جاتی ہیں اور کچھ نظر نہیں آتا اسی طرح باطنی آنکھوں کے ساتھ پیش آتا ہے یہ عقل کی آنکھ ہے جب باری تعالیٰ کا ادارک ہوتا ہے تو وہ مدہوش ہو جاتی ہے اور تہہ تک رسائی اور حقیقت سے واقفیت سے عاجز رہتی ہے۔ (الکافی ج ۱ ص ۳۷۵)

(۲) الکافی ج ۱ ص ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۱۳۷ باب مولد النبی

presented by Ziaraat.com

ہے تو اس وقت یہ دائرے کے مشابہ ہوتا ہے اور دائرہ منقسم ہو جاتا ہے جس کا نام کمان رکھا جاتا ہے اور اس مفہوم کی تعبیر میں اس جیسی عبارت میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ سفر کرنے والا اس سفر میں اللہ کی طرف بلند بھی ہوا اور نازل بھی ہوا اور حرکت ''صعودیه انعطافیه'' (جھکاؤ والی) اور یہ مسافت نزولی میں واقع نہیں ہوئی بلکہ یہ دوسری مسافت تھی جیسا کہ اس کے مقام پر بیان ہوگا۔

لہٰذا ان کا سفر اللہ سے اللہ کی طرف اللہ کے حضور میں اللہ کے سہارے اور اللہ کے ساتھ تھا۔

اللہ بابرکت اور بلند وبالا ہے اور جو حجاب ان دونوں کے درمیان تھا وہ بشریّت کا حجاب تھا اور وہ نور رب میں غوطہ زن ہونے کی وجہ سے چمک رہا تھا اور لرز رہا تھا اور متحرک تھا اور قریب تھا کہ مکمل طور سے نورُ الانوار میں سطوات جلال کے غلبہ سے اور پورے طور سے جناب قدس متعال کے جذب و انجذاب کی وجہ سے خود کو فنا کر دیں اور تدلّی معنوی کا یہی مفہوم ہے اور حجاب کا وصف زَمُرّد سے اس کے سبز ہونے کی طرف کنایہ ہے اس لیے کہ نور الٰہی جو تمثیل میں سفید رنگ سے مشابہت رکھتا ہے اس میں بشریّت کی ظلمت مل گئی ہے تو وہ ایسے نظر آتا ہے گویا کہ زمرّد کا ہم رنگ سبز ہو اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے خلیفہ کے بارے میں سوال کیا کیوں کہ یہ امت کے لیے نہایت اہم مسئلہ تھا اور ان کے دل میں تھا کہ ارتحال سے پہلے ان کے درمیان اپنا خلیفہ مقرر کر کے جائیں اور اللہ یہ بات جانتا تھا اس لیے اللہ نے اُن سے سوال کیا اور چوں کہ خلیفہ، اللہ اور اُس کے رسول کے نزدیک مُتَعَیَّن تھا تو اللہ کو جو کہنا تھا اس نے کہا اور وہ اوصاف بیان فرمائے جو کسی اور میں نہیں تھے اور نہ ہی کوئی غیر اس تک رسائی پا سکتا تھا اور اس حدیث میں ایسے گہرے اسرار و رموز ہیں جن تک ہمارے پست ذہن نہیں پہنچ سکتے ہم جتنا اسے ظاہر کرنا چاہیں ہم نے اسے اور چھپا دیا بالخصوص اللہ سبحانہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور اس کے مقابل میں نبی اکرم سے عفو کا مطالبہ اس کے باوجود ہم نے اس کی ایک جھلک اپنی کتاب میں جو ''الوافی'' کے نام سے موسوم ہے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے دکھلا دی ہے اور اللہ سے اِعانت کے طلب گار ہیں کہ اس کے اسرار و رموز کا فہم عطا کرے۔

presented by Ziaraat.com

فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی ﴿۱۰﴾ مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوۡنَہٗ عَلٰی
مَا یَرٰی ﴿۱۲﴾ وَلَقَدۡ رَاٰہُ نَزۡلَۃً اُخۡرٰی ﴿۱۳﴾ عِنۡدَ سِدۡرَۃِ الۡمُنۡتَہٰی ﴿۱۴﴾ عِنۡدَہَا
جَنَّۃُ الۡمَاۡوٰی ﴿۱۵﴾ اِذۡ یَغۡشَی السِّدۡرَۃَ مَا یَغۡشٰی ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ﴿۱۷﴾
لَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّہِ الۡکُبۡرٰی ﴿۱۸﴾

۱۰–پس اُس نے اپنے بندے پر جو وحی کرنی تھی وہ کی۔ ۱۱–دل نے اسے نہیں جھٹلایا جو کچھ آنکھوں نے دیکھا تھا۔ ۱۲–کیا تم اس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہو جو انھوں نے دیکھا ہے۔ ۱۳–بے شک اس کو دوسری مرتبہ دیکھا۔ ۱۴–سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ ۱۵–جس کے نزدیک جنّت الماوٰی ہے۔
۱۶–جب نورِ حق کی تجلّیات سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپ رہی تھیں۔ ۱۷–محمد کی آنکھ نہ کسی طرف مائل ہوئی اور نہ ہی حد سے بڑھی۔ ۱۸–انھوں نے تو اپنے رب کی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔

۱۰–فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی–

پس اس نے اپنے بندے پر جو وحی کرنی تھی وہ کی۔

جو وحی کی گئی اسے مُبہم رکھا گیا تا کہ عظمت وشان میں اضافہ ہو۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بالمشافہہ وحی تھی۔(۱)

کتاب احتجاج میں اس حدیث کے بارے میں جو پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ جو وحی کی تھی وہ یہ تھی جو سورۂ بقرہ کی آیت ۲۸۴ میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی طرف وحی کی: لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡہُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ ؕ (آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے اور تمھارے دلوں میں جو کچھ ہے خواہ اسے ظاہر کرو یا پوشیدہ رکھو اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مَبعوث ہونے تک تمام انبیاء علیہم السلام کے سامنے اور تمام امّتوں کے سامنے پیش کی گئی لہٰذا اس کے وزنی ہونے کی وجہ سے سب نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول کر لیا اور انھوں نے اپنی امّت کے سامنے پیش فرمایا اور امّت نے بھی قبول کر لیا مکمل حدیث سورۂ بقرہ کی آیت ۲۸۶ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔(۲)

۱۱–مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی–

دل نے اسے نہیں جھٹلایا جو کچھ آنکھوں نے دیکھا تھا۔

(۱) تفسیر قمی ح ۲ ص ۳۳۴ (۲) الاحتجاج ج ۱ ص ۱۳۲۷ امیر المومنین یہودیوں کے احبار سے

presented by Ziaraat.com

کتاب توحید میں امام کاظم علیہ السلام سے روایت ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا تھا تو آپ نے فرمایا ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب کو دل سے دیکھا تھا کیا تم نے اللہ کا قول نہیں سنا۔ ما کذب الفواد ما رأی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کو آنکھوں سے نہیں دیکھا بلکہ دل سے دیکھا تھا۔ (۱)

تفسیر مجمع البیان میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا تھا۔ (۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے ایک نور دیکھا تھا۔ (۳)

کتاب کافی اور توحید میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے بیان فرمایا ان کی آنکھوں نے جو کچھ دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل نے اسے نہیں جھٹلایا پھر جو کچھ دیکھا تھا اسے اللہ نے بیان فرمایا اور کہا لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کی بڑی نشانیوں کو دیکھا اللہ کی آیات غَیْرُ اللّٰہ ہوتی ہیں۔ (۴)

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کی عظمت کا اپنے دل سے مشاہدہ کیا البتہ مخاطبین کے عقول واذہان کو مدنظر رکھ کر مختلف جوابات دیے گئے ہیں اور جس بارے میں سوال کیا گیا اس کا پردہ بھی رکھا گیا۔

۱۲- اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی-

کیا تم اس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہو جو انھوں نے دیکھا؟

تفسیر قمی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وحی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ بے شک علی سیّد المومنین، امام المتقین، قائد الغُرّ المُحَجَّلِیْن اور پہلے خلیفہ ہیں جنھیں خاتم النّبیّین نے اپنا جانشین بنایا تھا تو قوم باتیں بنانے لگی انھوں نے کہا کیا یہ اللہ کی جانب سے ہے یا اُس کے رسول کی جانب سے؟ تو خداوند عالم نے اپنے رسول سے ارشاد فرمایا کہ کہو ما کذب الفؤا دما رأی جو کچھ دیکھا ہے اسے دل نے نہیں جھٹلایا پھر ان لوگوں کی تردید میں کہا افتمارونه علی ما یَرٰی کیا نبی نے جو کچھ دیکھا تم اس میں اُن سے جھگڑا کرنا چاہتے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے کہا مجھے اس بارے میں اس کے علاوہ بھی حکم دیا گیا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں علی کو لوگوں کے لیے مقرر کر دوں میں کہوں یہ میرے بعد تمھارے ولی ہیں اور یہ بمنزلہ سفینہ کے ہیں جب ڈوبنے کا اندیشہ ہو جو اس کشتی میں سوار ہوگا نجات پا جائے گا اور جو اس سے باہر نکل

---

(۱) التوحید ص ۱۱۶ ح ۱۷ باب ۸ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۷۴

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۷۵ (۴) الکافی ج ۱ ص ۹۵-۹۶ ۲۷ وتوحید ص ۱۱۱، ۹۲ باب ۸

presented by Ziaraat.com

جائے گا وہ ڈوب جائے گا۔[۱]

۱۳-وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى-

اور بے شک اس کا جلوہ دوسری مرتبہ دیکھا جب نازل ہو رہے تھے اور منزل قرب حاصل تھی۔

۱۴-عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى-

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

وہ جگہ جہاں زمین والوں کے اعمال بلند ہو کر منتہی ہوتے ہیں جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

۱۵-عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى-

جس کے نزدیک جنت الماویٰ ہے۔

متقین جس کی طرف پناہ لیتے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ''سدرۃ المنتہیٰ'' ساتویں آسمان میں ہے اور جنت الماویٰ اسی کے پاس ہے۔[۲]

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں کی طرف سیر کے لیے لے جایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کے پاس پہنچے تو حجابات میں سے ان کے لیے موتی کے ناکے جتنا سوراخ کیا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عظمت کے ہر انوار کو دیکھا جسے اللہ نے دکھانا چاہا۔[۳]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اے جبرئیل اس مقام پر تم مجھے تنہا چھوڑ رہے ہو؟ جبرئیل نے فرمایا آپ آگے بڑھیے آپ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ آپ سے پہلے اللہ کی مخلوقات میں سے کوئی بھی اس منزلت کو نہ پا سکا میں نے اپنے رب کے نور کو دیکھا اور میرے اور اس کے درمیان ''سُبُحہ'' حائل ہو گئی سوال کیا گیا سُبُحہ کیا ہے تو آپ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جلال ربی جلال ربّی جلال ربّی

تین مرتبہ فرمایا میرے رب کا جلال، میرے رب کا جلال، میرے رب کا جلال۔[۴]

کتاب علل الشرائع میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے: ولقد راٰہ نزلۃً اُخری، عند سدرۃ المنتھٰی یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات جبرئیل علیہ السلام سے ہوئی جب وہ آسمان پر بلند ہوئے جب وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو جبرئیل اس کے پیچھے رک گئے اور کہا کہ اے محمد یہ وہ مقام ہے اللہ نے مجھے جس جگہ رکھ دیا ہے میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا آپ آگے سدرہ کی جانب تشریف لے جایئے جبرئیل وہاں ٹھہر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرہ کی جانب بڑھے اور جبرئیل پیچھے رہ گئے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۴ (۲) تفسیر قمی ح ۲ ص ۳۳۵

(۳) تفسیر قمی ج ۱ ص ۲۰ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۲۴۳

presented by Ziaraat.com

جگہ کو سدرۃ المنتہیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ حفاظت کرنے والے فرشتے زمین والوں کے اعمال لے کر اس جگہ بلند ہوتے ہیں جو سدرہ کا مقام ہے اور محافظین مکرم فرشتے جو نیکو کار ہیں وہ اسے تحریر کرتے ہیں جو ان تک بلند کیا جاتا ہے بندوں کے اعمال جو وہ زمین میں بجالاتے ہیں۔امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اعمال سدرہ کے مقام پر منتہی ہوتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ سدرہ کی ٹہنیاں عرش کے نیچے ہیں اور اس کے چاروں طرف ہیں فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نورِ جبّار متجلّی ہوا جب نور نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھانپ لیا تو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ان کے اعضاء لرز رہے تھے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر کو مضبوط کیا اور اُن کی آنکھوں کو قوّت عطا فرمائی یہاں تک کہ انھوں نے رب کی جن نشانیوں کو دیکھنا تھا اُنھیں دیکھا اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے ہویدا ہے:

ولقد راٰہ نزلۃً اخری عند سدرۃ المنتھیٰ عندھا جنت الماویٰ

فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دیکھنا تھا وہ دیکھا اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں یعنی بڑی بڑی نشانیوں کو فرمایا کہ سدرہ کا درخت اتنا موٹا ہے کہ دنیاوی دنوں کے مطابق سو سال تک کا سفر ہے اور اس کا ایک پتہ اتنا بڑا ہے جو تمام دنیا والوں کو ڈھانپ لے۔(۱)

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے سدرہ کے پتوں میں ہر پتے پر دیکھا کہ ایک فرشتہ کھڑے ہو کر اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔(۲)

۱۶-اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی-

جب نورِ حق کی تجلّیات سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپ رہی تھیں۔

تعظیم ہے اور اظہارِ کثرت ہے جو چیز ڈھانپ رہی تھی اس کی کیفیت یہ تھی کہ نہ تو اس کی ماہیّت بیان کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کا شمار کیا جا سکتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جب اس کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان سے حجاب ہٹا دیا گیا تو اللہ کے نور نے سدرہ کو ڈھانپ لیا۔(۳)

۱۷-مَا زَاغَ الْبَصَرُ-

محمد کی آنکھ نہ کسی طرف مائل ہوئی۔

جو کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشاہدہ کیا تھا ان کی آنکھ اس سے کسی اور طرف مائل نہیں ہوئی۔

وَمَا طَغٰی- اور نہ ہی حد سے بڑھی۔

---

(۱) علل الشرائع ص ۲۷۶-۲۷۷ ح ۱ باب ۱۸۵ (۲) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱ ص ۱۷۵

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۸

presented by Ziaraat.com

یعنی نہ حد سے تجاوز کیا بلکہ اسے صحیح سیدھے اور درست طریقے سے باقی رکھا۔

۱۸-لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی-

انھوں نے تو اپنے رب کی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔

یعنی اکبر آیات کو دیکھا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

قول: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ۝

کہ حضور سرور کائنات نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا اس بار اور دوسری مرتبہ سبب یہ ہے کہ جبرئیل کی خلقت عظیم ہے وہ ان روحانی مخلوق میں سے ہیں کہ جن کی تخلیق اور جن کے اوصاف کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے جو ربّ العالمین ہے۔(۱)

اور کہا گیا ہے کہ انبیائے کرام میں سے کسی نے بھی جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں دو مرتبہ اسی طرح دیکھا ایک مرتبہ آسمان میں اور دوسری مرتبہ زمین میں۔(۲)

کتاب توحید میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کی پنڈلی پر موتی اس طرح تھا جیسے سبزی پر پانی کا قطرہ ان کے چھ سو بازو ہیں جنھوں نے آسمان و زمین کے درمیانی حصے کو پُر کر دیا ہے۔(۳)

تفسیر قمی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ اے علی اللہ تعالیٰ نے تمھیں سات مقامات پر میرے ساتھ دکھلایا ان میں پہلا موقع وہ معراج کی شب ہے جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں انھیں اپنے پیچھے چھوڑ کے آیا ہوں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ انھیں یہاں آپ کے پاس لے آئے میں نے اللہ سے دعا طلب کی تو دیکھا کہ اے علی تمھاری مثال میرے ساتھ ہے اور ملائکہ صف باندھے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں نے کہا اے جبرئیل علیہ السلام یہ کون سے فرشتے ہیں؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ فرشتے ہیں اللہ قیامت تک آپ کے ذریعے ان پر فخر کر رہا ہے۔ میں قریب گیا تو قیامت تک جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے اس بارے میں، میں نے گفتگو کی۔

اور دوسری بار جب مجھے دوسری مرتبہ معراج پر لے جایا گیا تو جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے سوال کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں انھیں پیچھے چھوڑ آیا ہوں جبرئیل نے کہا آپ

---

(۱) توحید ص ۲۶۳ ح ۵ باب ۳۶ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۲۹ و تفسیر الکافی

(۳) التوحید ص ۱۱۶ ح

presented by Ziaraat.com

اللہ سے دُعا کیجیے کہ وہ انھیں یہاں لے آئے میں نے اللہ سے دُعا طلب کی تو میں نے کیا دیکھا کہ اے علی تمھاری شَبیہ میرے ساتھ تھی ساتوں آسمانوں سے میرے لیے پردہ ہٹا دیا گیا یہاں تک کہ میں نے ان کے رہنے والوں اور اسے آباد کرنے والوں کو اور ہر فرشتے کے مقام کو دیکھا۔

اور تیسری بار جب مجھے جنوں کی طرف مبعوث کیا گیا تو جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے دریافت کیا آپ کے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے کہا میں انھیں پیچھے چھوڑ آیا ہوں تو جبرئیل نے کہا اللہ سے دُعا طلب کیجیے کہ وہ انھیں آپ کے پاس لے آئے میں نے دُعا طلب کی تو کیا دیکھا تم میرے ساتھ تھے میں نے ان سے جو کچھ کہا اور انھوں نے مجھے جس چیز کا جواب دیا وہ سب تم نے سن لیا۔

اور چوتھی بار ہمیں شب قدر میں مخصوص کیا گیا اور وہ ہمارے غیر میں کسی کے لیے نہیں ہے۔

پانچویں بار میں نے اے علی تمھارے بارے میں اللہ سے دُعا طلب کی تو اللہ نے تمھیں سب کچھ عطا فرما دیا سوائے نبوت کے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے محمد میں نے نبوت کو تمھارے ساتھ مخصوص کیا ہے اور تمھیں پر اس کا خاتمہ ہوگا۔

چھٹی بار جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے انبیاء کو جمع کیا میں نے انھیں نماز پڑھائی اور تمھاری شبیہ میرے پیچھے تھی۔

اور ساتویں بار جب مختلف گروہوں کی ہلاکت ہمارے ہاتھوں ہوئی تھی۔[1]

کتاب کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مجھ سے بڑھ کر اور کوئی نشانی نہیں ہے۔[2]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۵

(۲) الکافی ح ۱ ص ۷-۶ ح ۳

presented by Ziaraat.com

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَ لَهُ
الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ
وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا
تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا
تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ
شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى ﴿۲۶﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾
وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ
الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
سَبِيْلِهٖ ۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾

۱۹–کیا تم نے لات وعزّیٰ کو دیکھا ہے۔ ۲۰–اور منات جو ان کا تیسرا ہے اسے بھی دیکھا ہے۔ ۲۱–کیا تمھارے بیٹے ہیں اور اِس کے لیے بیٹیاں؟۔ ۲۲–یہ تو پھر غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ ۲۳–یہ دراصل چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے آباؤ اجداد نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے اس بارے میں کوئی سند نازل نہیں کی یہ لوگ محض وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں اور جو ان کا جی چاہ رہا ہے حال آں کہ ان کے رب کی جانب سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔ ۲۴–کیا انسان کی ہر تمنا پوری ہو جاتی ہے؟ ۲۵–دنیا و آخرت کا مالک تو بس اللہ ہے۔ ۲۶–آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں کہ اُن کی شفاعت بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی جب تک اللہ انھیں اس شخص کے لیے اجازت مرحمت نہ فرما دے جسے وہ چاہتا اور پسند فرماتا ہو۔
۲۷–جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے تو وہ فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔
۲۸–انھیں اس بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے وہ تو محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور یقیناً گمان حق کی جگہ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ۲۹–لہٰذا اے نبی جو ہمارے ذکر سے روگردانی کرتا ہے اور جس کا مطمح نظر صرف

presented by Ziaraat.com

حیات دنیا ہے آپ اُس سے اپنی توجہ ہٹالیں۔ ۳۰-ان کے علم کی رسائی اسی حد تک ہے بے شک آپ کا رب بہتر جانتا ہے کہ کون اُس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور کس نے ہدایت حاصل کر لی ہے۔

۱۹-اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى-

کیا تم نے لات اور عُزّیٰ کو دیکھا ہے۔

۲۰-وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى-

اور منات جو ان کا تیسرا ہے اسے بھی دیکھا ہے۔

یہ بت تھے جو انھوں نے بنا رکھے تھے۔

اللّٰتَ یہ ایک ایسے شخص کی صورت پر جو ستّو کو گھی سے تر کرتا تھا اور حاجیوں کو کھلاتا تھا۔

اور ''الْعُزّٰى'' کہا گیا ہے اس کی اصل ''اَعَزُّ'' کی تانیث ہے اور ''مَنٰوةَ'' تمنا اور آرزو یعنی مُنیٰ سے بنایا گیا ہے وہ لوگ اِس بُت کے پاس اپنی قربانیوں کو ذبح کرتے تھے۔(۱)

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ''اللّات'' مرد اور ''العزّی'' عورت تھی ''ومنوة'' ایک بت تھا جو حرم سے باہر چھ میل کے فاصلے پر رکھا ہوا تھا۔(۲)

۲۱-اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى-

کیا تمھارے لیے بیٹے ہیں اور اس کے لیے بیٹیاں۔

کہا گیا ہے یہ انکار ہے اس بات کا جسے قریش نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور یہ اصنام ان کے ڈھانچے ہیں یا جنّیات نے اس میں رہائش اختیار کر لی ہے اور اس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔(۳)

۲۲-تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى-

یہ تو پھر غیر منصفانہ تقسیم ہے۔

یہ ظلم ہے کہ تم نے اللہ کے لیے وہ کچھ قرار دیا ہے تم جس سے پہلو تہی کرتے ہو۔

۲۳-اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ-

یہ دراصل چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے آباؤ اجداد نے اپنی مرضی سے رکھ لیے ہیں۔

هِيَ کی ضمیر اصنام کی طرف راجع ہے یعنی یہ اصنام الوہیّت کے اعتبار سے صرف نام ہیں ان اصنام پر جن کا اطلاق ہوتا ہے اس لیے کہ تم کہتے ہو وہ معبود ہیں جبکہ ان اصنام میں الوہیّت والی کوئی شے نہیں ہے۔

مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ-

اللہ نے اس بارے میں کوئی سند نازل نہیں کی۔

ایسی دلیل اور برہاں جس سے تم چمٹ جاؤ۔

presented by Ziaraat.com

اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ-

یہ لوگ تو محض وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ صرف وہم ہے یہ تو محض تقلید اور توہّم باطل پر عمل پیرا ہیں۔

وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ-

اور جو اُن کا جی چاہ رہا ہے۔

یعنی وہ خواہشات نفسانی پر عمل کر رہے ہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى-

حال آں کہ ان کے رب کی جانب سے اُن کے پاس ہدایت آچکی ہے یعنی رسول اللہ تشریف لائے اور کتاب آئی جسے انھوں نے چھوڑ دیا۔

۲۴-اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى-

کیا انسان کی ہر تمنا پوری ہو جاتی ہے۔

ام منقطعه اور اس میں ہمزہ انکار کے لیے ہے اس جملے کا مفہوم یہ ہے اس لیے کہ ہر وہ چیز نہیں ہے وہ جس کی تمنا کرے اور مراد ان کی اس طمع کی نفی ہے جو معبودوں کی شفاعت کے سلسلے میں رکھتے ہیں۔ اور ان کا قول:

وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ (فصلت ۵۰)

اور اگر مجھے میرے رب کے پاس لوٹایا گیا تو بلا شبہ اس کے پاس میرے لیے بھلائی ہی ہوگی۔

اور اُن کا قول: لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (زخرف ۳۱)

انھوں نے کہا یہ قرآن ان دونوں شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہیں کیا گیا اور اسی کی مانند۔

۲۵-فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى-

دنیا اور آخرت کا مالک تو بس اللہ ہے۔

ان دونوں میں جسے جو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور کسی کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ ان میں سے کسی شے کے بارے میں اس پر حکم چلائے۔

۲۶-وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا-

آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں کہ ان کی شفاعت بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہے۔

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى-

جب تک اللہ انھیں اس شخص کے لیے اجازت مرحمت نہ فرما دے جسے وہ چاہتا اور پسند فرماتا ہو۔

فرشتوں میں سے کوئی اس کی شفاعت کرے یا انسانوں میں سے جس کے لیے شفاعت کی جائے اور اسے

presented by Ziaraat.com

شفاعت کا اہل سمجھے تو سوچو کہ اصنام اپنے عبادت کرنے والوں کی شفاعت کیسے کریں گے۔

۲۷-اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰى-

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے تو وہ فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یعنی انھیں بیٹیاں کہتے ہیں۔

۲۸-وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ-

انھیں اس بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے وہ تو محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔

وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا-

اور یقیناً گمان حق کی جگہ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

اس لیے کہ حق وہ ہے جو شے کی حقیقت ہے جس کا ادراک علم سے ہوتا ہے۔

۲۹-فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا-

لہٰذا اے نبی جو ہمارے ذکر سے روگردانی کرتا ہے اور جس کا مطمح نظر صرف حیاتِ دنیا ہے آپ اس سے اپنی توجہ ہٹالیں۔

یعنی اسے دین کی دعوت نہ دیں اور اس کا خیال نہ رکھیں اس لیے کہ جو اللہ سے غافل ہوجائے اور اس کے ذکر سے روگردانی کرے اور دنیا میں مگن ہو جائے اس طرح کہ وہی اس کی منتہائے آرزو بن جائے اور وہیں تک اس کی رسائی ہو تو پھر ایسے شخص کو دعوت دینے سے دشمنی بڑھے گی اور باطل پر اصرار میں اضافہ ہوگا۔

۳۰-ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ-

ان کے علم کی رسائی اسی حد تک ہے۔ ان کا علم اس سے آگے نہیں بڑھتا۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى-

بے شک آپ کا رب بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور کس نے ہدایت حاصل کر لی ہے۔

presented by Ziaraat.com

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۙ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ۚ﴿۳۱﴾
اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ﴿۳۲﴾ ع ۲
اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ۙ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَكْدٰی ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ﴿۳۷﴾

۳۱-آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے ان کا مالک اللہ ہے۔ تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کے مطابق جزا دے اور نیکو کاروں کو بہترین اجر سے نوازے۔
۳۲-جو لوگ چھوٹے گناہوں اور لغزشوں کے سوا بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں تو بے شک آپ کے پروردگار کی مغفرت کا دائرہ نہایت وسیع ہے وہ تمھیں اچھی طرح جانتا ہے جب اس نے زمین سے تمھیں خلق فرمایا تھا تم اپنی ماؤں کے شکم میں جنین کی صورت میں تھے، تم اپنے نفس کی پاکیزگی کو نہ بتلاؤ وہ بہتر جانتا ہے کہ کون متقی ہے۔
۳۳-اے نبی کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا۔ ۳۴-اس نے تھوڑا سا مال دیا اور ہاتھ روک لیا۔ ۳۵-کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ حقیقت کو دیکھ رہا ہے۔ ۳۶-کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں تھیں۔ ۳۷-اور ابراہیم کے صحیفوں میں موجود تھیں جنھوں نے اللہ کے ہر امر کو پورا کیا۔

۳۱-وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ-
اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے ان کا مالک اللہ ہے خلقت اور ملکیت کے اعتبار سے۔
لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی-
تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کے مطابق جزا دے اور نیکو کاروں کو بہترین اجر سے نوازے
برائی کرنے والوں کو عذاب اور نیکو کاروں کو ثواب ملے۔

presented by Ziaraat.com

۳۲-اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ- جو لوگ بڑے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

گناہوں کے اعتبار سے جس کی سزا بڑی ہوتی ہے بالخصوص جس گناہ کے لیے وعید (ڈراوا) کی گئی ہے اور اس کا بیان سورۂ نساء کی آیت ۳۱ کے ذیل میں گزر چکا۔

وَالْفَوَاحِشَ- اور بے حیائی کے کام۔

خصوصیت کے ساتھ جو بے حیائی کے بڑے بڑے کام ہوں۔

اِلَّا اللَّمَمَ- چھوٹے گناہوں اور لغزشوں کے سوا۔

وہ گناہ جو چھوٹے اور معمولی ہوں تو جو لوگ گناہان کبیرہ سے اجتناب کرتے ہیں ان کے ایسے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔اس جملے میں استثنا منقطع ہے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ فواحش سے مراد۔ زنا اور چوری ہے۔

اللَّمَمَ سے مراد ہے کہ ایک شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پھر وہ اس کی اللہ سے معافی مانگ لیتا ہے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ کوئی بھی گناہ ہو اگر بندہ مومن اس کا عادی بھی ہو جائے تو آخر کار وہ اسے چھوڑ دیتا ہے پھر اس کی طرف راغب ہوتا ہے اور وہ اللہ کے قول سے ثابت ہے: اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ فرمایا: ''اللَّمَمَ'' وہ بندہ جو گناہ کی طرف راغب ہوتا ہے جو اس کے مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے یعنی اس کے مزاج کے خلاف ہے۔[۲]

اور ایک روایت میں ہے فرمایا: الھِنۃ بعد الھِنَۃِ یعنی ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ بندہ اس کے قریب چلا جاتا ہے۔[۳]

اور دوسری روایت میں ہے فرمایا وہ گناہ ہے انسان اس کے قریب چلا جاتا ہے پھر جب اللہ چاہتا ہے وہ رُک جاتا ہے پھر اس کے بعد گناہ سے قربت ہو جاتی ہے۔[۴]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں یلمّ بالذنب کے معنی ہیں وہ گناہ سے قریب ہو جاتا ہے اور گناہ اس تک آتا ہے تو وہ اسے اختیار کر لیتا ہے۔ اور قد طبع علیہ کا مفہوم ہے اگر کسی عارض کی وجہ سے اس کے سامنے گناہ رکھا گیا تو اس کا زائل ہونا بھی ممکن ہے لہٰذا گناہ کا ترک کرنا ممکن ہے خواہ وہ فطرت میں رچ بس گیا ہو۔اور اصل خلقت میں موجود ہو اور اگر اس کی عادت اور طبیعت بن چکا ہو تو اسے ترک کرنا ممکن نہیں اور ''ھِنَۃ'' برائی سے کنایہ ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ- بے شک آپ کے پروردگار کی مغفرت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔کہ وہ گناہان کبیرہ سے اجتناب کرنے پر گناہان صغیرہ کو معاف کر دیتا ہے۔اللہ کی مرضی ہے جس گناہ کو چاہے معاف کر دے خواہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۴۴۲ (۲) الکافی ج ۲ ص ۴۴۲

(۳) الکافی ج ۲ ص ۴۴۱ (۴) الکافی ح ۲ ص ۴۴۱

presented by Ziaraat.com

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ-

وہ تمھیں اچھی طرح جانتا ہے تم سے زیادہ تمھارے احوال سے باخبر ہے۔

اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ-

جب اس نے زمین سے تمھیں خلق فرمایا تھا اور تم اپنی ماؤں کے شکم میں جنین کی صورت میں تھے وہ تمھارے احوال سے باخبر ہے اور تمھارے امور کی گردش کو جانتا ہے جب اس نے تمھاری تخلیق کا آغاز تراب سے کیا اور تمھیں کس طرح ارحام میں رکھا۔

فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ- تم اپنے نفس کی پاکیزگی کو نہ بتلاؤ۔

تم اپنے عمل کی پاکیزگی کے نغمے نہ سناؤ کہ تم سب سے بڑھ کر خیر میں حصہ لیتے ہو اور تم نے معاصی اور رَذَائل (رذیل چیزوں) سے اپنے آپ کو پاک صاف رکھا ہوا ہے۔

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى- وہ (اللہ) بہتر جانتا ہے کہ کون متقی ہے۔

وہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے کون پرہیز گار ہے اور کون نہیں قبل اس کے کہ وہ تمھیں آدم کے صلب سے باہر نکالے۔

کتاب علل میں امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے امام علیہ السلام نے فرمایا خداوند عالم فرماتا ہے کہ کوئی شخص اپنی نماز، روزے، زکوٰۃ اور حج کی کثرت پر فخر و ناز نہ کرے خداوند عالم بہتر جانتا ہے کہ تم میں سب سے زیادہ متقی کون ہے۔[1]

کتاب معانی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کا یہ کہنا کہ میں نے کل نماز پڑھی تھی میں نے کل روزہ رکھا تھا اور اسی قبیل کی باتیں پھر فرمایا کہ ایک گروہ صبح اٹھتا تھا تو کہتا تھا ہم نے کل شب نماز پڑھی تھی اور ہم نے کل روزہ رکھا تھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا لیکن میں تو دن اور رات کے وقت سوتا ہوں اور اگر ان کے درمیان کچھ وقت ہوتا ہے تو اس میں سو جاتا ہوں۔[2]

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے: ولو لا ما نهى الله عنه من تزكية المرء نفسه لذكر ذاكر فضائل جمّة تعرفها قلوب المؤمنين وَلَا تَمُجُّهَا اٰذان السامعين۔

اگر خداوند عالم نے خودستائی سے روکا نہ ہوتا تو بیان کرنے والا اپنے وہ فضائل بیان کرتا کہ مومنوں کے دل جن کا اعتراف کر رہے ہیں اور سننے والوں کے کان انھیں اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتے۔[3]

---

(۱) علل الشرائع ص ۶۱ ح ۸۱ باب ۳۸۵ (۲) معانی الاخبار ص ۳۴۳ ح ۱

(۳) احتجاج ج ۱ ص ۲۶۰ و نہج البلاغہ مکتوب ۲۸

presented by Ziaraat.com

تفسیر عیاشی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ جائز ہے کہ کوئی شخص خود ستائی کرے فرمایا ہاں جب وہ اس بارے میں مجبور کر دیا گیا ہو کیا تم نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول نہیں سنا: اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (یوسف ۵۵) مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے میں حفاظت کرنے والا اور صاحب علم ہوں اور عبد صالح کا یہ کہنا: وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ (اعراف ۶۸) میں تمھارے لیے نصیحت کرنے والا اور امانت دار ہوں۔[1]

۳۳-اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی- اے نبی کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا۔
حق کی پیروی کرنے سے اور اس پر ثابت قدم رہنے سے۔

۳۴-وَ اَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَكْدٰی- اس نے تھوڑا سا سامان دیا پھر ہاتھ روک لیا۔

۳۵-اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی- کہا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ حقیقت کو دیکھ رہا ہے۔
وہ جانتا ہے کہ اس کا ساتھی اس گناہ کے بوجھ کو اٹھا سکتا ہے۔

۳۶-اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی- کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں تھیں۔

۳۷-وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی-
اور ابراہیم کے صحیفوں میں موجود تھیں جنھوں نے اللہ کے ہر امر کو پورا کیا۔
انھیں جو بھی حکم دیا گیا تھا اسے پورا کیا اور پایہ تکمیل تک پہنچایا اور انھوں نے خود جو اپنے ذمے لے لیا تھا اسے پوری طرح نبھایا تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو امر و نہی اور دُنبے کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا اسے انھوں نے پورا کیا۔[2]

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا اللہ تعالیٰ کے قول: وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی سے کیا مراد ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ کلمات تھے جن کو وہ پابندی سے ادا فرماتے تھے پوچھا گیا وہ کلمات کیا تھے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب صبح ہوتی تو وہ فرمایا کرتے تھے: اَصْبَحْتُ وربّی محمود، وَاَصْبَحْتُ لا اشرك بالله شیئًا، ولا ادعو مَعَهُ الهاً ولا اتّخذ من دونه ولیاً۔ (میں نے صبح کی اور میرا رب قابل تعریف ہے میں نے صبح کی میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارتا ہوں اور نہ ہی میں اس کے سوا کسی اور کو ولی بناتا ہوں)۔ اور جب شام کا وقت ہوتا تھا تو وہ انھی کلمات کو تین بار دُہرایا کرتے تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا: وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی-[3]

کتاب علل الشرائع میں امام صادق علیہ سے اسی مفہوم کی روایت ملتی ہے۔[4]

---

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۸۱ ح ۴۰ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۸
(۳) الکافی ج ۲ ص ۵۳۴-۵۳۵ ح ۳۸ (۴) علل الشرائع ص ۳۷ ح ۱ باب ۳۳

presented by Ziaraat.com

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَ اَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾

۳۸-کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ۳۹-اور انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے سعی کی ہوگی۔ ۴۰-اور بے شک وہ اپنی کوشش کو عن قریب دیکھ لے گا۔ ۴۱-پھر اسے بھرپور جزا دی جائے گی۔ ۴۲-اور یہ کہ سب کو آپ کے رب کے پاس پہنچنا ہے۔ ۴۳-بے شک وہی ہے جو ہنساتا اور رُلاتا ہے۔ ۴۴-اور وہی مارتا اور جِلاتا ہے۔ ۴۵-اور اسی نے نر و مادہ کے جوڑے بنائے ہیں۔ ۴۶-اس نطفے سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے۔ ۴۷-اور دوسری زندگی بخشنا بھی اسی کے ذمے ہے۔ ۴۸-وہی ہے جس نے غنی کیا اور خزانے بھر دیے۔ ۴۹-اور وہی شعریٰ (ستارے کا نام) کا رب ہے۔

۳۸-اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔

کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

کیا انھیں خبر نہیں دی گئی جو ابراہیم و موسیٰ کے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے کہ کوئی دوسرا شخص کسی کے گناہ کا ذمہ نہیں لے گا۔

۳۹-وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔

اور انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے سعی کی ہوگی۔ یعنی وہ اپنی سعی کو دیکھ لے گا۔

یعنی جس طرح کوئی دوسرے سے کسی کے گناہ کا مواخذہ نہیں ہوگا اسی طرح کسی دوسرے کے عمل کی بنیاد پر اسے ثواب نہیں ملے گا اور یہ جو احادیث میں آیا ہے کہ صدقہ اور حج مرنے والے کو فائدہ پہنچاتے ہیں تو اس کا سبب وہ محبّت ہے جو مرنے والے کی اس کی نیابت کرنے والے کے دل میں پیدا ہوئی اس کا سبب احسان، یا ایمان یا قرابت یا کوئی اور وجہ ہوسکتی ہے تو یہ بھی ایک طرح سے اسی کی اپنی کوشش میں شامل ہے اور اسی طرح کوئی بیمار کہ اس کی بیماری کے دوران لکھا جائے گا کہ جب وہ تن درست تھا تو کیا کچھ کیا کرتا تھا اس لیے کہ اس کی یہ نیت ہے کہ اگر وہ تن درست ہوتا تو یہ کام انجام دیتا تو اسے نیت کی بنیاد

presented by Ziaraat.com

پر ثواب دیا جائے گا۔

۴۰-وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى-

اور بے شک وہ اپنی کوشش کو عن قریب دیکھ لے گا۔

یعنی آخرت میں اس کی کوشش کا نتیجہ نظر آئے گا۔

۴۱-ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى-

پھر اسے بھرپور جزا دی جائے گی۔

یعنی بندے کو اس کی سعی کی جزا بھرپور طریقے سے دی جائے گی۔

۴۲-وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى-

اور یہ کہ سب کو آپ کے رب کے پاس پہنچنا ہے۔

مخلوقات کی انتہا ہے اور اسی کی جانب بازگشت ہے۔ کتاب کافی اور توحید میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: وانّ الی ربّك المنتهٰی

جب بات اللہ تک پہنچ جائے تو اسے مضبوطی سے تھام لو۔(۱)

تفسیر قمی میں یہی ہے کچھ اضافے کے ساتھ۔(۲)

کتاب توحید میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے دریافت کیا گیا کہ لوگ ہمارے سامنے اپنے گن گاتے رہتے ہیں آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ناپسندیدہ عمل ہے کیا تم نے سنا نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى تم اس کے علاوہ کوئی اور بات کرو۔(۳)

۴۳-وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى-

بے شک وہی ہے جو ہنساتا اور رلاتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ آسمان کو بارش کے ذریعے رُلاتا ہے اور زمین کو نباتات کے ذریعے ہنساتا ہے۔

شاعر نے کہا ہے۔

كلّ يوم با قحوانٍ جديد — ہر روز نئے گلِ بابونہ کے ساتھ

تضحك الارض من بُكاء السَّمَاء — زمین ہنستی ہے آسمان کے رونے پر

۴۴-وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا-

اور وہی مارتا اور جلاتا ہے۔

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۹۲ ح ۲ والتوحید ص ۴۵۶ ح ۹ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۸

(۳) التوحید ص ۴۵۷-۴۵۸ ح ۱۸ باب ۶۷

presented by Ziaraat.com

یعنی اس کے علاوہ کوئی مارنے اور زندہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

۴۵–وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى–

اور اسی نے نر و مادہ کے جوڑے بنائے ہیں۔

۴۶–مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى–

نطفے سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ نُطفہ خون سے تبدیل ہو کر بنتا ہے پہلے وہ خون ہوتا ہے پھر وہ دماغ میں ایک رگ ہے جسے ورید کہا جاتا ہے اُس میں نُطفہ بن جاتا ہے پھر وہ پیٹھ کے مہروں میں سے ان رگوں میں منتقل ہوتا ہے جن سے پیشاب گردے سے مثانے کی طرف آتا ہے پھر اس کی شکل سفید ہو جاتی ہے جہاں تک عورت کے نطفے کا تعلق ہے تو وہ سینے سے نازل ہوتا ہے۔[۱]

۴۷–وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى–

اور دوسری زندگی بخشنا بھی اسی کے ذمّے ہے۔

یعنی مرجانے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا اپنے وعدے کو پورا کرتے ہوئے۔

۴۸–وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى–

اور وہی ہے جس نے غنی کیا اور خزانے بھر دیے۔

اَقْنٰى کے معنیٰ ہیں عطا کر دیا اور القنیّۃ یعنی کمائی اور جائداد اور اموال سے کچھ حاصل ہو جس کی جڑیں مال سے تعلق رکھتی ہوں۔

کتاب مَعانی اور قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے وہ اپنے آباء سے وہ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا کہ ہر انسان کو اس کی معیشت سے غنی بنایا اور اس کے لیے ہاتھوں کی کمائی کو پسندیدہ قرار دیا۔[۲]

۴۹–وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى–

اور وہی شِعْرٰی (ستارے کا نام) کا رب ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ آسمان میں ایک ستارہ ہے جس کا نام ''شِعرٰی'' ہے قریش اور عرب کی ایک قوم اس کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ ستارہ رات کے آخری حصّے میں طلوع ہوتا ہے۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۳۹ (۲) معانی الاخبار ص ۲۱۶۔ ۲۱۵ ح ۱ و تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۳۹

(۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۳۹

presented by Ziaraat.com

وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ۙ﴿۵۰﴾ وَ ثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰى ۙ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ
اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ؕ﴿۵۲﴾ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۙ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا
غَشّٰى ۚ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾
اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۚ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ؕ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ
تَعْجَبُوْنَ ۙ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ۙ﴿۶۰﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ
وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدۃ ع

۵۰-اور اسی نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کر ڈالا۔ ۵۱-اور ثمود کو بھی کسی کو بھی باقی نہ چھوڑا۔ ۵۲-اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو ہلاک کیا ہے اس لیے کہ وہ لوگ بڑے ظالم اور نہایت سرکش تھے۔ ۵۳-اور قوم لوط کی بستیوں کو اسی نے تہہ وبالا کر دیا۔ ۵۴- پس اسے ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا۔ ۵۵-لہٰذا تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں میں شک کروگے۔ ۵۶-یہ رسول بھی نذیر ہیں سابقہ امتوں میں ڈرانے والوں کی طرح۔ ۵۷-آنے والی گھڑی (قیامت) قریب آگئی ہے۔ ۵۸- اللہ کے سوا کوئی اور اُسے ظاہر کرنے والا نہیں ہے۔ ۵۹-کیا تم لوگ اس کلام پر حیران ہو؟ ۶۰- اور تم ہنستے ہو، روتے نہیں۔ ۶۱-اور تم کھیل کود میں مست ہو۔ ۶۲-تم پر لازم ہے کہ اللہ کے لیے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

۵۰- وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى۔ اور اسی نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کر ڈالا۔

۵۱- وَ ثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰى۔
اور ثمود کو بھی (اور فریقین میں) کسی کو بھی باقی نہ چھوڑا۔

۵۲- وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى۔
اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو ہلاک کیا ہے اس لیے کہ وہ بڑے ظالم اور نہایت سرکش تھے۔ مِّنْ قَبْلُ یعنی عاد اور ثمود سے پہلے نوح کی قوم ان دونوں سے زیادہ ظالم اور سرکش تھی کیوں کہ وہ نوح علیہ السلام کو اذیت دیتے تھے اور ان سے راہ فرار اختیار کرتے تھے۔ اور انھیں مارتے تھے یہاں تک کہ ان میں حرکت باقی نہیں رہتی تھی۔

۵۳- وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى۔ اور قوم لوط کی بستیوں کو اسی نے تہہ وبالا کیا۔
الْمُؤْتَفِكَةَ وہ بستیاں جو اپنے باشندوں سمیت الٹ پلٹ گئیں اور اس سے مراد قوم لوط کی بستیاں ہیں۔
اَهْوٰى کہ ان کو بلند کر کے منقلب کر دیا۔

presented by Ziaraat.com

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ اہل بصرہ تھے۔یعنی ''الموتفکة'' سے مراد یہی لوگ ہیں۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ ''الموتفکة'' سے مراد اہل بصرہ ہیں اور اس پر دلیل امیر المومنین علیہ السلام کا یہ قول ہے: یا اهل البصرة ویا اهل الموتفکة۔ اے الٹ پلٹ کی جانے والی بستیوں والو! اے عورت کے سپاہیو! اے چوپایوں کی پیروی کرنے والو! اونٹ نے آواز نکالی تم نے لبیک کہی اور جب کونچیں کاٹ دی گئیں تم بھاگ کھڑے ہوئے تمھارا پانی گدلا اور کڑوا ہے۔تمھارے خواب بودے ہیں اور نفاق تم پر ختم ہے ستر (۷۰) نبیوں کی زبانی تم پر لعنت بھیجی گئی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے انھیں مطلع کیا کہ ان کے لیے زمین لپیٹ دی گئی تو انھوں نے دیکھا کہ بصرہ پانی سے زیادہ قریب زمینوں میں سے ہے اور آسمانوں سے زیادہ دور ہے جس میں ۹/۱۰ حصہ شر ہے اور لا علاج بیماری ہے اس میں ٹھہرنے والا گناہ گار ہے اور جو اس سے باہر چلا جائے وہ رحمتِ خداوندی میں ہوگا اور یہ زمین اپنے رہنے والوں سمیت دو مرتبہ الٹ پلٹ چکی ہے اور تیسری بار بھی اس کی اسی طرح تکمیل ہوگی اور یہ رجعت کے وقت ہوگا۔[۲]

۵۴- فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى- پس اسے ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا۔

اس جملے میں خوف دلانا ہے اور عمومی طور سے ان قوموں پر جو گزر چکا ہے اس کا بیان ہے۔

۵۵- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى-

لہٰذا تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں میں شک کرو گے اس جملے میں ہر ایک سے خطاب ہے۔

کتاب کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ شک کے چار حصے ہیں۔

۱-المِرْیَة ۲-الهوٰی ۳-التردّد ۴-اَلْاِسْتِسْلَام

اور یہ قول الٰہی سے ثابت ہے: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى-[۳]

کہا گیا ہے کہ جن چیزوں کو شمار کیا جاتا ہے وہ نعمت ہوں یا عذاب اسے '' اٰلَاء '' سے تعبیر کیا گیا ہے عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے عذاب میں عبرت و نصیحت ہے۔اور انبیاء اور مومنین کے لیے انتقام ہے۔[۴]

تفسیر قمی ہے کہ اس آیت کا مفہوم ہے کس سلطان سے جھگڑ رہے ہو۔

۵۶- هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى-

یہ رسول بھی نذیر ہیں سابقہ امتوں میں ڈرانے والوں کی طرح۔

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو جب پہلی مرتبہ زمین میں پھیلایا تو انھیں اپنے سامنے صف کی

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۱۸۰ ح ۲۰۲ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۹

(۳) الکافی ج ۲ ص ۳۹۳ ح ۱ (۴) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۳۴

presented by Ziaraat.com

صورت میں کھڑا کیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ نے انھیں دعوت دی تو کچھ لوگ آپ پر ایمان لے آئے اور کچھ نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُوْلٰى

یعنی اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیوں کہ آپ نے تخلیق اوّل کے مرحلے پر ان لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی تھی۔[۱]

اور کتاب بصائر میں بھی ایسی روایت موجود ہے۔[۲]

۵۷- اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ- آنے والی گھڑی (قیامت) قریب آ گئی۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا یعنی قیامت قریب آ گئی ہے۔[۳]

۵۸- لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ-

اللہ کے سوا کوئی اور اُسے ظاہر کرنے والا نہیں ہے۔ یعنی کوئی نفس بھی اسے ظاہر کرنے پر قادر نہیں ہے سوائے اللہ کے۔

۵۹- اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ- کیا تم لوگ اس کلام پر حیران ہو یعنی انکار کر رہے ہو۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے حدیث سے مراد وہ باتیں ہیں جو پہلے بیان کی گئی ہیں۔[۴]

۶۰- وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ- اور تم ہنستے ہو، روتے نہیں۔

تم مذاق اڑا رہے ہو اور تم سے جو کوتاہی ہوئی اس پر گریہ کناں نہیں ہو۔

۶۱- وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ- اور تم کھیل کود میں مست ہو۔

تفسیر قمی میں ہے کہ تم لہو ولعب میں مصروف ہو۔[۵]

اور کہا گیا ہے ''مُستکبِرُوْنَ'' یعنی تم لوگ اکڑ رہے ہو تکبر کر رہے ہو۔[۶]

۶۲- فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا-

تم پر لازم ہے کہ اللہ کے لیے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو یعنی دوسرے معبودوں کے علاوہ صرف اللہ کی بندگی کرو کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے جو شخص ہر روز یا ہر شب پابندی کے ساتھ سورۃ النجم پڑھے گا تو وہ لوگوں کے درمیان پسندیدہ حیثیت سے جیے گا اور اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور ان شاء اللہ وہ لوگوں کے درمیان محبوب ہوگا۔[۷]

---

(۱) (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۰

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۸۴ (۴) بصار الدرجات ص ۱۰۴ ح ۱۰۵ ح ۶ باب ۱۴

(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۰ (۶) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۳۴

(۷) ثواب الاعمال ص ۱۱۲ ح ۱ باب ثواب قرأءۃ سورۃ النجم ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۷۰

presented by Ziaraat.com

سورۂ القمر

سورۂ قمر مکّی سورہ ہے اور اس میں ۵۵ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَ انۡشَقَّ الۡقَمَرُ ۱ وَ اِنۡ یَّرَوۡا اٰیَۃً یُّعۡرِضُوۡا وَ یَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ ۲ وَ کَذَّبُوۡا وَ اتَّبَعُوۡۤا اَہۡوَآءَہُمۡ ؕ وَ کُلُّ اَمۡرٍ مُّسۡتَقِرٌّ ۳ وَ لَقَدۡ جَآءَہُمۡ مِّنَ الۡاَنۡۢبَآءِ مَا فِیۡہِ مُزۡدَجَرٌ ۙ ۴ حِکۡمَۃٌۢ بَالِغَۃٌ ۫ فَمَا تُغۡنِ النُّذُرُ ۙ ۵ فَتَوَلَّ عَنۡہُمۡ ؕ یَوۡمَ یَدۡعُ الدَّاعِ اِلٰی شَیۡءٍ نُّکُرٍ ۙ ۶ خُشَّعًا اَبۡصَارُہُمۡ یَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ کَاَنَّہُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ ۙ ۷ مُّہۡطِعِیۡنَ اِلَی الدَّاعِ ؕ یَقُوۡلُ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا یَوۡمٌ عَسِرٌ ۸

وقف لازم

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-قیامت قریب آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ۲-اور یہ کفار اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آ رہا ہے۔ ۳-انھوں نے اسے بھی جھٹلایا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ ۴-ان کے پاس گزشتہ اقوام کے حالات آ چکے ہیں جن میں سرکشی سے باز رکھنے کے لیے سامان عبرت ہے۔

۵-اور ایسی حکمت جو مقصد تک رسائی کے لیے کافی ہے لیکن تنبیہات اُن کے لیے بے سُود ہیں۔

۶-اے نبی آپ اُن سے روگردانی کر لیجیے جس روز بلانے والا (فرشتہ) ناگوار چیز کی طرف بلائے گا۔

۷-اپنی آنکھیں جھکائے ہوئے وہ قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے گویا کہ وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔

۸-پکارنے والے کی طرف چلے جا رہے ہوں گے کفار یہ کہیں گے کہ یہ تو بڑا کٹھن دن ہے۔

۱-اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ۔

قیامت قریب آ گئی۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ قیامت قریب آ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد قیامت آئے گی

presented by Ziaraat.com

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد نبوت و رسالت ختم ہوگئی۔ ۱

فرمایا اور یہ بھی روایت ہے کہ اس سے مراد حضرت قائم کا خروج ہے۔ ۲

وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔

اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔

تفسیر مجمع البیان میں ابن عباس سے روایت ہے کہ مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو آپ ہمارے لیے چاند کو دو ٹکڑے کر دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اگر میں نے ایسا کر دیا تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ انھوں نے جواب دیا ہاں اور اس وقت چودھویں کی شب تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب سے گزارش کی کہ مشرکین نے جو مطالبہ کیا ہے اسے پورا کر دے تو چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکار کر کہا اے فلاں نے اے فلاں نے مشاہدہ کرو، دیکھو۔ ۳

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اس پہاڑ پر اور اُس پہاڑ پر چاند دو ٹکڑے ہوا تھا لوگوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مسحور کر دیا ہے تو ایک شخص نے کہا کہ اگر تمھیں مسحور کر دیا ہے تو تمام انسانوں کو تو مسحور نہیں کیا۔ ۴

اور قمی نے کسی دوسرے انداز میں روایت کی ہے۔ ۵

فرمایا مجمع البیان میں کہ بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرب قیامت کے ساتھ شق القمر کا بھی ذکر فرمایا ہے اس لیے کہ اس کا دو ٹکڑے ہونا ہمارے نبی کی نبوت کی علامت ہے اور ان کی نبوت اور ان کا زمانہ قرب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ ۶

۲-وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔

اور یہ کفار اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آرہا ہے۔

مُّسْتَمِرٌّ کے معنی ہیں نکال کر باہر کرنا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یعنی درست ہے۔ ۷

اور کہا گیا ہے کہ یہ لفظ ''مُرّۃ'' سے محکم کرنے کے معنی میں ہے کہا جاتا ہے میں نے اسے روانہ کیا تو وہ اپنی جگہ برقرار رہا اور جب میں نے اسے محکم کیا تو وہ مستحکم ہوگیا۔ ۸

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۰ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۰
(۳) مجمع البیان ح ۹-۱ ص ۱۸۶ (۴) مجمع البیان ح ۱-۹ ص ۱۸۶
(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۱ (۶) مجمع البیان ج ۱۰۹ ص ۱۸۶
(۷) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴ (۸) تفسیر انوار التنزیل ج ۲ ص ۳۴۰

presented by Ziaraat.com

۳-وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ-

اور انھوں نے اسے بھی جھٹلا دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی یعنی حق کے ظاہر ہونے کے بعد شیطان نے حق کو رد کرنے کے لیے اس چیز کو زینت دی تھی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ وہ لوگ اپنی رائے پر عمل کرتے تھے اور اپنے انبیاء کی تکذیب کرتے تھے۔[۱]

وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ-

اور ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔

اپنی انتہا تک پہنچتا ہے۔

۴-وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ-

ان کے پاس گزشتہ اقوام کے حالات آچکے ہیں جس میں سرکشی سے باز رکھنے کے لیے سامان عبرت ہے۔

مُزْدَجَرٌ عذاب کے ذکر سے ان کے لیے وعظ و نصیحت یا وعید (دھمکی) ہے۔

۵-حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ-

ایسی حکمت جو مقصد تک رسائی کے لیے کافی ہے۔

فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ-

لیکن تنبیہات اُن کے لیے بے سُود ہیں۔

یہ نفی ہے یا استفہام انکاری ہے۔

۶-فَتَوَلَّ عَنْهُمْ-

اے نبی آپ اُن سے روگردانی کر لیجیے۔

آپ کے علم میں ہے کہ ڈرانا اور تنبیہ کرنا ان کے لیے سود مند نہیں ہے۔

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ-

جس روز بلانے والا (فرشتہ) ناگوار چیز کی طرف بلائے گا۔

نُكُرٍ فظیعٌ سخت قبیح، قابل نفرت، نفوس جسے ناپسند کرتے ہیں اس لیے کہ اس جیسی چیز سے پہلے سابقہ نہیں پڑا تھا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا امام علیہ السلام جب خروج کریں گے تو انھیں ایسی چیز کی طرف دعوت دیں گے جسے وہ ناپسند کریں گے۔[۲]

اور کہا گیا وہ قیامت کے دن کی ہولناکی ہوگی۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۱ (۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۳۵

presented by Ziaraat.com

اور عن قریب ایسی روایات بیان کی جائیں گی جن سے اس بات کی تائید ہوگی۔

۷-خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ-

اپنی آنکھیں جھکائے ہوئے وہ قبروں سے نکل پڑیں گے۔

یعنی وہ اپنی قبروں سے آنکھیں جھکائے ہوئے نکلیں گے اور خوف کی وجہ سے ان کی نظریں نیچی ہوں گی۔

كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ-

گویا کہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔

کثرت میں، تموج میں اور مختلف مقامات پر پھیلنے کی وجہ سے۔

۸-مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ-

پکارنے والے کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہوں گے۔

تیزی سے جا رہے ہوں گے اس طرف گردن اٹھائے ہوئے یا اس طرف دیکھتے ہوئے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جب پکارنے والا پلٹے گا تو وہ کہے گا پلٹ جاؤ۔(۱)

يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ-

کفار یہ کہیں گے کہ یہ تو بڑا سخت کٹھن دن ہے۔

عَسِرٌ یعنی صعب، مشکل دشوار۔

کتاب کافی میں امام سجاد علیہ السلام اپنے والد سے، وہ امیر المومنین علیہ السلام سے روز قیامت کی حدیث میں فرماتے ہیں کہ عرش کے اوپر سے جبار تبارک تعالیٰ ملائکہ کے سایے میں ان پر نظر کرے گا تو وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتے سے کہے گا جو انھیں پکار کر کہے گا یا: معشر الخلائق انصتوا واستمعوا منادی الجبّار۔

اے لوگو جنھیں خلق کیا گیا ہے تم خاموش رہو اور غور سے سنو کہ جبار کا منادی کیا کہہ رہا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ان کا آخری فرد بھی اسی طرح سن رہا ہوگا جس طرح پہلا فرد سنے گا اس وقت ان کی آوازیں شکستہ ہوں گی ان کی نظریں جھکی ہوں گی اور ان کے بدن کانپ رہے ہوں گے اور ان کے دل خوف زدہ ہوں گے اور وہ اپنے سروں کو آواز کی جانب اٹھائے ہوئے ہوں گے اور پکارنے والے کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہوں گے امام علیہ السلام نے فرمایا اس وقت کافر کہے گا یہ دن تو بڑا کٹھن ہے۔(۲)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۱ (۲) الکافی ج ۸ ص ۱۰۴-۱۰۵ ح ۷۹۷

presented by Ziaraat.com

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَ قَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ۝۹
فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝۱۰ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ
مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا فَالْتَقَی الْمَآءُ عَلٰۤی اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲
وَحَمَلْنٰهُ عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝۱۳ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ
كُفِرَ ۝۱۴ وَ لَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰیَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۵ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ
وَنُذُرِ ۝۱۶ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۷ كَذَّبَتْ عَادٌ
فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ۝۱۸ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ
نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝۱۹

۹–ان سے پہلے نوح کی قوم نے بھی جھٹلایا تھا، انھوں نے ہمارے عبد (خاص) کو جھٹلایا اور کہا دیوانہ ہے اور انھیں دھمکیاں بھی دی گئیں۔

۱۰–انھوں نے اپنے رب سے دعا طلب کی (اور کہا پروردگار!) میں مغلوب ہو گیا ہوں تو میری مدد فرما۔

۱۱–تو ہم نے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ کھول دیے۔

۱۲–اور زمین میں بھی چشمے جاری کر دیے تو دونوں پانی ایک ہی کام کے لیے مل گئے جو پہلے ہی طے پا چکا تھا۔

۱۳–اور ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کر دیا۔

۱۴–جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی یہ اس شخص کے بدلے کے طور پر تھا جس کا انکار کیا گیا تھا۔

۱۵–بے شک ہم نے اس کے آثار کو نشانی کے طور پر باقی رکھا تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔

۱۶–بتاؤ میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا۔ ۱۷–اور بہ تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔ ۱۸–قوم عاد نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا تو ان کو ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا لگا۔ ۱۹–بے شک ہم نے ایک مسلسل نحس دن میں اُن پر ایک طوفانی ہوا چلائی۔

۹– كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی قوم سے پہلے۔ نوح کی قوم نے بھی جھٹلایا تھا۔

presented by Ziaraat.com

فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ-

انھوں نے ہمارے عبدِ خاص (نوح) کو جھٹلایا اور کہا یہ دیوانہ ہے اور انھیں دھمکیاں بھی دی گئیں۔

انھیں طرح طرح کی اذیتیں دے کر تبلیغ سے روکا بھی گیا۔

تفسیر قمی میں کہ انھیں اذیت پہنچائی گئی اور انھیں سنگ سار کرنے کا ارادہ بھی کیا گیا۔[۱]

۱۰-فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ-

انھوں نے اپنے رب سے دُعا کی (اور کہا پرور دگارا) میں مغلوب ہوں تو میری مدد فرما حضرت نوح جب ان لوگوں سے مایوس ہوگئے تو پھر اللہ سے کہا تو ان سے میرا انتقام لے۔ کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام ان کے درمیان ۹۵۰ سال رہے اور انھیں ظاہری اور پوشیدہ طور سے دین کی دعوت دیتے رہے جب ان لوگوں نے انکار کیا اور سرکشی کی تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میرے ربّ (اے میرے پرور دگار) انی مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ میں مغلوب ہوں تو میری مدد فرما۔[۲]

۱۱-فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ-

تو ہم نے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ذریعے کھول دیے۔

مُّنْهَمِرٍ۔ مُنْصَبّ موسلا دھار اور وہ مبالغہ ہے اور زیادہ بارش کی تمثیل ہے اور شدّت کے ساتھ برسنا ہے۔

۱۲-وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا-

اور ہم نے زمین میں بھی چشمے جاری کر دیے۔

اور ہم نے مکمّل زمین کو ایسا بنا دیا گویا چشمے ابل رہے ہوں اور اس کی اصل یہ ہے کہ

فجرنا عُیُون الارض ہم نے زمین کے چشموں کو جاری کر دیا۔ مبالغہ کے سبب اسلوب تبدیل کر دیا۔

فَالْتَقَى الْمَآءُ-

تو دونوں پانی مل گئے آسمان کا پانی اور زمین کا پانی

عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ-

ایک ہی کام کے لیے جو پہلے ہی طے پا چکا تھا۔ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلے ہی مقرّر اور معیّن کر دیا تھا۔ کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے وہ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آسمان سے جو بارش ہوتی ہے اس کی تعداد اور مقدار معیّن ہوتی ہے اور وزن معلوم ہوتا ہے سوائے اس بارش کے جو طوفان والے دن حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی تو وہ چھاجوں پانی برسا تھا نہ اس کا وزن تھا نہ مقدار۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۱ (۲) الکافی ج ۸ ص ۳۸۲۔۲۸۳ ح ۴۲۴

(۳) الکافی ح ۸ ص ۲۳۹۔۲۴۰ ح ۳۲۶

presented by Ziaraat.com

۱۳–وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ–

اور ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کر دیا۔

ذَاتِ اَلْوَاحٍ یعنی چوڑے پٹرے والی اس لیے کہ وہ چوڑے پٹروں سے بنی تھی

وَّدُسُرٍ اور اس میں کیلیں۔ میخیں لگی تھیں۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا الالواح سے مراد کشتی ہے اور دُسر میخوں کو کہا جاتا ہے۔ اور کہا گیا ہے الدُّسُر ایک طرح کی گھاس ہوتی ہے جس سے کشتی کو باندھا جاتا ہے۔ (۱)

۱۴–تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا–

جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ہمارے حکم سے اور ہماری حفاظت میں چل رہی تھی۔ (۲)

جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ–

یہ اس شخص کے بدلے کے طور پر تھا جس کا انکار کیا گیا تھا۔

یعنی یہ ہم نے حضرت نوح کے بدلے کے طور پر کیا تھا اس لیے کہ ان لوگوں نے نعمت کا انکار کیا تھا اس لیے کہ ہر نبی اپنی امت کے لیے اللہ کی جانب سے نعمت اور رحمت ہے۔

۱۵–وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ–

اور بے شک ہم نے اس کے آثار کو نشانی کے طور پر باقی رکھا تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔

۱۶–فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ–

بتاؤ میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا۔

اور میرا ڈرانا اور میرے مرسلین اور یہ مکمل قصہ سورہ ہود کی آیت ۲۵ کے ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

۱۷–وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ–

اور بہ تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔

یَسَّرْنَا کے معنیٰ ہیں جسے ہم نے آسان اور سہل بنا دیا ہے۔ لِلذِّكْرِ نصیحتوں اور وعظ کے لیے جو بھی نصیحت حاصل کرنا چاہے اس لیے کہ اس قرآن میں ہم نے طرح طرح کے پند و نصائح اور عبرتیں بار بار بیان کی ہیں۔

۱۸–كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ–

قومِ عاد نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا تو ان کو ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا لگا۔

ہمارا ڈرانا عذاب کے لیے اس کے نازل ہونے سے پہلے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۲ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۲

presented by Ziaraat.com

۱۹۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔

اور بے شک ہم نے ایک مسلسل نحس دن میں ان پر ایک طوفانی ہوا چلائی۔

صَرْصَرًا۔ کا مفہوم ہے بَارِدَةً: یعنی ٹھنڈی

نَحْسٍ۔ شُوم

مُسْتَمِرٍّ۔ جس کی نحوست مسلسل تھی۔

کتاب علل میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ "یَوْمَ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍ" سے مراد چہار شنبہ (بدھ) ہے اس لیے کہ وہی پہلا اور آخری دن تھا ان ایام میں سے جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ (الحاقہ: ۷) اللہ نے اُن پر سات راتیں اور آٹھ دن جڑ کاٹنے (فنا کرنے) کے لیے مسلّط رکھا۔[۱]

کتاب عُیون میں امام رضا علیہ السلام کی روایت میں جو امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں عیاشی کی روایت امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ دن بدھ کا تھا۔[۳]

کتاب فقیہ اور خصال میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہواؤں کے لشکر ہیں اللہ نافرمانوں کو اس کے ذریعے سزا دیتا ہے ان میں سے ہر ہوا پر ایک فرشتہ معیّن ہے جو اطاعت گزار ہے جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جو فرشتہ مقرّر ہے اسے وحی کرتا ہے جس قسم کی ہوا سے مُعذّب کرنا چاہتا ہے تو وہ فرشتہ ہوا کو حکم دیتا ہے تو ہوا اس طرح ہیجان میں آتی ہے جس طرح غضب ناک شیر ہو اور اُن میں ہر ہوا کا کوئی نہ کوئی نام ہے۔

کیا تم نے اللہ کا قول نہیں سنا: اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔[۴]

اور کتاب کافی میں اسی مفہوم کی روایات موجود ہے۔[۵]

---

(۱) علل الشرائع ص ۳۸۱ ح ۲ باب ۱۱۲ (۲) عُیون اخبار الرّضا ج ۲ ص ۱۱۸ باب ۳۴

(۳) تفسیر مجمع البیان ج ۱۔۹ ص ۱۹۰ (۴) من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۳۴۴ ح ۱۵۲۵ / ۱۷ باب ۸۱ والخصال ص ۲۶۰۔۲۶۱ ح ۱۳۸ باب الاربعہ (۵) الکافی ج ۸ ص ۹۱ ح ۶۳

presented by Ziaraat.com

تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾
فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ
الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ
الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾
وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى
فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً
فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

ع ۱ ۲۲ ۸

۲۰-جو لوگوں کو اس طرح اکھاڑ کر پھینک رہی تھی گویا کہ وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں۔
۲۱-پس دیکھ لو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا۔ ۲۲-اور بہ تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنایا ہے تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے؟ ۔ ۲۳-قوم ثمود نے بھی اپنے انبیاء کو جھٹلایا۔ ۲۴-انھوں نے کہا ہم ایک ایسے بشر کا اتباع کرلیں جو ہم میں سے تنہا ہے ایسی صورت میں تو ہم یقیناً گمراہی اور دیوانہ پن میں مبتلا ہونگے۔ ۲۵-ہمارے درمیان میں کیا صرف اسی پر ذکر کا نزول ہوا ہے بلکہ وہ تو جھوٹا اور مغرور ہے۔ ۲۶-عن قریب کل ہی انھیں پتا چل جائے گا کہ کون جھوٹا اور گھمنڈ کرنے والا ہے۔
۲۷-ہم ناقے کو ان کے لیے ایک آزمائش بنا کر بھیجیں گے اب آپ صبر کے ساتھ ان کا انجام دیکھیے۔
۲۸-اور انھیں بتا دیجیے کہ پانی ان کے اور اونٹنی کے درمیان تقسیم ہوگا اور ہر ایک اپنی باری پر آئے گا۔
۲۹-تو ان لوگوں نے اپنے ساتھی کو پکارا وہ آیا اور اس نے اونٹنی کو مار ڈالا۔ ۳۰-تو دیکھو ہمارا عذاب کیسا تھا؟ اور ہماری تنبیہ کیسی تھی۔ ۳۱-بے شک ہم نے ہی اُن پر ایک چنگھاڑ بھیجی تو وہ خشک گھانس پھونس کی طرح ہوگئے۔ ۳۲-اور بہ تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنایا ہے، ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

۲۰-تَنْزِعُ النَّاسَ-
جو لوگوں کو اسی طرح اکھاڑ کر پھینک رہی تھی روایت ہے کہ وہ لوگ گھاٹیوں اور گڑھوں میں داخل ہوگئے اور

presented by Ziaraat.com

انھوں نے ایک دوسرے کو تھام لیا ہوا نے انھیں وہاں سے بھی اکھاڑ پھینکا اور انھیں مردہ کر کے زمین پر ڈال دیا۔[۱]

كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ۔ گویا کہ وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں۔

کھجور کے تنے جو جڑ سے اکھڑ گئے ہوں اور زمین پر پڑے ہوئے ہوں۔

کہا گیا ہے انھیں تنوں سے تشبیہ دی ہے اس لیے کہ ہوا نے ان کے سروں کو اڑا دیا اور اجسام کو چھوڑ دیا۔[۲]

۲۱-فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ۔ پس دیکھ لو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا؟

اس جملے کو خوف دلانے کے لیے دوبارہ لایا گیا۔

اور کہا گیا ہے کہ پہلا اس عذاب کے لیے جو دنیا میں انھیں گھیرے ہوگا اور دوسرا اس عذاب کے لیے جو آخرت میں گھیر لے گا جیسا کہ ان کے واقعے میں بیان کیا ہے۔ لِنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى (فصلت ۱۶) (تا کہ ہم انھیں دنیاوی زندگی میں ذلّت اور رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں اور بلاشبہ آخرت کا عذاب اس سے زیادہ رُسوا کُن ہوگا)[۳]

اور پورا واقعہ سورۂ اعراف کی آیت ۷۸ کے ذیل میں اور سورۂ ہُود کی آیت ۵۸ کے ذیل میں گزرا ہے۔

۲۲-وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

اور بہ تحقیق ہم نے قرآن نصیحت کے لیے آسان بنایا ہے تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔

۲۳-كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ۔ قوم ثمود نے بھی اپنے انبیاء کو جھٹلایا۔

خبردار کرنے والوں وعظ و نصیحت کرنے والوں یا مرسلین کو جھٹلایا۔

۲۴-فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ۔

انھوں نے کہا کہ ہم ایک ایسے بشر کا اتباع کرلیں جو ہم میں سے تنہا ہے۔ منّا۔ یعنی ہماری جنس سے ہے۔

واحداً۔ تنہا ہے اس کی پیروی کرنے والا کوئی نہیں۔

اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ۔

ایسی صورت میں ہم یقیناً گم راہی اور دیوانہ پن میں مبتلا ہوں گے۔

سُعُرٍ سَعیر کی جمع ہے دیوانگی۔ گویا کہ انھوں نے یہ برعکس کر دیا انھوں نے پیروں کاروں کے لیے خاص طور سے وہ مرتب کیا جو ان کی اتباع کو ترک کرنے والے کے لیے رکھا تھا۔

۲۵-ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا۔ ہمارے درمیان میں کیا صرف اسی پر ذکر کا نزول ہوا ہے۔

جب کہ ہم میں اس سے زیادہ حق دار موجود ہیں ذکر سے مراد کتاب وحی ہے۔

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ۔ بلکہ وہ تو جھوٹا اور گھمنڈ کرنے والا ہے۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۳۶-۴۳۷ (۲) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۳۷

(۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۳۷

presented by Ziaraat.com

اسے محمول کیا ہے تکبر سے جو اس نے نبوت کا دعویٰ کر کے ہم پر برتری حاصل کی ہے۔

۲۶-سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ-

عن قریب کل ہی انھیں پتا چل جائے گا کہ کون جھوٹا اور گھمنڈ کرنے والا ہے۔

جس کے اترانے نے اُسے تکبّر پر آمادہ کیا حق کے خلاف اور باطل کے حصول کے لیے، کیا وہ صالح تھے یا جس نے انھیں جھٹلایا تھا۔

۲۷-اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ- ہم ناقے کو ان کے لیے ایک آزمائش بنا کر بھیجیں گے۔

مُرْسِلُوا کے معنی ہیں ہم نکالیں گے، ہم بھیجیں گے۔

فِتْنَةً- آزمائش، امتحان

فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ- آپ صبر کے ساتھ ان کا انجام دیکھیے۔

آپ انتظار کیجیے اور دیکھیے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

وَاصْطَبِرْ اور ان کی اذیتوں پر صبر کیجیے۔

۲۸-وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ-

اور انھیں بتا دیجیے کہ پانی ان کے اور اونٹنی کے درمیان تقسیم ہو چکا ہے۔

اونٹنی کے لیے ایک دن ہے اور ایک دن اُن لوگوں کے لیے ہے۔

كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ-

ہر ایک اپنی اپنی باری پر آئے گا۔ ہر ایک اپنی باری پر پانی پینے آئے گا۔

۲۹-فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ-

تو ان لوگوں نے اپنے ساتھی کو پکارا وہ آیا اور اس نے اونٹنی کو مار ڈالا

تو ان لوگوں نے اپنے ساتھی جس کا نام "قدار بن سالف" تھا پکارا جسے "اُحَیمر ثمود" کہا جاتا ہے وہ اس کے قتل پر آمادہ ہوا اور اونٹنی کو قتل کر دیا یا تلوار لے کر اسے قتل کر ڈالا "تعاطی" کہتے ہیں کسی چیز کو بہ تکلف لینا۔

۳۰-فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ- تو دیکھو کہ ہمارا عذاب کیسا تھا اور ہماری تنبیہ کیسی تھی؟

۳۱-اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ-

بے شک ہم نے ہی اُن پر ایک چنگھاڑ بھیجی تو وہ خشک گھاس پھونس کی طرح ہو گئے "كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ" کا مفہوم ہے "كالحشيش اليابس" خشک گھاس پھونس کی طرح جسے باڑے کا مالک موسم سرما میں اپنے جانوروں کے لیے جمع کرتا ہے۔ اور اُن کا تفصیلی واقعہ سورۃ اعراف کی آیت ۷۸ اور ۷۹ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۳۲-وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ-

ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنایا ہے، ہے کوئی نصیحت کو قبول کرنے والا۔

presented by Ziaraat.com

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ
نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَ لَقَدْ
اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَ لَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ
فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ
مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا ع ۲ ۱۸ ۹
فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ
بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾

۳۳-قوم لوط نے بھی ڈرانے والے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ ۳۴-تو ہم نے ان پر پتھر برسانے والی ہوا بھیج دی سوائے آل لوط کے جنھیں ہم نے وقتِ سحر بچا لیا۔ ۳۵-یہ ہمارا فضل و کرم تھا ہم شکر گزاروں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ ۳۶-اور یقیناً لوط نے ہماری پکڑ سے انھیں ڈرایا مگر وہ ان تنبیہات کو شک کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ ۳۷-اور بہ تحقیق انھوں نے لوط کے مہمانوں کے بارے میں ڈول ڈالے تو ہم نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا کہ اب میرے عذاب اور ڈرائے جانے کا مزہ چکھو۔ ۳۸-صبح سویرے ہی ایک نہ ٹلنے والے عذاب نے آلیا۔ ۳۹-پس چکھو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ۔ ۴۰-اور بہ تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ ۴۱-آلِ فرعون کے پاس بھی تنبیہات آئی تھیں۔ ۴۲-انھوں نے ہماری مکمل آیتوں کو جھٹلا دیا تو ہم نے بھی ایک غالب اور صاحب اقتدار جیسی گرفت میں انھیں لے لیا۔ ۴۳-کیا تمھارے کفار ان لوگوں سے بہتر ہیں یا کتابوں میں تمھیں معافی کا پروانہ مل گیا ہے۔ ۴۴-یا ان لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں جو فاتح بن کر رہے گی۔

۳۳-كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ- قوم لوط نے بھی ڈرانے والے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

۳۴-اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا- تو ہم نے ان پر پتھر برسانے والی ہوا بھیج دی۔

presented by Ziaraat.com

ایسی ہوا جو ان پر پتھروں کی بارش کر رہی تھی۔

اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّیْنٰهُمْ بِسَحَرٍ۔ سوائے آلِ لوط کے جنھیں ہم نے وقتِ سحر بچا لیا۔

سَحَر یعنی رات کے آخری حصّے میں۔

۳۵-نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ شَكَرَ۔

یہ ہمارا فضل و کرم ہے، ہم شکر گزاروں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ جو ہماری نعمتوں کا شُکر ایمان اور اطاعت سے ادا کرتا ہے۔

۳۶-وَ لَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ۔

اور یقیناً لوط نے ہماری پکڑ سے انھیں ڈرایا مگر وہ ان تنبیہات کو شک کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ بَطْشَتَنَا یعنی ہمارے عذاب میں گرفتار کرنے سے مگر انھوں نے تنبیہات کو یکسر نظر انداز کر دیا اسے شک کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے یا انھوں نے اِنذار (ڈرانے) سے مدافعت کی باطل کے ساتھ جدال کا طریقہ اختیار کر کے۔

۳۷-وَ لَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَیْفِهٖ۔

اور بہ تحقیق انھوں نے لوط کے مہمانوں کے بارے میں ڈول ڈالے۔ ان مہمانوں سے فجور کا ارادہ کیا۔

فَطَمَسْنَاۤ اَعْیُنَهُمْ۔ تو ہم نے اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔

ہم نے اُن کی آنکھوں کو مسخ کر دیا۔ اور اسے پورے چہرے پر پھیلا دیا جبرئیل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا تو ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ (۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے وادی سے ایک مٹھی مٹی لی اور اسے ان کے چہروں پر مار دیا اور کہا ''شاهتِ الوُجوہ'' تو شہر کے رہنے والے سب اندھے ہو گئے۔ (۲)

اور دونوں روایتیں مکمل واقعے کے ساتھ سورۂ ہُود کی آیت ۸۳ کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہیں۔

فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَ نُذُرِ۔ کہ اب میرے عذاب اور ڈرائے جانے کا مزہ چکھو۔

ہم نے اُن سے کہا تم فرشتوں کی زبانی چکھو یا ظاہری حالت میں۔

۳۸-وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ۔ اور صبح سویرے ہی ایک نہ ٹلنے والے عذاب نے آلیا۔

مُّسْتَقِرٌّ جس نے انھیں ٹھہراؤ بخشا یہاں تک کہ انھیں جہنم کے سُپرد کر دیا۔

۳۹-فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَ نُذُرِ۔ پس چکھو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ۔

۴۰-وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

اور بہ تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۳۸ و تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۵۵ ح ۵۳ (۲) الکافی ج ۵ ص ۵۴۶ ح ۵

presented by Ziaraat.com

ہر قصے اور واقعے کے بعد اس جملے کو مکرر بیان کیا گیا ہے اس جانب اشارہ کرنے کے لیے تمام رسولوں کی تکذیب اس امر کی مقتضی ہوئی کہ عذاب نازل ہوا اور ہر واقعے کا سننا یاد دہانی اور وعظ ونصیحت کی طرف دعوت دیتا ہے اور بار بار اسے تنبیہ کے لیے لایا گیا ہے اور بیداری کے لیے تاکہ ان پر سہو اور غفلت غالب نہ آجائے اور یہی مقصد ہے سورۂ رحمٰن میں: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کا اور سورۂ مرسلات میں: وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ لانے کا اور اسی کی مانند دوسری آیتیں۔

۴۱-وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ- اور آلِ فرعون کے پاس بھی تنبیہات آئی تھیں۔

آل فرعون کا ذکر کر کے صرف فرعون کا نام لیا یہ بتلانے کے لیے کہ فرعون اس بات کا زیادہ حق دار ہے۔

۴۲-کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کُلِّهَا- انھوں نے ہماری مکمل آیتوں کو جھٹلا دیا۔

کہا گیا ہے یعنی نو نشانیوں کو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے۔(۱)

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے یعنی تمام اوصیاء کو جھٹلا دیا۔(۲)

فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ-

تو ہم نے بھی ایک غالب اور صاحب اقتدار جیسی گرفت میں انھیں لے لیا۔

اس کی گرفت جس پر غالب نہیں آیا جا سکتا اور کوئی شے اسے عاجز نہیں کر سکتی۔

۴۳-اَکُفَّارُکُمْ- (اے گروہ قریش) کیا تمھارے کُفّار؟

خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِکُمْ-

ان لوگوں سے بہتر ہیں۔ ان ہلاک ہونے والی امتوں سے۔

اَمْ لَکُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ-

یا کتابوں میں تمھیں معافی کا پروانہ مل گیا ہے۔

یعنی کتابوں میں یہ تحریر ہے کہ جس طرح وہ امتیں ہلاک ہوئی ہیں تم ہلاک نہیں ہوگے۔

۴۴-اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ-

یا ان لوگوں کا کہنا ہے ہم ایک مضبوط جماعت ہیں جو فاتح بن کر رہے گی ہم ایسی جماعت ہیں کہ ہمارا امر مجتمع ہے دشمن میں ہمارے مددگار ہیں ہم شکست سے دوچار نہ ہوں گے۔

تفسیر قمی میں ہے قریش نے کہا ہم اکھٹے ہوگئے ہیں تاکہ اے محمد ہم ایک دوسرے کی مدد سے آپ کو قتل کر دیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ'' نازل فرمائی۔(۳)

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۳۸ (۲) الکافی ج ۲ ص ۲۷۲۰۷

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۲

presented by Ziaraat.com

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ
اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ
عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَ مَآ
اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ
مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

وقف لازم

۴۵-عن قریب اس جتھے کو شکست دی جائے گی اور سب پیٹھ پھرا کر بھاگتے نظر آئیں گے۔
۴۶-بلکہ ان سے نمٹنے کی بہترین جگہ قیامت ہے اور قیامت نہایت ہولناک اور تلخ حقیقت ہے۔
۴۷-بے شک مُجرمین گم راہی اور بھڑکتی ہوئی آگ میں مبتلا ہیں۔ ۴۸-جس روز یہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا اب شعلوں کا مزہ چکھو۔ ۴۹-ہم نے ہر شے کو ایک خاص اندازے کے ساتھ خلق کیا ہے۔ ۵۰-اور ہمارا حکم تو پلک جھپکنے جیسی ایک بات ہے۔
۵۱-اور بہ تحقیق ہم نے ہی تمھارے ہم مشربوں کو ہلاک کیا تھا تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔
۵۲-اور انھوں نے جو بھی عمل کیا ہے وہ ان کے نامہ اعمال میں درج ہے۔ ۵۳-ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا جا چکا ہے۔ ۵۴-یقیناً متقین باغات اور انہار کے درمیان ہوں گے۔
۵۵-سچائی کی منزل میں اس بادشاہ کے نزدیک جو ہر شے کا مالک اور با اقتدار ہے۔

۴۵-سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ-
عن قریب اس جتھے کو شکست دی جائے گی اور سب پیٹھ پھرا کر بھاگتے نظر آئیں گے۔ فرمایا یعنی غزوۂ بدر کے موقع پر جب انھیں شکست ہوئی، انھیں قید کیا گیا اور انھیں قتل کیا گیا۔[1]
۴۶-بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ-
بلکہ اُن سے نمٹنے کی بہترین جگہ قیامت ہے۔
یعنی ان کے عذاب کی حقیقی وعدہ گاہ قیامت ہے اور دنیا میں جس چیز نے انھیں گھیر رکھا ہے وہ محض اس کا پیش خیمہ ہے۔

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۲

presented by Ziaraat.com

وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ- اور قیامت نہایت ہول ناک اور تلخ حقیقت ہے۔

نہایت شدید ہے، سخت گیر ہے اور دنیاوی عذاب سے اس کا مزہ نہایت تلخ ہے۔

۴۷-اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ-

بے شک مجرمین گم راہی اور بھڑکتی ہوئی آگ میں مبتلا ہیں۔

یہ دنیا میں حق سے بھٹکے ہوئے ہیں اور آخرت میں ان کے لیے آتشِ جہنّم ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ ''سَعیر'' جہنّم میں ایک وادی کا نام ہے۔[۱]

۴۸-يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ- جس روز یہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے۔

يُسْحَبُوْنَ کا مفہوم ہے یجرّون۔ انھیں گھسیٹا جائے گا۔

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ- (ان سے کہا جائے گا) اب شعلوں کا مزہ چکھو۔

آگ کی گرمی اور اس کی اذیت کا مزہ چکھو، کہا گیا ہے کہ ''سقر'' جہنّم کا ایک نام ہے۔[۲]

کتاب ثواب الاعمال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جہنّم میں متکبرین کے لیے ایک وادی ہے جس کا نام ''سقر'' ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے حرارت کی شدّت کی شکایت کی اور اس سے اجازت طلب کی کہ وہ سانس لے جب اس نے سانس لی تو جہنّم کو جلا ڈالا۔[۳]

۴۹-اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ-

ہم نے ہر شے کو ایک خاص اندازے کے مطابق خلق کیا ہے۔

قَدَر۔ جو متعین ہے اور واقع ہونے سے قبل لوح میں لکھا ہوا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے فرمایا اس کے لیے وقت، میعاد اور مدّت ہے۔[۴]

کتاب توحید میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ قدریہ اس امّت کے مجوسی ہیں اور وہی لوگ ہیں جنھوں نے یہ ارادہ کیا کہ اللہ کو عدل سے دور کر دیں اور اسے اس کی سلطنت سے نکال کر باہر کریں اور انھی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ سے لے کر بِقَدَرٍ تک۔[۵]

اور دریافت کیا گیا کہ کیا تعویذ قدر کو دور کر سکتا ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا یہ بھی قدر میں سے ہے۔[۶]

کتاب ثواب الاعمال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں ''اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ سے

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۲ (۲) تفسیر انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۳۹

(۳) ثواب الاعمال ص ۲۲۲ ح ۷ باب ۱۶ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۲

(۵) توحید ص ۳۸۶ ح ۲۹ باب ۶۰ (۶) التوحید ص ۳۸۲ ح ۹ باب ۶۰

presented by Ziaraat.com

لے کر بِقَدَرٍ'' تک قدریہ کے بارے میں نازل فرمائی ہیں۔(۱)

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے یہ آیت ''ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ- اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ'' قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(۲)

تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا میں نے ''اھل القدر'' کے لیے اللہ کی کتاب میں ایک نام دیکھا ہے ''اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ سے بِقَدَرٍ'' تک فرمایا وہ مجرمین ہیں۔(۳)

۵۰-وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ-

اور ہمارا حکم تو پلک جھپکنے جیسی ایک بات ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے یعنی ہم کہتے ہیں ''کُنْ'' ہو جا ''فیکون'' تو ہو جاتا ہے۔(۴)

كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ پلک جھپکنے کی طرح چلنے اور سُرعت میں۔

۵۱-وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ-

اور بہ تحقیق ہم نے تمھارے ہم مشربوں کو ہلاک کیا تھا تو کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔

اَشْيَاعَكُمْ کے معنیٰ ہیں تمھارے پیروکار تمھارے جیسے لوگ کفر میں اور بتوں کی پرستش میں۔

۵۲-وَكُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ-

اور انھوں نے جو بھی عمل کیا ہے وہ ان کے نامہ اعمال میں درج ہے زبر سے مراد نامۂ اعمال ہے۔

۵۳-وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ- اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا جا چکا ہے۔

۵۴-اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ-

یقیناً متقین جنتوں اور انہار کے درمیان ہوں گے۔

۵۵-فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ-

سچائی کی منزل میں اس بادشاہ کے نزدیک جو ہر شے کا مالک اور با اقتدار ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرب ہیں جس کا امر حکومت و اقتدار میں ہے صاحبان فہم و ادراک نے جسے مبہم بنا دیا ہے۔

کتاب ثواب الاعمال میں اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ ''اقتربت الساعته'' یعنی سورۂ قمر پڑھے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے اُس کی قبر سے برآمد کرے گا ایک ایسے ناقے پر جو جنت کے ناقوں میں سے ہوگا۔(۵)

---

(۱) ثواب الاعمال ص ۲۱۲ ح ۲ باب ۱۰ (۲) ثواب الاعمال ص ۲۱۳ ح ۵ باب ۱۰
(۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۴۲ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۴۲
(۵) ثواب الاعمال ص ۱۱۶ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۱۸۴

presented by Ziaraat.com

سورۃ الرحمٰن

سورۂ رحمٰن مکّی سورہ ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۷۸ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَ
الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۖ﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ
الْمِيْزَانَ ۙ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا
الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۙ﴿۱۰﴾ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ
الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَ الرَّيْحَانُ ۚ﴿۱۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-رحمٰن نے ۔ ۲-قرآن کی تعلیم دی۔ ۳-اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ ۴-اور اسے بولنا سکھایا۔ ۵-سورج اور چاند ایک مقررہ حساب کے پابند ہیں۔ ۶-کونپل اور درخت سب سجدہ ریز ہیں۔ ۷-اسی نے آسمان کو رفعت عطا کی اور میزان قائم کردی۔ ۸-تاکہ تم لوگ تولنے میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ ۹-اور انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک وزن کرو اور تولنے میں کمی نہ کرو۔ ۱۰-اس نے زمین کو تمام مخلوقات کے لیے بنایا۔ ۱۱-اس میں ہر طرح کے میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے شگوفے غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ ۱۲-جن میں طرح طرح کے اناج ہیں بھوسا بھی ہوتا ہے اور دانا بھی۔ ۱۳-پس اے جن و انس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۱-اَلرَّحْمٰنُ- ۲-عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ- ۳-خَلَقَ الْاِنْسَانَ- ۴-عَلَّمَهُ الْبَيَانَ-

۱-رحمٰن نے ۔ ۲-قرآن کی تعلیم دی۔ ۳-اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ ۴-اور اسے بولنا سکھایا۔

کہا گیا ہے چوں کہ یہ سورہ دنیوی اور اخروی متعدد نعمتوں پر مشتمل ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس سورے کا آغاز الرحمٰن سے کیا اور سب عظیم اور سب سے بہتر نعمت جو تعلیم قرآن ہے اسے مقدم قرار دیا اس لیے یہ دین کی بنیاد ہے اور شریعت کا منشا و مقصود ہے اور سب سے بڑی وحی ہے اور تمام کتابوں میں سب سے محترم کتاب ہے اس لیے کہ وہ اپنی معجزانہ خصوصیات اور جملہ کتب کے خلاصے کی وجہ خود اپنی تصدیق کر رہی ہے پھر اس کے بعد

presented by Ziaraat.com

جس نعمت کا ذکر ہے وہ تخلیق انسان ہے اور اسے قوت گویائی عطا کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ دیگر تمام حیوانات سے ممتاز ہے اس لیے وہ مافی الضمیر کا اظہار کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور جس چیز کا ادراک کرتا ہے وہ دوسروں کو سمجھا بھی سکتا ہے۔(۱)

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ''البَیَان'' وہ اسم اعظم ہے جس کے ذریعے اُس نے ہر شے کو سکھا دیا ہے۔(۲)

۵-اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ-

سورج اور چاند ایک مقرّرہ حساب کے پابند ہیں۔

دونوں چل رہے ہیں ایک حساب کے تحت جو معلوم ہے اور ان کے برجوں اور منازل میں جن کا اندازہ رکھ دیا گیا ہے۔ اور اسی سے کائنات منظّم اور مرتّب ہوتی ہے اور مختلف فصلیں اور اوقات وجود میں آتے ہیں اور سالوں کا پتا چلتا ہے اور حساب معلوم ہوتا ہے۔

۶-وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ-

اور کونپل اور درخت سب سجدہ ریز ہیں۔

''وَّالنَّجْمُ'' وہ گھاس جو اگتی ہے یعنی زمین سے سر نکالتی ہے اور اس کا تنا نہیں ہوتا وَالشَّجَرُ اور وہ درخت جس کا تنا ہوتا ہے۔

یَسْجُدٰنِ وہ اللہ کے مطیع و منقاد ہیں اُن کی فطرت وطبیعت جس بات کا تقاضا کرتی ہے اور مُکلّفین جب سجدے میں سر جھکاتے ہیں تو یہ برضا ورغبت اطاعت خداوندی کا مظہر ہے۔

۷-وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ-

اسی نے آسمان کو رفعت عطا کی اور میزان قائم کر دی۔

مقام اور مرتبے کے اعتبار سے آسمان کو رفعت عطا کی ہے اللہ کے تمام تر فیصلے وہیں پر ہوتے ہیں اور احکام وہیں سے نازل ہوتے ہیں اور فرشتے آسمان میں قیام کرتے ہیں۔

وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ یعنی عدل قائم کر دیا اِس طرح کہ ہر صاحب استعداد اور مستحق کو اس کا بھرپور حق ملے اور ہر حق دار اپنا پورا پورا حق لے لے تاکہ کائنات کا نظام منظّم ہو اور قائم و دائم رہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ بالعدل قامت السّمٰوات والارض عدل ہی کی وجہ سے آسمان اور زمین باقی اور موجود ہیں۔(۳)

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۰ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱ ص ۱۹۷

(۳) عوالی اللئالی ج ۴ ص ۱۰۳ ح ۱۵ وانوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴

presented by Ziaraat.com

۸-اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ-

تاکہ تم لوگ تولنے میں حد سے تجاوز نہ کرو۔

اَلَّا تَطْغَوْا فیہ تاکہ تم زیادتی نہ کرو اور انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔

۹-وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ-

اور انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک وزن کرو اور تولنے میں کمی نہ کرو۔

یعنی کم نہ تولو اس لیے کہ اس کا حق یہ ہے کہ دونوں پلڑے برابر ہوں ترازو کا مقصد یہی ہے۔

۱۰-وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ-

اور اس نے زمین کو تمام مخلوقات کے لیے بنایا ہے۔

وَضَعَهَا یعنی زمین کو پستی میں پھیلا ہوا بنایا۔

لِلْاَنَامِ مخلوق کے لیے

۱۱-فِیْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ-

اس میں ہر طرح کے میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے شگوفے غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔

فَاكِهَةٌ۔ مختلف اقسام کے پھل جن سے تم لطف اندوز ہوتے ہو۔

ذات الاکمام کھجور کے درخت کا شگوفہ دار ہونا۔

۱۲-وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّیْحَانُ-

طرح طرح کے اناج ہیں جن میں بھوسا بھی ہوتا ہے اور دانا بھی۔

حَبّ: گیہوں اور جَو اور وہ تمام اناج جسے بطورِ غذا استعمال کرتے ہیں۔

ذُوالْعَصْفِ۔ خشک پتّوں والا جیسے بھوسہ۔

وَالرَّیْحَانُ۔ جس میں خوش بو ہو یا رزق جیسے کہ عرب کے لوگ کہتے ہیں۔

خَرَجْتُ اطلب الرّیحان میں رزق کی تلاش میں نکلا ہوں۔

تفسیر قمی میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ فرمایا اللہ نے قرآن کا علم دیا کہا گیا خلق الانسان سے کیا مراد ہے فرمایا اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں دریافت کیا گیا ''عَلَّمَهُ الْبَیَانَ'' کا مفہوم کیا ہے؟ فرمایا کہ انھیں ہر چیز کا بیان سکھا دیا۔ جس کی لوگوں کو ضرورت ہو پوچھا گیا ''اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ'' تو فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں جو اس کے حکم سے رواں دواں ہیں ان کی روشنی نور عرش سے ہے۔ سوال کیا گیا۔ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ فرمایا: ''نجم'' سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور اللہ نے انھیں دوسری جگہ اس طرح کہا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (النجم: ۱)

presented by Ziaraat.com

اور فرمایا وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ (النحل: ۱۶) علامات سے مراد اوصیاء ہیں اور النجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

پوچھا گیا ''يَسْجُدٰنِ'' فرمایا ''يعبدان'' یعنی عبادت کر رہے ہیں اور اللہ کا قول: وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ فرمایا ''السَّمَآءَ'' سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اللہ تعالیٰ نے جنھیں اپنی طرف رفعت عطا کی ''الْمِيْزَانَ'' امیر المومنین علیہ السلام ہیں جنھیں اللہ نے اپنی مخلوق کے لیے نصب فرمایا پوچھا گیا ''اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ'' کا مفہوم کیا ہے؟ جواب دیا کہ امام کی نافرمانی نہ کرو سوال کیا گیا ''وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ'' کا مفہوم جواب دیا تم امام کو عدل پر قائم رکھو کہا گیا ''وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ''

فرمایا تم امام کا حق ادا کرنے میں کمی نہ کرو اور نہ اُن پر ظلم ڈھاؤ اور اللہ کا قول: ''وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ'' فرمایا لوگوں کے لیے ''فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ'' تو فرمایا کہ کھجور کا پھل پینڈی میں بڑا ہوتا ہے پھر ابھرتا ہے اللہ کا قول ''وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَ الرَّيْحَانُ'' فرمایا حب سے مراد گیہوں اور جو ہے اور دانے ہیں اور ''عصف'' سے مراد بھوسہ ہے ''وَ الرَّيْحَانُ'' پودا ہے جسے کھاتے ہیں۔[۱]

۱۳- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے تفسیر قمی میں ہے کہ بہ ظاہر جنوں اور انسانوں سے خطاب ہے۔[۲]

اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (اے جن اور انسان) تم دونوں کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یا علی علیہ السلام کا؟[۳]

کتاب کافی میں مرفوع روایت ہے کیا نبی کا انکار کرو گے یا وصی کا۔[۴]

اور مفسرین نے جہاں جہاں اس سورے میں لفظ ''اٰلاء'' آیا ہے اس کے مختلف معانی بیان کیے ہیں اور الائ سے پہلے جو آیت ہے اس سے معنی کا استنباط کیا ہے ہم نے اس حدیث کے بیان کرنے پر اکتفا کی ہے اور بار بار لانے کی وجہ وہی ہے جیسا کہ سورۂ قمر میں بیان کیا جا چکا ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۳ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۴
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۴ (۴) الکافی ج ۱ ص ۲۱۷ ح ۲

presented by Ziaraat.com

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ
نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا
يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ
وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي
الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾
وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾
يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

۱۴–اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ ۱۵–اور جنات کو آگ کے شعلوں سے خلق فرمایا ہے۔ ۱۶–پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن عجائبات کو جھٹلاؤ گے۔ ۱۷–وہ دو مشرقوں اور دو مغربوں کا پروردگار ہے۔ ۱۸–اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے۔ ۱۹–اس نے دو دریا بہائے ہیں جو آپس میں مل جاتے ہیں۔ ۲۰–پھر بھی ان کے درمیان ایک حد فاصل موجود رہتی ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ ۲۱–اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے۔ ۲۲–ان سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ ۲۳–اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن نوازشات کو جھٹلاؤ گے۔ ۲۴–اور یہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح نظر آرہے ہیں اسی کی قدرت کا کرشمہ ہیں۔ ۲۵–اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے۔ ۲۶–ہر وہ مخلوق جو زمین پر آباد ہے اس کے لیے فنا ہے۔ ۲۷–صرف تمھارے رب کی ذات کے لیے بقا ہے جو صاحب جلال واکرام ہے۔ ۲۸–اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ۲۹–آسمان اور زمین میں بسنے والی ہر مخلوق اسی سے اپنی حاجتیں طلب کر رہی ہے ہر آن اس کی نئی شان ہے۔ ۳۰–اے جن وانس تم اللہ کے کس کس کرم کو جھٹلاؤ گے۔

presented by Ziaraat.com

۱۴-خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ-

اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

صَلْصَالٍ- وہ خشک مٹی جس میں جھنکار ہو، گرج ہو۔

اَلْفَخَّارِ- ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تُراب (مٹّی) سے "طِیْن" (گارا) بنایا پھر "حَمَاٍ مَسْنُوْنٍ" (سیاہی مائل نرم مٹی۔ سیاہ کیچڑ) بنایا پھر "صَلْصَالٍ" (وہ مٹی جس میں آواز ہو جھنکار ہو) لہٰذا جو بھی وارد ہوا ہے اس میں کسی قسم کی منافات (تضاد) نہیں ہے۔

۱۵-وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ-

اور جنات کو آگ کے شعلوں سے خلق فرمایا ہے۔

اَلْجَآنَّ - جنوں کے باپ کو کہتے ہیں جیسا کہ سورۃ الحجر کی آیت ۲۷ کے ذیل میں بیان ہوا ہے۔

مِنْ مَّارِجٍ خالص دھنویں سے۔

مِّنْ نَّارٍ یہ مارج کا بیان ہے دراصل یہ مضطرب کا مفہوم رکھتا ہے جب اس میں اضطراب پایا جائے۔

۱۶-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن عجائبات کو جھٹلاؤ گے۔

۱۷-رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ-

وہ دو مشرقوں اور دو مغربوں کا رب ہے موسم سرما اور موسم گرما کے مشرق اور مغرب۔

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ موسم سرما کا مشرق علاحدہ ہے اور موسم گرما کا مشرق الگ ہے کیا تم سورج کے قریب آنے اور اس کے دور چلے جانے سے اندازہ نہیں لگاتے ہو فرمایا کہ اب رہا اللہ کا قول: ربّ المشارق وربّ المغارب تو اس کے تین سو ساٹھ بُرج ہیں وہ ہر روز ایک برج میں سے طلوع ہوتا ہے اور دوسرے بُرج میں غائب ہوجاتا ہے اور وہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں آتا مگر جو اس روز اس کے مقابل میں ہو۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے جو کچھ ہم نے تفسیر بیان کی اس کے بعد ان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ مشرقین سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین صلوات اللہ علیہ ہیں اور مغربین سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ہیں فرمایا یہ اسی طرح ان کے امثال میں جاری ہوتا رہے گا۔[۲]

۱۸-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے۔

---

(۱) احتجاج ج ۱ ص ۳۸۶ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۴

presented by Ziaraat.com

۱۹-مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ-

اس نے دو دریا بہائے ہیں جو آپس میں مل جاتے ہیں۔

اس نے میٹھا سمندر اور نمکین سمندر دونوں کو جاری کیا جو ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

۲۰-بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ-

ان دونوں کے درمیان اللہ کی قدرت سے ایک رکاوٹ ہے جو ایک دوسرے کو ملنے نہیں دیتی اور وہ ایک دوسرے پر حد سے تجاوز نہیں کرتے اور ان کی خصوصیت ختم نہیں ہوتی۔

۲۱-فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے۔

۲۲-يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ-

ان سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔

اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ بڑے اور چھوٹے موتی جسے مونگا بھی کہتے ہیں۔

اور کہا گیا ہے کہ المرجان موتی اور مونگا ہے جو سرخ رنگ کا قیمتی پتھر ہوتا ہے۔

کتاب قرب الاسناد میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے وہ اپنے والد اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ''يَخْرُجُ مِنْهُمَا'' فرمایا کہ آسمان کے پانی سے اور سمندر کے پانی سے جب بارش ہوتی ہے سیپیاں سمندر میں اپنا منہ کھول دیتی ہیں تو اس کے اندر بارش کا پانی گرتا ہے تو چھوٹے قطروں سے چھوٹے موتی پیدا ہوتے ہیں اور بڑے قطروں سے بڑے موتی پیدا ہوتے ہیں۔(۱)

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا علی و فاطمہ صلوٰت اللہ علیہما دونوں عمیق سمندر ہیں وہ دونوں ایک دوسرے سے تجاوز نہیں کرتے ''يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ'' فرمایا یعنی حسن و حسین علیہما السلام۔(۲)

تفسیر مجمع البیان میں سلمان فارسی اور سعید بن جبیر اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ (بحرین) دو سمندروں سے مراد علی و فاطمہ صلوات اللہ علیہما ہیں اور برزخ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

اور ''اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ'' سے حسن و حسین علیہما السلام مراد ہیں۔(۳)

۲۳-فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نوازشات کو جھٹلاؤ گے۔

۲۴-وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـَٔاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ-

اور یہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح بلند نظر آرہے ہیں اسی کی قدرت کا کرشمہ ہیں۔

---

(۱) قرب الاسناد ص ۱۳۷-۱۳۸ ح ۴۹۵ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۴

(۳) مجمع البیان ۹-۱ ص ۲۰۱

presented by Ziaraat.com

الجوار جَارِيَة کی جمع ہے جہاز، کشتیاں ''اَلْمُنْشَئٰتُ'' کہا گیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے
المرفوعات الشراع جس کے بادبان بلند ہوں۔ ۱

كَالْاَعْلَامِ۔ کالجبال پہاڑوں کی مانند یہ عَلَم کی جمع ہے طویل پہاڑ کو اَعْلَام کہتے ہیں۔

۲۵-فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔

اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے۔

۲۶-كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔

ہر وہ مخلوق جو زمین پر آباد ہے اس کے لیے فنا ہے۔

مَنْ عَلَيْهَا۔ جو زمین کے اوپر بستی ہے، رہتی ہے۔

۲۷-وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔

اور صرف تمھارے رب کی ذات کے لیے بقا ہے جو صاحب جلال واکرام ہے۔

جو مکمل استغناء کا مالک ہے اور جس کا فضل عام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تم موجودات کی جہات کا استقراء کرو گے اور ان کے چہروں پر غور وخوض کرو گے تو تمھیں وہ سب کے سب فی نفسہ فانی دکھائی دیں گے سوائے وجہ اللہ یعنی وہ چہرہ جس کی جہت اللہ کی جانب ہو۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ''كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ'' فرمایا جو بھی روئے زمین پر ہے اس کے لیے فنا ہے
وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ اور تمھارے رب کے چہرے کو بقا ہے فرمایا کہ اس سے تمھارے رب کا دین مراد ہے۔ ۲

اور امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: نَحْنُ وَجْهُ اللّٰهِ الَّذِي يُؤْتٰى مِنْهُ
ہم ہی وجہ اللہ ہیں جن کے ذریعے اللہ تک رسائی ہوتی ہے۔ ۳

کتاب مناقب میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ فرمایا نَحْنُ وَجْهُ اللّٰهِ
ہم وجہ اللہ ہیں۔ ۴

کتاب توحید میں امام جواد علیہ السّلام سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اشیاء کو فنا کرے گا تو صورتوں اور اس کے حروف کو بھی فنا کردے گا، اور جو ہمیشہ ہمیشہ سے ہر شے کا علم رکھتا ہے اس کے لیے نہ خاتمہ ہے نہ زوال۔ ۵

۲۸-فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔

اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۲ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۵
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۵ (۴) مناقب ابن شہر آشوب ج ۴ ص ۲۱۴
(۵) التوحید ص ۱۹۳ حدیث ۷ کے ذیل میں باب ۲۹

presented by Ziaraat.com

۲۹-یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ-

آسمانوں اور زمین میں بسنے والی ہر مخلوق اُس سے اپنی حاجتیں طلب کر رہی ہے۔

وہ سب کے سب اپنی ذات اپنی صفات اور تمام اہم امور میں اس کے محتاج ہیں جب بھی انھیں اہم امر درپیش ہوتا ہے۔

اور سوال سے مراد وہ ہے جو حاجت کی طرف رہنمائی کرے کسی شے کو حاصل کرنے کے لیے خواہ وہ کہی جائے یا نہ کہی جائے۔

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ-

ہر آن اس کی نئی شان ہے۔

وہ نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے جو پہلے نہیں تھیں ایسا ہی امیر المومنین علیہ السلام کے ایک خطبے میں ہے جسے کافی نے روایت کیا ہے۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وہ رزق دیتا ہے اور بڑھاتا ہے۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے ذیل میں آیا ہے کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے اور پریشانیوں کو دور کرتا ہے اور کسی قوم کو بلندی تک پہنچاتا ہے تو کسی کو پستی میں ڈال دیتا ہے۔[۳]

کہا گیا ہے یہ تردید ہے یہودیوں کے قول کی کہ اللہ ہفتے کو کسی کام کا فیصلہ نہیں کرتا یا یہ کہ وہ اَمر سے فارغ ہو چکا ہے۔[۴]

۳۰-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

اے جن و انس تم اللہ کے کس کس کرم کو جھٹلاؤ گے۔

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۱۴۱ ح ۷۷ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۵

(۳) مجمع البیان ج ۱-۹ ص ۲۰۲ و انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۲ (۴) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۲

presented by Ziaraat.com

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ
الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾
يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ
الْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

۳۱-اے جن وانس ہم عن قریب تمھاری طرف متوجہ ہوں گے۔ ۳۲-پھر دیکھ لیں گے کہ تم اللہ کے کن کن احسانات کو جھٹلاتے ہو۔ ۳۳-اے گروہ جن وانس اگر تم سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو ذرا بھاگ کر دکھاؤ تم ایسا نہیں کر سکتے اس کے لیے بڑی طاقت درکار ہے۔ ۳۴-پس اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ۳۵-بھاگنے کی کوشش کرو گے تو تم پر آگ کا شعلہ اور سیاہ دھواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔ ۳۶-اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن حکمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ۳۷-کیا حال ہوگا جب آسمان پھٹے گا اور چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا۔ ۳۸-اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن عجائبات کو جھٹلاؤ گے۔ ۳۹-اس روز کسی انسان یا جن سے اس کے گناہ کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ ۴۰-پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن کرامتوں کو جھٹلاؤ گے۔
۴۱-جرم کرنے والوں کو ان کے چہروں سے پہچان لیا جائے گا اور انھیں پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔ ۴۲-اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ۴۳-یہی وہ جہنم ہے جسے مجرمین جھٹلایا کرتے تھے۔ ۴۴-وہ اسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکّر لگاتے رہیں گے۔

ع ۲ وقف لازم ۱۲

presented by Ziaraat.com

۴۵-پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن طاقتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۳۱-سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ-

اے جن وانس ہم عن قریب تمھاری طرف متوجہ ہونگے۔

کہا گیا ہے کہ ہم اپنے کو مخصوص کرلیں گے تمھارے حساب کتاب اور تمھاری جزا کے لیے اور وہی قیامت کا دن ہوگا اس روز تمام مخلوقات کے معاملات منتہی ہو جائیں گے۔بس ایک ہی کام رہ جائے گا اور وہ جزا ہے لہٰذا اللہ نے بطور تمثیل اس کام کے لیے لفظ فَرَاغ استعمال کیا ہے۔(۱)

اور کہا گیا ہے کہ اگر تم کہو ''سَنَفْرُغُ لَكُمْ'' تو اس قول سے تم جسے دھمکا رہے ہو دھمکانے اور تنبیہ کرنے کو مراد لیا جاسکتا ہے اس لیے جب کوئی خود کو کسی کام کے لیے مخصوص کر لیتا ہے تو وہ اس پر زیادہ قوی اور زیادہ با اثر ہوتا ہے اور لفظ ''ثقلان'' سے جنات اور انسان مراد ہیں۔(۲)

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ اُس سے ہم اور کتاب خدا مراد ہیں اور اس پر دلیل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ہے: اِنِّی تارك فیكم الثقلین كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِی اَهْلَ بَيْتِی

میں تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت جو اہل بیت ہیں۔(۳)

۳۲-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

پھر دیکھ لیں گے کہ تم اللہ کے کن کن احسانات کو جھٹلاتے ہو۔

۳۳-یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ-

اے گروہ جن وانس اگر تم آسمان اور زمین کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو ذرا بھاگ کر دکھاؤ۔

یعنی اگر قدرت رکھتے ہو کہ تم آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تم اللہ سے بھاگ کر کیا اس کی قضا وقدر سے بھاگ سکو گے؟

فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ-

تم ایسا نہیں کر سکتے اس کے لیے بڑی طاقت درکار ہے۔

فَانْفُذُوْا۔ نکل جاؤ۔

لَا تَنْفُذُوْنَ۔ تم نکلنے پر قدرت نہیں رکھتے۔

الا سلطان۔ مگر قوت اور غلبے کے ذریعے اور یہ تمھارے پاس کہاں ہے؟ یا اگر تم نفوذ کرنے پر قدرت رکھتے ہو تو نفوذ کر کے دیکھ لو کہ آسمان اور زمین میں کیا کچھ ہے اسے جان لو لیکن تم نہ تو نفوذ کر سکتے ہو اور نہ ہی علم

(۱) بیضاوی تفسیر انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۲ (۲) بیضاوی تفسیر انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۲
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۵

presented by Ziaraat.com

حاصل کر سکتے ہو مگر بیّنہ (دلیل) کے ذریعے جسے اللہ نے مقرر فرمایا دیا ہے تم اپنے اَفکار کے ذریعے اس طرف رجوع کر سکتے ہو ایسا ہی کہا گیا ہے۔[۱]

تفسیر مجمع البیان میں ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ مخلوقات کا احاطہ کیا گیا ہے ملائکہ کے ذریعے اور آگ کی زبان سے پھر انھیں پکار کر کہا گیا: یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ سے اللہ کے قول شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ تک۔[۲]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو خداوند عالم اپنے بندوں کو ایک ہی سطحِ مرتفع پر جمع کرے گا وہ اس طرح کہ وہ دنیاوی آسمان پر وحی کرے گا کہ جو بھی تیرے اندر ہیں انھیں گرادے تو دنیاوی آسمان کے رہنے والے جو زمین کے رہنے والے جنوں، انسانوں اور فرشتوں سے دگنے ہوں گے وہ نیچے آجائیں گے پھر دوسرے آسمان کے رہنے والے نیچے آئیں گے تو اس طرح جنات اور انسان فرشتوں کے سات شامیانوں میں ہوں گے پھر منادی ندا دے گا ''یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ'' تو وہ دیکھیں گے تو ان پر فرشتوں کے سات دائرے احاطہ کیے ہوں گے۔[۳]

تفسیر قمی میں اسی سے ملتی جلتی روایت ہے۔[۴]

اور سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کے قول: هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ (بقرہ: ۲۱۰)

کیا وہ اب انتظار میں ہیں کہ اللہ بادلوں کے سایے میں ان کے سامنے چلا آئے) کے ذیل میں اس بارے میں گفتگو کی جا چکی ہے۔

۳۴-فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۳۵-يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ-

(بھاگنے کی کوشش کرو گے) تو تم پر آگ کا شعلہ اور سیاہ دھنواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔

شُوَاظٌ۔ شُعلہ۔ نُحَاسٌ۔ دُخان دھنواں یا پگھلا ہوا پیتل جو ان کے سروں پر انڈیل دیا جائے گا۔

۳۶-فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن حکمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۳۷-فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً-

کیا حال ہوگا جب آسمان پھٹے گا اور سرخ ہو جائے گا۔

---

(۱) بیضاوی تفسیر انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۲۔ ۴۴۳ (۲) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۲۰۵

(۳) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۲۰۵ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۵

presented by Ziaraat.com

کہا گیا ہے کہ سرخ ہوجائے جیسے گلاب کا پھول۔[۱]

یا گلابی رنگ والے گھوڑے کی طرح اور وہ سفید ہے جو سرخی یا زردی مائل ہوتا ہے یا خاکستری رنگ کا ہوتا ہے اور مختلف موسم میں رنگت تبدیل ہوتی ہے اور ''وردۃ'' کا واحد ورد ہے آسمان کو قیامت کے دن رنگت تبدیل کرنے کی وجہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔[۲]

کَالدِّهَانِ-

چمڑے کی طرح۔

کہا گیا ہے کہ اس سے تیل کی گاد مراد ہے جو ایک دوسرے کے اوپر ڈالی جاتی ہے اور مختلف رنگوں کی ہوتی ہے۔[۳]

اور کہا گیا ہے جو تیل کی طرح پگھلی ہوئی ہو اور دھان اس چیز کا نام ہے جس سے اسے چکنا کیا جاتا ہے یا یہ دُھن کی جمع ہے۔[۴]

اور کہا گیا کہ اس سے مراد سرخ چمڑا ہے۔[۵]

۳۸-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن حکمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۳۹-فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ-

اس روز کسی انسان یا جن سے اس کے گناہ کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

کہا گیا ہے اس لیے کہ انھیں ان کے چہروں سے پہچان لیا جائے گا۔[۶]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا تم میں سے (یعنی شیعوں میں سے) جو بھی امیر المومنین علیہ السلام سے محبت رکھے گا اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرے گا اور اللہ پر ایمان لائے گا اور اُس کے حلال کو حلال سمجھے گا اور اس کے حرام کو حرام قرار دے گا پھر وہ گناہوں کا مرتکب ہوگا تو جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہوگا جس کے بارے میں روز قیامت اس سے سوال کیا جائے۔[۷]

تفسیر مجمع البیان میں امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا اس آیت میں ہے کہ جو حق کا اعتقاد رکھے پھر وہ گناہ کرے اور ''دنیا میں توبہ نہ کرے تو برزخ میں اس پر عذاب ہوگا اور جب وہ روز قیامت نکل کر آئے گا تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہوگا جس کے بارے میں اس سے سوال کیا جائے۔[۸]

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۳ و مجمع البیان ۹-۱ ص ۲۰۶ (۲) طبرسی مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۰۵-۲۰۶

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۰۶ (۴) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۲

(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۰۶ وانوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۳ (۶) انوار التنزیل ح ۲ ص ۴۴۳

(۷) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۵ (۸) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۰۶

presented by Ziaraat.com

۴۰-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ-

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن کرامتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۴۱-یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ-

جرم کرنے والوں کو ان کے چہروں سے پہچان لیا جائے گا۔

کہا گیا ہے کہ ان کے چہروں پر جو غم اور شکستگی کے آثار اور حزن وملال ہوگا وہ اس سے پہچانے جائیں گے۔(۱)

فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَ الْاَقْدَامِ-

انھیں پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔

کتاب بصائر میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے بعض اصحاب سے دریافت کیا کہ وہ لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں فرمایا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجرموں کو قیامت کے دن ان کے چہروں سے پہچان لے گا پھر حکم دے گا انھیں پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی معرفت کی کیا ضرورت ہے جب کہ اس نے انھیں خلق فرمایا ہے اور ایجاد کیا ہے پوچھا گیا پھر کیا مراد ہے تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگا جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو اللہ تعالیٰ انھیں شناخت کا علم عطا فرمائے گا تو وہ کافروں کے لیے حکم دیں گے انھیں پیشانی کے بالوں اور پیروں سے گھسیٹا جائے گا پھر انھیں تلوار سے مار مار کر پامال کر دیا جائے گا۔(۲)

۴۲-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ-

اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۴۳-هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ-

یہی وہ جہنم ہے جسے مجرمین جھٹلایا کرتے تھے۔

۴۴-یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ-

وہ اسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر لگاتے رہیں گے۔

حمیم اٰن- گرم پانی جو حرارت میں اپنی انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے یہی وہ جہنم ہے جسے اے جن وانس تم جھٹلایا کرتے تھے اب اس میں جلو نہ تم یہاں مرو گے نہ ہی جیو گے۔(۳)

تفسیر قمی میں اسی مفہوم کی روایت ہے۔(۴)

۴۵-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ- اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن طاقتوں کو جھٹلاؤ گے۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۳ (۲) بصائر الدرجات ص ۳۷۶ ح ۸ باب ۱۷

(۳) مجمع البیان ح ۹-۱۰ ص ۲۰۳ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۵

presented by Ziaraat.com

وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ
اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ
دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ
اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ
وَ الْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا
الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾

۴۶-جن کے دل میں عظمت خداوندی کا خوف ہوگا اُن کے لیے دو جنتیں ہیں۔ ۴۷-پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے۔ ۴۸-ہری بھری ڈالیوں سے بھر پور۔ ۴۹-پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن خوبیوں کو جھٹلاؤ گے۔ ۵۰-ان دونوں جنتوں میں دو چشمے رواں ہیں۔
۵۱-پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن انعامات کا انکار کرو گے۔ ۵۲-دونوں جنتوں میں ہر پھل دو طرح کے ہوں گے۔ ۵۳-پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے۔
۵۴-جنتی لوگ ایسے فرش پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے اور باغوں کی ڈالیاں پھلوں سے جھکی ہوئی قریب ہوں گی۔ ۵۵-پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن عنایتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ۵۶-ان جنتوں میں پاک دامن عورتیں ہوں گی جنھیں ان سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا تک نہیں ہوگا۔ ۵۷-پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نوازشوں کو جھٹلاؤ گے۔ ۵۸-ایسی خوبصورت گویا مجسّم یاقوت ومرجان ہوں۔ ۵۹-اے جن وانس اپنے رب کے کس کس لطف کو جھٹلاؤ گے۔
۶۰-نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔ ۶۱-اے جن وانس تم اپنے رب کے کس کس کرم کو جھٹلاؤ گے۔

۴۶-وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ-

اور جس کے دل میں عظمت خداوندی کا خوف ہوگا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے فرمایا جو یہ جانتا ہو کہ اللہ

presented by Ziaraat.com

اسے دیکھ رہا ہے اور جو یہ کہہ رہا ہے اسے سُن رہا ہے اور یہ شخص جو بھی عمل خیر یا شر انجام دے رہا ہے اُسے وہ جانتا ہے تو یہ بات اسے برے اعمال کی بجا آوری سے روک دے گی ایسا ہی شخص ہے جو: خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (النازعات ۴۰) (جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف رکھتا ہے اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکتا ہے) کا مِصداق ہے۔[۱]

کتاب فقیہ میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان کے بارے میں روایت ہے کہ جس کے سامنے کوئی فاحشہ (بری شے) پیش کی جائے یا شہوت سے متعلق کوئی شے اور وہ خوف خداوندی کی وجہ سے اس سے اجتناب کرے تو اللہ ایسے شخص پر جہنّم حرام کر دے گا اور اُسے قیامت کے خوف سے امان میں رکھے گا۔ اور اللہ نے اپنی کتاب میں جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کرے گا: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ

(اور جو دل میں عظمت خداوندی کا خوف رکھے گا اس کے لیے دو جنتیں ہیں)۔[۲]

۴۷-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے۔

۴۸-ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ-

ہری بھری ڈالیوں سے بھرپور۔

رنگ برنگی نعمتیں یا طرح طرح کے درخت اور پھل۔

اَفْنَانٍ- فن کی جمع ہے یا اَفْنَانٍ سے مراد ہے ٹہنیاں اور یہ فنن کی جمع ہے اور یہ وہ ٹہنی ہے جو درخت کی شاخ سے پھوٹتی ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کہ اس میں پتے ہوتے ہیں یہ پھل دیتی ہے اور اس کا سایہ پھیل جاتا ہے۔

۴۹-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن خوبیوں کو جھٹلاؤ گے۔

۵۰-فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ-

ان دونوں جنّتوں میں دو چشمے رواں ہیں۔

۵۱-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن انعامات کا انکار کرو گے۔

۵۲-فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ-

دونوں جنّتوں میں ہر پھل دو طرح کے ہوں گے۔

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۷۰-۷۱ (۲) من لایحضرہ الفقیہ ج ۴ ص ۷-۸ ح ۱ باب ۱

presented by Ziaraat.com

دو قسمیں ایک اجنبی اور ایک جانا پہچانا یا خشک وتر۔

۵۳–فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ–

پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے۔

۵۴–مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ–

جنّتی لوگ ایسے فرش پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔

اِسْتَبْرَقٍ– جو دبیز ریشم ہو جب استر ایسا ہوگا تو پھر اصل فرش کیسا ہوگا تمھارا کیا خیال ہے۔

وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ–

اور باغوں کی ڈالیاں پھلوں سے جھکی ہوں گی۔

بیٹھنے والا شخص اور لیٹا ہوا شخص ہاتھ بڑھا کر اسے توڑ لے گا۔

۵۵–فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ–

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن عنایتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۵۶–فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ–

ان جنتوں میں پاک دامن عورتیں ہوں گی جنھیں ان سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا تک نہیں ہوگا۔

فِیْهِنَّ یعنی فی الجنان جنتوں میں۔

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ وہ عورتیں ہوں گی جو صرف اپنے شوہروں کو دیکھیں گی کسی غیر پر ان کی نظر نہیں پڑے گی۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا حورالعین کی نگاہیں اس کے نور کی ضیاء سے کوتاہ ہوتی ہیں۔(۱)

جن حوروں کا تعلق انسانوں سے ہوگا انھیں کسی انسان نے ہاتھ نہیں لگایا ہوگا اور جن حوروں کا تعلق جنوں سے ہوگا انھیں کسی جن نے چھوا تک نہیں ہوگا۔

۵۷–فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ–

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نوازشوں کو جھٹلاؤ گے۔

۵۸–کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ–

ایسی خوب صورت گویا مجسّم یاقوت اور مرجان ہوں۔

رخساروں کی سرخی، چہرے کی صباحت اور جسم کی بناوٹ میں۔

تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں ہے کہ جنت کی عورت ایسی ہوگی کہ اس کی پنڈلیوں کی ہڈیوں کا گودا ریشم کے ستر کپڑوں کے نیچے سے بھی نظر آ رہا ہوگا۔(۲)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶ (۲) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۲۰۸

presented by Ziaraat.com

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے اس قسم کی روایت ملتی ہے البتہ اس میں حریر (ریشم) کا ذکر نہیں۔ ۱

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے اسی مفہوم کی روایت ہے کچھ اضافے کے ساتھ۔ ۲

جسے سورہ حج کی آیت ۲۳۔ ۲۴ کے ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

۵۹-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ-

اے جن وانس اپنے رب کے کس کس لطف کو جھٹلاؤ گے۔

۶۰-هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ-

نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ میں نے جس کو معرفت کی نعمت سے نوازا ہے اس کی جزا جنت کے علاوہ کیا ہے۔ ۳

اور اس کی روایت توحید میں امیر المومنین علیہ السلام سے ہے۔ ۴

کتاب علل الشرائع میں امام حسن بن علی علیہما السلام سے مروی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جو بھی "لا الٰہ الا اللہ" کہتا ہے اس کی جزا جنت کے سوا کیا ہے؟ ۵

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو تمھارے رب نے کیا کہا ہے؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا تمھارا رب یہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے جسے توحید کی نعمت سے نوازا ہے اس کی جزا سوائے جنت کے اور کیا ہے؟ ۶

تفسیر عیاشی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت مومن و کافر اور نیکو کار اور بد کار دونوں کے لیے آئی ہے جو بھی کسی سے نیک سلوک کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ بھی ویسا ہی سلوک کرے اور مکافات (بدلہ، انعام) یہ نہیں کہ تم ویسا ہی کرو جیسا تم سے کیا گیا ہے یہاں تک کہ بڑھا کر نہ دو اگر تم ویسا ہی کرو گے جیسا تمھارے ساتھ کیا گیا ہے تو جس نے پہل کی ہے اسے فضلیت حاصل ہوگی۔ ۷

۶۱-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ-

اے جن وانس تم اپنے رب کے کس کس دَیا (کرم، عنایت، مہربانی) کو جھٹلاؤ گے۔

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۹۹ ح ۶۹ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۸۲ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۵

(۴) التوحید ص ۲۸ ح ۲۹ باب ۱ (۵) علل الشرائع ص ۲۵۰۔ ۲۵۱ ح ۸ کے ذیل میں باب ۱۸۲

(۶) مجمع البیان ج ۹۔ ۱۰ ص ۲۰۸ (۷) تفسیر عیاشی سے مجمع البیان نے نقل کیا ہے مجمع البیان ج ۹۔ ۱۰ ص ۲۰۸

presented by Ziaraat.com

وَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدۡهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيۡهِمَا عَيۡنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِيۡهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخۡلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِيۡهِنَّ خَيۡرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾

۶۲-ان دو باغات کے علاوہ مزید باغات اور ہوں گے۔ ۶۳-بس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن افضال کو جھٹلاؤ گے۔ ۶۴-دونوں نہایت گہرے سبز و سیاہی مائل ہوں گے۔ ۶۵-پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن اکرام کو جھٹلاؤ گے۔ ۶۶-ان دونوں باغات میں دو چشمے موج زن ہونگے۔ ۶۷-پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کس کس انعام کو جھٹلاؤ گے۔ ۶۸-ان میں بکثرت پھل نیز کھجور اور انار کے درخت بھی ہوں گے۔ ۶۹-پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نوازشات کو جھٹلاؤ گے۔ ۷۰-ان نعمتوں کے درمیان خوب سیرت اور خوبصورت بیویاں ہوں گی۔ ۷۱-پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن خوبیوں کو جھٹلاؤ گے۔

۶۲-وَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا جَنَّتٰنِ-

ان دو باغات کے علاوہ مزید دو باغات ہوں گے۔

جن دو باغات کا وعدہ کیا جا چکا ہے ان کے لیے جو مقام رب کا خوف رکھتے ہوں گے اس کے علاوہ مزید دو باغات ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے دو جنتیں چاندی کی ہوں گی جملہ ساز و سامان چاندی کا ہوگا اور دو جنتیں سونے کی، عمارتیں اور اس کے جملہ ساز و سامان سونے کے ہوں گے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے تم یہ مت کہو کہ ایک جنت ہے بلکہ خداوند عالم فرما رہا ہے:

وَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا جَنَّتٰنِ (کہ ان جنتوں کے علاوہ مزید دو جنتیں ہوں گی)

اور نہ کہو ایک درجہ ہے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: درجات بعضھما فوق بعض مختلف درجات ہوں گے ایک کے اوپر دوسرا ہوگا۔ اعمال کی بنیاد پر قوم ایک دوسرے پر فضلیت رکھے گی۔[۲]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے سوال کیا کہ لوگ ہماری اس بات پر حیران ہوتے ہیں جب

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۱۰ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۱۰

presented by Ziaraat.com

ہم کہتے ہیں کہ ایک قوم کے لوگ جہنم سے نکلیں گے اور جنت میں داخل ہوجائیں گے وہ ہم سے کہتے ہیں کہ کیا وہ جنت میں اولیاءُ اللہ کے ساتھ ہوں گے؟

تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ اور ان کے علاوہ دو جنتیں ہوں گی بخدا ایسا نہیں ہے وہ اولیاء اللہ کے ساتھ نہیں ہوں گے۔[۱]

تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اللہ تعالیٰ کے قول: وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا یہ دنیا کے دو ہرے بھرے باغات ہیں جن سے مومنین کھائیں گے یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہوں۔[۲]

۶۳-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن افضال کو جھٹلاؤ گے۔

۶۴-مُدْهَآمَّتٰنِ-

دونوں نہایت گہرے سبز اور سیاہی مائل ہوں گے۔

مُدْهَآمَّتٰنِ- سبز ہوں گے اور سیاہی مائل ہوں گے ہریالی کی زیادتی کی وجہ سے۔

تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ مُدْهَآمَّتٰنِ سے مراد مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک کھجور کا درخت ہے۔[۳]

۶۵-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن اکرام کو جھٹلاؤ گے۔

۶۶-فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ-

ان دونوں باغات میں دو چشمے موج زن ہوں گے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ دو فوارے ابل رہے ہوں گے۔[۴]

۶۷-فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ-

پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کس کس انعام کو جھٹلاؤ گے۔

۶۸-فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ-

ان میں بکثرت پھل کھجور اور انار کے درخت ہوں گے۔

نَخْلٌ وَّرُمَّانٌ کا عطف ''فَاكِهَةٌ'' پر ان دونوں کی فضلیت کا بیان ہے۔

اس لیے کہ کھجور کا درخت پھل بھی ہے اور غذا بھی اور انار پھل بھی ہے اور دوا بھی کتاب کافی میں امام

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۱۰ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۵
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶

presented by Ziaraat.com

صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ پھلوں کے ایک سو بیس رنگ ہیں یعنی قسمیں ہیں جن میں پھلوں کا سردار انار ہوتا ہے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے پانچ پھلوں کا جنت سے تعلق ہے۔

۱۔ املیسی انار ۲۔ شیسقان کا سیب ۳۔ بہی۔ ۴۔ رازقی انگور ۵۔ رُطَبِ مَشَّانْ (مشان کی کھجور)[۲]

۶۹۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نوازشات کو جھٹلاؤ گے۔

۷۰۔ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ۔

ان نعمتوں کے درمیان خوب سیرت اور خوب صورت بیویاں ہوں گی۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے یعنی ایسی عورتیں جن کا اخلاق عمدہ اور بہترین ہوگا اور جو خوب صورت ہوں گی۔[۳]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد نیکو کار مومنات ہیں جو معرفت کی منزلوں پر فائز ہوں گی۔[۴]

(کتاب فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ دنیاوی عورتوں میں ''الخیرات الحسان'' ہوں گی سیرت وصورت میں بہترین عورتیں وہ حورالعین سے زیادہ خوبصورت ہوں گی۔[۵]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ کوثر کے کنارے کنیزیں، لڑکیاں اگ رہی ہوں گی۔ جب بھی اُن میں سے کسی ایک کو لے لیا جائے گا تو اس کی جگہ دوسری اُگ جائے گی۔[۶]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے کہتا ہے: جزاك الله خیراً اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ خیر جنت میں ایک نہر ہے جو کوثر سے نکلتی ہے اور کوثر کا مخرج عرش کا ستون ہے جس نہر پر اوصیاء اور ان کے شیعوں کے مکانات ہیں اور اس نہر کے دونوں کناروں پر لڑکیاں باندیاں اگتی ہیں جب ایک کو اکھاڑ لیا جاتا ہے تو دوسری اُگ جاتی ہے ان کے نام اسی نہر کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے: فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ لہٰذا جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے کہتا ہے جزاك الله خیراً تو اس کی مُراد اُن منازل سے ہوتی ہے اللہ نے جنھیں اپنے منتخب بندوں اور مخلوقات میں بہترین افراد کے لیے تیار کر رکھا ہے۔[۷]

۷۱۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن خوبیوں کو جھٹلاؤ گے۔

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۳۵۲ ح ۲ (۲) الکافی ج ۶ ص ۳۴۹ ح ۱۴۷ (۳) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۲۰۱

(۴) الکافی ج ۸ ص ۱۵۶۔۱۵۷۔۱۴۷۷ (۵) من لایحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۲۹۹۔۳۰۰ ح ۱۴۳۲

(۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶ (۷) الکافی ج ۸ ص ۲۳۰۔۲۳۱ ح ۲۹۸

presented by Ziaraat.com

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ
اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى
رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ
اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾

۷۲–ایسی حوریں جو خیموں میں محفوظ بیٹھی ہیں۔ ۷۳–اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن بھلائیوں کو جھٹلاؤ گے۔ ۷۴–ان سے پہلے انھیں نہ کسی انسان نے چھوا ہے اور نہ ہی کسی جن نے ہاتھ لگایا ہے۔
۷۵–پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس کرم فرمائی کو جھٹلاؤ گے۔ ۷۶–صاحبان جنت سبز قالینوں، نفیس ونادر مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ۷۷–پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ۷۸–مبارک ہے تمھارے رب کا نام جو باعظمت اور صاحب اکرام ہے۔

۷۲–حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ–
ایسی حوریں جو خیموں میں محفوظ بیٹھی ہیں۔
کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ حُور سے مراد خوب صورت عورتیں گوری چٹی جو موتی، یاقوت اور مرجان کے خیموں میں محفوظ بیٹھی ہوں گی۔ چار دروازے ہوں گے ہر دروازے پر ستر (۷۰) کنواری ابھرے ہوئے پستانوں والی عورتیں ہوں گی جو ان حوروں کے لیے حجاب کا کام دیں گی اور ان حوروں کے پاس ہر روز اللہ تعالیٰ کی جانب سے کرامت اور شرف کا نزول ہوگا اللہ تعالیٰ نے مومنین کو جن کے بارے میں بشارت دے رکھی ہے۔[۱]
تفسیر قمی میں ہے ''حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ'' فرمایا کوئی ان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔[۲]
اور کہا گیا ہے وہ صرف اپنے شوہروں کی طرف دیکھیں گی۔[۳]
تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ خیمہ کا ایک موتی اتنا بڑا ہے کہ آسمان میں اس کا طول ہر زاویے سے ساٹھ میل ہے یہ صرف مومن کے لیے ہے دوسرے اسے نہ دیکھ سکیں گے۔[۴]
اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جس رات مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں ایک نہر کے پاس سے گزرا جس کے دونوں کناروں پر مرجان کے شامیانے نظر آرہے تھے تو مجھے وہاں سے آواز آئی السلام علیک یا رسول اللہ

(۱) الکافی ج ۸ ص ۱۵۶–۱۵۷ ح ۱۴۷ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶
(۳) مجمع البیان بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۵۵ (۴) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۲۱۱

presented by Ziaraat.com

میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ سلام کرنے والیاں کون ہیں؟ فرمایا کہ یہ حورالعین کی باندیاں ہیں ان کی مالکن نے انھیں اجازت دے رکھی ہے کہ یہ آپ پر سلام کریں آپ انھیں گفتگو کی اجازت مرحمت فرمایئے انھوں نے کہا ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہمیں موت نہیں آئے گی ہم خوش حال ہیں ہمیں کوئی مصیبت نہیں آئے گی ہم محترم اور مکرم افراد کی بیویاں ہوں گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پڑھا: حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ۔ ۱

۷۳- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن کرم فرمائیوں کو جھٹلاؤ گے۔

۷۴- لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۔

ان سے پہلے انھیں نہ کسی انسان نے چھوا ہے اور نہ ہی کسی جن نے ہاتھ لگایا ہے۔

۷۵- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نوازشوں کو جھٹلاؤ گے۔

۷۶- مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۔

صاحبان جنت سبز قالینوں، نفیس ونادر مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

رَفْرَفٍ تکیہ گاؤ تکیہ رفرفہ کی جمع۔

اور کہا گیا ہے کہ ''رَفْرَفٍ'' بچھانے کے فرش کی ایک قسم ہے یا خیمہ کا دامن ہے اور ہر چوڑے کپڑے کو رفرف کہتے ہیں۔ ۲

خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ سبز قالین۔ حِسَانٍ عمدہ بہترین

اور کہا گیا ہے کہ یہ ''زَرَابی'' یعنی مسند ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ ہر کپڑا جس پر نقش ونگار ہو وہ عبقری ہے۔ ۳

اور کہا گیا ہے عبقری عبقر کی جانب منسوب ہے عرب کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جنات کے شہر کا نام ہے لہٰذا اُس کی طرف ہر عجیب وغریب شے کی نسبت دیتے ہیں اور اس سے مراد کپڑے کی قسم ہے اسی لیے بصورت جمع لایا گیا ہے۔ ۴

۷۷- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔

پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۷۸- تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔

مبارک ہے تمھارے رب کا نام جو باعظمت اور صاحب اکرام ہے۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۰۱ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۵
(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۱۱ (۴) بیضاوی تفسیر انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۵

presented by Ziaraat.com

جب اللہ کا نام اتنا بابرکت ہے تو اس کی ذات کا کیا عالم ہوگا۔

تفسیر قمی میں اس آیت کے ذیل میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا:

نَحْنُ جَلَالُ اللهِ وَ كَرَامَتُهُ الَّتِي أَكْرَمَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْعِبَادَ بِطَاعَتِنَا وَ مَحَبَّتِنَا۔

ہم اللہ کا جلال اور اس کی وہ کرامت ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس کے ذریعے بندوں کو ہماری اطاعت اور محبت سے مکرّم قرار دیا ہے۔[۱]

کتاب کافی میں جابر بن عبداللہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانوں کے سامنے سورۂ ''الرحمٰن'' کی تلاوت کی تو وہ خاموش رہے اور انھوں نے کچھ نہیں کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنات نے تم سے بہتر جواب دیا تھا۔ جب میں نے ان کے سامنے ''فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ'' پڑھا تو انھوں نے کہا: لَا بِشَيْءٍ مِنْ اٰلَائِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ ہم اپنے رب کی کسی بھی نعمت کو نہیں جھٹلاتے ہیں۔[۲]

کتاب ثواب الاعمال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ رحمٰن پڑھے گا اور جب بھی ''فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ'' پڑھے تو اس کے بعد یہ کہے ''لَا بِشَيْءٍ مِنْ اٰلَائِكَ رَبِّ اُكَذِّبُ'' (اے رب میں تیری کسی بھی نعمت کو نہیں جھٹلاتا) اگر وہ رات کے وقت اس سورے کی تلاوت کرے گا اور اس کی موت واقع ہو جائے گی تو وہ شہید مرے گا۔[۳]

اور تفسیر مجمع البیان میں اس سورے کی فضلیت کے بارے میں دوسری احادیث بھی ہیں۔[۴]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶ (۲) یہ حوالہ نور الثقلین میں ج ۵ ص ۱۸۷–۱۸۸ پر اور تفسیر البرہان ج ۴ ص ۲۶۳ اور مناقب ہیں شہر آشوب میں ہے (۳) ثواب الاعمال ص ۱۱۶–۱۱۷ ح ۲ (۴) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۱۹۵

presented by Ziaraat.com

سورۂ الواقعہ

سورۂ واقعہ مکی سورہ ہے ابن عباس اور قتادہ کا کہنا ہے اس کی ایک آیت مدینہ میں نازل ہوئی۔ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۹۶ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-جب قیامت بر پا ہوگی۔ ۲-اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں۔ ۳-کسی کو پست کرے گی اور کسی کو بلند۔ ۴-جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے۔ ۵-اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ ۶-پھر غبار ہو کر اڑنے لگیں۔ ۷-اور تم تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔ ۸-پھر دائیں ہاتھ والے (سبحان اللہ) دائیں ہاتھ والوں کا کیا کہنا۔ ۹-اور بائیں ہاتھ والے کیا پوچھنا ہے، بائیں ہاتھ والوں کا۔ ۱۰-اور سبقت کرنے والوں کا کیا کہنا، وہ تو سبقت کرنے والے ہیں۔ ۱۱-وہی لوگ مقرب بارگاہِ خداوندی ہیں۔ ۱۲-وہ نعمت بھری جنتوں میں ہوں گے۔

۱-اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ-

جب قیامت بر پا ہوگی۔

یعنی جب قیامت واقع ہوگی اسے واقعہ کہا اس لیے کہ اس کا واقع ہونا مُتَحَقَّق ہے۔

۲-لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ-

اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں۔

کوئی فرد بھی اسے جھٹلا نہیں سکتا۔

وقف لازم

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا قیامت برحق ہے۔ ۱

۳-خَافِضَةٌ-

کسی کو پست کرے۔

فرمایا اللہ کے دشمنوں کو پست کرنے والی۔ ۲

رَّافِعَةٌ-

کسی کو بلند کرے۔

فرمایا اللہ کے ولیوں کو بلند کرنے والی۔ ۳

کتاب خصال میں حضرت سجادؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ'' یعنی جب قیامت آئے گی ''خَافِضَةٌ'' خدا کی قسم دشمنانِ خدا کو جہنم کی پستی میں لے جائے گی ''رَّافِعَةٌ'' خدا کی قسم اولیاءُ اللہ کو جنت کی بلندی کی طرف لے جائے گی۔ ۴

۴-اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا-

جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے۔

یعنی زمین میں نہایت شدید حرکت پیدا ہو جائے تفسیر قمیؒ میں ہے کہ ایک حصہ دوسرے حصے کو کوٹنے لگے۔ ۵

۵-وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا-

اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

فرمایا پہاڑ جڑ سے اکھڑ جائیں۔ ۶

اور کہا گیا ہے ایسے ریزہ ریزہ ہو جائیں گے جیسے ستّو کو بکھیر دیا جائے۔ ۷

۶-فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا-

پھر غبار ہو کر اڑنے لگیں۔

غبار جو منتشر ہو جائے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا ''اَلْهَبَاء'' وہ غبار جو سورج کی روشنی میں روشن دان میں داخل ہوتا ہے۔ ۸

۷-وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً-

اور تم تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔

---

(۱)،(۲)و(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶ (۴) خصال ص ۶۴ ح ۹۵ باب ۲ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶
(۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶ (۷) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۶ (۸) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶

presented by Ziaraat.com

فرمایا قیامت کے دن ایسا ہوگا۔[۱]

۸-فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ-

پھر دائیں ہاتھ والے، سبحان اللہ دائیں ہاتھ والوں کا کیا کہنا۔

فرمایا اور وہ مومنین ہیں پیروی اور اتباع کرنے والے افراد جو حساب کے لیے کھڑے ہوں گے۔[۲]

۹-وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ-

اور بائیں ہاتھ والے، کیا پوچھنا بائیں ہاتھ والوں کا۔

۱۰-وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ-

اور سبقت کرنے والوں کا کیا کہنا وہ تو سبقت کرنے والے ہیں۔

فرمایا جو لوگ بغیر حساب کے جنت کی جانب بڑھیں گے۔[۳]

۱۱-اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ-

وہی لوگ مقرب بارگاہِ خداوندی ہیں۔

۱۲-فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ-

وہ نعمت بھری جنّتوں میں ہوں گے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخلوقات کو تین اقسام میں خلق فرمایا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً (الآیات) فرمایا ''السّٰبِقُوْنَ'' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کی مخلوقات میں سے مخصوص لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن میں پانچ ارواح رکھ دی ہیں اور روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) کے ذریعے ان کی تائید کی ہے اس کے ذریعے سے وہ اشیاء کی معرفت حاصل کرتے ہیں اور اللہ نے ''روح الایمان'' کے ذریعے ان کی تائید کی ہے اس کے ذریعے وہ خوف خدا رکھتے ہیں اور ''روح القوّۃ'' کے ذریعے ان کی تائید کی ہے جس کی بنیاد پر وہ اللہ کی اطاعت پر قدرت رکھتے ہیں اور ''روح الشہوۃ'' (خواہش کی روح) کے ذریعے ان کی تائید کی ہے اس کے ذریعے وہ اللہ کی اطاعت کی خواہش رکھتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی کو ناپسند کرتے ہیں اور اُن میں ''روح المدرّج'' رکھ دی جس کے ذریعے لوگ آتے اور جاتے ہیں اور مومنین میں جو ''اصحاب المیمنہ'' ہیں ان میں روح ایمان رکھ دی جس کے ذریعے خوف خدا رکھتے ہیں اور ان میں ''روح قوۃ'' رکھ دی جس کے ذریعے وہ اللہ کی اطاعت کی قوت رکھتے ہیں اور ان میں ''روح شہوت'' (خواہش) رکھ دی جس کے ذریعے وہ اطاعت خداوندی کی خواہش

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۶

presented by Ziaraat.com

کرتے ہیں اور اُن میں ''روح مدرج'' رکھ دی جس کے ذریعے سے وہ آتے اور جاتے ہیں۔[۱] (الف)

کتاب امالی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اس سے مراد علی اور ان کے شیعہ ہیں وہی جنت کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور اپنی کرامت کی وجہ سے وہ اللہ کے مقرّب ہیں۔[۲]

کتاب خصال میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا: وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[۳]

کتاب اکمال میں امام باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں ہے فرمایا

وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ

اور ہم ہی سبقت لے جانے والوں میں سبقت لے جانے والے ہیں اور ہم ہی آخر ہیں۔[۴]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ میرے والد نے افرادِ شیعہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

اَنْتُمْ شِيْعَةُ اللهِ وانتُم اَنصَارُ اللهِ وَاَنْتُم السّابِقُوْنَ الاَ وَّلُونَ والسّابِقُونَ الا خَرُون والسَّابِقُونَ فی الدُّنْيَا اِلیٰ وِلَا يَتِنَا وَالسَّابِقُوْنَ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَی الْجَنَّةِ۔

تم اللہ کے شیعہ ہو، تم انصارِ خدا ہو تم ''سابقین اوّلین'' میں سے ہو اور تم ''سابقین آخرین'' میں سے ہو تم دنیا میں ہماری ولایت کی جانب سبقت کرنے والوں میں سے ہو اور آخرت میں جنت کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے۔[۵]

تفسیر مجمع البیان میں ہے ''السابقون'' چار ہیں آدم علیہ السلام کا مقتول فرزند (ہابیل) اور امتِ موسیٰ علیہ السلام کا سابق اور وہ مومن آلِ فرعون ہے اور سابق امت عیسیٰ علیہ السلام اور وہ حبیب نجار ہے اور سابق امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ علی بن ابی طالب ہیں۔[۶]

---

(۱) (الف) الکافی ج ۱ ص ۲۷۱۔ ۲۷۲ ح ۱ و کتاب الوافی ج ۳ ص ۶۲۷ ح ۱۲۱۴ باب ۹۲ میں فیض کاشانی نے حدیث کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں اس لیے کہ اصول عالم اور ان کی نشاتیں تین ہیں ۱۔ عالم جبروت اور وہ عالمِ عقل مجرّد ہے مادّہ اور صورت سے اور اس کے اصحاب ''السابقون'' ہیں اور ان میں روح القدس ہے۔ ۲۔ عالم ملکوت اور وہ عالم مثال اور خیال ہے جو مادّہ سے خالی ہے مگر صورت سے نہیں اور اس کے اصحاب اصحاب المیمنہ ہیں اور اُن میں روح ایمان ہے۔ ۳۔ عالم الملک اور وہ عالم شہادت محسوس مادّی ہے اور اس کے اصحاب اصحاب المشئمہ ہیں اور ان میں روح المدرج ہے اور عالم الغیب دونوں عالم یعنی جبروت اور ملکوت پر مشتمل ہے اور اسی طرح عالمِ ارواح اور کبھی اس پر ملکوت کا اطلاق بھی ہوتا ہے جو ان دونوں سے عام ہے۔

(۲) امالی شیخ طوسی ص ۷۳ ح ۱۰۴ (۳) خصال میں نہیں عُیُون اخبار الرضا ج ۲ ص ۶۵ ح ۲۸۸

(۴) اکمال الدین واتمام النعمۃ ص ۲۰۵۔۲۰۶ ح ۲ باب ۲۱ (۵) الکافی ج ۸ ص ۲۱۳۔۲۱۲ ح ۲۵۹

(۶) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۲۱۵

presented by Ziaraat.com

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ؕ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۙ﴿۱۵﴾
مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ
اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾ وَ
فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾ وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ؕ﴿۲۱﴾ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ۙ﴿۲۲﴾
كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۚ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا
لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِيْمًا ۙ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ
الْيَمِيْنِ ؕ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ﴿۲۸﴾ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ﴿۲۹﴾ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ﴿۳۰﴾ وَّ
مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ﴿۳۱﴾ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾

۱۳-اور بہت سے تو اگلوں میں سے ہوں گے۔ ۱۴-اور تھوڑے سے آخری دور میں سے۔ ۱۵-لعل وجواہر سے جڑے ہوئے تختوں پر۔ ۱۶-تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ۱۷-نوجوان خدمت گزار ان کے اردگرد گردش کر رہے ہوں گے۔ ۱۸-آب خورے آفتابے اور صاف شراب کے گلاس لیے ہوئے۔ ۱۹-اس شراب سے نہ تو سر میں درد ہوگا اور نہ ہی عقلیں زائل ہوں گی۔ ۲۰-اور میوے اُن کی پسند کے مطابق ہوں گے۔ ۲۱-اور پرندوں کا گوشت ان کی خواہشات پر مبنی ہوگا۔
۲۲-اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔ ۲۳-جیسے حفاظت سے رکھا ہوا چمک دار موتی۔ ۲۴-یہ درحقیقت ان کے اعمال کی جزا ہوگی۔ ۲۵-وہاں پر نہ بیہودہ بات سنیں گے نہ ہی گناہ کی باتیں۔
۲۶-وہاں پر ان کا کلام سلام، سلام ہوگا۔ ۲۷-اور داہنی طرف والے، کیا کہنا داہنی طرف والوں کا۔
۲۸-ایسی بیری کے درختوں میں جن میں کانٹے نہ ہوں۔ ۲۹-اور لدے ہوئے تہہ بہ تہہ کیلوں میں۔
۳۰-اور لمبے لمبے پھیلے ہوئے سایوں میں۔ ۳۱-اور پانی کے جھرنوں میں۔ ۳۲-اور بے حد و حساب پھلوں میں۔ ۳۳-جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ہی کوئی روک ٹوک ہوگی۔

۱۳-ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۔
اور بہت سے تو اگلوں میں سے ہوں گے۔
اگلوں میں سے اُن کی تعداد زیادہ ہوگی یعنی اُمم سابقہ (گزشتہ امتیں) آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

presented by Ziaraat.com

۱۴-وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ-

اور تھوڑے سے آخری دور میں سے۔

یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت میں سے۔

۱۵-عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ-

لعل و جواہر سے جڑے ہوئے تختوں پر۔

ایسے تخت جنھیں سونے سے بُنا گیا ہو اور در و یاقوت سے جس کا جال بنایا گیا ہو۔

۱۶-مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ-

تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

۱۷-يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ-

نوجوان خدمت گزار ان کے اردگرد گردش کر رہے ہوں گے۔

خدمت کے لیے موجود ہوں گے۔

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ کہا گیا ہے جو ہمیشہ لڑکوں کی ہیئت میں ہی رہیں گے اور ویسی ہی تروتازگی ہوگی۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے یعنی وہ کلائی میں کنگن پہنے ہوئے ہوں گے۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ دنیا والوں کی اولاد ہوں گے۔[۳]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ سے اطفال مشرکین کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ وہ جنت والوں کے خادم ہوں گے۔[۴]

۱۸-بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ-

آب خورے، آفتابے اور صاف شراب کے گلاس لیے ہوئے

الکُوب وہ برتن جس کی ٹونٹی نہ ہو اور نہ ہی سونڈ ہو۔

ابریق ایسا لوٹا جس کی ٹونٹی ہو۔

مَعِیْن شراب۔

۱۹-لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ-

اس شراب سے نہ تو سر میں درد ہوگا اور نہ ہی عقلیں زائل ہوں گی۔

لَا يُنْزِفُوْنَ- ان کی عقلیں زائل نہیں ہوں گی یا ان کی شراب ختم نہیں ہوگی۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۶ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۸

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۱۶ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۱۶

presented by Ziaraat.com

۲۰-وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ-

اور میوے اُن کی پسند کے مطابق ہوں گے۔

يَتَخَيَّرُوْنَ کے معنیٰ ہیں یختاروں وہ پسند کریں گے۔

۲۱-وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ-

اور پرندوں کا گوشت ان کی خواہشات پر مبنی ہوگا۔

يَشْتَهُوْنَ جس کی وہ تمنّا اور خواہش کریں گے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے سالن کا سردار گوشت ہے۔(۱)

اور ایک روایت میں ہے گوشت دنیا اور آخرت میں کھانوں کا سردار ہے۔(۲)

۲۲-وَحُوْرٌ عِيْنٌ-

اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔

۲۳-كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ-

جیسے حفاظت سے رکھا ہوا چمک دار موتی۔

پوشیدہ رکھا گیا تا کہ اس کی چمک دمک کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

۲۴-جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ-

یہ درحقیقت ان کے اعمال کی جزا ہوگی۔

یعنی یہ سب کچھ ان کے اعمال کے جزا کے طور پر کیا جائے گا۔

۲۵-لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا-

وہاں پر نہ بیہودہ بات سنیں گے، نہ ہی گناہ کی باتیں۔

لغو یعنی باطل بے کار، فضول۔

لا تاثیما یعنی جس کی نسبت گناہ سے نہ ہو۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اس سے مراد فحش باتیں، جھوٹ اور گانا بجانا ہے۔(۳)

۲۶-اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا-

وہاں پر ان کا کلام۔ سلام۔ سلام ہوگا۔

یعنی وہاں پر سلام عام ہوگا۔

---

(۱) الکافی ج ۶ ص ۳۰۸ ح ۳ (۲) الکافی ج ۲ ص ۳۰۸ ح ۲

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۸

presented by Ziaraat.com

۲۷–وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ–

اور داہنی طرف والے کیا کہنا داہنی طرف والوں کا تفسیر قمی میں ہے فرمایا ''اَلْيَمِيْنِ'' امیر المومنین علیہ السلام اور ''اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ'' اُن کے شیعہ ہیں۔(۱)

۲۸–فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ–

ایسی بیری کے درختوں میں جن میں کانٹے نہ ہوں۔

مخضود مقطوع الشوك یعنی کانٹوں کو الگ کر دیا گیا ہو۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ایسا درخت جس کے نہ پتے ہوں اور نہ ہی کانٹے۔(۲)

۲۹–وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ–

اور لدے ہوئے تہہ بہ تہہ کیلوں میں۔

کیلے کا درخت یا میٹھے بیروں والا درخت نَضد ایسا درخت جس کا پھل نیچے سے اوپر کی طرف جاتا ہے۔

۳۰–وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ–

اور لمبے لمبے پھیلے ہوئے سایوں میں۔

تفسیر مجمع البیان میں ایک روایت میں ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سایے میں سو سال تک چلتا رہے گا تو بھی وہ طے نہ ہوگا۔(۳)

فرمایا اور یہ بھی روایت ہے کہ جنت کے اوقات موسم گرما کی صبح کی طرح ہیں ان میں نہ گرمی ہوگی اور نہ سردی۔(۴)

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ایک حدیث میں جس میں جنتیوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں فرمایا کہ وہ اپنی جنتوں میں پھیلے ہوئے سایوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیانی وقت میں اور اس سے بہتر طریقے سے۔(۵)

۳۱–وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ–

اور پانی کے جھرنوں میں۔

تفسیر قمی میں ہے یعنی وہ پانی جو چھڑکاؤ کر دے۔

۳۲–وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ–

اور بے حد و حساب پھلوں میں۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۸ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۸

(۳) و (۴) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۲۱۸ (۵) الکافی ج ۸ ص ۹۹ ح ۶۹

presented by Ziaraat.com

۳۳- لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ-

جو نہ تو کبھی ختم ہوں گے اور نہ ہی کوئی روک ٹوک ہوگی۔

لَا مَمْنُوْعَةٍ کا مفہوم ہے کہ کسی کو پھل لینے سے روکا نہیں جائے گا۔

تفسیر قمی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے جنت میں شجرۂ طوبیٰ کو دیکھا جس کی جڑ علی علیہ السلام کے گھر میں ہے جنت میں جتنے بھی گھر اور محلات ہیں اُن میں اس درخت کی شاخیں ہیں اور ان کا بالائی حصہ سندس اور استبرق کے زیورات کی ڈبیہ ہے اور بندۂ مومن کے لیے دس لاکھ ڈبیہ ہوں گی ہر ڈبیہ میں سو حلّے ہوں گے جو ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہوں گے اور مختلف رنگوں کے ہوں گے اور وہ جنتیوں کے لباس ہوں گے اور جنت کی چوڑائی میں درمیان میں پھیلا ہوا سایہ ہوگا اور جنت کی چوڑائی آسمان وزمین کی چوڑائی کی طرح ہے جسے ان کے لیے تیار کیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہے سوار اس سایے میں دوسو سال کی مسافت طے کرے گا پھر بھی وہ طے نہ کر سکے گا۔

اور یہ اللہ کا قول ہے: وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ اور اس درخت کے نچلے حصے میں اہلِ جنت کے لیے پھل ہوں گے اور اُن کا کھانا ہوگا، جو ان کے گھروں میں جھکے ہوئے ہوں گے اور اس کی ایک ٹہنی پر سو رنگ کے پھل ہوں گے جن میں سے کچھ تم نے دنیا میں دیکھے ہوں گے اور کچھ نہیں دیکھے ہوں گے اور نہ ہی اُن کے بارے میں سنا ہوگا جب بھی اس میں سے کوئی پھل توڑا جائے گا فوراً دوسرا پھل اس کی جگہ اُگ جائے گا: لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ۔[۱]

کتاب احتجاج میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ کہاں سے یہ بات کہی گئی کہ جنت کے لوگ جب جنت کے پھل کھائیں گے تو فوراً ہی اس جیسا دوسرا پھل تیار ہو جائے گا امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں اس کا قیاس چراغ پر کرو اگر کوئی اس کے شعلے سے کچھ لے گا تو اس کی روشنی میں کچھ فرق نہیں آئے گا اور پوری دنیا میں ہر طرف چراغاں ہو جائے گا۔[۲]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳۶-۳۳۷

(۲) الاحتجاج ج ۲ ص ۹۹

presented by Ziaraat.com

وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا
اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ
الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّ
حَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ
ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ وَ كَانُوْا
يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا
الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ
يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾

ع ۱ ۳۸ ۱۴

۳۴–اور اونچے اونچے فرش بچھے ہوں گے۔ ۳۵–ہم نے ان حوروں کو پیدا کیا ہے۔ ۳۶–تو ہم نے انھیں کنواری بنایا۔ ۳۷–شوہروں سے محبت کرنے والی۔ ۳۸–یہ سب کچھ داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہے۔ ۳۹–سابقہ لوگوں میں سے بھی کافی لوگ ہوں گے۔ ۴۰–اور آخری دور سے بھی بہت لوگ ہوں گے۔ ۴۱–اور بائیں ہاتھ والے ''افسوس'' کیا ہیں بائیں ہاتھ والے۔ ۴۲–یعنی دوزخ کی لپیٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں۔ ۴۳–اور سیاہ دھنویں کے سایے میں۔ ۴۴–جو نہ ٹھنڈا ہے نہ ہی خوش نما۔
۴۵–یہ لوگ اس سے پہلے عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے تھے۔ ۴۶–اور گناہِ عظیم پر اڑے ہوئے تھے۔ ۴۷–اور کہا کرتے تھے جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہڈی رہ جائیں گے تو کیا ہمیں پھر دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ ۴۸–اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی۔ ۴۹–اے نبی فرما دیجیے کہ بے شک اوّلین اور آخرین سب کو۔ ۵۰–ہم جمع کریں گے ایک مقررہ دن کی وعدہ گاہ پر۔

۳۴–وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ–

اور اونچے اونچے فرش ہوں گے۔

ایک دوسرے کے اوپر حریر اور دیبا کے مختلف رنگوں میں۔

اور اس کا کنارہ مُشک، عنبر اور کافور کا ہوگا ایسا ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث میں جنت کے اوصاف میں وارد ہوا ہے اور اس کی روایت کافی اور تمحّی میں ہے اور یہ روایت سورہ زُمر کی آیت ۲۰ کے ذیل میں

presented by Ziaraat.com

بیان کی جا چکی ہے۔[۱]

اور کبھی اس کی تفسیر عورتوں اور تختوں پر انھیں بلند کیے جانے سے ہوتی ہے اور ان کے جمال اور اُن کے کمال کے بارے میں آنے والی آیت کی مناسبت سے کہا گیا ہے کہ جب ان کے بارے میں تشبیہ دی گئی جو نعمت پانے والوں میں سابقین ہیں ایسا کامل تصور حوشہر میں رہنے والوں کا ہوسکتا ہے۔ تو پھر اصحاب یمین کے حال کی تشبیہ دی ہے اس اکمل چیز سے جس کی تمنا صحرا کے باشندے کرتے ہیں۔ متوجہ کرنے کے لیے کہ دونوں کی حالتوں میں فرق واضح ہے۔[۲]

۳۵۔ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً۔ ہم نے ان حوروں کو پیدا کیا ہے۔

یعنی ہم نے انھیں براہ راست بنایا ہے بغیر ولادت کے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا جنت میں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوگی۔[۳]

امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ''حورالعین'' کو کس چیز سے پیدا کیا گیا؟ فرمایا جنّت کی نورانی تُربت سے اور یہ حدیث سورۂ حج کی آیت ۲۳ کے تحت گذر چکی ہے۔[۴]

۳۶۔ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا۔ تو ہم نے انھیں کنواری بنایا ہے۔

یعنی وہ ہمیشہ کنواری رہیں گی اور جب ان کے پاس جاؤ گے انھیں کنوارا پاؤ گے کتاب احتجاج میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ حوریں ہمیشہ کنواری کیسے رہتی ہیں جب کہ شوہر ان کے پاس آتے ہیں فرمایا کہ انھیں ایسی خوش بو سے پیدا کیا گیا ہے جسے کوئی بیماری لاحق نہیں ہوتی اور نہ ہی جسم آفت سے دوچار ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے سوراخ سے کوئی چیز بہتی ہے اور نہ ہی حیض کی گندگی ہوتی ہے رحم چمٹا ہوا ہے اس لیے کہ اس میں سوائے آلۂ تناسل کے کسی چیز کے داخل ہونے کی گنجائش نہیں ہے۔[۵]

۳۷۔ عُرُبًا۔ شوہروں سے محبت کرنے والی۔

کہا گیا ہے اپنے شوہروں پر مہربان ان سے محبت کرنے والیاں یہ عروب کی جمع ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ وہ عربی میں گفتگو کرتی ہیں۔[۶]

تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں نمازیوں کی فضلیت کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام سے وارد ہے آپ سے عروبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا وہ ناز نخرے کرنے والی پسندیدہ اور محبوبہ ہوگی۔[۷]

اَتْرَابًا۔ ہم سن اور ہم عمر ہوں گی۔

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۹ ح ۶۹ وتفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۲۴۶۔۲۴۷ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۷
(۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۴۸ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۸۶
(۵) احتجاج ج ۲ ص ۹۹ (۶) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۴۸ (۷) مجمع البیان ج ۱۔۲ ص ۵۳۸

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں ہے کہ ان کے دانت ایک جیسے برابر ہوں گے۔(۱)

تفسیر مجمع البیان میں امیر المومنین علیہ السلام سے غازیوں کی فضلیت کے بارے میں اور جنت کے اوصاف کے بارے میں روایت ہے کہ ہر تخت پر چالیس قالین ہوں گے اور قالین چالیس ہاتھ دبیز ہوگا اور ہر قالین (بستر) پر حورالعین سے ایک بیوی ہوگی عُرُباً اَتراباً شوہروں سے محبت کرنے والی اور ہم سن۔(۲)

کتاب جوامع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ یہ وہی عورتیں ہوں گی دنیا میں جن کی روحیں قبض کی گئیں تو وہ بڑھیا تھیں ان کے بال سفید ہو چکے تھے آنکھوں میں میل جمی تھی اللہ تعالیٰ نے انھیں بڑھاپے کے بعد انھیں ایک ہی تخلیق میں ہم سن بنا دیا جب اُن کی شوہر اُن کے پاس آئیں گے تو انھیں کنواری پائیں گے۔(۳)

۳۸- لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ- یہ سب کچھ داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد اصحابِ امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔(۴)

۳۹- ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ- سابقہ لوگوں میں سے بھی کافی لوگ ہوں گے۔

فرمایا اس طبقے میں سے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔(۵)

۴۰- وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ- اور آخری دور سے بھی بہت لوگ ہوں گے۔

فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امّت میں سے۔(۶)

امام صادق علیہ السلام سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ سے حزقیل مومن آل فرعون اور ''وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ'' سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔(۷)

تفسیر مجمع البیان میں مفسرین کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ اس سے مراد گزشتہ امّت کی جماعت ہے جو اس امّت سے پہلے تھی اور اس امّت کے مومنین کی ایک جماعت بھی مراد ہے۔(۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک روایت مرفوع میں ہے کہ تمام ''ثُلَّتَیْن'' میری امّت میں سے ہوں گے پھر آپ نے اپنے پہلے قول کی تائید اس قول سے فرمائی اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ مجھے امید ہے کہ تم لوگ اہلِ جنت کا حصّہ بنو گے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔(۹)

خصال میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جنتیوں کی ایک سو بیس ۱۲۰ صفیں ہوں گی جن میں سے اس امّت والوں کی اسّی ۸۰ صفیں ہوں گی۔(۱۰)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۸
(۲) مجمع البیان ج ۱-۲ ص ۵۳۸
(۳) جوامع الجامع ص ۴۷۸
(۴) و(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۸-۳۴۹
(۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۹
(۷) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۷۸
(۸) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۱۹
(۹) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۱۹-۲۲۰
(۱۰) الخصال ص ۶۰۱ ح ۵

presented by Ziaraat.com

۴۱- وَاَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ- اور بائیں ہاتھ والے افسوس کیا ہیں بائیں ہاتھ والے۔

۴۲- فِیۡ سَمُوۡمٍ وَّ حَمِیۡمٍ- دوزخ کی لپیٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں۔

سَمُوۡمٍ- آگ کی گرمی (تپش) جو مسامات میں گھس جائے۔

حَمِیۡمٍ- گرم کھولتا ہوا پانی۔

۴۳- وَّ ظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ-

اور سیاہ دھنویں کے سایے میں ''یَحۡمُوۡمٍ'' سے مراد ہے سیاہ دھنواں۔

۴۴- لَّا بَارِدٍ وَّ لَا کَرِیۡمٍ- جو نہ ٹھنڈا ہے اور نہ ہی خوش نما۔

یعنی دوسرے سایوں جیسا نہیں ہے اور فائدہ مند بھی نہیں ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا الشمال سے مراد آل محمد علیہم السلام کے دشمن ہیں۔ اور دشمنوں سے محبت کرنے والے ہیں۔ فرمایا ''السَّمُوۡم'' جہنم کا نام ہے اور ''حَمِیۡمٍ'' جو پانی ابلا ہوا ہے ''وَّ ظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ'' اندھیرا جس میں شدید گرمی ہو ''لَّا بَارِدٍ وَّ لَا کَرِیۡمٍ'' جو ٹھنڈا اور خوش نما نہ ہو۔ (۱)

۴۵- اِنَّهُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِکَ مُتۡرَفِیۡنَ-

یہ لوگ اس سے پہلے عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے تھے۔

خواہشات اور شہوات میں منہمک تھے۔

۴۶- وَ کَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ- اور گناہ عظیم پر اڑے ہوئے تھے۔

الحنث العظیم الذنب العظیم بڑے گناہ کہا گیا ہے یعنی شرک میں مبتلا تھے۔ (۲)

۴۷- وَ کَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ-

اور کہا کرتے تھے جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہڈی رہ جائیں گے تو کیا ہمیں پھر دوبارہ اٹھایا جائے گا؟

۴۸- اَوَ اٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ- اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی؟

۴۹- قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِیۡنَ وَ الۡاٰخِرِیۡنَ-

اے نبی آپ فرما دیجیے کہ بے شک اوّلین اور آخرین سب کو۔

۵۰- لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ ۙ اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ-

ہم جمع کریں گے ایک مقرر دن کی وعدہ گاہ پر یعنی دنیا میں اسے جتنا وقت دیا گیا اور ''یوم معین'' کی حد جو اللہ کے نزدیک ہے اور اسے معلوم ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۹ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۸

presented by Ziaraat.com

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾
فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ
الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ
قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَ
نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ
الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾

۵۱-پھر اے گم راہو! اور جھٹلانے والو۔ ۵۲-تم تھوہڑ کے درخت میں سے کھاؤ گے۔ ۵۳-اور اسی سے اپنا پیٹ بھرو گے۔ ۵۴-پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ ۵۵-ایسے پیو گے جیسے پیاسے اونٹ پیا کرتے تھے۔ ۵۶-روز جزا یہ اُن کی ضیافت ہوگی۔ ۵۷-ہم نے تمھیں پہلے پیدا کیا تھا تو دوبارہ پیدا ہونے کی تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ ۵۸-کیا تم نے اس نطفے کو دیکھا ہے جو رحم میں ڈالتے ہو۔ ۵۹-کیا تم اس سے انسان کو خلق کرتے ہو یا ہم خلق کرنے والے ہیں۔ ۶۰-ہم نے موت کو تمھارے لیے مقدر کر دیا ہے اور ہم اس بات سے عاجز نہیں ہیں۔ ۶۱-کہ تمھاری جگہ تمھارے جیسے لوگ لے آئیں اور تمھیں ایسے جہاں میں پیدا کر دیں جسے تم نہیں جانتے۔ ۶۲-اور تم تو پہلی خلقت کو جانتے ہو پھر اس میں غور کیوں نہیں کرتے۔
۶۳-اس دانے کو بھی دیکھا ہے جسے تم زمین میں بوتے ہو؟ ۶۴-کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم اسے اگاتے ہیں۔ ۶۵-اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔

۵۱-ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ- پھر اے گم راہو اور جھٹلانے والو!
دوبارہ زندہ کیے جانے کو جھٹلانے والو۔

۵۲-لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ- تم تھوہڑ کے درخت میں سے کھاؤ گے۔

۵۳-فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ- اور اسی سے اپنا پیٹ بھرو گے۔
جب سخت بھوک لگی ہوگی۔

presented by Ziaraat.com

۵۴- فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ-
پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔
جب تم پر پیاس کا غلبہ ہوگا۔

۵۵- فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ-
ایسے پیو گے جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔
هیام وہ اونٹ جنھیں پیاس کی بیماری ہوتی ہے جو ''استسقاء'' کی بیماری کی طرح ہوتی ہے۔ یہ ''اَهْيَمْ'' اور ''هَيْمَاء'' کی جمع ہے۔
یا اس سے مراد ریت ہے اور یہ لفظ ''هَيَام'' بالفتح ہے اور ایسی ریت جو ٹھہرے نہیں۔
کتاب فقیہ اور ''مَحَاسن'' اور ''مَعَانی'' میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ سے ''هِيم'' کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد اونٹ ہے۔[۱]
اور ایک روایت میں ''اَلْهِيْم'' سے مراد ریت ہے۔[۲]
تفسیر قمی میں ہے کہ ''هیم'' سے مراد اِبل (اونٹ) ہے۔[۳]

۵۶- هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ- روزِ جزا یہ اُن کی ضیافت ہوگی۔
تو ذرا سوچو جب وہ جہنّم میں جا گزیں ہوں گے تو اس کے بعد وہاں کیا ہوگا؟
اور اس جملے میں ایک طرح کا تمسخر ہے اس لیے کہ نُزل یعنی ضیافت مہمان نوازی کا لفظ عزّت واحترام کے لیے آتا ہے جس سے مہمان کی عزت ملحوظ ہوتی ہے۔
اور کہا گیا ہے کہ ''اَلنُّزُل'' سے مراد وہ ہے جو صاحب منزل اس کے لیے لے کر آئے۔[۴]
تفسیر قمی میں فرمایا یہ ان کا ثواب ہے مجازات کے دن۔[۵]

۵۷- نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ-
ہم نے ہی تمھیں پیدا کیا تھا تو دوبارہ پیدا ہونے کی تصدیق کیوں نہیں کرتے خلق کی یا دوبارہ زندہ کیے جانے کی۔

۵۸- اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ- کیا تم نے اس نطفے کو دیکھا ہے جو رحم میں ڈالتے ہو۔

۵۹- ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ- کیا تم نے اسے پیدا کیا ہے یا ہم اس کے خالق ہیں؟
کیا تم نے اسے مکمل بشر بنایا ہے؟

---

(۱) لایحضرہ الفقہ ج ۳ ص ۲۲۲ ح ۱۰۴/۱۲ باب ۹۷ والمحاسن ج ۲ ۴۰۳-۴۰۴ ح ۲۴۱۱/۳۶ باب ۷ ومکانی الاخبار ص ۱۴۹-۱۵۰ ح ۳
(۲) مکانی الاخبار ص ۱۴۹-۱۵۰ ح ۳
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۹ (۴) طبرسی مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۲۱ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۹

presented by Ziaraat.com

۶۰—نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِيْنَ—

ہم نے موت کو تمھارے لیے مُقرّر کر دیا ہے اور ہم اس بات سے عاجز نہیں۔

ہم نے اسے تمھارے لیے تقسیم کر دیا ہے اور ہر ایک کی موت کا وقت معیّن کر دیا ہے۔

بِمَسْبُوقِيْنَ ہمیں کوئی مغلوب نہیں کر سکتا۔

۶۱—عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ—

کہ ہم تمھاری جگہ تمھارے جیسے لوگ لے آئیں اور تمھیں ایسے جہان میں پیدا کر دیں جسے تم نہیں جانتے۔

ہم تمھارے جیسے لوگوں سے تمھیں تبدیل کر دیں اور تمھارے بدلے میں دوسری مخلوق لے آئیں۔ اور ایسے جہان میں جس کے بارے میں تمھیں کچھ علم نہیں۔

۶۲—وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ لَا تَذَكَّرُوْنَ—

اور تم تو پہلی خلقت کو جانتے ہو پھر اس میں غور کیوں نہیں کرتے۔

کہ جو پہلی خلقت پر قدرت رکھتا ہے وہ دوسری تخلیق بھی کر سکتا ہے۔

کتاب کافی میں امام سجاد علیہ السلام سے مروی ہے تعجب بالائے تعجب ہے اس شخص کے لیے جو دوسری تخلیق کا انکار کرتا ہے جب کہ وہ پہلی تخلیق کو دیکھ رہا ہے۔ (۱)

۶۳—اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ— اس دانے کو بھی دیکھا ہے جسے تم زمین میں بوتے ہو۔

تم دانے کو زمین میں بوتے ہو۔

۶۴—ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ— کیا تم اسے اُگاتے ہو یا ہم اُسے اُگاتے ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ تم میں سے کوئی نہ کہے ہم اُگاتے ہیں بلکہ یہ کہے ہم بوتے ہیں۔ (۲)

۶۵—لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ—

اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔

حُطَامًا۔ سوکھی چیز کے ٹکڑے چورا چورا۔

تَفَكَّهُوْنَ۔ تم ازراہِ تعجب اور از روئے ندامت باتیں کرتے رہ جاؤ۔

کہ تم نے اس کھیتی میں خرچ کیا تھا۔

تفکّہ کہتے ہیں مختلف پھلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا اور اسی طرح باتوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کو بھی تفکّہ بطورِ استعارہ کہا جاتا ہے۔

---

(۱) الکافی ج ۳ ص ۲۵۸ (۲) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۲۲۳

presented by Ziaraat.com

اِنَّا لَمُغۡرَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾ بَلۡ نَحۡنُ مَحۡرُوۡمُوۡنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِىۡ
تَشۡرَبُوۡنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ ﴿۶۹﴾ لَوۡ نَشَآءُ
جَعَلۡنٰهُ اُجَاجًا فَلَوۡ لَا تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيۡتُمُ النَّارَ الَّتِىۡ تُوۡرُوۡنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنۡتُمۡ
اَنۡشَاۡتُمۡ شَجَرَتَهَاۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡشِـُٔوۡنَ ﴿۷۲﴾ نَحۡنُ جَعَلۡنٰهَا تَذۡكِرَةً وَّ مَتَاعًا
لِّلۡمُقۡوِيۡنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ﴿۷۴﴾ فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ ﴿۷۵﴾
وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عَظِيۡمٌ ﴿۷۶﴾

ع ۲ ۳ ۶ ۱۵

۶۶-کہ ہم تو مفت تاوان میں پھنس گئے۔ ۶۷-بلکہ ہم ہیں ہی بدنصیب۔ ۶۸-کیا تم نے کبھی غور کیا ہے اس پانی پر جسے تم پیتے ہو؟ ۶۹-کیا تم نے اُسے بادل سے نازل کیا ہے یا ہم نے اُسے برسایا ہے۔ ۷۰-ہم اگر چاہیں تو اسے کھاری بنا دیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے۔ ۷۱-کیا تم نے اس آگ کو دیکھا ہے جسے تم درخت سے نکالتے ہو؟ ۷۲-کیا اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا اسے پیدا کرنے والے بھی ہم ہی ہیں۔ ۷۳-ہم نے اسے یاد دہانی کا ذریعہ اور مسافروں کے لیے منفعت بخش قرار دیا ہے۔ ۷۴-اے نبی آپ اپنے ربّ عظیم کے نام کی تسبیح کیجیے۔ ۷۵-اور میں تو تاروں کے منازل کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔
۷۶-اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔

۶۶-اِنَّا لَمُغۡرَمُوۡنَ-
کہ ہم تو مفت تاوان میں پھنس گئے۔
ہم نے جو خرچ کیا اب ہمیں اس کا تاوان ادا کرنا ہے۔
یا رزق کے ختم ہونے کی وجہ سے ہم ہلاک ہو جائیں گے جرمانہ اور ٹیکس ادا کرنے کی وجہ سے۔

۶۷-بَلۡ نَحۡنُ مَحۡرُوۡمُوۡنَ-
بلکہ ہم ہیں ہی بدنصیب۔
ہم اپنے رزق سے محروم کر دیے گئے۔

۶۸-اَفَرَءَيۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِىۡ تَشۡرَبُوۡنَ-
کیا تم نے کبھی غور کیا ہے اس پانی پر جسے تم پیتے ہو؟
یعنی شیریں اور پینے کے لائق پانی۔

presented by Ziaraat.com

۶۹۔ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ۔

کیا تم نے اسے بادل سے نازل کیا ہے یا ہم نے اسے برسایا ہے۔ اپنی قدرت سے۔

مُزْن۔ بادل

۷۰۔لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا۔

ہم اگر چاہیں تو اسے کھاری بنا دیں۔

اُجاج۔ نمکین۔ کھاری کہا گیا ہے نمکین۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے۔ اُجَاجًا کے معنی ہیں زُعاقاً ایسا کڑوا اور خراب پانی جس کا پینا ممکن نہیں۔[۲]

فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ۔

پھر تم شکر کیوں ادا نہیں کرتے۔

اس جیسی ضروری نعمتوں کا۔

۷۱۔اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ۔

کیا تم نے اس آگ کو دیکھا ہے جسے تم درختوں سے نکالتے ہو۔

۷۲۔ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ۔

کیا اس درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا اسے پیدا کرنے والے بھی ہم ہی ہیں۔

یعنی وہ درخت جس سے آگ بھڑکتی ہے یعنی چقماق۔

۷۳۔نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ۔

ہم نے اسے یاد دہانی کا ذریعہ اور مسافروں کے لیے منفعت بخش قرار دیا ہے۔

یعنی ہم نے نار الزّناد کو قرار دیا ہے۔

تَذْكِرَةً نصیحت

تفسیر قمی میں ہے قیامت کے دن کی آگ کے لیے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ تمھاری یہ آگ آتش جہنّم کے ستر حصوں میں سے ایک حصّہ ہے جسے ستر مرتبہ آگ سے بجھایا گیا ہے پھر بھڑکایا گیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو آدمی اسے کبھی بھی بجھا نہ سکتا اس آگ کو روز قیامت لایا جائے گا اور آگ پر رکھ دیا جائے گا تو آگ ایک چیخ مارے گی کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل ایسا نہ ہوگا جو اس کی چیخ کے خوف سے گھٹنے کے بل نہ بیٹھا ہو۔[۴]

متاعاً کے معنی ہیں منفعت کے طور پر۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۹ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۱۱۵

(۳) تفسیر قمی ج ۲۱ ص ۳۴۹ (۴) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۶۶

presented by Ziaraat.com

لِلْمُقْوِيْنَ جولوگ ''قُویٰ'' میں اترتے ہیں اور یہ چٹیل بے آب و گیاہ میدان ہے یا وہ لوگ جن کے شکم خالی ہیں یا کھانے کا توشہ دان یہ لفظ ''اَقْوت الدّار'' سے ہے ''یعنی رہنے والوں سے خالی'' ایسا ہی کہا گیا ہے۔(۱)

تفسیر قمی میں ہے کہ ''مقوین'' کے معنیٰ ہیں محتاج لوگ۔(۲)

۷۴-فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ-

اے نبی آپ اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجیے۔

آپ اللہ کے نام کی تسبیح پڑھیے۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اسے رکوع میں کہا کرو۔(۳)

کتاب فقیہ میں بھی ایسا ہی ہے۔(۴)

۷۵-فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ-

اور میں تو تاروں کے منازل کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔

مواقع بمساقطها ایسی جگہوں کی جہاں ستارے گرتے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اس کا مفہوم ہے کہ میں تاروں کے منازل کی قسم کھاتا ہوں۔(۵)

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''مواقع النّجوم'' شیاطین کو رجم کرنے کے لیے ہیں مشرکین اس کی قسم کھایا کرتے تھے اللہ نے کہا کہ میں بھی اس کی قسم نہیں کھاتا ہوں۔(۶)

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ مواقع النجوم کی قسم کھایا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ (میں مواقع النجوم کی قسم نہیں کھاتا)

فرمایا جو ان ستاروں کی قسم کھاتا ہے اس کا امر عظیم ہے۔(۷)

۷۶-وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ- اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔

کتاب فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس سے مراد وہ قسم ہے جو ائمہ علیہم السلام سے بَراءت کے لیے کھائی جاتی ہے جو شخص ایسی قسم کھاتا ہے وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے امام علیہ السلام نے فرمایا اور یہ حدیث حکمت کی نادر باتیں رکھتی ہے۔(۸)

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۴۹-۴۵ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۹

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۲۶ (۴) من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۰۶-۲۰۷ ح ۹۳۲/۱۷

(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۴۹ (۶) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۲۶

(۷) الکافی ج ۷ ص ۴۵۰ ح ۴ (۸) من لایحضرہ الفقیہ ج ۳ ح ۱۱۲۳ باب ۹۸

presented by Ziaraat.com

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۙ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۙ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ﴿۷۹﴾
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۙ﴿۸۱﴾
وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۙ﴿۸۳﴾ وَ
اَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۙ﴿۸۴﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

۷۷–بلا شبہ یہ قرآن کریم ہے۔ ۷۸–جسے ایک پوشیدہ کتاب میں رکھا گیا ہے۔ ۷۹–سوائے پاک وپاکیزہ افراد کے کوئی اسے چھو نہیں سکتا۔ ۸۰–یہ ربّ العالمین کا نازل کردہ ہے۔ ۸۱–کیا تم لوگ اس کلام کا انکار کرتے ہو۔ ۸۲–اور تم نے یہ وطیرہ بنا رکھا ہے کہ اسے جھٹلاتے رہو۔ ۸۳–جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے۔ ۸۴–اور تم آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہو کہ (وہ مر رہا ہے)۔ ۸۵–اس وقت تمھاری بہ نسبت ہم اس سے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر تمھیں نظر نہیں آتے۔

۷۷–اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ–

بلا شبہ یہ قرآن کریم ہے۔

نہایت منفعت بخش اس لیے کہ علوم کے ایسے اصول پر مشتمل ہے جو اصلاح معاش اور معاد دونوں کے لیے اہم ہیں۔

۷۸–فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ–

جسے ایک پوشیدہ کتاب میں رکھا گیا ہے۔

مَّكْنُوْنٍ کے معنیٰ ہیں ''مَصُون'' محفوظ اور اس سے مراد لوح ہے جیسا کہ تفسیر ن والقلم میں ہے۔

۷۹–لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ–

سوائے پاکیزہ افراد کے کوئی اسے چھو نہیں سکتا۔

یعنی اس لوح سے وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں جو کدورات جسمانیہ سے پاک صاف ہوں یا قرآن کو مس نہیں کر سکتا مگر وہ جو اَحداث سے پاک ہو یہاں پر نہی نفی کے معنیٰ میں ہے۔

کتاب تہذیب میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ بغیر پاک ہوئے قرآن کو ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا اور نہ ہی مُجنب شخص اسے چھو سکتا ہے نہ تم اس کے خط کو ہاتھ لگاؤ نہ اُس سے چھُو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔[1]

(۱) تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۷ ح ۳۴۴/۳۵ باب ۶

presented by Ziaraat.com

۸۰-تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ-

یہ ربّ العالمین کا نازل کردہ ہے۔

۸۱-اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ-

کیا تم لوگ اس کلام کا انکار کرتے ہو۔

مدھنون متھاونون۔ تم اس کی توہین کر رہے ہو۔

۸۲-وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ-

اور تم نے یہ وطیرہ بنا رکھا ہے کہ اسے جھٹلاتے رہو۔

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ کا مفہوم ہے تمھارے رزق کا شکر۔

اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ تم اسے جھٹلاتے ہو جس نے تمھاری طرف اسے نازل کیا ہے اور تمھیں یہ عطا کیا ہے۔

اس طرح کہ تم چیزوں کی نسبت ستاروں کی طرف دیتے ہو۔[1]

۸۳-فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ-

جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے۔

۸۴-وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ-

اور تم آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہو کہ (وہ مر رہا ہے)۔

ان لوگوں سے خطاب ہے جو مرنے والے کے اردگرد ہیں۔

۸۵-وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ-

اور اس وقت تمھاری بہ نسبت ہم اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر تمھیں نظر نہیں آتے۔

اَقْرَبُ اِلَيْهِ۔ جو مر رہا ہے اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔

---

(۱) عبارت میں لفظ ''الانواء'' آیا ہے جو ''نوء'' کی جمع ہے اس کے معنیٰ میں ستارہ ابوعبیدہ نے کہا ہے یہ ۲۸ ستارے ہیں جن کے طلوع ہونے کی جگہ مشہور ہے سال کے اوقات میں ان میں سے ہر تیرہ راتوں میں مغرب میں ایک ستارہ طلوع فجر کے ساتھ گر جاتا ہے اور اس کے مقابل میں اسی وقت مغرب سے دوسرا ستارہ طلوع ہوجاتا ہے اور سال کے ختم ہوتے ہی یہ اٹھائیس ستارے ختم ہوجاتے ہیں اور زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی ستارہ گرتا اور دوسرا طلوع ہوتا تھا تو عرب کے لوگ کہتے تھے کہ اب ہوا چلے گی اور برسات ہوگی تو اس دوران ہونے والے بارانِ رحمت کو گرنے والے ستارے سے منسوب کردیتے تھے اور کہتے تھے مطرنا بنوء کذا ہم ایسے ستارے سے سیراب ہوئے مجمع البحرین ج ۱ ص ۴۲۲ مادۂ نواء

presented by Ziaraat.com

فَلَوْ لَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ
اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ
كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَ اَمَّآ اِنْ
كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

ع ۳ ۲۲ ۱۶

۸۶-اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو۔ ۸۷-اور اپنے اس خیال میں سچے ہو تو اس کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے۔ ۸۸-پس اگر وہ بارگاہ خداوندی میں مقربین میں سے ہو۔ ۸۹-تو اس کے لیے راحت، خوش بودار پھول اور نعمتوں سے پُر باغات ہیں۔ ۹۰-اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہو۔ ۹۱-تو (کہا جائے گا) تجھ پر دائیں ہاتھ والوں کی طرف سے سلامتی ہو۔ ۹۲-اور اگر وہ جھٹلانے والے گم راہ لوگوں میں سے ہو۔ ۹۳-تو اس کی تواضع کے لیے کھولتا ہوا پانی ہے۔ ۹۴-اور اسے واصلِ جہنّم ہونا ہے۔ ۹۵-یہی وہ بات ہے جو صحیح اور برحق ہے۔ ۹۶-پس تم کو چاہیے کہ اپنے بزرگ و برتر رب کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

۸۶- فَلَوْ لَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ-

اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو۔

غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ کا مفہوم ہے جنھیں روز قیامت جزا نہ دی گئی ہو یا یہ مفہوم ہے کہ تم کسی کے محکوم اور کسی کے تابع نہیں ہو۔

۸۷- تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ-

اور اپنے اس خیال میں سچے ہو تو اس کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے۔

تَرْجِعُوْنَهَآ - تم جان کو اس کے مُستقر تک واپس لے آؤ۔

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ- اگر تم اپنی تکذیب اور صفات خداوندی کے انکار میں سچے ہو۔

مفہوم یہ ہے کہ اگر تم کسی کے مملوک و محکوم نہیں ہو جیسا کہ تمھارا اَفعالِ خدا اور اس کی آیات کا انکار کرنا بتلا رہا ہے تو اے کاش جب ارواح حلق تک پہنچ گئی ہوں تو اس کے بعد تم اسے اَبدان تک پہنچا سکتے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے فرمایا کہ جب جان حلق تک پہنچ جاتی ہے تو اسے جنت میں اس کا مقام دکھلایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے دنیا میں واپس لے چلو تا کہ میں جو کچھ

presented by Ziaraat.com

دیکھ رہا ہوں اس سے اپنے گھر والوں کو مطلع کردوں تو اس سے کہا جائے گا اب اسکی کوئی سبیل نہیں۔[۱]

۸۸- فَاَمَّآ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ-

پس اگر وہ بارگاہ خداوندی میں مقربین میں سے ہو۔

یعنی وفات پانے کا تعلق سابقین کے گروہ سے ہو۔

۸۹- فَرَوۡحٌ وَّ رَيۡحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيۡمٍ-

تو اس کے لیے راحت، خوش بودار پھول اور نعمتوں سے پُر باغات ہوں گے۔

فَرَوۡحٌ اس کے لیے استراحت۔

اور اس کی تفسیر رحمت اور دائمی زندگی سے کی گئی ہے۔[۲]

وَّ رَيۡحَانٌ اور پاکیزہ رزق۔

وَّ جَنَّتُ نَعِيۡمٍ نعمتوں والی جنت۔

امالی اور قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ ''رُوحٌ وَّ رَيۡحَانٌ'' استراحت اور پاکیزہ رزق قبر میں اور ''جنّات النعیم'' آخرت میں ہوگا۔[۳]

۹۰- وَاَمَّآ اِنۡ كَانَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ-

اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں سے ہو۔

۹۱- فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ-

تو اس پر داہنے ہاتھ والوں کی طرف سے سلام یعنی اے صاحب یمین تمھارے بھائیوں کی طرف سے تم پر سلامتی ہو ایسا ہی کہا گیا۔[۴]

تفسیر قمی میں ہے یعنی وہ جو اصحاب امیر المومنین علیہ السلام سے ہو تو اے محمد آپ پر سلام ہو اصحاب یمین کی جانب سے کہ انھیں معذّب نہ کیا جائے۔[۵]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی وہ تمھارے شیعہ ہیں۔[۶]

۹۲- وَاَمَّآ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُكَذِّبِيۡنَ الضَّآلِّيۡنَ-

اور اگر وہ جھٹلانے والے گم راہ لوگوں میں سے ہو۔

---

(۱) الکافی ج ۳ ص ۱۳۵ ح ۱۵ (۲) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۵۱

(۳) امالی شیخ صدوق ص ۲۳۹ ح ۱۲ و تفسیر قمی ج ص ۳۵۰ (۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۵۱

(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۵۰ (۶) الکافی ج ۸ ص ۲۶۰ ح ۳۷۳

presented by Ziaraat.com

یعنی اصحاب شمال میں سے اور ان کے اوصاف سے ان کا ذکر کیا اس کے بارے میں زجر و توبیخ کرتے ہوئے اور اس کی نشان دہی کے لیے کہ جو ان سے وعدہ کیا گیا تھا وہ ان کے لیے واجب اور لازم قرار دیا ہے۔

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ایک حدیث میں مروی ہے کہ وہ لوگ مشرکین ہیں۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے کہ وہ آل محمد علیہم السلام کے دشمن ہیں۔[۲]

۹۳- فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ-

تو اس کی تواضع کے لیے کھولتا ہوا پانی ہے۔

۹۴- وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ-

اور اسے واصلِ جہنم ہونا ہے۔

کتاب امالی اور قمی میں امام صادق علیہ السلام سے ہے "فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ" اس کی تواضع کے لیے کھولتا ہوا پانی اس کی قبر میں "وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ" اور اسے واصل جہنم ہونا یہ آخرت میں ہے۔[۳]

۹۵- اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ-

یہی وہ بات ہے جو صحیح اور برحق ہے سورے میں جس کا ذکر کیا گیا ہے یا مختلف گروہوں کے بارے میں ہے

لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ وہ یقینی خبر ہے۔

۹۶- فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ-

پس تم کو چاہیے کہ اپنے بزرگ و برتر رب کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

یعنی تنزیہ بیان کرو اس کے نام کو بیان کر کے جو اس کی شایان شان ہو۔

کتاب ثواب الاعمال میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے جو بھی سونے سے پہلے ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کرے گا تو جب وہ اللہ سے ملے گا تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔[۴]

مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جو بھی یہ سورہ پڑھے گا تو اسے فقر و فاقہ ہرگز قریب نہیں آئے گا۔[۵]

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۳۰ ح ۱ باب ۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۵۰

(۳) امالی شیخ صدوق ص ۲۳۹ حدیث ۱۲ کے ذیل میں و تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۵۰ (۴) ثواب الاعمال ص ۱۱۷ ح ۳

(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۱۲

presented by Ziaraat.com

سورۂ الحدید

سورۂ الحدید مدنی سورہ ہے اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۲۹ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَ هُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑥ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦ وَ مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَ قَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-اللہ کی تسبیح میں مصروف ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ غالب اور باحکمت ہے۔ ۲-آسمانوں اور زمین پر اسی کی بادشاہت ہے وہی زندہ کرتا اور موت سے ہم کنار کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ۳-وہی اوّل ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ ۴-اسی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش کی جانب متوجہ ہوا وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو اس کی

presented by Ziaraat.com

طرف بلند ہوتا ہے۔ تم جہاں کہیں بھی رہو وہ (اللہ) تمھارے ساتھ ساتھ ہے اور تم جو کام بھی کرتے ہو وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ ۵-آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کے پاس ہے اور تمام امور اسی کی جانب لوٹائے جاتے ہیں۔ ۶-وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دلوں کے راز ہائے سربستہ سے بھی آگاہ ہے۔ ۷-اور تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس مال میں سے خرچ کرو جس پر اس نے تمھیں دوسروں کا جانشین قرار دیا ہے لہٰذا تم میں سے جو ایمان لائے اور جنھوں نے خرچ کیا اُن کے لیے بڑا اجر ہے۔ ۸-اور تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لا رہے ہو حال آں کہ رسول تمھیں اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور وہ پہلے تم سے عہد لے چکا ہے اگر تم واقعی مومن ہو۔

۱-سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ-

اللہ کی تسبیح میں مصروف ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ غالب اور باحکمت ہے کہا گیا ہے۔ کہ اس جگہ اور سورۂ حشر اور سورہ صف میں ''سَبَّحَ'' لفظ ماضی سے ہے اور سورۂ جمعہ اور تغابن میں ''یُسَبِّحُ'' لفظ ''مُضَارِع'' سے ہے اس بات کی نشان دہی کرنے کے لیے کہ جو بھی اللہ سے نسبت پا جائے اس کی شان یہ ہے کہ وہ تمام اوقات میں اس کی تسبیح میں مصروف رہتی ہے اس لیے کہ یہ فطری رہنمائی ہے حالات کے اختلاف سے مختلف نہیں ہوتی۔ اور سورۂ بنی اسرائیل میں لفظ ''سُبْحَانَ'' بصورتِ مصدر لانا اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ ہر چیز کی جانب سے اور ہر حال میں وہی اللہ تسبیح کا مستحق ہے اگرچہ لفظ سَبَّحَ خود متعدّی ہے لیکن للہِ میں ''ل'' سے متعدّی بنانا اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ یہ فعل صرف اللہ کے لیے اور خالصۃً لِوَجہ اللہ واقع ہوا ہے۔[۱]

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اور وہ غالب اور باحکمت ہے۔

اس جملے میں اشارہ ہے کہ کس وجہ سے وہ تسبیح کا مبدأ ہے۔

۲-لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ-

آسمانوں اور زمین پر اسی کی بادشاہت ہے۔

اس لیے کہ وہ ان کا خالق ہے اور ان پر تصرّف کا اختیار رکھتا ہے۔

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ-

وہی زندہ کرتا اور موت سے ہم کنار کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

۳-هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ-

وہی اوّل ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۵۱

presented by Ziaraat.com

''اَلْاَوَّلُ''۔ ہر شے سے پہلے۔ اَلْاٰخِر ہر شے کے بعد۔ ''اَلظَّاهِرُ'' ہر شے پر غالب اور چھایا ہوا الباطن ہر چیز کے باطن سے باخبر اور وہی اوّل و آخر ہے تمام اسباب اس سے شروع ہوتے ہیں اور ہر سبب اسی پر منتہی ہوتا ہے، والظاهر والباطن ہر شئے کا وجود اس سے ظاہر ہے۔ اور اس کی ذات کی حقیقت پوشیدہ ہے عقول واذہان اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے کتاب کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا ''اس کی اوّلیت کے لیے کوئی انتہا نہیں اور اس کی آخریّت (آخری ہونا) کے لیے کوئی حد اور غایت نہیں اور فرمایا کہ جو مخفی امور سے بھی زیادہ باطن ہے اور عقول میں ظاہر ہے جو اس کی مخلوقات میں تدبیر کی علامتوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔[1]

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

اس کے نزدیک ظاہر اور مخفی دونوں یکساں ہیں۔

۴۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔

اسی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش کی جانب متوجّہ ہوا۔ اس آیت کی تفسیر سورۂ اعراف کی آیت ۵۷ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ۔

وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے۔

جیسے بیج۔

وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا۔ اور جو اس سے نکلتی ہے۔

جیسے زراعتیں۔

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ۔ اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے۔

جیسے بارش اور برسات۔

وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا۔ اور جو اس کی طرف بلند ہوتا ہے۔

جیسے بخارات۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ۔

تم جہاں کہیں بھی رہو وہ (اللہ) تمھارے ساتھ ساتھ ہے۔

کسی بھی حال میں اس کا علم اور اس کی قدرت تم سے جدا نہیں ہوتی۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ اور تم جو کام بھی کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۱۴۱ ح ۷ باب جوامع التوحید

presented by Ziaraat.com

وہ تمھیں اس کی جزا دے گا۔

۵- لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ-

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کے پاس ہے۔

دوبارہ اس کا ذکر کیا ہے جس طرح آغاز میں ذکر کیا تھا گویا کہ یہ مقدمہ ہے۔

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ-

اور تمام امور اللہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

۶- يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ-

وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دلوں کے راز ہائے سربستہ سے بھی آگاہ ہے پوشیدہ اور مخفی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

۷- اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ-

اور تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس مال میں سے خرچ کرو جس پر اس نے تمھیں دوسروں کا جانشین بنایا ہے ان اموال میں سے اللہ نے اس میں تصرف کرنے کے لیے تمھیں جانشین قرار دیا ہے تو یہ درحقیقت اس کا ہے تمھارا نہیں ہے اور جن اموال پر تم سے پہلے لوگوں کو ان کی ملکیت پر مختار بنایا تھا اور اس میں تصرف کا اختیار دیا تھا اور اس میں فی نفسہ انفاق کی توہین ہے۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ-

لہٰذا تم میں سے جو ایمان لائے اور جنھوں نے خرچ کیا اُن کے لیے بڑا اجر ہے وعدہ ہے جس کی تائید کی گئی ہے۔

۸- وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ-

اور تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لا رہے ہو حال آں کہ رسول اپنے رب پر ایمان لانے کی تمھیں دعوت دے رہا ہے۔

تمھیں ایمان نہ لانے میں کون سا عذر ہے جب کہ رسول حُجج (دلائل) اور آیات (نشانیوں) کے ساتھ تمھیں اس طرف بلا رہا ہے۔

وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ-

اور وہ پہلے تم سے عہد لے چکا ہے اگر تم واقعی مومن ہو۔

اللہ تعالیٰ اس سے پہلے ایمان پر تم سے عہد لے چکا ہے کسی بھی سبب سے یہ ایک سبب ہے جس میں کسی مزید کی گنجائش نہیں ہے۔

presented by Ziaraat.com

هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ
وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۹ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ
مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ
وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا
وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۱۰ ع مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ ۱۰-۱۷
قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝۱۱ ج یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۱۲ ج
یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ
نُّوْرِكُمْ ۚ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ
بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ ۝۱۳ یُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ
نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ
وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۱۴
فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْیَةٌ وَّ لَا مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ
هِیَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۱۵

۹-وہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تمھیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائے اور بے شک اللہ تم پر مہربان اور مشفق ہے۔ ۱۰-تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حال آں کہ آسمانوں اور زمین کا والی و وارث اللہ ہی ہے تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ ان لوگوں کی بہ نسبت بڑے درجے کے مالک ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا اور جہاد کیا ہے اور اللہ نے ہر ایک سے بہترین وعدے فرمائے ہیں جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے

presented by Ziaraat.com

اچھی طرح باخبر ہے۔ ۱۱-وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تاکہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا کر واپس کر دے اور اس کے لیے بہترین اجر ہے۔ ۱۲-جس دن آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ مومنین اور مومنات کا نور ان کے آگے آگے اور اُن کے داہنی طرف دوڑ رہا ہوگا (ان سے کہا جائے گا) آج تمھیں خوش خبری ہو ان جنتوں کی جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ ان میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے اور یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے۔ ۱۳-جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مومنین سے یہ کہتے نظر آئیں گے کہ ذرا ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمھارے نور سے کچھ فائدہ اٹھائیں مگر ان سے کہا جائے گا تم پیچھے پلٹ جاؤ اپنا نور کہیں اور تلاش کرو ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی جانب تو رحمت ہے اور باہر کی طرف عذاب۔ ۱۴-تو منافقین مومنین کو پکار کر کہیں گے کیا ہم تمھارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے تم تھے تو سہی مگر تم نے خود کو فتنے میں مبتلا کر دیا تھا اور ہمارے لیے گردشِ ایام کے منتظر رہے تم نے رسالت میں شک کیا اور تمھیں تمناؤں نے دھوکے میں رکھا یہاں تک کہ خدا کا حکم آ گیا اور دھوکے باز شیطان نے تمھیں اللہ کے بارے میں دھوکا دیا۔ ۱۵-تو آج کے دن نہ تو تم سے فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی کافروں سے تم سب کا ٹھکانا جہنّم ہے یہی تمھارے لیے اولیٰ اور انسب ہے اور یہ کتنا بُرا انجام ہے۔

۹-هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ-

وہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تمھیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائے۔

یعنی کفر کے اندھیروں سے ایمان کے نور کی طرف۔

وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ-

اور بے شک اللہ تم پر مہربان اور مشفق ہے۔

۱۰-وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ-

اور تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

جس کے ذریعے تم اللہ کی قربت حاصل کر لو۔

وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ-

حال آں کہ آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہے۔

ان دونوں میں جو کچھ ہے وہی ان کا وارث ووالی ہے اور اب کسی کا مال باقی نہیں بچا جب یہ بات ہے تو پھر اس انفاق کی جگہ اسے وہ ملے گا جو باقی رہنے والا ہے اور وہ ثواب ہے جو بہتر ہے۔

presented by Ziaraat.com

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ۔

تم میں سے جس نے فتح مکّہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا یہ اُن لوگوں کے برابر نہیں ہیں دوخرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں کے فرق کو واضح کیا جا رہا ہے کیوں کہ ان کے حالات مختلف ہیں سبقت، قوّت اور یقین کے اعتبار سے اور حاجت کو منتخب کرنے کے لحاظ سے اور اس کا جو حصہ ہے وہ حصّہ مخدوف ہے اس لیے کہ مابعد وضاحت کے ساتھ اس کی دلالت کرتا ہے اور فتح سے مراد فتحِ مکّہ ہے اس لیے کہ اس سے اسلام نے عزّت پائی اور مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی اور مقاتلہ (جہاد) اور انفاق کی ضرورت میں کمی آ گئی۔

اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا۔

وہ ان لوگوں کی بہ نسبت بڑے درجے کے مالک ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا اور جہاد کیا۔ یعنی فتحِ مکہ کے بعد

وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی۔

اور اللہ نے ہر ایک سے بہترین وعدے فرمائے ہیں۔

اچھے ثواب کے وعدے کیے ہیں۔

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔

جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

اس کے ظاہر سے بھی اور اس کے باطن سے بھی وہ اسی کے مطابق تمھیں جزا دے گا۔

۱۱– مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔

وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے۔

یعنی اللہ کی راہ میں اپنا مال صرف کرے اس امید میں اللہ اُسے اس کا بدل عطا کرے اور اخلاص سے اسے احسن بنا دے اور حلال دولت سے نوازے اور اس کے لیے افضل جہتیں مہیّا کر دے اور قرض حسنہ سے مراد ہے مال کی محبت اور زندگی کی امید۔

فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ۔

تا کہ اللہ اسے کئی گُنا بڑھا کر دے دے۔

یعنی اس کا اجر بڑھا کر اور اضافہ کر کے دے دے۔

وَ لَهٗۤ اَجْرٌ کَرِیْمٌ۔

اور اس کے لیے بہترین اجر ہے۔

فی نفسہ اس کا اجر بہت عمدہ ہے خواہ اس میں اضافہ نہ ہو کتاب کافی اور قمّی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت امام کو صِلہ دینے سے تعلّق رکھتی ہے۔[۱]

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۵۳۷ ح ۴ و قمّی ج ۲ ص ۳۵۱

presented by Ziaraat.com

اور ایک روایت میں ہے جو کافی میں موجود ہے کہ یہ آیت امام کو صِلہ دینے سے متعلق ہے فاسقوں کی حکومت میں۔ (۱)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ نے اپنی مخلوق سے جو کچھ اُن کے قبضے میں ہے قرض کا سوال اپنی کسی ضرورت کے تحت نہیں کیا ہے اور جو بھی اللہ کا حق ہے وہ اس کے ولی کے لیے ہے۔ (۲)

۱۲-یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ-

جس دن آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ مومنین اور مومنات کا نور ان کے آگے آگے اور اُن کے داہنی طرف دوڑ رہا ہوگا۔

جس نور کی روشنی میں وہ جنت کی جانب رہنمائی پا رہے ہوں گے ان کے نامۂ اعمال انھیں دے دیے جائیں گے۔

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ-

ان سے کہا جائے گا آج تمھیں خوش خبری ہو ان جنتوں کی جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ-

وہ ان میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

۱۳-يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا-

جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مومنین سے یہ کہتے نظر آئیں گے کہ ذرا ہماری طرف دیکھو۔ ہمارا انتظار کرو، یا ہماری طرف دیکھو اور اگر اس لفظ کو ''اُنْظُرُوْنَا'' پڑھا جائے تو مفہوم ہوگا ہمیں مہلت دو۔

نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ-

تاکہ ہم تمھارے نور سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا-

مگر ان سے کہا جائے گا تم پیچھے پلٹ جاؤ یعنی دنیا میں چلے جاؤ اور اپنا نور تلاش کرو معارف الٰہیہ کو حاصل کر کے اور اخلاق فاضلہ کے ذریعے اور اعمال صالحہ کے وسیلے سے اس لیے کہ نور اسی سے جنم لیتا ہے۔

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ-

ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی۔

لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ-

اس کا ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی جانب رحمت ہوگی یعنی وہ جنت سے ملا ہوا ہوگا اور باہر کی طرف

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۳۰۳ ح ۴۶۱ (۲) الکافی ج ۱ ص ۵۳۷ ح ۳

presented by Ziaraat.com

عذاب اس لیے کہ وہ جہنّم سے منتقل ہوگا۔

۱۴- یُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ-

تو منافقین مومنین کو پکار کر کہیں گے کیا ہم تمھارے ساتھ نہ تھے۔

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ-

وہ کہیں گے تم تھے تو سہی مگر تم نے خود کو فتنے میں مبتلا کر دیا تھا۔

وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ-

اور ہمارے لیے گردش ایام کے منتظر تھے تم نے رسالت میں شک کیا اور تمھیں تمناؤں نے دھوکے میں رکھا۔

حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ-

یہاں تک کہ خدا کا حکم آ گیا یعنی موت آ گئی اور دھوکے باز شیطان نے یا دنیا نے تمھیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں رکھا۔

۱۵- فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا-

تو آج کے دن نہ تم سے فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی ان سے جو ظاہر اور باطنی طرز سے کافر ہیں۔

مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ-

تم سب کا ٹھکانا جہنّم ہے یہی تمھارے لیے اولیٰ اور انسب ہے اور یہ کتنا برا انجام ہے یعنی جہنّم۔

تفسیر قمی میں ہے کہ مولیٰ کے معنی ہیں ''اولیٰ بکم'' تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے۔(۱)

تفسیر قمی میں فرمایا کہ قیامت کے دن نور ان کے ایمان کے لحاظ سے تقسیم کیا جائے گا منافق کو اس کا نور اس کے بائیں پیر کے انگوٹھے میں دیا جائے گا اور وہ اپنا نور دیکھے گا۔ پھر وہ مومنین سے کہے گا تم ذرا اپنی جگہ ٹھہرے رہو تا کہ میں تمھارے نور سے اقتباس کروں تو مومنین ان سے کہیں گے ''ارجعوا وراءکم فالتمسوا نوراً'' تم پیچھے پلٹ جاؤ اور نور تلاش کرو وہ پلٹ جائیں گے تو ان کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائے گی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم اس سے یہود و نصاریٰ کو مراد نہیں لیا گیا بلکہ اس سے اہلِ قبلہ یعنی مسلمان مراد ہیں۔(۲)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۵۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۵۱

presented by Ziaraat.com

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ
الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ
فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ
الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ
كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَ
الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ ع ۲ ۹ ۱۸

۱۶–کیا ایمان لانے والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے نرم ہو جائیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھک جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں پہلے کتاب دی گئی تھی ایک طویل عرصہ گزر جانے پر ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں اکثر لوگ فاسق ہیں۔
۱۷–خوب جان لو کہ اللہ مردہ ہونے کے بعد زمین کو زندگی بخشتا ہے ہم نے اپنی نشانیاں تمھارے لیے واضح کر دیں تا کہ تم عقل سے کام لو۔ ۱۸–مردوں اور عورتوں میں صدقات دینے والے اور جنھوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا ہے انھیں کئی گنا بڑھا کر دیا جائے گا اور ان کے لیے اجر کریم ہے۔ ۱۹–اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر یقیناً وہی لوگ صدیقین اور شہداء ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک ان کے لیے اجر بھی ہے اور نور بھی اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے وہ جہنمی ہیں۔

۱۶–اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ–
کیا ایمان لانے والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے نرم ہو جائیں۔
وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ– اور اس کے نازل کردہ حق یعنی قرآن کے آگے جھک جائیں۔
وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ– اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔
فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ–
اور ایک طویل عرصہ گزر جانے پر ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں یعنی دین سے خارج ہو گئے ہیں۔

presented by Ziaraat.com

کتاب اکمال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت قائم علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی: وَلَا يَكُوْنُوْا الاٰ يۃً۔ ۱

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ شاید اس سے یہ مراد ہو کہ یہ آیت امام قائم علیہ السلام کی غیبت کے بارے میں نازل ہوئی اور مومنین اس کے اہل ہیں۔

۱۷- اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا- خوب جان لو کہ اللہ مردہ ہونے کے بعد زمین کو زندگی بخشتا ہے۔

کتاب اکمال میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ زمین کو مردہ ہوجانے کے بعد قائم علیہ السلام کے ذریعے سے زندگی عطا کرے گا زمین کی موت سے اس کے باشندوں کا کافر ہو جانا مراد ہے اور کافر مردہ ہوتا ہے۔ ۲

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا ظلم کے بعد عدل ہوگا۔ ۳

اور کہا گیا ہے یہ مثال دی گئی ہے کہ سنگ دل لوگوں کو ذکر اور تلاوت سے زندہ کیا جائے۔ ۴

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ-

ہم نے اپنی نشانیاں تمھارے لیے واضح کر دیں تا کہ تم عقل سے کام لو تا کہ تمھاری عقل کامل ہو جائے۔

۱۸- اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا-

مردوں اور عورتوں میں صدقات دینے والے اور جنھوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا ہو۔

يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ- انھیں کئی گُنا بڑھا کر دیا جائے گا اور اُن کے لیے اجر کریم ہے۔

۱۹- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ-

اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر یقیناً وہی لوگ صدّیقین اور شہداء ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک۔

کتاب تہذیب میں امام سجّاد علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ ہمارے اور ہمارے شیعوں کے لیے ہے۔ ۵

کتاب مَحَاسِن میں امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ ہمارا ہر شیعہ صدیق اور شہید ہوتا ہے سوال کیا گیا یہ کیسے ممکن ہے جب کہ عام طور سے لوگ اپنے بستر پر مرتے ہیں تو امام علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نے سورۂ حدید میں کتاب اللہ کی اس آیت کو نہیں پڑھا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ امام علیہ السلام نے فرمایا اگر شہداء وہی ہوتے ہیں جیسا لوگ کہتے ہیں تو شہداء بہت کم ہوتے۔ ۶

کتاب خصال میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہمارے شیعوں میں جو مرجاتا ہے وہ صدیق

---

(۱) و (۲) اکمال الدین واتمام النعمہ ص ۶۶۸ ح ۱۲، ۱۳ باب ۵۸ (۳) الکافی ج ۸ ص ۲۶۷ ۳۹۰

(۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۵۴ (۵) تہذیب الاحکام ج ۶ ص ۱۶۷ ح ۳۱۸ باب ۷۸

(۶) المحاسن ج ۱ ص ۲۶۵ ح ۵۱۲ باب ۳۲

presented by Ziaraat.com

ہے اس لیے کہ اس نے ہمارے امر کی تصدیق کی اور اس نے ہماری خاطر محبت کی اور ہمارے لیے کسی سے بغض رکھا اور اس سے اس کا مقصد اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوش نودی ہوتی ہے وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ۱

تفسیر عیاشی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ تم میں سے اس امر کا عارف اور اس کا انتظار کرنے والا اور اس میں ثواب کی امید رکھنے والا ایسا ہے جیسے اس نے قائم علیہ السلام کے ساتھ ان کی تلوار سے جہاد کیا پھر فرمایا بلکہ ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی تلوار سے جہاد کیا پھر آپ نے تیسری بات فرمائی بلکہ خدا کی قسم وہ ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے خیمے میں شہادت پائی اور تمھارے بارے میں کتاب اللہ کی آیت ہے پھر آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم تم اپنے رب کے نزدیک صادقین اور شہداء ہو گئے ہو۔ ۲

کتاب مَحاسن میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جو اس امر کے ساتھ مر جائے وہ شہید ہے کہا گیا خواہ وہ اپنے بستر پر مر جائے آپ نے فرمایا ہاں بخدا خواہ وہ اپنے بستر پر مرے وہ زندہ ہے اور اسے اس کے رب کے پاس سے رزق فراہم ہو رہا ہے۔ ۳

حکم بن عُیَیْنَہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ جب امیر المومنین علیہ السلام نے نہروان کی جنگ میں خوارج کو قتل کیا تو ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا امیر المومنین ہمارے لیے باعث شرف ہے کہ ہم اس جگہ آپ کے ساتھ رہے اور ہم نے آپ کے ساتھ مل کر خوارج کو قتل کیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور بنی نوع انسان کو خلق کیا ہم نے اس مقام پر ان لوگوں کو دیکھا ہے اللہ نے ابھی تک ان کے آباؤ اجداد کو بھی خلق نہیں فرمایا ہے اس شخص نے دریافت کیا ہم نے ان لوگوں کو کیسے دیکھا جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ قوم ہے جو آخری زمانے میں ہوگی ہم جس مرحلے سے گزر رہے ہیں وہ ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ ۴

اور ایک روایت میں ہے فرمایا کہ رضا مندی اور ناراضی لوگوں کو مجتمع کرے گی اب جو کسی امر سے راضی ہو گیا وہ اس میں داخل ہو جائے گا اور جو ناراض رہا وہ اس سے باہر نکل جائے گا۔ ۵

لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ۔ ان کے لیے اجر بھی ہے اور نور بھی۔

• صدیقین اور شہداء کا اجر اور ان کا نور ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔

اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے وہ جہنّمی ہیں۔

---

(۱) الخصال ص ۶۳۶ ح ۱۰ باب ۴۰۰

(۲) یہ حوالہ مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۲۳۸ پر عیاشی میں نہیں ہے (۳) المحاسن ج ۱ ص ۲۶۵ ح ۵۱۳ / ۱۱۸ باب ۳۲

(۴) المحاسن ج ۱ ص ۴۰۷۔۴۰۸ ح ۹۲۶ / ۳۲۸ باب ۳۳ (۵) المحاسن ج ۱ ص ۴۰۸ ح ۹۲۷ / ۳۲۹ باب ۳۳

presented by Ziaraat.com

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي
الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ
مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَ رِضْوَانٌ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾
سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ
الْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي
الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ
اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ﴿۲۳﴾

۲۰-جان لو! بلا شبہ دنیاوی زندگی ایک طرح کا کھیل تماشا زینت اور ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش ہے اس کی مثال بارش کی طرح ہے جس کی وجہ سے پیدا ہونے والی نباتات کسان کو خوش کرتی ہے پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے پھر تم دیکھتے ہو وہ زرد پڑ گئی پھر وہ چور چور ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی ہے اور دنیاوی زندگی سرمایۂ فریب کے سوا کچھ نہیں۔ ۲۱-تم سبقت لے جانے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اُس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین جتنی ہے جو مہیّا کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے اسے نوازتا ہے اور اللہ صاحبِ فضل عظیم ہے۔ ۲۲-جتنی مصیبتیں روئے زمین پر ہیں یا تمھارے اوپر نازل ہوتی ہیں ہم نے اُسے پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب میں لکھ رکھا ہے۔ یہ بات خدا کے لیے بہت آسان ہے۔ ۲۳-تا کہ اگر کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس کا غم نہ کرو اور جب اللہ تمھیں کوئی چیز عطا کرے تو اس پر اترایا نہ کرو اور اللہ کسی بھی اترانے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

presented by Ziaraat.com

۲۰-اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ-

جان لو! بلا شبہ دنیاوی زندگی ایک طرح کا کھیل تماشا اور زینت ہے۔

وَتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ-

اور ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال واولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش ہے۔

جب دونوں فریقوں کا حال بیان کیا تو امور دنیا کو پست گردانا یعنی وہ چیزیں بیان کیں جن کے ذریعے آخرت کی سعادت تک رسائی نہیں ہوسکتی واضح کیا کہ یہ تمام وہمی امور ہیں، بے فائدہ ہیں نہایت سرعت کے ساتھ زوال پذیر ہیں بس یہ تو کھیل کے مانند ہیں لوگ جن میں خود کو بہت زیادہ تھکا دیتے ہیں جس طرح بچے لہوولعب میں خود کو بے فائدہ تھکا دیتے ہیں یہ تو ایک لہو ہے جس میں وہ مشغول ہو جاتے ہیں جو انھیں تھکا دیتا ہے۔

اور یہ بناؤ سنگار ہے آراستہ وپیراستہ کرنا ہے پسندیدہ لباس سے، عمدہ سواریوں سے بلند وبالا عمارتوں سے اور اسی قبیل کی چیزیں اور باہمی فخر ومباہات کرنا ہے نسب اور حسب کے ذریعے اور جمع پونجی کی کثرت اور اولاد کی کثرت کا مظاہرہ سے۔ اور یہ چھ جامع امور ہیں جن کا تعلق صرف دنیاوی خواہشات سے ہے آخرت سے جن کا کوئی تعلق نہیں ہے جن کا ذکر اسی ترتیب سے کیا گیا ہے جس ترتیب سے یہ انسانوں پر اکثر گزرتی ہیں۔

كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ-

اس کی مثال بارش کی طرح ہے جس کی وجہ سے پیدا ہونے والی نباتات کسان کو خوش کرتی ہے۔

ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا-

پھر وہ کھیتی پک جاتی ہے پھر تم دیکھتے ہو وہ زرد پڑ گئی پھر وہ چور چور ہو جاتی ہے پھر اللہ نے دنیا کی حقارت کو برقرار رکھا ہے اور اس کے جلدی سے ختم ہو جانے کو اور اس کے عطیہ کو نباتات سے تشبیہ دی ہے جسے بارش کے پانی نے اگا دیا اور پھر پودا اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا کسانوں کو اس کی فصل نے نہایت حیرت واستعجاب میں مبتلا کر دیا یا اللہ سے کفر کرنے والوں کو، اس لیے کہ انھیں شدید حیرانی ہوتی ہے۔ دنیاوی زینت پر اور اس لیے بھی کہ جب مومن حیران کن چیز کو دیکھتا ہے تو اس کی فکر اس کے بنانے والے کی قدرت کی طرف منتقل ہوتی ہے اور وہ اس کی قدرت پر حیران ہوتا ہے اور کافر جس چیز کا احساس کرتا ہے اس کی فکر آگے قدم نہیں بڑھاتی اور وہ اس حیرانی میں ڈوبا رہتا ہے پھر وہ کھیتی پک جاتی ہے پھر آفت اسے گھیر لیتی ہے اور وہ پیلی پڑ جاتی ہے پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔

وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ-

اور آخرت میں سخت عذاب اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوش نودی ہے اس کے بعد اللہ نے آخرت کے امور کو نہایت باعظمت قرار دیا ہے اور اس کے بارے میں تاکید کی ہے کہ دنیا میں منہمک ہونے سے راہ فرار

presented by Ziaraat.com

اختیار کرو اور ابھارا گیا ہے اس چیز پر جو کرامتِ عُقبیٰ کی ضمانت دیتی ہے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔

اور دنیاوی زندگی سرمایۂ فریب کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اس شخص کے لیے جو دنیا کی طرف قدم بڑھاتا ہے اور اس کے ذریعے آخرت کی فکر نہیں کرتا۔

۲۱- سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

اور تم سبقت لے جانے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین جتنی ہے۔

سَابِقُوْا! تم اس طرح سبقت لے جانے کی کوشش کرو جس طرح گھوڑ دوڑ کے میدان میں گھوڑے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اگر زمین و آسمان کو پھیلا دیا جائے تو ان کے پھیلاؤ کے مطابق جنت کا پھیلاؤ ہوگا۔

تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اہل جنت کی ادنیٰ منزل اتنی بڑی ہے کہ اگر اس میں جنات اور انسان اتر کر آجائیں تو ان کے کھانے اور پینے کے لیے زیادہ وُسعت کی حامل ہوگی اور سورۂ حج کی آیت ۲۳۔ ۲۴ کے ذیل میں اس بارے میں بیان کیا جا چکا ہے۔(۱)

اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔

جو مہیا کی گئی ہے اُن لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اُسے نوازتا ہے۔

۲۲- مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ۔

جتنی مصیبتیں روئے زمین پر ہیں یا تمھارے اوپر نازل ہوتی ہیں زمین پر مصیبت سے مراد قحط سالی اور آفت ارضی ہے اور ''فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ'' سے مراد بیماری اور آفت ناگہانی ہے۔

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا۔

ہم نے اسے پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب میں لکھ رکھا ہے ''قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا'' تخلیق سے قبل۔

تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا اللہ نے سچ کہا اور اس کے پیغام بروں نے اس کی کتاب آسمانوں میں پہنچائی اور وہیں سے اسے سکھایا اور اس کی کتاب زمین میں ہمارے علوم ہیں شب قدر میں اور اس کے علاوہ۔(۲)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۸۲ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۵۱

presented by Ziaraat.com

کتاب علل میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ فرشتہ جو اَرحام پر معیّن ہے جو بھی انسان کو دنیا میں پیش آنا ہے وہ اسے اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھ دیتا ہے اور یہ اللہ کا قول ہے:

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ الآیۃ۔ (۱)

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ۔

بے شک یہ بات اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

یعنی اس کا کتاب میں تحریر کرانا اللہ کے لیے بے حد آسان ہے کیوں کہ وہ شمار اور مدّت سے مُستغنی ہے۔

۲۳۔ لِّكَيۡلَا تَاۡسَوۡا عَلٰى مَا فَاتَكُمۡ وَلَا تَفۡرَحُوۡا بِمَآ اٰتٰىكُمۡ۔

تا کہ اگر کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس کا غم نہ کرو اور جب اللہ تمھیں کچھ عطا کرے تو اس پر اترایا نہ کرو۔

یعنی یہ سب کچھ لکھا ہوا ہے تحریری شکل میں موجود ہے تا کہ تمھیں حُزن وملال نہ ہو ان دنیاوی نعمتوں پر جو تمھارے ہاتھ سے جاتی رہیں اور اللہ نے ان نعمتوں میں سے کچھ تمھیں عطا فرمایا ہے اس پر اتراؤ نہیں۔

اس لیے کہ جسے پتا چل جائے کہ یہ سب کچھ تقدیر میں تحریر ہے تو امر اس کے لیے آسان ہو جائے گا۔

نہج البلاغہ میں ہے ''زُہد'' کی مکمّل تعریف قرآن کے دو جملوں میں ہے ارشاد الٰہی ہے جو چیز تمھارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو اور جو چیز خدا تمھیں دے اس پر اتراؤ نہیں، لہٰذا جو شخص جانے والی چیز پر افسوس نہیں کرتا اور آنے والی چیز پر اتراتا نہیں اس نے ''زُہد'' کو دونوں سمتوں سے سمیٹ لیا۔ (۲)

کتاب کافی اور تفسیر قمّی میں امام سجّاد علیہ السّلام سے مروی ہے آگاہ ہو جاؤ کہ زہد اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت میں ہے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (۳)

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرِ۔

اور اللہ کسی بھی اترانے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اس میں اشارہ ہے کہ ''اَسیٰ'' سے مراد وہ مایوسی ہے جو امر الٰہی کو تسلیم کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے اور ''فَرَح'' سے مراد وہ خوشی اور مسرّت ہے جو تکبر اور غرور کا مظہر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو خوشی اور غم کے موقع پر ثابت قدم رہیں۔

---

(۱) علل الشرائع ص ۹۵ ح ۴ باب ۸۴ (۲) نہج البلاغہ کلمات قصار ۴۳۹

(۳) الکافی ج ۲ ص ۱۲۸ ح ۴ وتفسیر قمی ج ۲ ص ۲۶۱

presented by Ziaraat.com

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ
الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ
مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ
عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ ۳ ع ۱۹
وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ
بِرُسُلِنَا وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ
الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ رَهْبَانِيَّةَ ۟ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ
اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

۲۴-جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اب اگر کوئی اس سے روگردانی کرتا ہے تو اللہ بے پروا اور قابل ستائش ہے۔ ۲۵-اور بہ تحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل فرمایا ہے تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں شدید جنگ کا سامان اور لوگوں کے لیے منافع ہیں تاکہ اللہ اُسے جان لے جو بن دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ بڑی طاقت والا اور غالب ہے۔ ۲۶-اور یقیناً ہم نے ہی نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان دونوں کی ذریّت میں نبوت اور کتاب رکھ دی ان کی اولاد میں سے کچھ نے ہدایت اختیار کی اور ان میں سے بہت سے فاسق ہوگئے۔ ۲۷-ان کے بعد ہم نے پے در پے اپنے رسولوں کو بھیجا اور اُن کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث کیا اور انھیں انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے اُن کی پیروی کی ان کے دلوں میں شفقت ورحمت کو ڈال دیا اور رہبانیت کو انھوں نے خود ایجاد کرلیا ہم نے اُسے اُن پر فرض نہیں کیا تھا۔ مگر رضائے رب کی طلب میں انھوں نے خود ہی یہ بدعت کی ہے پھر اس کی پابندی کا جو حق تھا اُسے کماحقہ ادا نہ کیا ان میں سے جو لوگ ایمان لائے تھے ہم نے انھیں اجر عطا کیا، البتہ ان

presented by Ziaraat.com

میں اکثریت فاسقین کی ہے۔

۲۴۔ اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ۔

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں۔

کُلُّ مختالٍ کا بدل ہے اس لیے کہ مال ومتاع پر اترانے والا اکثر اوقات بخل سے کام لیتا ہے۔

وَ مَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔

اب اگر کوئی اس سے روگردانی کرتا ہے تو اللہ بے پروا اور قابل ستائش ہے یعنی جو خرچ کرنے سے اعراض (روگردانی) کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص اور اس کے انفاق (خرچ کرنے) سے غنی اور بے پروا ہے وہ فی نفسہ قابل ستائش ہے اس کے شکر سے روگردانی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی اور اس کی نعمتوں میں سے کوئی بھی شے اس کے تقرب کے لیے ممد ومعاون ثابت نہ ہوگی اس جملے میں تہدید اور تنبیہ ہے اور امر کی جانب توجہ دلانا مقصود ہے کہ انفاق (خرچ کرنے) کا حکم خرچ کرنے والے کی بہتری اور بھلائی کے لیے ہے۔

۲۵۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ۔

اور بہ تحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا ہے۔

بِالْبَیِّنٰتِ کے معنیٰ ہیں معجزات اور دلائل وبراہین کے ساتھ۔

وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ۔

اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل فرمایا ہے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت میں کتاب سے مراد ''اسم اکبر'' ہے جس کے ذریعے ہر شے کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تھا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جسے کتاب کہا جاتا ہے وہ پہچانی جاتی ہے توریت، انجیل اور فرقان کے نام سے اور اسی میں آجاتی ہے نوح کی کتاب، صالح کی کتاب، اور شعیب اور ابراہیم کی کتاب اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں خبر دی ہے:

انّ هذا لفی الصحف الاولیٰ، صحف ابراهیم وموسیٰ (الاعلیٰ ۱۸۔۱۹)

بے شک یہ سابقہ صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں بتاؤ ابراہیم کے صحیفے کہاں ہیں؟ اور ابراہیم کے صحیفے اسمِ اکبر ہیں اور موسیٰ کے صحیفے بھی اسمِ اکبر ہیں۔

لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔

تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

قسط کے معنیٰ ہیں عدل

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ''المیزان'' سے مراد امام علیہ السلام ہیں۔

presented by Ziaraat.com

کتاب جوامع میں روایت بیان کی گئی ہے کہ جبریل علیہ السلام میزان لے کر نازل ہوئے اور انھوں نے اسے حضرت نوح علیہ السلام کے سُپرد کر دیا اور فرمایا کہ اپنی قوم کو حکم دیجیے کہ وہ اس کے مطابق وزن کریں۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ-

اور ہم نے لوہا اُتارا جس میں شدید جنگ کا سامان موجود ہے۔

اس لیے کہ جنگ وجدال کے تمام سامان اسی سے بنتے ہیں۔

کتاب توحید میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد ہتھیار ہیں۔

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس کا نازل کرنا یعنی اس کا پیدا کرنا ہے۔

وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ-

اور لوگوں کے لیے منافع ہیں۔

اس لیے کہ ہر صنعت کے لیے لوہا ایک آلے کی حیثیت رکھتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان سے زمین پر چار برکتیں نازل فرمائیں اللہ تعالیٰ نے لوہا آگ، پانی اور نمک کو نازل فرمایا ہے۔[1]

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ-

اور تا کہ اللہ اُسے جان لے جو بن دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اسلحہ استعمال کر کے کفار سے جہاد کرنے کے لیے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ-

بے شک اللہ بڑی طاقت والا اور غالب ہے۔

''قَوِیٌّ'' یعنی جو اسے ہلاک کرنے کا ارادہ کرے اُسے ہلاک کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

''عَزِیْزٌ'' اللہ جس کی نصرت کا ارادہ کرے پھر اسے کسی اور نصرت کی ضرورت نہیں اللہ نے انھیں جہاد کا حکم دیا تا کہ اس سے منفعت حاصل کریں اور اِمتثال امر کر کے ثواب کے حق دار بنیں۔

۲۶- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ-

اور یقیناً ہم نے ہی نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان دونوں کی ''ذُرِّیَّتْ'' میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔

فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ-

ان کی اولاد میں سے کچھ نے ہدایت اختیار کی اور ان میں سے بہت سے فاسق ہو گئے۔

فٰسِقُوْنَ یعنی سیدھے راستے سے باہر چلے گئے اور مقابلے کے طریقے سے برگشتہ ہونا مذمّت کی تاکید

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۴۱

presented by Ziaraat.com

کے لیے ہے اور اس بات کی رہنمائی کرتا ہے کہ غلبہ گم راہی کے لیے ہے۔

۲۷-ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ-

ان کے بعد ہم نے پے در پے اپنے رسولوں کو بھیجا اور اُن کے بعد عیسیٰ بن مریم کو مبعوث کیا یعنی ہم ایک رسول کے بعد دوسرے رسول بھیجتے رہے یہاں تک رسولوں کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر منتہی ہوا اور ضمیر حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور جن کی طرف وہ مبعوث کیے گئے اُن کی طرف ہے یا ضمیر کا مرجع ان کے معاصرین انبیاء ہیں ذریّت کی طرف نہیں ہے اس لیے کہ ان کے بعد آنے والے مُرسلین ان کی ذریّت میں سے تھے۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ-

اور ہم نے انھیں انجیل عطا کی۔

وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً-

اور اُن کی پیروی کرنے والوں کے دلوں میں ہم نے شفقت ورحمت ڈال دی۔

وَرَهْبَانِيَّةَ ۟ ابْتَدَعُوْهَا-

اور رَہبانیّت کو انھوں نے خود ہی ایجاد کر لیا۔

کہا گیا ہے کہ رَہبانیّت عبادت وریاضت اور لوگوں سے کٹ کر رہنے کے لیے بطورِ تاکید لایا گیا ہے یہ لفظ ''رَهْبَان'' کی طرف منسوب ہے اور وہ ''رَهَبٌ'' سے خوف میں مبالغے کے لیے لایا گیا ہے۔

کتاب کافی، فقیہ اور عیُون میں ابوالحسن علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا اِس سے مراد نماز شب ہے۔[۱]

مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ-

ہم نے اُسے اُن پر فرض نہیں کیا تھا۔ مگر رضائے رب کی طلب میں۔

مَا كَتَبْنٰهَا کے معنیٰ ہیں ہم نے فرض قرار نہیں دیا البتہ انھوں نے خود ہی اللہ کی رضا مندی کے لیے اُسے ایجاد کر لیا۔

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا-

پھر اس کی پابندی کا جو حق تھا اسے کماحقہ ادا نہ کیا۔

کیوں کہ انھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلا دیا ایسا ہی مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت مرفوع میں آیا ہے۔[۲]

---

(۱) الکافی ج ۳ ص ۴۸۸ ح ۱۲ ومن لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۹۹ ح ۱۳۶۵ وعیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۲۸۲

(۲) مجمع البیان ج-۹-۱۰ ص ۲۴۳

presented by Ziaraat.com

فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ-

ان میں سے جولوگ ایمان لائے تھے ہم نے انھیں اجر عطا کیا البتہ اُن میں اکثریت فاسقین کی ہے یعنی وہ پیروی نہیں کرتے۔

تفسیر مجمع البیان میں ابن مسعود سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے ابن مسعود تم سے پہلے جولوگ تھے انھوں نے ۷۲ فرقوں میں اختلاف کیا جن میں سے دو فرقے نجات پا گئے اور دوسرے تمام فرقے ہلاک ہوگئے وہ فرقہ جنھوں نے بادشاہوں سے قتال کیا عیسیٰ کے دین کی حمایت میں انھوں نے ان بادشاہوں کو قتل کر ڈالا اور ایک فرقہ وہ تھا جن میں بادشاہوں کا سامنا کرنے کی طاقت نہ تھی اور نہ ہی وہ ان کے سامنے ٹھہر سکتے تھے کہ انھیں اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دین اور دین عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بلائیں تو وہ شہروں میں پھیل گئے اور انھوں نے رہبانیت اختیار کر لی وہی افراد ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَرَهْبَانِيَّةَ ۟ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایمان لایا اور اُس نے میری تصدیق کی اور میرا اتباع کیا تو اس نے پابندی کا صحیح حق ادا کر دیا۔ اور جو مجھ پر ایمان نہیں لایا تو وہ لوگ ہلاک ہونے والے ہیں۔ [۱]

اور ایک روایت میں ہے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ظالم وجابر لوگ اُن پر غالب آ گئے جو اللہ کی نافرمانیاں کرتے تھے اہل ایمان کو ان لوگوں پر بڑا غصہ آیا انھوں نے ان لوگوں سے قتال کیا اہلِ ایمان کو تین بار شکست ہوئی ان میں سے بہت تھوڑے سے لوگ بچ رہے انھوں نے کہا کہ اگر ہم ان کے سامنے چلے گئے تو وہ ہمیں فنا کر دیں گے اور دین کی حمایت کے لیے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ جو دین کی دعوت دے تو آؤ ہم زمین میں مُنتشر ہو جائیں یہاں تک کہ اللہ اس نبی کو مبعوث کر دے جس کا عیسیٰ علیہ السلام نے ہم سے وعدہ کیا ہے اُن کی مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی تو وہ متفرق ہوگئے پہاڑ کی غاروں میں اور انھوں نے رہائش ایجاد کر لی ان میں سے کچھ لوگ دیں سے متمسک رہے اور کچھ نے کفر اختیار کیا پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ [۲]

---

(۱) و (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۴۳

presented by Ziaraat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ
رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾
لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ

www.ziaraat.com

presented by Ziaraat.com

کتاب خصال میں امیر المومنین علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے تو بہ اس وقت کی جاتی ہے جب کسی نے گناہ کیا ہو۔[۱]

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ-

تو نماز پڑھتے رہو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔ اور ان امور کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کرو۔

اور تمام امور میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو ہوسکتا ہے اس طرح اس بارے میں تمھاری کوتاہی کا ازالہ ہو جائے۔

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ-

تم جو بھی عمل کرتے ہو اللہ اس سے بخوبی آگاہ ہے۔

۱۴- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ-

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے ایسی قوم کو دوست بنایا جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا۔ یعنی یہودیوں کو اپنا دوست اور سرپرست بنالیا۔

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ-

اے نبی ان کا نہ آپ سے تعلق ہے اور نہ ہی اُن لوگوں سے۔

اس لیے کہ وہ منافق ہیں وہ درمیان میں تذبذب کا شکار ہیں۔

وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ-

وہ جان بوجھ کر جھوٹی بات پر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔

جس چیز کے بارے میں قسم کھائی جارہی ہے وہ ''مبنی بر کذب'' ہے۔

جیسے کوئی شخص ''غموس'' کی قسم کھائے (الیمین الغموس وہ جھوٹی قسم اور فاجر قسم ہے قسم کھانے والا اپنے غیر کے لیے اس کی قسم کھاتا ہے اس علم کے باوجود کہ معاملہ اس کے خلاف ہے ایسی جھوٹی قسم جو جان بوجھ کر کھائی جائے)۔

۱۵- اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا-

اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب مہیّا کر رکھا ہے۔

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ-

وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ بہت ہی بُرا ہے۔

---

(۱) خصال ص ۵۷۴ ح ۱ باب ۷۰

presented by Ziaraat.com

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾
لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا
يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾
اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ
اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ
اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ
عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ
اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ
عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ
يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ
رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

۱۶-انھوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا لیا ہے وہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں لہٰذا اُن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ ۱۷-انھیں اُن کے اموال اور اولاد اللہ کے مقابل میں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچائیں گے وہ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔ ۱۸-جس دن اللہ اُن سب کو مبعوث کرے گا۔ وہ اس کے سامنے ویسی ہی قسمیں کھائیں گے جس طرح تمھارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ایک شے (سیدھی راہ) پر ہیں، خوب جان لو یہ پرلے درجے کے جھوٹے ہیں۔ ۱۹-شیطان ان پر مسلّط ہو چکا ہے اور اس نے اُن کے دل سے خدا کی یاد کو بھلا دیا ہے وہ لوگ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں آگاہ ہو جاؤ شیطانی ٹولہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔ ۲۰-بے شک جو لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں وہ ذلیل ترین افراد میں سے ہیں۔ ۲۱-اللہ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے مرسلین یقیناً غالب آئیں گے بے شک اللہ قوی اور زبردست ہے۔ ۲۲-اے نبی آپ کوئی ایسی قوم نہ پائیں گے کہ جو اللہ

presented by Ziaraat.com

اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو وہ اُن لوگوں سے محبت کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہوں خواہ وہ اُن کے آباؤ اجداد یا اولاد یا بھائی بند ہوں یا قبیلے کے لوگ ہوں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو نقش کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک خاص روح کے ذریعے ان کی تائید کی ہے وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں رواں ہوں گی وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے وہی حزبُ اللہ ہے آگاہ ہوجاؤ کہ حزبُ اللہ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

۱۶- اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ-

انھوں نے اپنی قسموں کو سپر بنالیا ہے پس وہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

جُنَّۃً ''ڈھال'' جو ان کے خون اور ان کے اموال کو بچانے کا سبب بن جائے۔ انھوں نے امن کے دوران لوگوں کو اللہ کے دین سے روکا دھوکہ دہی سے اور بیوقوف بنا کر۔

فَلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ-

لہٰذا اُن کے لیے رُسوا کُن عذاب ہے۔

۱۷- لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا-

انھیں اُن کے اموال اور اولاد اللہ کے مقابل میں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔

اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ-

وہ جہنمی ہیں وہ اس مین ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔

۱۸- یَوْمَ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا-

جس دن اللہ اُن سب کو مبعوث کرے گا۔

فَیَحْلِفُوْنَ لَہٗ کَمَا یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ-

وہ اس کے سامنے ویسی ہی قسمیں کھائیں گے جس طرح تم سے قسمیں کھاتے ہیں۔

فَیَحْلِفُوْنَ لَہٗ سے مراد اللہ کے سامنے ویسی ہی قسم کھائیں گے جس طرح وہ دنیا میں تم سے قسمیں کھاتے تھے۔

وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ عَلٰی شَیْءٍ-

اور وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ ایک شے (سیدھی راہ) پر ہیں۔

اس لیے کہ منافقت انکے نفوس میں جا گزیں ہو چکی ہے اس کی وجہ سے انھیں آخرت کے بارے میں یہ

presented by Ziaraat.com

گمان ہوتا ہے کہ جھوٹی قسمیں اللہ کے سامنے جھوٹ کو رائج کر دیں گی جس طرح انھوں نے دنیا میں تمھارے سامنے جھوٹ کا سکہ چلا دیا ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۔

خوب جان لو یہ پرلے درجے کے جھوٹے ہیں۔

یہ جھوٹ میں اس حد تک آگے چلے گئے ہیں کہ وہ غیب وشہادت کے جاننے والے اللہ کے سامنے بھی جھوٹ بول رہے ہیں اور حلف اٹھا رہے ہیں۔

۱۹۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ۔

شیطان ان پر مسلط ہو چکا ہے اور اس نے اُن کے دل سے خدا کی یاد کو بھلا دیا ہے۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ۔ اُن پر غالب آ گیا ہے۔

فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ۔ انھیں ذکر خدا سے غافل کر دیا وہ اللہ کو نہ دل سے یاد کرتے ہیں اور نہ ہی زبان سے۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ۔

وہ لوگ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں۔

اس کا لشکر اور اس کی پیروی کرنے والے۔

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

آگاہ ہو جاؤ شیطانی ٹولہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔

اس لیے کہ انھوں نے اپنے نفوس سے نعمتوں والی دائمی جنت کو گم کر دیا ہے اور دائمی عذاب کے لیے خود کو پیش کر دیا ہے۔

۲۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ۔

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں وہ ذلیل ترین افراد میں سے ہیں۔

ان لوگوں میں سے ہیں جو مخلوقات خدا میں ذلیل ترین افراد ہیں۔

۲۱۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔

اللہ نے لوح محفوظ میں یہ بات لکھ دی ہے کہ ضرور بالضرور میں اور میرے مُرسلین حُجّت و دلیل سے غالب آ کر رہیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔

بے شک اللہ قوی اور زبردست ہے۔

قَوِيٌّ وہ انبیاء کی نصرت کی طاقت رکھتا ہے۔

presented by Ziaraat.com

عَزِیْزٌ وہ زبردست ہے کوئی بھی اس کے مقصد پر غالب نہیں آسکتا۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ جب مسلمانوں نے یہ دیکھا کہ اللہ نے ان کے لیے کئی بستیوں کو فتح کرا دیا ہے تو انھوں نے کہا کہ ضرور بالضرور اللہ ہمیں روم وفارس پر فتح یاب کرے گا یہ سن کر منافقین نے کہا کہ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ فارس اور روم انھیں بستیوں کی طرح ہیں جنھیں تم نے فتح کرلیا ہے اور غالب آگئے ہو تو اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔[۱]

۲۲- لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ-

اے نبی آپ کوئی ایسی قوم نہ پائیں گے کہ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔

یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ-

وہ اُن لوگوں سے محبت کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہوں خواہ وہ اُن کے آباؤ اجداد یا اولاد یا بھائی یا قبیلے کے لوگ ہوں۔

خواہ مخالفت کرنے والے ان کے قریب ترین افراد ہوں۔

اُولٰٓىِٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ-

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو نقش کر دیا ہے۔

اُولٰٓىِٕكَ یعنی وہ لوگ جو ان سے مودّت ومحبت نہیں کرتے۔

وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ-

اور اپنی طرف سے ایک خاص روح کے ذریعے ان کی تائید کی ہے۔

بِرُوْحٍ مِّنْهُ یعنی اپنے پاس سے۔

کتاب کافی میں صادقین سے روایت ہے کہ اس سے مراد ایمان ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہر مومن کے دل کے لیے اس کے اندر دو کان ہوتے ہیں ایک کان وہ ہے جس میں ''وسواسِ خنّاس'' (بہکانے والا شیطان) پھونک مارتا ہے اور ایک کان وہ ہوتا ہے جس میں فرشتہ پھونک مارتا ہے تو اس طرح اللہ فرشتے کے ذریعے مومن کی مدد فرماتا ہے۔ اور یہ اللہ کا قول ہے: وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ-[۳]

امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مومن کی تائید ونصرت اپنی خاص روح سے کرتا ہے جو ہر اس وقت موجود ہوتی ہے جب مومن نیک کام اور تقویٰ کے امور بجالاتا ہے۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۵۵ (۲) الکافی ج ۲ ص ۱۵ ح ۱

(۳) الکافی ج ۲ ص ۲۶۷ ح ۳

presented by Ziaraat.com

اور مومن جب گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اور زیادتی کرتا ہے تو وہ روح اس سے غائب ہوجاتی ہے یہ روح مومن کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے لمحات میں خوشی سے پھولی نہیں سماتی اور مومن جب برائی کا ارتکاب کرتا ہے تو یہ روح زمین کے اندر دھنس جاتی ہے لہٰذا اے اللہ کے بندو تم اس کی نعمتوں کی حفاظت کرو اپنے نفوس کی اصلاح کے ذریعے تمھارے یقین میں اضافہ ہوگا اور تم نفیس اور قیمتی شے کا فائدہ حاصل کرلو گے اللہ رحم کرے ایسے فرد پر جس نے خیر کا ارادہ کیا اور پھر اسے عملی جامہ پہنایا اس نے بُرائی کا قصد کیا پھر اس سے باز رہا پھر فرمایا ہم کو اللہ کی اطاعت اور اس کے لیے عمل کرنے پر روح کی تائید حاصل ہے۔[1]

امام باقر علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک قول میں مروی ہے کہ جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو ایمان کی روح اس سے جدا ہوجاتی ہے فرمایا یہ اللہ کا قول ہے: اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ

یہی وہ رُوح تھی جو اس سے جدا ہوگئی۔[2]

وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔

اور انھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں رواں ہوں گی۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا۔ وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ۔

ان کی اطاعت کے سبب اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

اللہ کے فیصلوں پر اور اللہ نے جو اُن سے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اس پر۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ۔

یہی لوگ حزبُ اللہ ہیں۔

اس کے لشکر اور اس کے دین کے مددگار۔

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

آگاہ ہوجاؤ کہ حزب اللہ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

وہ دونوں جہاں کے خبر سے کامیاب ہوں گے۔

اور اس سورے کی قرأت کا ثواب سورۂ الحدید کے آخر میں بیان کیا جا چکا ہے۔

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۲۶۸ ح ۱

(۲) الکافی ج ۲ ص ۲۸۰ ح ۱۱

presented by Ziaraat.com

سورۂ الحشر

اجماعی طور سے یہ مدنی سورہ ہے اور اس میں آیتوں کی تعداد چوبیس ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲ وَ لَوْ لَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب نے اللہ کی تسبیح کی ہے اور وہ غالب اور با حکمت ہے۔ ۲۔ وہی تو ہے جس نے اہلِ کتاب کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا تم اس کا تصور بھی نہیں کر رہے تھے کہ وہ نکل جائیں گے اور انھوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ان کے قلعے اللہ کے عذاب سے انھیں بچا لیں گے مگر اللہ اُن پر ایسی جانب سے آیا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں اجاڑنے لگے اے صاحبان بصیرت عبرت حاصل کرو۔ ۳۔ اور اگر خدا نے ان کے حق میں جلا وطنی نہ لکھ دی ہوتی تو ان پر دنیاوی عذاب نازل کر دیتا اور آخرت میں ان کے لیے عذابِ جہنم ہے۔ ۴۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو بھی اللہ کی مخالفت کرے گا اللہ اسے سزا دینے میں بہت سخت

presented by Ziaraat.com

ہے۔ ۵-تم لوگوں نے کھجور کے جو درخت کاٹے یا جن درختوں کو ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب خدا کے حکم سے تھا اور اس لیے بھی کہ وہ فاسقین کو رسوا کرے۔

۱- سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب نے اللہ کی تسبیح کی ہے اور وہ غالب اور با حکمت ہے۔

۲- هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ

وہی تو ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا۔

یعنی انھیں پہلی مرتبہ شام کی طرف جلا وطن کیا گیا اور ان کی دوسری جلا وطنی شام کی طرف رجعت میں ہوگی جیسا کہ اس طرف اشارہ سورۂ دخان کی آیت ۱۱ میں کیا گیا ہے اور حشر کا مفہوم ہے جمعیت کا اخراج ایک جگہ سے دوسری جگہ۔

تفسیر مجمع البیان میں ابن عباس سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا نکل جاؤ انھوں نے پوچھا کس طرف؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا محشر کی زمین کی طرف۔[۱]

تفسیر قمی میں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے مروی ہے بادشاہ روم والی روایت میں پھر اللہ تعالیٰ مشرق سے ایک آگ بھیجے گا اور ایک آگ مغرب سے آئے گی اور ان کے پیچھے پیچھے شدید ہوا ہوگی تو لوگوں کو بیت المقدس کے صخرہ کے نزدیک جمع کیا جائے گا۔[۲]

تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے بنی نُضیر، قُریظہ اور قَینُقاع اور ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک معاہدہ طے پا چکا تھا انھوں نے عہد شکنی کی اور بنو نضیر کی جانب سے عہد شکنی کا یہ واقعہ پیش آیا کہ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے کہ ان سے دو آدمیوں کی دیت بطورِ قرض لیں جن دونوں کو ان کے اصحاب میں سے کسی نے دھوکے سے قتل کر دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن اشرف کے پاس جانے کا ارادہ کیا جب وہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا اے ابو القاسم خوش آمدید اور وہ کھڑا ہوا گویا کہ اس نے ان کے لیے کھانا تیار کرایا ہے اور اس نے دل ہی دل میں یہ طے کر لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دے گا اور ان کے اصحاب کا اتباع کرے گا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے مطلع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس تشریف لے آئے اور محمد بن مسلمہ انصاری سے کہا کہ تم بنی نضیر کے پاس جاؤ اور انھیں بتلاؤ کہ تم نے جس فریب کا ارادہ کیا تھا اللہ نے مجھے اس سے آگاہ کر دیا ہے اب یا تو تم ہمارے شہروں سے نکل جاؤ یا پھر لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ انھوں نے کہا کہ ہم آپ کے شہروں سے نکل جائیں گے تو عبداللہ بن اُبی نے بنی نضیر کو پیغام بھیجا تم نہ نکلو، ٹھہرے رہو اور محمد سے جنگ کے لیے الگ ہو جاؤ میں اور میری قوم اور میرے حلیف (اتحادی) سب تمھاری مدد کریں گے اور تم قتال کرو گے تو میں تمھارے ساتھ قتال کروں گا وہ ٹھہر گئے انھوں

---

(۱) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۵۸ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۵۸

presented by Ziaraat.com

نے اپنے قلعے درست کیے اور وہ قتال کے لیے تیار ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا ہم نہیں نکلیں گے آپ کو جو کرنا ہو کر لیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے انھوں نے اللہ اکبر کہا اور اصحاب نے بھی اللہ اکبر کی آواز بلند کی۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا بنی نضیر کی طرف بڑھو پھر حضرت علی علیہ السلام نے پرچم اٹھایا اور آگے بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اُن کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور عبداللہ بن اُبی نے بنی نضیر سے غداری کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ان کے گھروں کے سامنے تشریف لائے تو جو قلعہ ان کے قریب تھا وہ اس میں قلعہ بند ہوئے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تھا اُسے تباہ کر دیا ان میں سے جس کے پاس بھی خوب صورت گھر تھا اس نے اُسے ویران کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹنے کا حکم صادر فرمایا وہ اس بات سے بہت گھبرائے اور انھوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اللہ نے آپ کو فساد کا حکم دیا ہے؟ اگر یہ آپ کا ہے آپ اسے لے لیجیے اور اگر یہ ہمارا ہے تو اسے نہ کاٹیے اس کے بعد یہ ہوا کہ انھوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کے شہروں سے چلے جائیں گے ہمارے پاس جو کچھ تھا وہ ہمیں عطا فرما دیجیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں تم نکل جاؤ اور جتنا اونٹ اٹھالیں وہ سامان تمھارا ہے انھوں نے یہ بات قبول نہیں کی وہ کچھ عرصہ وہیں ٹھہرے رہے پھر انھوں نے کہا ہم نکل رہے ہیں اور جو ہمارے اونٹ اٹھا سکیں وہ ہمارا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بس اب تم نکل جاؤ اور تم میں سے کوئی کچھ بھی نہیں لے گا ہم اگر کسی کے پاس کچھ دیکھیں گے تو اسے قتل کر دیں گے وہ اس طرح نکل گئے اور ان میں سے ایک گروہ فدک میں آکر رہا اور وادی قریٰ میں اور ایک گروہ شام کی جانب روانہ ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں نازل فرمایا:

هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الآیات۔ (۱)

مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا۔ تم اس کا تصور بھی نہیں کر رہے تھے کہ وہ نکل جائیں گے۔

اس لیے کہ وہ بہت طاقت ور تھے اور وہ قلعہ بند تھے۔

وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ۔

اور انھوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ان کے قلعے انھیں اللہ کے عذاب سے بچا لیں گے کہ وہ قلعہ کے اندر بند ہو کر اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا۔ مگر اللہ اُن پر ایسی جانب سے آیا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا اور وہ رُعب تھا جو انھیں جلا وطنی پر مجبور کر رہا تھا۔

کتاب توحید میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب بھیجا تھا۔ (۲)

وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔ اور اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

ان کے دلوں میں خوف جاگزیں کر دیا جس نے پورے دل کو ڈھانپ لیا۔

یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ وہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں اجاڑنے لگے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۵۸-۳۵۹ (۲) توحید ص ۲۶۶ ح ۵ باب ۳۶

presented by Ziaraat.com

مسلمانوں کے خلاف کنجوسی کی وجہ سے اور مکان میں جو پسندیدہ سامان ہیں انھیں نکالنے کے لیے اور مومنین بھی ان مکانات کی ظاہری حیثیت کو اجاڑ رہے تھے ستانے اور زچ کرنے اور میدان قتال کو وسعت دینے کے لیے "ایدی المومنین کا ایدیھم" پر عطف ہے کیوں کہ مومنین کا مکانات کو اجاڑنا ان کے بغض کی وجہ سے تھا۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ۔ اے صاحبانِ بصیرت عبرت حاصل کرو۔

ان کے حال سے عبرت ونصیحت حاصل کرو تم دھوکہ نہ دو اور غیرِ خدا پر بھروسا نہ کرو۔

۳-وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ۔

اور اگر خدا نے ان کے حق میں جلا وطنی نہ لکھ دی ہوتی یعنی اپنے وطن سے نکل جانا۔

لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ۔

تو ان پر دنیاوی عذاب قتل اور قید کی صورت میں نازل کر دیتا جیسا کہ بنی قریظہ پر کیا اور آخرت میں ان کے لیے جہنّم کا عذاب ہے۔ یعنی اگر دنیاوی عذاب سے انھیں نجات مل گئی تو آخرت کے عذاب سے وہ نہ بچ سکیں گے۔

۴-ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے۔

وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔

اور جو بھی اللہ کی مخالفت کرے گا اللہ اسے سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

۵-مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ۔

تم لوگوں نے کھجور کے جو درخت کاٹے یا جن درختوں کو ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب خدا کے حکم سے تھا۔

لِّيْنَةٍ کے معنیٰ ہیں نَخْلَةٍ كَرِيْمَةٍ کھجور کے قیمتی درخت۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے یعنی عَجْوَہ کا درخت یہ اُمُّ التّمر (کھجور کی اصل) ہے اور یہی وہ کھجور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے جنت سے نازل فرمایا تھا۔[۱]

اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا۔۔۔ یا جن درختوں کو ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو یہ حکم خدا کے مطابق تھا تفسیر قمی میں ہے یہ ان کے بارے میں نازل ہوئی جنھیں کھجور کے درخت کاٹنے پر معتوب کیا جا رہا تھا۔[۲]

وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۔ اور اس لیے بھی کہ وہ فاسقین کو رسوا کرے۔

یعنی تمھیں ان کے درختوں کو کاٹنے کی اجازت دے دی تا کہ فسق کی وجہ سے انھیں رسوا کیا جائے جس کے سبب وہ غصے میں آ گئے تھے۔

---

(۱) لکافی ج ۶ ص ۳۴۵ ح ۱۰ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۰

presented by Ziaraat.com

وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ
وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ
اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ
الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ
مِنْكُمْ ؕ وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸ ۚ وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ
قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ
اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ
نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹

۶-اور جو مال اللہ نے اپنے رسول کو بغیر لڑے دلوا دیا (اس میں تمھارا حق نہیں) کیوں کہ تم نے گھوڑے اس کے لیے نہ دوڑائے نہ ہی اونٹ بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے مُسلّط کر دیتا ہے اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ ۷-اور جو مال اللہ نے اپنے رسول کو بستی والوں سے بغیر لڑے ہوئے دلوا دیا ہے۔ وہ مال اللہ اور رسول اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے تا کہ وہ مال دولت مندوں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے۔ جو کچھ رسول تمھیں دیں وہ لے لو اور جس بات سے وہ منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ ۸-نیز وہ مال ان غریب مہاجرین کے لیے بھی ہے جنھیں اُن کے گھروں اور اموال سے بے دخل کر دیا گیا ہے جو اللہ کا فضل اور اس کی خوش نودی چاہتے ہیں نیز اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔ ۹-(اور وہ ان کے لیے بھی ہے) جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا کر دار الہجرت میں مقیم تھے اور یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور انھیں جو کچھ دیا گیا ہے یہ اپنے

وقف لازم

presented by Ziaraat.com

دلوں میں اُس کی حاجت محسوس نہیں کرتے وہ محتاج ہوتے ہوئے بھی خود پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جو نفس کی ہوس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

۶-وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ-

اور جو مال اللہ نے اپنے رسول کو بغیر لڑے دلوا دیا (اس میں تمھارا حق نہیں)

یعنی رسول کی طرف پلٹا دیا اس لیے کہ آسمانوں اور زمین کے درمیان جو بھی موجود ہے اُن سب پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسول اور ان کے پیروکار مومنین کا حق ہے اللہ تعالیٰ نے جن کے اوصاف اس طرح بیان فرمائے ہیں: اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ (التوبہ: ۱۱۲) لہٰذا ان میں سے جو کچھ مشرکین، کفار، ظالمین اور فاجروں کے پاس ہے وہ ان سب کا حق تھا جسے اللہ نے ان کی جانب پلٹا دیا ہے اور انھیں دلوا دیا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث میں اسی طرح بیان ہوا ہے جسے کافی نے روایت کیا ہے۔[۱]

مِنْهُمْ سے مراد ہے بنو نُضیر سے

فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ-

کیوں کہ اس کے لیے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے ہیں نہ ہی اونٹ۔

تم نے اسے حاصل کرنے کے لیے تیز رفتار گھوڑے نہیں دوڑائے۔

رِکَابٍ۔ وہ اونٹ جن پر سواری کی جاتی ہے لہٰذا اونٹ کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔

کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بستیاں مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلے پر تھیں وہ سب کے سب وہاں پیدل گئے تھے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ اونٹ یا خچر پر سوار ہو کر تشریف لے گئے تھے اور قتال مزید جاری نہیں رہا تھا لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے انصار کو کچھ نہیں دیا سوائے دو یا تین افراد کے جو ضرورت مند تھے۔[۲]

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ-

بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے مسلّط کر دیتا ہے۔

ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ-

اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کبھی ظاہری وسائل اور واسطوں سے اور کبھی ان کے بغیر بھی۔

---

(۱) الکافی ج ۵ ص ۱۶ ح ۱ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۶۵

presented by Ziaraat.com

۷-مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى-

اور جو مال اللہ نے اپنے رسول کو بستی والوں سے بغیر لڑے ہوئے دلوادیا ہے یہ سابقہ جملے کی وضاحت ہے اسی لیے بغیر عطف کے ہے۔

فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ-

وہ مال اللہ اور رسول اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔

کتاب کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے خدا کی قسم ہم ہی وہ ذی القربیٰ ہیں اللہ نے اپنے اور اپنے نبی کے ساتھ جنھیں شامل رکھا ہے۔

اور فرمایا: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ یہ خاص طور سے ہمارے لیے ہے اور ہمارے لیے صدقہ میں کوئی حصہ نہیں رکھا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور ہمیں اس بات سے مکرّم ومحترم بنایا ہے کہ لوگوں کے پاس جو میل کچیل ہے اس میں سے ہمیں کھلائے۔(۱)

تفسیر مجمع البیان میں امام سجاد علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ ہمارے رشتہ دار ہیں ہمارے مسکین ہیں اور ہمارے مسافر ہیں اور فرمایا کہ تمام فقہاء یہ کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کے یتیم ہیں اور یہی حال مساکین اور مسافروں کا بھی ہے فرمایا اور یہ روایت بھی دیگر معصومین علیہم السلام سے مروی ہے اور اس بارے میں مکمل گفتگو سورۂ انفال کی آیت ۴۱ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔(۲)

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ-

تاکہ وہ مال، دولت مندوں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے۔

تاکہ ''فَیْ'' ایسی چیز نہ ہو کہ دولت مندوں کے درمیان ہی گردش کرتی رہے جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں ہوا کرتا تھا۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا-

اور جو کچھ رسول تمھیں دیں وہ لے لو اور جس بات سے وہ منع فرمائیں اس سے رک جاؤ یعنی جو بھی حکم تمھیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اس سے تمسک کرو اور وہ جس بات سے منع فرمادیں تو اس کو بجالانے سے رُک جاؤ۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ-

اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت سے ڈرو اس لیے کہ جو بھی مخالفت کرے گا اللہ اسے سخت سزا دے گا۔

کتاب کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آل محمد صلوٰت اللہ علیہ پر ظلم ڈھانے میں اللہ سے

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۵۳۹ ح ۱ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۶۱

presented by Ziaraat.com

ڈرو جو ان پر ظلم ڈھائے گا تو اللہ اس پر اسے سخت سزا دے گا۔[۱]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کو یہاں تک کہ ان کی قوم کو تعلیم دی جس امر کا ارادہ کیا پھر ان کے سپرد کر دیا خداوند عالم نے فرمایا:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس بات سے وہ منع فرمائیں اُس سے رُک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے رسول کے سپرد کیا وہ انھوں نے ہمارے سُپرد کر دیا۔[۲]

اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنی مخلوقات کا معاملہ تفویض فرمایا دیا کہ وہ دیکھے کہ ان کی اطاعت کی کیفیت کیا ہے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔[۳]

اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں۔[۴]

اور بعض روایات میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے ''خمر'' کو حرام قرار دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ آور شے کو حرام کر دیا۔ اللہ نے انھیں اس بات کی اجازت مرحمت فرما دی تھی۔[۵]

ان کے علاوہ دوسرے انبیاء کو اس بات کی اجازت نہیں دی تھی۔[۶]

اور بعض روایات میں دوسری اشیاء کو بھی شمار کیا گیا ہے اللہ نے جن کی اجازت دی ہے۔[۷]

۸– لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ–

نیز وہ مال ان غریب مہاجرین کے لیے بھی ہے۔

جو مکّہ مکرّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آئے تھے اور دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کی تھی۔

کہا گیا ہے یہ عبارت بدل ہے ''ذی القربیٰ'' کا اور ''فئی'' سے مراد فَیْءِ بنی نضیر ہے۔[۸]

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ–

جنھیں اُن کے گھروں اور اموال سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔

انھیں کفّار مکّہ نے نکال دیا تھا اور اُن کا مال ہڑپ کر گئے تھے۔

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا–

جو اللہ کا فضل اور اس کی خوش نودی چاہتے ہیں۔

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۶۳ ح ۲۱ (۲) الکافی ج ۱ ص ۲۶۸ ح ۹

(۳) الکافی ج ۱ ص ۲۶۷ ح ۵ (۴) الکافی ج ۱ ص ۲۶۵–۲۶۸

(۵) الکافی ج ۱ ص ۲۶۶ ح ۴ (۶) الکافی ج ۱ ص ۲۶۷–۲۶۸ ح ۸

(۷) الکافی ج ۱ ص ۲۶۷ ح ۶–۷ (۸) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۶۵

presented by Ziaraat.com

وَ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ-

نیز اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔

اپنی جانوں اور اموال سے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں وہ لوگ اپنے ایمان میں سچے ہیں۔

۹-وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ-

(اور وہ ان کے لیے بھی) جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لاکر دار الہجرت میں مقیم تھے۔

یہ مہاجرین پر عطف سے یا نیا جملہ ہے اس کی خبر یہ ہے: یحبّون اذلم یقسم لھم من الفیء شیء

وہ محبت کرتے ہیں جب کہ ان کے لیے فَیْءٌ میں سے کوئی شے نہیں ملی۔

اور ان سے انصار مراد ہیں وہ مدینہ میں مقیم ہو گئے اور ایمان سے وابستہ رہے اور ان دونوں پر قابو پالیا۔

اور کہا گیا ہے کہ انھوں نے دار الہجرت اور دار الایمان میں قیام فرمایا۔[1]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ایمان کے بعض حصے کا بعض سے تعلق ہے اور وہ گھر ہے اور اسی طرح اسلام بھی گھر ہے اور کفر بھی گھر ہے۔[2]

مِنْ قَبْلِهِمْ-

مہاجرین کی ہجرت سے پہلے۔

یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ-

اور یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کرکے ان کے پاس آئے ہیں اور اُن پر بوجھ نہیں ہیں۔

وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا-

اور انھیں جو کچھ دیا گیا ہے یہ اپنے دلوں میں اس کی حاجت محسوس نہیں کرتے یعنی مہاجرین کو "فَیْءٌ" وغیرہ میں جو حصہ دیا گیا ہے۔

وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ-

وہ محتاج اور ضرورت مند ہوتے ہوئے بھی خود پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ-

جو نفس کی ہوس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں تاکہ وہ نفس کی مخالفت کرے جو مال کی محبت کو اس پر غالب کر دیتا ہے اور خرچ کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیتا ہے۔ ایسے ہی لوگ اس دنیا میں تعریف و توصیف کے ذریعے اور آخرت میں ثواب حاصل کرکے کامیاب اور فائز المرام ہوں گے۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۶۶ (۲) الکافی ج ۲ ص ۲۷ ح ۱

presented by Ziaraat.com

کتاب کافی اور فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ شُح، بُخل سے زیادہ شدید ہوتا ہے بخیل تو اس سے بخل کرتا ہے جو اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور شحیح وہ ہے جو اس پر بخل کرتا ہے جو لوگوں کے پاس ہے اور جو اس کے ہاتھوں میں ہے یہاں تک کہ جب وہ لوگوں کے ہاتھ میں کچھ دیکھتا ہے تو تمنا کرتا ہے کہ حلال وحرام کسی بھی طرح ہو وہ سب اس کا ہو جائے اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے وہ اس پر قناعت نہیں کرتا۔(۱)

کتاب امالی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے بھوک کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی کسی بیوی کے گھر بھیج دیا انھوں نے کہا ہمارے پاس سوائے پانی کے کچھ نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج کی شب کون اس شخص کی ضیافت کرے گا تو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا ''میں یا رسول اللہ'' حضرت علی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت میں تشریف لائے اور ان سے پوچھا اے دختر رسولِ خدا آپ کے پاس کیا ہے؟ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا ہمارے پاس تو بس رات کا کھانا ہے لیکن ہم اپنے مہمان کو خود پر ترجیح دیں گے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے دختر رسول تم بچوں کو سلا دو اور چراغ بجھا دو جب صبح ہوئی اور علی علیہ السلام کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی تو آپ نے انھیں پورا واقعہ سنایا ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ الآیۃ۔(۲)

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے انھوں نے قوم سے حضرت عمر بن الخطاب کے انتقال کے بعد ایک حدیث میں فرمایا جس میں آپ فضائل گنوا رہے تھے میں تمھیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم میں میرے علاوہ کوئی ایسا شخص ہے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ سب نے کہا نہیں۔(۳)

---

(۱) الکافی ج ۴ ص ۴۵ ح ۷ ومن لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۳۴۔۳۵ ح ۱۴۲/۹ باب ۱۶

(۲) الامالی الشیخ طوسی ص ۱۸۵ ح ۳۰۹/۱۱ ساتویں مجلس

(۳) الاحتجاج ج ۱ ص ۲۰۹ اصحاب شوریٰ سے احتجاج

presented by Ziaraat.com

وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ لَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ
اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾
لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَ لَئِنْ
نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ
صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا
اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ
تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

۱۰-(اور وہ ان کے لیے بھی ہے) جو ان کے بعد آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے ہمارے پرور دگار تو ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں اور تو ہمارے دلوں میں صاحبانِ ایمان کے لیے کسی طرح کا کینہ نہ آنے دے اے ہمارے رب تو نہایت مشفق اور بڑا مہربان ہے۔ ۱۱-کیا آپ نے ان منافقوں کا حال نہیں دیکھا جو اپنے کافر اہلِ کتاب بھائیوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ اگر تمھیں نکالا گیا تو ہم بھی تمھارے ساتھ نکلیں گے اور تمھارے معاملے میں ہم کسی کی بات ہرگز تسلیم نہیں کریں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ضرور ہم تمھاری مدد کریں گے مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں۔ ۱۲-اگر وہ نکالے گئے تو یہ اُن کے ساتھ ہرگز نہ نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ اُن کی ہرگز مدد نہ کریں گے اور اگر یہ اُن کی مدد کے لیے آ بھی گئے تو پیٹھ پھرا کر بھاگ جائیں گے اور پھر کہیں سے کوئی مدد نہ پائیں گے۔ ۱۳-ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمھاری ہیبت بیٹھی ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ ۱۴-یہ کبھی اجتماعی طور پر کھلے میدان میں تمھارا مقابلہ نہیں کریں گے لڑیں گے تو قلعہ بند بستیوں میں بیٹھ کر یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر یہ آپس میں بڑے جنگ جو ہیں تم انھیں متحد سمجھتے ہو مگر ان کے دل منتشر ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔

presented by Ziaraat.com

۱۰–وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ–

(اور وہ اُن کے لیے بھی ہے) جو ان کے بعد آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے ہمارے پروردگار تو ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے۔

جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یعنی جو لوگ مہاجرین وانصار کے بعد آئے ہیں یہ تمام مومنین کے لیے عام ہے۔

لِاِخْوَانِنَا سے مراد ہے جو دینی اعتبار سے ہمارے بھائی ہیں۔

وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا–

اور تو ہمارے دلوں میں صاحبان ایمان کے لیے کسی طرح کا کینہ نہ آنے دے۔

اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ– اے ہمارے رب تو نہایت شفیق ومہربان ہے۔

لہٰذا موزوں اور درست ہے کہ تو ہماری دعاؤں کو قبول کرلے۔

۱۱–اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نَافَقُوْا– (اے نبی) کیا آپ نے ان منافقوں کا حال نہیں دیکھا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ یہ آیت ابن اُبی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔[1]

یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ– جو اپنے کافر اہل کتاب بھائیوں سے یہ کہہ رہے تھے۔

اس سے مراد بنی نضیر ہیں۔

لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا–

کہ اگر تمھیں نکالا گیا تو ہم بھی تمھارے ساتھ نکلیں گے اور تمھارے معاملے میں ہم کسی کی بات تسلیم نہیں کریں گے۔

اُخْرِجْتُمْ: یعنی اگر تمھیں تمھارے شہروں سے نکالا گیا۔

لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا–

ہم بھی تمھارے ساتھ نکلیں گے اور تمھارے بارے میں ہم کسی کی بات تسلیم نہیں کریں گے۔

تمھارے قتال کے بارے میں یا تمھیں تنہا چھوڑ دینے کے بارے میں ہم نہ تو رسول اللہ کی بات مانیں گے اور نہ ہی مسلمانوں کی بات تسلیم کریں گے۔

وَ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ–

اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمھاری مدد کریں گے، مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں۔

اللہ کو معلوم ہے کہ یہ لوگ ایسا کرنے والے نہیں ہیں۔

۱۲–لَىِٕنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَىِٕنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَهُمْ–

اگر وہ نکالے گئے تو یہ اُن کے ساتھ ہرگز نہ نکلیں گے اور اُن سے جنگ کی گئی تو یہ اُن کی ہرگز مدد نہ کریں گے۔

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۶۰

presented by Ziaraat.com

اور ایسا ہی ہوا۔ اس لیے کہ ''ابن اُبَیّ'' اور اس کے ساتھیوں نے ''بنی النضیر'' کو پیغام بھیجا پھر وہ اپنے وعدے سے پھر گئے جیسا کہ سورے کے آغاز میں آیت ۲ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ-

اور اگر یہ ان کی مدد کے لیے آ بھی گئے تو پیٹھ پھرا کر بھاگ جائیں گے اور پھر کہیں سے کوئی مدد نہ پائیں گے۔ ہم اگر فرض کرلیں کہ وہ مدد کے لیے آجائیں گے تو شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔

۱۳-لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ-

ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمھاری ہیبت بیٹھی ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔

یہ لوگ مومنین سے اپنے خوف کو پوشیدہ رکھتے ہیں لیکن ظاہر یہ کرتے ہیں کہ اللہ سے بہت ڈرتے ہیں یہ سب منافقت کرتے ہیں۔

یہ لوگ اللہ کی عظمت سے بے خبر ہیں ورنہ اس سے اسی طرح ڈرتے جو ڈرنے کا حق ہے اور یہ جان لیتے کہ وہی مستحق ہے کہ اس کی خشیّت وخوف ہو۔

۱۴-لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ-

یہ کبھی اجتماعی طور پر کھلے میدان میں تمھارا مقابلہ نہیں کریں گے لڑیں گے تو قلعہ بند بستیوں میں بیٹھ کر یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر۔

یعنی یہ یہودی اور منافقین اجتماعی طور سے تمھارا مقابلہ نہیں کریں گے۔

قُرًى مُّحَصَّنَةٍ وہ بستیاں جو قلعہ کے اندر ہیں یا خندقوں میں ہیں۔

یا خوف کی وجہ سے دیواروں کے پیچھے سے لڑیں گے۔

بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ- یہ آپس میں بڑے جنگ جو ہیں۔

قلعہ بند ہو کر یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر لڑنا ان کے کسی ضُعف (کمزوری) یا بزدلی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ جب یہ ایک دوسرے سے جنگ کرتے ہیں تو یہ شدید قوت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ درحقیقت اللہ نے ان کے دلوں پر رعب ڈال دیا ہے اس لیے کہ بہادر بزدل ہوجاتا ہے اور عزیز ذلیل ہو جاتا ہے اگر وہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنا شروع کردے۔

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ-

تم انھیں متحد سمجھتے ہو مگر اُن کے دل مُنتشر ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔

تم انھیں دیکھ کر یہی سمجھو گے کہ یہ لوگ اجتماعیت رکھتے ہیں اور باہمی متفق ہیں لیکن ان کے دل ایک دوسرے سے جدا ہیں اس لیے کہ اُن کے عقائد مختلف ہیں اور اُن کے مقاصد بھی جُدا جدا ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ان کی بھلائی کس بات میں ہے ان کے دلوں کی پراگندگی نے ان کے قُویٰ کو مضمحل کر دیا ہے۔

presented by Ziaraat.com

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۚ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ
مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ
خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ع ۵ ۲
وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ
الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا
مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ
اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ
الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ
الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ع ۳ ۲

۱۵-یہ ان لوگوں کی مانند ہیں جو ان سے کچھ عرصہ قبل اپنے کرتوتوں کا خمیازہ بھگت چکے ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ۱۶-ان کی مثال شیطان جیسی ہے جب اُس نے انسان سے کہا کہ کافر ہوجا اور جب انسان نے کفر اختیار کر لیا تو اس نے کہا میں تم سے براءت کرتا ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ۱۷-ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائیں گے اور ظالمین کی یہی جزا ہے۔ ۱۸-اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل (قیامت) کے لیے کیا سامان پہلے بھیج دیا ہے اللہ سے ڈرتے رہو تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اس سے اچھی

presented by Ziaraat.com

طرح باخبر ہے۔ ۱۹–تم اُن لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انھیں ان کا نفس بھلا دیا درحقیقت یہی لوگ فاسق ہیں۔ ۲۰–دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے کبھی یکساں نہیں ہوسکتے جنت میں جانے والے ہی یقیناً کامیاب ہیں۔ ۲۱–اگر ہم نے اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کر دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جا رہا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے اور یہ مثالیں ہم انسانوں کے لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔ ۲۲–وہ اللہ وہ ہے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے وہ غیب اور شہود کا جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان اور نہایت مشفق ہے۔ ۲۳–وہ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ بادشاہ ہے نہایت مقدّس، سراسر سلامتی، امن دینے والا، نگہبان سب پر غالب، بڑی طاقت والا، کبریائی کا مالک اللہ اس شرک سے پاک ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ ۲۴–وہ اللہ خالق، مُوجد اور صورت گر ہے اس کے لیے اسمائے حُسنیٰ ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کی تسبیح میں مصروف ہے وہ زبردست اور باحکمت ہے۔

۱۵– كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ–

یہ ان لوگوں کی مانند ہیں جو ان سے کچھ عرصے قبل اپنے کرتوتوں کا خمیازہ بھگت چکے ہیں۔ اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے یعنی بنی قینُقاع۔[۱]

قَرِيْبًا کے معنیٰ ہیں زمانہ قریب میں۔

وَبَالَ اَمْرِهِمْ دنیا میں ان کے کفر کا برا انجام۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور آخرت میں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱۶– كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ–

ان کی مثال شیطان جیسی ہے جب اُس نے انسان سے کہا کہ کافر ہو جا اور جب انسان نے کفر اختیار کر لیا تو اس نے کہا میں تم سے برأت کرتا ہوں یعنی منافقین کی مثال یہودیوں کو قتال کے لیے ورغلانے پر پھر ان کے واپس لوٹ آنے پر شیطان جیسی ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''ابن اُبَیّ'' اور ''بنی نضیر'' کے بارے میں مثال دی ہے اور فرمایا:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ۔[۲]

پہلے تو شیطان نے اس سے کفر اختیار کرنے کو کہا جیسے حاکم محکوم کو کہتا ہے اور جب وہ کافر ہو گیا تو اس سے

---

(۱) و (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۶۰

presented by Ziaraat.com

برأت کر لی اس ڈر سے کہ کہیں اس کے عذاب میں شریک نہ ہو جائے اور اس سے اُسے کوئی فائدہ نہ ہو۔

اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ-

میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۷-فَکَانَ عَاقِبَتَہُمَاۤ اَنَّہُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیۡنِ فِیۡہَا-

اور ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں ہمیشہ کے لیے جہنّم میں جائیں گے۔

وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ -

اور ظالمین کی یہی جزا ہے۔

۱۸-یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ-

اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے کیا سامان پہلے بھیج دیا ہے۔

لِغَدٍ یعنی قیامت کے دن کے لیے غد یعنی کل اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ نزدیک ہے یا اس کے لیے پوری دنیا ایک دن کی طرح ہے اور آخرت کل کا دن ہے اور لفظ ''غد نکرہ'' لایا گیا مقصد تعظیم تھا۔

وَاتَّقُوا اللّٰہَ-

تم اللہ سے ڈرو یہ جملہ دوبارہ محض تاکید کے لیے لایا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ-

تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

یہ گویا کہ گناہ کرنے پر ایک طرح کی تنبیہ ہے۔

۱۹-وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ نَسُوا اللّٰہَ-

اور تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے یعنی انھوں نے اللہ کا حق فراموش کر دیا۔

فَاَنۡسٰىہُمۡ اَنۡفُسَہُمۡ-

تو اللہ نے انھیں اُن کا نفس بھلا دیا۔

انھیں ایسا کر دیا کہ وہ اپنے نفس کو بھول گئے یہاں تک کہ انھوں نے نہیں سنا کہ کیا چیز اسے فائدہ پہنچائے گی اور وہ نہیں کیا جو اس کی نجات کا باعث ہو۔

اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ-

درحقیقت یہی لوگ فاسق ہیں۔

یعنی فسق میں کامل ہیں۔

presented by Ziaraat.com

۲۰–لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ–

دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے ہرگز یکساں نہیں ہوسکتے جن لوگوں نے اپنے نفوس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا وہ جنت کے اہل قرار پائے۔

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ–

جنت میں جانے والے ہی یقیناً کامیاب ہیں۔

ایسی نعمتوں میں جو دائمی ہیں۔

کتاب عیون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور کہا ''اصحاب الجنّة'' اصحاب جنت وہ ہے جس نے میری اطاعت کی اور میرے بعد علی ابن ابی طالب کو تسلیم کیا اور اُن کی اولیت کا اقرار کیا اور ''اصحابُ النار'' اصحاب نار وہ ہے جس نے ولایت کو ناپسند کیا، وعدے کو توڑ ڈالا اور میرے بعد علی سے قتال کیا۔[۱]

۲۱–لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ–

اگر ہم نے اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کر دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جا رہا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔

کہا گیا ہے تمثیل اور تخیّل ہے جیسا کہ اللہ کے قول: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ (احزاب ۷۲) میں گزرا اور درحقیقت تلاوت قرآن کے وقت قساوتِ قلبی اور قلّت تدبر کی بنیاد پر خضوع وخشوع کے فقدان پر انسان کی سرزنش کرنا مقصود ہے۔[۲]

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ–

اور یہ مثالیں ہم انسانوں کے لیے بیان کر رہے ہیں تاکہ وہ غور وفکر سے کام لیں۔

۲۲–هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ–

وہ اللہ وہ ہے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے وہ غیب اور شہود کا جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

کہا گیا ہے کہ جو محسوسات اور موجودات سے غائب اور اس کے لیے موجود ہو یا معدوم موجود ہو یا پوشیدہ اور علانیہ طور پر واضح ہو۔[۳]

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا غیب وہ ہے جو ابھی نہیں ہوا اور شہادۃ وہ ہے جو ہو چکا ہے۔[۴]

---

(۱) عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۲۸۰ ح ۲۲ باب ۲۸ (۲) و (۳) تفسیر انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۶۸

(۴) تفسیر مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۲۶۶

presented by Ziaraat.com

۲۳– هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ–

وہ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ بادشاہ ہے، نہایت مقدّس تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا وہ ہستی جو آفات اور جہل کے اسباب سے بری ہو۔[۱]

السَّلٰمُ–

جو سراسر سلامتی ہے۔ ہر نفس اور آفات سے با سلامت ہے۔

الْمُؤْمِنُ–

امن کا عطا کرنے والا ہے۔

تفسیر قمیؒ میں وہ اپنے اولیاء کو عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔[۲]

الْمُهَيْمِنُ–

نگران ونگہبان ہر شے کا محافظ ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ وہ گواہ ہے۔[۳]

الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ–

سب پر غالب، بڑی طاقت والا۔

جو اپنی مشیّت سب پر نافذ کرتا ہے اور اس پر کسی کی مشیت نافذ نہیں ہوسکتی اور جو اپنی مخلوقات کے احوال درست کرتا ہے۔

الْمُتَكَبِّرُ–

کبریائی کا مالک ہے۔

وہ ہستی جو ہر اُس شے سے بالا ہے جو حاجت اور کمی کا باعث ہو۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ–

اللہ اس شرک سے پاک ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

کتاب توحید میں امیر المومنین علیہ السّلام سے مروی ہے آپ سے ''سبحان اللہ'' کی تفسیر دریافت کی گئی تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ جلال خداوندی کی تعظیم ہے اور اللہ کو ''منزّہ'' قرار دینا ہے جو کچھ مشرک اُس کے بارے میں کہتے ہیں جب بندہ ''سبحان اللہ'' کہتا ہے تو ہر فرشتہ اس پر درود بھیجتا ہے۔[۴]

۲۴– هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ–

وہ اللہ، خالق، مُوجد اور صورت گر ہے۔

---

(۱)، (۲) و (۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۶۰ (۴) لتوحید ص ۳۱۱–۳۱۲ ح ۱ باب ۳۵

presented by Ziaraat.com

جب بھی کوئی عدم سے وجود میں آتا ہے تو سب سے پہلے تقدیر اور اس کے مطابق دوسری منزل میں ایجاد اور ایجاد کے بعد تیسرے مرحلے میں تصویر کی ضرورت ہے لہٰذا ان تینوں اعتبارات کے لحاظ ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ خالق، باری اور مُصوّر ہے۔

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى-

اس کے لیے اسمائے حُسنیٰ ہیں۔

جو مَعَانِی کے محاسن پر دلالت ورہنمائی کرتے ہیں۔

کتاب توحید میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے وہ اپنے آباؤ اجداد سے وہ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں سو میں ایک کم جو ان ناموں کا اِحصا کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا پھر آپ نے ان اسماء کا ذکر فرمایا۔[۱]

ہمارے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ان کا احصا کرنے سے مراد ان کا احاطہ کرنا، ان کے معانی ومفاہیم سے واقف ہونا اور احصا کا مطلب صرف شمار کرنا نہیں ہے۔[۲]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ ہم نے اس حدیث کے دوسرے مفاہیم بھی بیان کیے ہیں اور ہم نے ہر ہر نام کی تفسیر وتشریح اپنی کتاب جو علمِ الیقین کے نام سے موسوم ہے اس میں بیان کر دی ہے جو ارادہ کرتا ہے وہ اس کتاب سے رجوع کرے۔

يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ-

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کی تسبیح میں مصروف ہے۔ اس لیے کہ وہ نقائص سے پاک و پاکیزہ ہے۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ-

وہ زبردست اور باحکمت ہے۔

تمام کمال اس کی ذات میں مجتمع ہے اس لیے کہ سب کا سب قدرت وعلم میں مندرج ہے۔

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ حشر پڑھے گا تو جنت، جہنّم، عرش، کرسی، حجاب، ساتوں آسمانوں، ساتوں زمین، ہوا، پرندے، درخت، پہاڑ، چوپائے، سورج چاند، اور فرشتے باقی نہ بچیں گے کہ اس پر درود بھیجتے رہیں اور اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں اور اگر وہ اسی دن یا اسی رات مر گیا تو ان شاءاللہ وہ شہید مرے گا۔[۳]

---

(۱) التوحید ص ۱۹۴-۱۹۵ ح ۸ باب ۲۹ (۲) التوحید ص ۱۹۵ حدیث ۹ کے ذیل میں باب ۲۹

(۳) ثواب الاعمال ص ۱۱۷ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۵۵-۲۵۶

presented by Ziaraat.com

سورۂ الممتحنہ

سورۂ الممتحنہ اور کہا گیا سورۂ الامتحان اور کہا گیا سورۂ المودّۃ یہ مدنی سورہ ہے اور اجماعی طور سے اس میں ۱۳ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَ عَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ وَ قَدۡ کَفَرُوۡا بِمَا جَآءَکُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ ۚ یُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَ اِیَّاکُمۡ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ رَبِّکُمۡ ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِہَادًا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِیۡ ۬ۚ تُسِرُّوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ ۬ۚ وَ اَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَیۡتُمۡ وَ مَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡہُ مِنۡکُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ﴿۱﴾ اِنۡ یَّثۡقَفُوۡکُمۡ یَکُوۡنُوۡا لَکُمۡ اَعۡدَآءً وَّ یَبۡسُطُوۡۤا اِلَیۡکُمۡ اَیۡدِیَہُمۡ وَ اَلۡسِنَتَہُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَ وَدُّوۡا لَوۡ تَکۡفُرُوۡنَ ﴿۲﴾ لَنۡ تَنۡفَعَکُمۡ اَرۡحَامُکُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ ۚ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ۚ یَفۡصِلُ بَیۡنَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۳﴾ قَدۡ کَانَتۡ لَکُمۡ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗ ۚ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِہِمۡ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡکُمۡ وَ مِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ۫ کَفَرۡنَا بِکُمۡ وَ بَدَا بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃُ وَ الۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗۤ اِلَّا قَوۡلَ اِبۡرٰہِیۡمَ لِاَبِیۡہِ لَاَسۡتَغۡفِرَنَّ لَکَ وَ مَاۤ اَمۡلِکُ لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡنَا وَ اِلَیۡکَ اَنَبۡنَا وَ اِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۴﴾

معانقۃ ۱۲ السباع الوقف علی القبیحۃ ۱۲

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-اے ایمان لانے والو! تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ تم انھیں مَوَدّت کا پیغام بھیجتے ہو حال آں کہ جو حق تمھارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا عالَم یہ ہے کہ وہ رسول کو اور تمھیں

presented by Ziaraat.com

گھروں سے نکلنے پر مجبور کرتے ہیں کیونکہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا جوئی کی خاطر (وطن چھوڑ کر گھروں سے) نکلے ہو تم چھپ چھپ کر انھیں دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حال آں کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جس کو ظاہر کرتے ہو میں اس سے زیادہ واقف ہوں تم میں جو بھی ایسا کرتا ہے تو وہ راہِ راست سے بھٹک گیا ہے۔ ۲–اگر وہ تم پر قابو پا جائیں تو تمھارے ساتھ دشمنی کریں اور ہاتھ اور زبان سے تمھیں آزار پہنچائیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ۔ ۳–قیامت کے دن نہ تمھاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی نہ ہی تمھاری اولاد وہ تمھارے درمیان جدائی ڈال دے گا تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ ۴–تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور اُن کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور تمھارے ان معبودوں سے قطعی بیزار ہیں جنھیں تم اللہ کے علاوہ پوجتے ہو ہم نے تم سے بیزاری اختیار کر لی اور ہمارے اور تمھارے درمیان عداوت اور منافرت ہمیشہ کے لیے نمایاں ہو گئی ہے جب تک تم اللہِ واحد پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم کا اپنے (مُرَبّی) باپ سے یہ کہنا اس سے مستثنیٰ ہے کہ میں آپ کے لیے ضرور مغفرت طلب کروں گا لیکن میں اللہ کی طرف سے آپ کے لیے کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے رب ہم نے تجھ پر توکل کیا ہے اور تیری ہی جانب رُخ کیا ہے اور تیری طرف ہماری بازگشت ہے۔

۱–یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ–

اے ایمان والو تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی اور آیت کا لفظ عام ہے اور اس کے معنیٰ خاص ہیں اس کے نزول کا سبب یہ ہے کہ حاطب ابن ابی بَلتَعہ مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور اس کے اہل خانہ مکّہ میں تھے قریش اس بات سے خائف تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے جنگ کریں گے وہ لوگ حاطب ابن ابی بلتعہ کے اہلِ خانہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ وہ حاطب کو خط لکھ کر یہ دریافت کریں کہ کیا محمد مکہ پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں اس کے اہلِ خانہ نے حاطب کو خط لکھ کر اس بارے میں دریافت کیا تو حاطب نے جواب میں یہ لکھا کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ارادہ کر رہے ہیں اور اس نے خط صفیہ نامی ایک عورت کو دیا اور اس نے وہ خط بالوں کی چٹیا میں چھپا لیا اور روانہ ہو گئی جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھیں اس بات سے مطّلع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام اور زبیر بن العوام کو اس عورت کی تلاش میں روانہ کیا ان دونوں نے اسے جالیا امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے پوچھا خط کہاں ہے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اس کی تلاشی لی گئی اس کے پاس کچھ نہ ملا زبیر

presented by Ziaraat.com

نے کہا کہ ہم اس کے پاس کچھ بھی نہیں دیکھ رہے ہیں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹا نہیں سمجھتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کو جھوٹا نہیں گردانتے اور جبرئیل علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے جھوٹی خبر نہیں دیتے بخدا اگر تو نے تحریر نہ دی تو میں تیرا سر کاٹ کر رسول اللہ کی خدمت میں بھیج دوں گا اس نے کہا آپ لوگ مجھ سے ذرا دور چلے جائیں تا کہ میں خط نکال لوں اس نے وہ خط بالوں کی چٹیا میں سے نکالا امیر المومنین نے اسے لیا اور لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اے حاطب یہ کیا ہے؟ حاطب نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نے منافقت نہیں کی اور نہ ہی مجھ میں کوئی تبدیلی یا تَغَیُّر واقع ہوا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی اور معبود نہیں اور آپ اللہ کے برحق رسول ہیں۔

لیکن میرے اہل وعیال نے مجھے خط لکھ کر بتایا تھا کہ قریش نے اُن لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھا ہے میں نے بھی مناسب جانا کہ میں قریش کو ان کے حسنِ سلوک کی جزا دوں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نازل فرمائی۔[1]

تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ۔

تم انھیں مودت کا پیغام بھیجتے ہو۔

تم تحریر کے ذریعے انھیں مودّت کا پیغام بھیجتے ہو۔

وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ۔

اور اُن کا عالم یہ ہے کہ وہ رسول کو اور تمھیں گھروں سے نکلنے پر مجبور کرتے ہیں۔

یعنی تمھیں مکّہ سے نکال کر بے گھر کر دیا۔

اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ۔

کیوں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو۔

یعنی انھوں نے تمھارے ایمان کی وجہ سے وطن سے بے دخل کیا ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ۔

اگر تم اپنے وطن سے میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا جوئی کی خاطر نکلے ہو، جوابِ شرط محذوف ہے جو رہنمائی کرتا ہے کہ لَا تَتَّخِذُوْا تم ایسوں کو اپنا سرپرست اور دوست نہ بناؤ۔

تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ۔

تم چھپ چھپ کر انھیں دوستی کا پیغام بھیجتے ہو۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۱۔۳۶۲

presented by Ziaraat.com

وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ–

حال آں کہ تم جو کچھ چھپاتے اور جس کو ظاہر کرتے ہو میں اُس سے زیادہ واقف ہوں۔

وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ–

اور تم میں سے جو بھی ایسا کرتا ہے تو وہ راہِ راست سے بھٹک گیا ہے۔ یعنی جو بھی منافقین اور یہودیوں کو اپنا دوست بناتا ہے وہ خطا کار ہے۔

۲–اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً–

اگر وہ تم پر قابو پا جائیں تو تمھارے ساتھ دشمنی کریں ان سے محبت ومودّت کی پینگیں بڑھانا تمھارے لیے منفعت بخش نہیں ہوگی۔

وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ–

اور ہاتھ اور زبان سے تمھیں آزار پہنچائیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ۔

ان کی تمنّا ہے کہ تم مرتد ہو جاؤ لفظ وَدُّوْا بصورت ماضی آیا ہے اس بات کی طرف توجّہ دلانے کے لیے انھوں نے ہر شے سے پہلے یہ تمنّا کی تھی وہ اگرچہ تم پر کامیابی حاصل نہ کر سکے لیکن ان کی مودّت حاصل ہے۔

۳–لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ–

قیامت کے دن نہ تمھاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی نہ ہی تمھاری اولاد وہ تمھارے درمیان جدائی ڈال دے گا۔ ارحام سے مراد ہے قرابت دار، نزدیکی رشتہ دار۔

وَلَآ اَوْلَادُكُمْ نہ ہی تمھاری اولاد جن کی وجہ سے تم مشرکین کے دوست بنے ہوئے ہو۔

يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وہ تمھارے درمیان جدائی ڈال دے گا جو خوف تمھیں نظر آرہا ہوگا تم ایک دوسرے سے بھاگتے ہوئے دکھائی دو گے تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم آج کے دن اللہ کے حق کو چھوڑ رہے ہو ان کے لیے جو کل تم سے بھاگ رہے تھے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ– تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

وہ اس کے مطابق تمھیں جزا دے گا۔

۴–قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ–

تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے۔

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ بہترین نمونۂ عمل۔

اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ–

جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور تمھارے ان معبودوں سے قطعی بیزار ہیں جنھیں تم اللہ کے

presented by Ziaraat.com

علاوہ پوجتے ہو۔

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ۔

ہم نے تم سے بیزاری اختیار کرلی اور ہمارے اور تمھارے درمیان عداوت اور منافرت ہمیشہ کے لیے نمایاں ہوگئی ہے جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔

كَفَرْنَا بِكُمْ کے معنیٰ ہیں ہم نے تم سے بیزاری کرلی ایسی ہی روایت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: الكُفر فی هٰذِهِ الاٰيَةِ البَرَاءَةُ اس آیت میں کفر سے مراد بَرَاءت کا اظہار ہے یہ روایت توحید میں ہے اور اسی طرح کی روایت کافی میں امامِ صادق علیہ السّلام سے منقول ہے۔[1]

اگر تم ایمان لے آؤ گے تو عداوت اور منافرت الفت اور محبت میں تبدیل ہو جائے گی۔

اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ۔

مگر ابراہیم کا اپنے مُرَبّی باپ سے یہ کہنا اس سے مستثنیٰ ہے کہ میں آپ کے لیے ضرور مغفرت طلب کروں گا۔

یہ اللہ کا قول اُسوۂ حسنہ سے استثنیٰ ہے اس لے کہ ابراہیم کا اپنے کافر مُرَبّی باپ کے لیے استغفار ایسا نہیں ہے جس کی تاسّی کی جائے پس یہ تو ایک وعدے کے تحت تھا جسے انھوں نے کیا جیسا کہ سورہ توبہ کی آیت ۱۱۴ کے ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ۔

لیکن میں اللہ کی طرف سے آپ کے لیے کوئی اختیار نہیں رکھتا۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔

اے ہمارے رب ہم نے تجھ پر ہی توکّل کیا ہے اور تیری ہی جانب رُخ کیا ہے اور تیری طرف ہماری بازگشت ہے۔

---

(۱) التوحید ص ۲۶۰ ح ۵ باب ۳۶ والکافی ج ۲ ص ۳۸۹۔۳۹۱ حدیث ۱ کا ایک حصّہ

presented by Ziaraat.com

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ
الْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۶ عَسَى اللّٰهُ اَنْ
يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَ اللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۷ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ
يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِيْنَ ۸ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ
اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ
مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا
تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ
مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ
وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ
حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۱۰

۵–اے ہمارے رب تو ہمیں کافروں کے لیے آزمائش قرار نہ دینا اور اے ہمارے پروردگار تو ہماری مغفرت فرمانا بے شک تو غالب اور صاحب حکمت ہے۔ ۶–انھی لوگوں کے طرزِ عمل میں تمھارے لیے اور ہر اس شخص کے لیے بہترین نمونۂ عمل موجود ہے جو اللہ اور روزِ آخرت کا متمنّی ہو اور جو بھی اس سے منہ موڑ لے تو بے شک اللہ بے پروا اور لائق حمد ہے۔ ۷–بعید نہیں ہے کہ اللہ تمھارے اور ان کے درمیان مودّت قائم کر دے جن سے آج تم نے دشمنی مول لی ہے اللہ بڑی قدرت والا ہے اور اللہ غفور و رحیم ہے۔ ۸–اللہ تمھیں اس بات سے نہیں روکتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی

presented by Ziaraat.com

ہے اور تمھیں گھروں سے نہیں نکالا ہے کہ تم ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ۹-البتہ اللہ اس بات سے روکتا ہے کہ تم ان لوگوں سے دوستی کرو جنھوں نے دین کے معاملے میں تم سے قتال کیا ہے اور تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا ہے اور تمھارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے ان سے جو لوگ دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔ ۱۰-اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمھارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لے لو اللہ کو ان کے ایمان کا زیادہ علم ہے جب تمھیں ان کے مومنہ ہونے کا علم ہو جائے تو خبردار انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرنا نہ تو وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ ہی کفار ان کے لیے حلال ہیں ان کے کافر شوہروں نے جو مہر انھیں دیے تھے وہ لوٹا دو اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب تم انھیں مہر کی رقم ادا کرو اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رکھو جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیے تھے وہ واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیے تھے اسے وہ واپس مانگ لیں یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور با حکمت ہے۔

۵-رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا-

اے ہمارے رب تو ہمیں کافروں کے لیے آزمائش قرار نہ دینا کہ کہیں تو انھیں ہم پر مسلّط کر دے اور وہ ہمیں ایسی اذیتیں دیں جنھیں ہم برداشت نہ کر سکیں یا تو ہمارے ذریعے انھیں بے عزّت کرائے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اولاد آدم میں سے جو مومن تھا وہ فقیر (محتاج) تھا اور جو کافر تھا وہ غنی (دولت مند) تھا یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے انھوں نے کہا:

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا تو اللہ تعالیٰ نے اِن لوگوں میں بھی اموال اور حاجت کو رکھ دیا اور اُن لوگوں میں بھی اموال و حاجت کو جاری کر دیا۔[۱]

وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ-

اور اے ہمارے پروردگار تو ہماری مغفرت فرمانا بے شک تو غالب اور صاحب حکمت ہے۔

ہم سے جو زیادتی ہوئی ہے اسے معاف کر دے پروردگار تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے اور جو ایسا ہو تو اس کے لیے سزاوار ہے کہ توکّل کرنے والے کو اجر دے اور دعا کرنے والے کی دُعا کو قبول کرے۔

۶-لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ-

انھی لوگوں کے طرزِ عمل میں تمھارے لیے اور ہر اس شخص کے لیے بہترین نمونۂ عمل موجود ہے جو اللہ اور روز

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۲۶۲ ح ۱۰

presented by Ziaraat.com

آخرت کا متمنی ہوا۔

یہ جملہ مکرر لایا گیا ہے تا کہ آمادہ کیا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کو اپناؤ اور اُن کی ''تاسّی'' کرو۔ اور سمجھ لو کہ ایسے افراد کی ''تاسّی'' کو ترک کرنا برے عقیدے کی پیداوار ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ-

اور جو بھی اس سے منہ موڑ لے تو بے شک اللہ بے پروا اور لائق حمد ہے۔

۷-عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ-

بعید نہیں ہے کہ اللہ تمھارے اور اُن کے درمیان مودّت قائم کردے جن سے آج تم نے دشمنی مول لی ہے اللہ بڑی قدرت والا ہے۔

اللہ اس بات پر قدرت رکھتا ہے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ-

اور اللہ غفور ورحیم ہے۔

تمھاری جانب سے ان کے موالات میں پہلے سے جو باقی رہ گیا ہے اور تمھارے دلوں میں جو رشتہ داریوں کی وجہ سے رجحان ہے اللہ ان سب کو معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے برأت کا اظہار کریں جب تک وہ لوگ کافر ہیں فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ سے اللہ تعالیٰ کے قول واللہ غفور رّحیم تک اللہ تعالیٰ نے مومنین کی ولایت ان سے منقطع کردی اور ان لوگوں نے اُن سے عداوت ظاہر کی فرمایا: عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً بعید نہیں ہے۔ کہ اللہ تمھارے اور ان کے درمیان مودّت قائم کردے جن سے آج تم نے دشمنی مول لی ہے۔ جب مکّے کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو اصحاب رسول اُن سے گھُل مل گئے اور اُن سے نکاح بھی کیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب سے نکاح کرلیا۔[1]

۸-لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ-

اللہ تمھیں اس بات سے نہیں روکتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی ہے اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا ہے۔

اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ-

کہ تم اُن کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو۔ تم مبنی بر عدل فیصلہ کرو۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۲

presented by Ziaraat.com

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ-

بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ قتیلہ بنت عبدُ العُزّیٰ جب وہ مشرک تھی اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر کے پاس ہدایا اور تحفے لے کر آئی تو اسماء نے نہ اس سے ہدایا قبول کیے اور نہ ہی اُسے آنے کی اجازت دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

۹-اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ-

البتہ اللہ اس بات سے روکتا ہے کہ تم ان لوگوں سے دوستی کرو جنھوں نے دین کے معاملے میں تم سے قتال کیا ہے اور تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا ہے اور تمھارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے۔

جیسے مشرکین مکّہ ان میں کچھ نے مومنین کو نکالنے کی کوشش کی اور بعض لوگوں نے نکالنے والوں کی مدد کی۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ-

ان سے جو لوگ دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔

اس لیے کہ وہ ولایت کو اس کے حقیقی مقام سے نکال کر کسی اور جگہ رکھ رہے ہیں۔

۱۰- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ-

اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمھارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لے لو۔

ان کا امتحان لے لو تا کہ تم پر یہ واضح ہو جائے کہ ایمان میں ان کی زبانیں اور ان کے دل ایک جیسے ہیں۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ-

اللہ کو اُن کے ایمان کا زیادہ علم ہے۔

اس لیے کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ اُس سے باخبر ہے۔

فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ-

جب تمھیں ان کے مومنہ ہونے کا علم ہو جائے تو خبر دار انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرنا۔

وہ قسم کھالیں کہ وہ مومنہ ہیں یا مومنہ ہونے کی نشانیاں نظر آئیں تو خبر دار انھیں اُن کے کافر شوہروں کی طرف واپس نہ بھیجنا۔

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ-

نہ تو وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ ہی کفار اُن کے لیے حلال ہیں۔

جملہ مکرر لایا گیا ہے تا کہ جملوں میں مطابقت پیدا ہو جائے اور تاکید بھی نظر آئے پہلا جدائی حاصل کرنے کے لیے دوسرا ازسرِ نو شروع کرنے سے روکنے کے لیے۔

presented by Ziaraat.com

وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا–

ان کے کافر شوہروں نے انھیں جو مہر دیے تھے وہ انھیں لوٹا دو۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ جب کوئی عورت مشرکین میں سے مسلمانوں سے ملحق ہوتو اس کا امتحان لیا جائے اس طرح کہ وہ حلف اٹھائے کہ اسے مسلمانوں سے ملحق ہونے میں اس کے کافر شوہر کا بغض باعث نہیں ہے اور نہ ہی کسی مسلمان سے محبت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے بس مسلمانوں سے ملحق ہونے کا موجب فقط اسلام ہے۔ اگر وہ اسلام لانے سے پہلے ایسا حلف اٹھائے ''وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا'' یعنی یہ مسلمان عورت اپنے کافر شوہر کو مہر کی رقم واپس لوٹا دے پھر مسلمان سے شادی کرے۔[۱]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ان سے کہا گیا کہ میری بیوی کی ایک بہن ہے جو ہماری رائے کو پہچانتی ہے وہ بصرے میں مقیم ہے اور بصرے میں ہماری رائے کے مطابق بہت کم لوگ ہیں میں اس کی شادی ایسے شخص سے کردوں گا جو اس کی رائے کو نہیں دیکھے گا امام علیہ السلام نے فرمایا نہیں موافق نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ

تم انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرنا نہ تو وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ ہی کفار اُن کے لیے حلال ہیں۔[۲]

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ–

اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے جب تم انھیں مہر کی رقم ادا کردو۔

اس لیے کہ اسلام ان کے اور ان کے کافر شوہروں کے درمیان حائل ہوگیا ہے۔

تم انھیں مہر کی رقم ادا کردو اس میں اشارہ ہے کہ جو کچھ تم نے ان کے کافر شوہروں کو دیا ہے وہ مہر کا قائم مقام نہیں ہوگا۔

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ–

اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رکھو۔

اکثر اوقات کافر عورتیں عقد کر کے اور نسب کی وجہ سے پناہ چاہتی ہیں۔ ''عصم''، عصمۃ کی جمع ہے اور اس سے مراد مومنین کو مشرک عورتوں سے نکاح کرنے سے روکنا ہے۔

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے پاس کافر عورت ہو یعنی ملت اسلام پر نہ ہو اور وہ خود ملّت اسلام پر ہوتو اسے چاہیے کہ وہ اس کے سامنے اسلام کو پیش کرے پس اگر وہ اسلام قبول کر لے گی تو اس کی بیوی کی حیثیت سے باقی رہے گی ورنہ وہ اس سے بری ہو جائے گی اللہ نے ایسی عورتوں کا ہاتھ تھامنے کو منع فرمایا ہے۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۲ (۲) الکافی ح ۵ ص ۳۴۹ ح ۶ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۳

presented by Ziaraat.com

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اہل کتاب سے نکاح کرنا مناسب نہیں ہے سوال کیا گیا کہ اس کی حُرمت کہاں سے ثابت ہے؟ فرمایا اللہ کے قول: وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ۔[1]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ سورۂ مائدہ کی آیت ۵ کے ذیل میں جو روایت گزری ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

وَسْئَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوا مَا أَنْفَقُوا۔

جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیے تھے وہ واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیے تھے اسے وہ واپس مانگ لیں۔

ان عورتوں کا مہر جو کافروں سے ملحق ہوگئی ہیں اور ان بیویوں کا مہر جو ہجرت کر کے آئی ہیں۔

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۚ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور باحکمت ہے۔ وہ ویسا ہی فیصلہ نافذ کرتا ہے جو حکمت کے تقاضوں کے مطابق ہوتا ہے۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تمھاری کوئی شے تمھاری ازواج کے پاس رہ گئی ہو اور وہ تمھارے عہد کے کافروں سے جا کر ملحق ہوگئی ہوں تو تم ان کافروں سے ان کے مہر کا مطالبہ کرو اور اگر ان کی عورتوں میں سے کچھ تم سے ملحق ہوگئی ہوں تو تم ان کی مہر کی رقم ان کافروں کو ادا کردو یہی اللہ کا حکم ہے جو تمھارے درمیان کر رہا ہے۔[2]

---

(۱) الکافی ج ۵ ص ۳۵۸ ح ۸

(۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۳

presented by Ziaraat.com

وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ
اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ
لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ
بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ
لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا
غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ
اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ع

ع ۲ ۷ ۸ النصف

۱۱–اور اگر تمھاری کافر بیویوں کے مہر سے تمھیں کفار سے کچھ نہ ملے اور پھر تمھاری نوبت آئے تو جن لوگوں کی بیویاں اُدھر رہ گئی ہیں ان کو اتنی رقم ادا کر دو جو ان کے دیے ہوئے مہروں کے برابر ہو اور تم اللہ سے ڈرتے رہو جس پر ایمان رکھتے ہو۔ ۱۲–اے نبی جب مومن عورتیں آپ کی خدمت میں بیعت کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کی ذات میں کسی کو شریک قرار نہیں دیں گی چوری نہیں کریں گی، نہ ہی زنا کریں گی اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی بہتان لگائیں گی جو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے گھڑ لیں اور نہ ہی نیک کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی آپ ان سے بیعت لے لیجیے اور اُن کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کیجیے بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ ۱۳–اے ایمان لانے والو! خبردار تم ایسی قوم سے دوستی نہ کرو اللہ نے جن پر غضب فرمایا ہے جو آخرت سے اسی طرح مایوس ہیں جس طرح قبروں میں پڑے ہوئے کافر مایوس ہیں۔

۱۱–وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ–

اور اگر تمھاری کافر بیویوں کے مہر سے تمھیں کفار سے کچھ نہ ملے اور پھر تمھاری نوبت آئے یعنی تم سے آگے بڑھ گئیں اور تمھارے ہاتھ سے نکل کر ان کی طرف چلی گئیں۔

فَعَاقَبْتُمْ کہا گیا ہے کہ تمھاری باری یعنی تمھاری نوبت مہر ادا کرنے کے لیے آگئی۔ (۱)

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۷۲

presented by Ziaraat.com

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے بعد تم نے دوسری عورت سے شادی کر لی جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔

فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا۔

اے مومنو! تو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں انھیں اتنی ہی رقم ادا کردو جو ان کے دیے ہوئے مہروں کے برابر ہو۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اگر چہ وہ ان کفار سے ملحق ہوگئی ہوں جن سے تمھارا کسی قسم کا معاہدہ نہ ہو اور تمھیں مال غنیمت ملا ہو۔ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا۔ (۱)

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ ''عاقبتم'' کا یہ مفہوم ہے تم نے جو کفار سے انجام کار پایا ہے یعنی غنیمت یعنی فوت ہو جانے والی شے کا بدل غنیمت سے ادا کردو فرمایا اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس فاطمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ تھی وہ مشرکین کے ساتھ رُک گئی تو اس سے معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا تو اللہ نے اپنے رسول پر وحی کی کہ حضرت عمرؓ اس کے مہر کی رقم ادا کردیں۔ (۲)

کتاب علل شرائع میں صادقین علیہما السلام سے مروی ہے آپ دونوں سے سوال کیا گیا کہ اس مقام پر عقوبتہ کے کیا معنی ہیں تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کی بیوی چلی جائے تو وہ اس کی جگہ دوسری عورت لے آئے یعنی اس سے شادی کر لے پس وہ جب اس کے علاوہ دوسری عورت سے شادی کر لے گا تو امام پر لازم ہے کہ جانے والی عورت کا مہر ادا کرے آپ دونوں سے سوال کیا گیا کہ مومنین کس طرح اپنی بیوی کا مہر ادا کریں جب کہ ان کے جانے میں ان کا کوئی دخل نہیں، اور مومنین پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیویوں پر پلٹا دیں جو ان پر خرچ کیا ہے جو مومنین تک پہنچے امام علیہ السلام نے فرمایا امام علیہ السلام اسے واپس کردیں گے خواہ انھیں کفار سے کچھ ملا ہو یا نہ ملا ہو اس لیے کہ امام پر لازم ہے کہ جو ان کے ہاتھوں کے نیچے ہیں ان کی حاجت روائی کرے اور اگر تقسیم کے لیے مال موجود ہو تو اسے چاہیے کہ جو نائب قائم مقام ہے وہ تقسیم سے قبل اُن کی ضرورت پوری کرے اور اگر اس کے بعد کچھ بچ رہے تو ان کے درمیان تقسیم کر دے اور کچھ نہ بچے تو پھر انھیں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ (۳)

کتاب تہذیب میں امام صادق علیہ السلام سے ایسا ہی مروی ہے الّا یہ کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ امام پر لازم ہے کہ اس گروہ کو بھی انعام دے جو اس کے ماتحت ہو۔ (۴)

تفسیر جوامع میں ہے کہ جب اٰیۂ متقدمہ نازل ہوئی تو مومنین کو جو حکم دیا گیا تھا کہ مشرکین کو ان کی ازواج کے لیے نفقہ مہیّا کریں اور مشرکین نے انکار کر دیا تھا کہ وہ کافر عورتوں کے مہر کا کچھ حصہ بھی ان کے مسلمان شوہروں کو ادا کریں گے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (۵)

---

(۱) و (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۳ (۳) علل شرائع ص ۵۱۷ ح ۶ باب ۲۸۹

(۴) تہذیب الاحکام ج ۶ ص ۳۱۳ ح ۸۶۵/۷۲ باب ۹۲ (۵) جوامع الجامع ص ۴۹۱

presented by Ziaraat.com

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۔

اور تم اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

اس لیے کہ یہ اُسی چیز پر ایمان لایا ہے تقویٰ اس سے جس کا تقاضا کرتا ہے۔

۱۲۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا۔

اے نبی جب مومن عورتیں آپ کی خدمت میں بیعت کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کی ذات میں کسی کو شریک قرار نہیں دیں گی۔

وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ۔

چوری نہیں کریں گی، نہ ہی زنا کریں گی اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کریں گی اس سے مراد لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا یا حمل گرانا ہے۔

وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ۔

اور نہ ہی بہتان لگائیں گی جو اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے گھڑلیں۔

تفسیر جوامع میں ہے کہ عورت کسی پڑے ہوئے یا گرے ہوئے مولود کو اٹھالیتی اور اپنے شوہروں سے کہتی یہ میرا بچہ تم سے ہے ہاتھوں اور پاؤں سے گھڑنا گھڑنے والی کے بہتان کی طرف بطور کنایہ لایا گیا اس بچے کے بارے میں جسے جھوٹے راستے سے اپنے شوہر سے متصل کر رہی ہے اس لیے کہ جس شکم میں اس کو اٹھایا گیا وہ دونوں ہاتھوں اور شرم گاہ کے درمیان میں ہے جسے وہ ٹانگوں کے درمیان میں جنم دیتی ہے۔(۱)

وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ۔

اور نہ ہی نیک کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی۔

معروف سے مراد ہے وہ نیکیاں جن کے بجالانے کا انھیں حکم دیا گیا ہے تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر فرض قرار دی ہیں جیسے نماز، زکوٰۃ اور جو انھیں عمل خیر کا حکم دیا گیا ہے۔(۲)

فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ۔

اے نبی آپ اُن سے بیعت لے لیجیے اور اُن کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کیجیے بیعت کے بعد ان تمام چیزوں کو پورا کرنے پر انھیں ثواب کی ضمانت دیجیے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو مردوں نے بیعت کی پھر بیعت کے لیے عورتیں آئیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

---

(۱) جوامع ابی مع ص ۴۹۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۴

presented by Ziaraat.com

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ ہند نے کہا کہ ہم نے بچّے کو بچپنے میں پالا اور آپ نے بڑے ہونے پر انھیں قتل کر دیا امّ الحکیم بنت حارث بن ہشام نے کہا جو عکرمہ بن ابی جہل کی زوجیت میں تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی نیکیاں ہیں جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہم آپ کی نافرمانی نہ کریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم رخسار پر طمانچے نہ مارو اور چہرے زخمی نہ کرو اور بال نہ اکھیڑو اور گریبان چاک نہ کرو اور کپڑوں کو کالا نہ کرو اور ہائے وائے نہ کہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امور پر ان سے بیعت لی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا ایک بڑا پیالہ منگوایا آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر نکال لیا پھر فرمایا تم اپنے اپنے ہاتھ اس پانی میں ڈال دو یہی بیعت ہے۔[۱]

تفسیر قمی میں ہشام کی جگہ عبد المطّلب کا نام ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ تم قبروں کے نزدیک نہ کھڑی ہونا۔[۲]

اور ایک روایت میں ہے جو کافی میں ہے تم اپنے بال نہ بکھرانا۔[۳]

اور کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تمام عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد جمع ہوگئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برام (الف) کے مقام پر ایک چھوٹا برتن منگوایا پھر اس میں کنویں کا پانی ڈالا اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا پھر فرمایا اے عورتو سنو! میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گی تم چوری نہیں کرو گی، تم زنا نہیں کرو گی تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی اور نہ ہی تم بہتان گھڑو گی اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان اور نیک کاموں میں تم اپنے شوہروں کی نافرمانی نہیں کرو گی کیا تم نے ان تمام باتوں کا اقرار کر لیا انھوں نے جواب دیا ہاں ہم نے اقرار کر لیا تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظرف آب سے اپنا ہاتھ نکالا اور فرمایا تم سب اس پانی میں اپنے ہاتھ ڈبوؤ ان سب نے ایسا ہی کیا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک طیب و طاہر تھا اس بات سے کہ اس سے کسی عورت جو نامحرم ہو اس کا ہاتھ مس ہو۔[۴]

۱۳۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ۔

اے ایمان والو! خبردار تم ایسی قوم سے دوستی نہ کرو اللہ نے جن پر غضب فرمایا ہے۔

اس سے مراد عام کفار ہیں یا یہودی ہیں۔

جب کہ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ یہ آیت کچھ مسلمان فقراء کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو یہودیوں سے تعلقات رکھتے تھے تاکہ ان کے پھلوں تک رسائی حاصل کر سکیں۔[۵]

---

(۱) الکافی ج ۵ ص ۵۶۷ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۴ (الف) بَرام ایک پہاڑ ہے بنی سلیم کے بلاد کے پاس حرّہ کے نزدیک بقیع کے گوشے میں۔ (۳) الکافی ج ۵ ص ۵۲۶۵۔۵۲۷ ح ۳ (۴) الکافی ج ۵ ص ۵۲۶ ح ۲
(۵) انوار التنزیل ج ۱ ص ۴۷۲

presented by Ziaraat.com

قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ–

وہ لوگ آخرت سے اسی طرح مایوس ہیں۔

اپنے کفر کی وجہ سے یا یہ جان کر کہ آخرت میں اُن کا کوئی حصہ نہیں ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی کی وجہ سے ۔توریت میں جن کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں اور معجزات سے جن کی تائید کی گئی ہے۔

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ–

جیسے قبروں میں پڑے ہوئے کافر مایوس ہیں۔

کہ انھیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا، یا انھیں ثواب ملے گا، یا ان سے کوئی خیر ان تک پہنچے گا یا جس طرح وہ کفار مایوس ہو گئے جو مر گئے اور انھوں نے آخرت کا معاینہ کیا۔

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام سجاد علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص بھی سورۂ ممتحنہ اپنی فرض نماز اور نافلہ نمازوں میں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ ایمان کے لیے اس کے دل کا امتحان لے گا اور اس کی آنکھوں کو منوّر کر دے گا اور اسے کبھی بھی فقر و فاقہ سے واسطہ نہیں پڑے گا ایمان کے لیے اس کے دل کا امتحان لے گا اور نہ ہی اس کے بدن میں جنون کا دخل ہوگا اور نہ ہی اس کی اولاد میں ایسا کچھ ہوگا۔[1]

(۱) ثواب الاعمال ص ۱۱۸ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۲۶۷

presented by Ziaraat.com

سورۂ الصّف

سورۂ صف کو سورۂ حواریّین بھی کہتے ہیں اور اس کا ایک نام سورۂ عیسیٰ بھی ہے۔ یہ سورہ مَدَنی ہے اس میں ۱۴ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ① یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ② کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ③ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ صَفًّا کَاَنَّہُمۡ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ④ وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ یٰقَوۡمِ لِمَ تُؤۡذُوۡنَنِیۡ وَ قَدۡ تَّعۡلَمُوۡنَ اَنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ ؕ فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ⑤ وَ اِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ⑥

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-اللہ کی تسبیح کی ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ غالب اور صاحب حکمت ہے۔ ۲-اے ایمان والو تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جسے کرتے نہیں۔ ۳-یہ اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔ ۴-بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ کھڑے ہو کر قتال کرتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ ۵-اور یاد کیجیے جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے کیوں اذیّت دیتے ہو جب کہ تم جانتے ہو کہ میں تمھاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جب انھوں نے کجی اختیار کی تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیے اور اللہ فاسقوں کی ہدایت نہیں کرتا۔ ۶-یاد کیجیے جب عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا اے بنی اسرائیل میں تمھاری

presented by Ziaraat.com

طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور جو کتاب توریت میرے سامنے موجود ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے پس جب وہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو انھوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔

۱- سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ-

اللہ کی تسبیح کی ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ غالب اور صاحب حکمت ہے۔

۲- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ-

اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جسے کرتے نہیں روایت بیان کی گئی ہے کہ مسلمانوں نے کہا کہ اگر ہمیں پتا چل جاتا کہ اللہ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے تو ہم اس میں اپنے اموال اور اپنے جانوں کو خرچ کر دیتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا اللہ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھے ہوئے قتال کرتے ہیں پھر وہ لوگ اُحد کی جنگ میں بھاگ گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے اس آیت میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے جنھوں نے اُن سے نصرت کا وعدہ کیا تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت نہیں کریں گے اور امیر المومنین کے بارے میں اپنا وعدہ پورا کریں گے اللہ جانتا تھا کہ وہ جو کہہ رہے ہیں اسے وفا نہیں کریں گے۔

اور اللہ نے انھیں مومنین اس لیے کہا ہے کہ انھوں نے اقرار کیا ہے گرچہ اسے سچ ثابت کر کے نہیں دکھایا۔[۲]

۳- كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ-

یہ اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔

المقت۔ شدید بغض نہج البلاغہ میں ہے کہ وعدہ خلافی اللہ کی ناپسندیدگی اور لوگوں کی نفرت کا سبب بنتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ۔[۳]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ مومنین کا اپنے برادرِ ایمانی سے وعدہ ایسی نذر ہے جس کا کوئی کفارہ نہیں جس نے وعدہ خلافی کی تو گویا اس نے اللہ سے وعدہ خلافی کی اور اس کی ناپسندیدگی کے لیے خود کو پیش کر دیا اور یہ اللہ کے قول سے ثابت ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا دونوں آیتیں۔[۴]

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۷۳ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۵
(۳) نہج البلاغہ مکتوب ۵۳ (۴) الکافی ح ۲ ص ۳۶۳۔ ۳۶۴ ح ۱

presented by Ziaraat.com

۴–اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا–

بے شک اللہ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ کھڑے ہو کر قتال کرتے ہیں۔

كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ– گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

مَّرْصُوْصٌ۔ ایسی عمارت جس میں کوئی سوراخ نہ ہو رص کہتے ہیں عمارت میں ایک حصے کا دوسرے سے متصل ہونا اور مستحکم ہونا۔

مصباح متہجد میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے غدیر کے دن خطبہ پڑھا جس میں فرمایا اے مومنو! جان لو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا

کیا تم جانتے ہو اللہ کی سبیل کیا ہے؟ اور سبیل کون ہے؟ میں اللہ کی وہ سبیل ہوں جسے اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اِتباع کے لیے مقرر کیا ہے۔[۱]

۵–وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ–

اور یاد کیجیے جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو جب کہ تم جانتے ہو کہ میں تمھاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

اور رسالت کا علم تعظیم کا باعث ہے اور ایذاء رسانی کو روکتا ہے۔

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ–

جب انھوں نے حق سے کجی اختیار کی تو اللہ نے اُن کے دل ٹیڑھے کر دیے یعنی اسے حق کو قبول کرنے سے کج کر دیا اور درست کی طرف مائل ہونے سے روک دیا۔

تفسیر قمی میں ہے یعنی ان کے دلوں میں شک ڈال دیا۔[۳]

وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ– اور اللہ فاسقوں کی ہدایت نہیں کرتا۔

۶–وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ–

اور یاد کیجیے جب عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا اے بنی اسرائیل میں تمھاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ–

اور جو کتاب توریت میرے سامنے موجود ہے میں اسکی تصدیق کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے۔

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی تھی اس کا مفہوم یہ ہے کہ میرا دین اللہ کی کتابوں کی تصدیق کرنا اور اس

---

(۱) مصباح المتہجد ص ۷۰۱ (۲) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۲۷۸–۲۷۹

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۵ (۴) عوالی اللآلی ج ۳ ص ۲۸۲ ح ۷

presented by Ziaraat.com

کے انبیاء کی بھی تصدیق کرنا ہے۔

کتاب عوالی میں ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی بشارت دی تو انھوں نے ان کے اوصاف دریافت کیے تو اللہ نے تلقین کی وہ سرخ اونٹوں والا ہوگا، اس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا ہوگا اور وہ بہت سی عورتوں سے نکاح کرے گا۔(۱)

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو بھیجا تو انھوں نے فرمایا عن قریب میرے بعد ایک نبی آئے گا اس کا نام احمد ہے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا وہ میری اور تمھاری تصدیق کرنے آئے گا اور میری تمھاری معذرت پیش کرے گا۔(۲)

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مسلسل انبیائے کرام علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا انھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ''یجدونہ'' یعنی یہود اور نصاریٰ پاتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف اور ان کا نام ان کے نزدیک یعنی توریت اور انجیل میں جو انھیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے حضرت عیسیٰ کی زبانی: وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ

اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے۔(۳)

کتاب فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں ''الماحی'' (مٹانے والا) اور توریت موسیٰ علیہ السلام میں ''الحادّ'' اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام میں احمد اور فرقان میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔(۴)

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ کسی یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کا نام احمد کیوں رکھا گیا تو آپ نے فرمایا اس لیے کہ میں زمین کی بہ نسبت آسمان میں زیادہ حمدِ باری عزّ اسمہ کرتا ہوں۔(۵)

کتاب اکمال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان پانچ سو ۵۰۰ سال کا فاصلہ تھا جن میں سے ۲۵۰ سال ایسے گزرے ہیں جن میں کوئی بھی نبی نہیں تھا اور نہ ہی کوئی عالمِ ظاہر تھا وہ سب کے سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت پر عمل پیرا تھے پھر فرمایا کہ زمین میں کسی عالم کا ہونا ضروری ہے۔(۵)

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔

پس جب وہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو انھوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۳۹۳ ح ۳ (۲) الکافی ج ۸ ص ۱۱۷ ح ۹۲

(۳) من لایحضرہ الفقیہ ج ۴ ص ۱۳۰ ح ۴۵۴ / ۲ باب ۷۲

(۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۵ (۵) اکمال الدین وتمام النعمہ ص ۱۶۱ ح ۲۰ باب ۸

presented by Ziaraat.com

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَ
اللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ
وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰی وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹ ع ۱
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ
اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱ۙ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ
يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲ۙ وَ اُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَ
بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ
نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ
فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝۱۴ ع ۲

۷-بھلا اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹے بہتان لگائے حال آں کہ اسے اسلام کی طرف دعوت دی جا رہی ہو اور اللہ ظالم لوگوں کی ہدایت نہیں کیا کرتا۔ ۸-وہ یہ چاہتے ہیں کہ منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو منزل کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ ۹-وہ اللہ تو وہ ہے جس نے اپنے رسولوں کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اُسے تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی ناگوار گزرے۔ ۱۰-اے ایمان والو! کیا تمھیں ایسی تجارت کا پتا بتاؤں جو تمھیں دردناک عذاب سے نجات دلا دے۔ ۱۱-تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور تم اپنے اموال سے اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو اسی میں تمھاری بہتری ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ ۱۲-اللہ تمھارے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا اور تمھیں ایسی جنتوں میں داخل کر دے گا جن کے

presented by Ziaraat.com

نیچے نہریں رواں ہوں گی اور جنات عدن میں تمھیں پاکیزہ رہائش گاہیں عطا فرمائے گا اور یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے۔ ۱۳–اور دوسری چیزیں جو تمھیں محبوب ہیں وہ بھی عطا فرمائے گا اللہ کی جانب سے نصرت اور قریبی فتح اور مومنین کو بشارت دے دیجیے۔ ۱۴–اے ایمان والو! تم انصارُ اللہ بن جاؤ جس طرح عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا تھا کہ اللہ کی طرف بلانے میں کون میرا مددگار ہے؟ تو حواریوں نے کہا تھا ہم ''انصار اللہ'' ہیں بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا تو ہم نے دشمنوں کے مقابلے میں ایمان لانے والوں کی تائید کی اور وہی غالب رہے۔

۷–وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ–

بھلا ایسے شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹے بہتان لگائے حال آں کہ اسے اسلام کی طرف دعوت دی جارہی ہو۔

یعنی کوئی بھی ایسے شخص سے زیادہ ظالم نہیں ہوسکتا جسے اسلام کی دعوت دی جائے جس کی حقانیت ظاہر ہے جو اسلام اس کے لیے دونوں جہانوں کی خیر کا موجب ہے وہ شخص اس دعوت کو قبول کرنے کی بجائے اللہ پر جھوٹے الزام لگانا شروع کر دے اس کے رسول کو جھٹلا کر اور اس کی آیتوں کو سحر کا نام دے کر۔

وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ–

اور اللہ ظالم لوگوں کی ہدایت نہیں کیا کرتا۔

ان کی رہنمائی ایسی طرف نہیں کرتا جس میں اُن کے لیے فلاح و کامیابی ہو۔

۸–یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ–

وہ یہ چاہتے ہیں کہ منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو منزل کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

یہ اُس کی حجّت ہے جس میں ان لوگوں پر طعن کیا گیا ہے۔ اللہ اپنے نور کو منزل کمال تک پہنچائے گا اسے نشر کرکے اور اس کا اعلان کرکے خواہ کافروں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو کافروں کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے ''یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا'' ولایت امیر المومنین علیہ السلام ہے بِاَفْوَاھِھِمْ اپنے منہ کی پھونک سے وَاللّٰہُ مُتِمُّ اور اللہ امامت کو مکمل کر کے رہے گا اللہ تعالیٰ کا قول ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا (التغابن:۸) جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے یہاں نور سے مراد امام ہے۔[۱]

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۱۹۵۔۱۹۶ ح ۶

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں ہے ''وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ'' فرمایا قائم آلِ محمد علیہ السلام کے ذریعے اللہ اپنے نور کو مکمل کر دے گا جب آپ تشریف لائیں گے تو اللہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے گا یہاں تک کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں ہوگی۔[1]

۹–هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ–

وہ اللہ تو وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ یہ بات مشرکین کو کتنی ہی ناگوار گزرے۔

لِیُظْهِرَهٗ تا کہ وہ اُسے جملہ ادیانِ عالم پر غالب کر دیں اس لیے کہ اس دین میں محض توحید اور شرک کا اِبطال ہے اس کی تفسیر سورۂ توبہ کی آیت ۳۳ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

۱۰–یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ–

اے ایمان والو! کیا میں تمھیں ایسی تجارت کا پتا بتا دوں جو تمھیں دردناک عذاب سے نجات دلا دے۔

۱۱–تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ–

تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر تم اپنے اموال اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ–

اسی میں تمھاری بہتری ہے کہ اگر تم علم رکھتے ہو۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے پہلی آیت کے بارے میں مروی ہے۔

لوگوں نے کہا اگر ہمیں علم ہوتا کہ یہ کیا ہے تو ہم اس میں اپنے اموال اور انفس اور اولاد کو صرف کرتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ'' دونوں آیتیں۔[2]

۱۲–یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ یُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ–

اللہ تمھارے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا اور تمھیں ایسی جنّتوں میں داخل کردے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہوگی۔

وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ–

اور جنات عدن میں تمھیں پاکیزہ رہائش گاہیں عطا فرمائے گا اور یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے۔

۱۳–وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا–

اور دوسری چیزیں جو تمھیں محبوب ہیں وہ بھی عطا فرمائے گا۔

تمھارے لیے ان مذکورہ نعمتوں کے علاوہ دیگر نعمتیں بھی ہیں جو پسندیدہ ہیں اس میں تعریض ہے کہ وہ

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۵ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۵

presented by Ziaraat.com

دنیاوی نعمتوں کو اُخروی نعمتوں پر ترجیح دے رہے ہیں۔

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ-

اللہ کی جانب سے نصرت اور قریبی فتح اور مومنین کو بشارت دے دیجیے۔ یعنی دنیاوی کامیابی۔

تفسیر قمی میں ہے یعنی دنیا میں جب قائم علیہ السلام تشریف لائیں گے ہر طرف کامیابی ہوگی۔(۱)

نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد فتح مکّہ ہے۔(۲)

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ-

اور مومنین کو بشارت دے دیجیے۔

۱۴-يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ-

اے ایمان لانے والو! تم انصارُ اللہ بن جاؤ۔

كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ-

جس طرح عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریّوں سے کہا تھا کہ اللہ کی طرف بلانے میں کون میرا مددگار ہے؟

یعنی میرے لشکر میں شامل ہونا چاہتا ہے اور نصرتِ الٰہی کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور ''حواریون'' پاک و پاکیزہ اور منتخب لوگ ہیں حواری کی تفسیر اس سے پہلے سورۂ آل عمران کی آیت ۵۲ کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہے۔

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ-

تو حواریوں نے کہا تھا ہم انصارُ اللہ ہیں۔

فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآىِٕفَةٌ-

بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔

فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ-

تو ہم نے دشمنوں کے مقابلے میں ایمان لانے والوں کی تائید کی اور وہی غالب رہے۔

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ الصّف کو پڑھے گا اور اپنے فرائض و نوافل میں پابندی کے ساتھ اس کی تلاوت کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ملائکہ اور انبیائے مرسلین کی صف میں رکھے گا۔(۳)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۶ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۶

(۳) ثواب الاعمال ص ۱۱۸ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۷۷

presented by Ziaraat.com

سورۂ جمعہ

سورۂ جمعہ مدنی سورہ ہے اور اس میں ۱۱ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ② وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑤ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑥ وَ لَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ⑦ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑧ ع ۱ ۱۱

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے جو بادشاہ پاکیزہ صفات صاحب عزّت اور صاحبِ حکمت ہے۔

۲۔ وہی تو ہے جس نے مکّہ والوں میں ایک رسول بھیجا ہے جو انھی میں سے ہے جو ان کے سامنے آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور انھیں پاک و پاکیزہ بناتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ پہلے

presented by Ziaraat.com

واضح گمراہی میں تھے۔ ۳—اور دوسرے لوگوں کے لیے بھی مبعوث ہوئے جو ابھی اُن سے ملحق نہیں ہوئے اور وہ غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔

۴—یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمادے اور اللہ صاحبِ فضل عظیم ہے۔

۵—جن لوگوں کو توریت کا حامل بنایا گیا تھا مگر انھوں نے اس کا بار نہیں اُٹھایا اُن کی مثال اس گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں اس سے بھی زیادہ بری مثالیں ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلا دیا ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

۶—اے نبی آپ ان سے فرما دیجیے کہ اے یہودیو! اگر تمھیں یہ گھمنڈ ہے کہ باقی لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمھیں اللہ کے چہیتے ہو تو موت کی تمنا کرو اگر اپنے دعوے میں سچے ہو۔

۷—لیکن یہ ہرگز اس کی تمنا نہ کریں گے ان اعمال کے سبب جو یہ پہلے کر چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

۸—آپ فرما دیجیے کہ تم لوگ جس موت سے فرار اختیار کر رہے ہو وہ تمھیں آکر رہے گی پھر تمھیں اس کی طرف لوٹایا جائے گا جو غیب و شہود کا جاننے والا ہے وہ تمھیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

۱—يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ—

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے وہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے جو بادشاہ، پاکیزہ صفات صاحبِ عزت اور صاحبِ حکمت ہے۔

۲—هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ—

وہی تو ہے جس نے مکّہ والوں میں ایک رسول بھیجا ہے۔

اُمیّین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی کتاب نہیں ہے۔

مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ—

جو انھی میں سے ہے جو ان کے سامنے آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور انھیں پاک و پاکیزہ بناتا ہے ان کے خبیث عقیدوں سے اور ان کی عادتوں کو سنوارتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ—

اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے یعنی قرآن اور شریعت کی۔

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ—

اگرچہ یہ لوگ پہلے واضح گم راہی میں تھے۔

presented by Ziaraat.com

شرک اور زمانۂ جاہلیت کی خباثتوں میں مبتلا تھے تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ''اُمّیّین'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ لکھتے تھے لیکن ان کے ہاں اللہ کی جانب سے کوئی کتاب نہ تھی اور نہ ہی ان کی طرف کوئی رسول مبعوث ہوا تھا لہٰذا انھیں ''اُمّیّین'' کی طرف نسبت دی گئی۔[۱]

کتاب علل میں امام جواد علیہ السلام سے روایت ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُمّی کیوں کہا گیا تو امام علیہ السلام نے دریافت کیا کہ لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں تو ان سے کہا گیا کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انھیں اُمّی اس لیے کہا گیا کہ وہ لکھنا نہیں جانتے تھے تو امام علیہ السلام نے فرمایا انھوں نے جھوٹ کہا اُن پر خدا کی لعنت ہو بھلا یہ کیسے ممکن ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

''هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ'' سوچو وہ کیسے پڑھائے گا جو لکھنا نہ جانتا ہو خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے اور لکھتے تھے بہتر (۷۲) یا فرمایا تہتر (۷۳) زبانوں میں انھیں اُمّی اس لیے کہا گیا کہ وہ مکّے کے رہنے والے تھے اور مکّہ ''اُمُّ القریٰ'' میں سے ہے اور وہ اللہ کے قول سے ثابت ہے لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا (انعام ۹۲)[۲]

اور یہ حدیث سورۂ اعراف کی آیت ۱۵۷ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

۳- وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ-

اور دوسرے لوگوں کے لیے بھی مبعوث ہوئے جو ابھی اُن سے ملحق نہیں ہوئے کہا گیا ہے یہ وہی لوگ ہیں جو صحابہ کرام کے بعد روز قیامت تک آئیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اور ان کی تعلیم سب کے لیے عام ہے۔[۳]

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ عجمی لوگ ہیں اور وہ جو عربی زبان نہیں بولتا اور فرمایا اگر ایمان ثُریّا ستارے پر ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ جا کر اسے وہاں سے بھی لے آتے۔[۴]

وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ-

اور وہ غالب اور صاحب حکمت ہے۔

۴- ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ-

یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرمادے اور اللہ صاحب فضلِ عظیم ہے۔

جس کے نزدیک دنیاوی اور اخروی نعمتیں ہیچ ہیں۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۶ (۲) علل شرائع ص ۱۲۴ ح ۱ باب ۱۰۵

(۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۷۶ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۸۴

presented by Ziaraat.com

۵–مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا۔

جن لوگوں کو توریت کا حامل بنایا گیا تھا مگر انھوں نے اس کا بار نہیں اٹھایا ان کی مثال اُس گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔

حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ جنھوں نے توریت کا علم حاصل کیا تھا اور اس پر عمل کرنے کے لیے مکلّف تھے۔

ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا انھوں نے اس کتاب پر عمل نہیں کیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے فائدہ حاصل نہیں کیا۔

كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ان کی مثال اس گدھے کی ہے جس پر علمی کتب کا بوجھ لدا ہوا ہے وہ نہایت مشقت کے ساتھ اسے اٹھائے ہوئے ہیں لیکن اس سے فائدہ حاصل نہیں کر رہے ہیں تفسیر قمیؒ میں ہے کہ گدھا کتابیں اٹھاتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ ان کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ اور نہ ہی وہ عمل کرتا ہے یہی حال بنی اسرائیل کا ہے انھوں نے بھی گدھوں کی طرح کتابیں اٹھا رکھی ہیں وہ نہیں جانتے اس کتاب میں کیا لکھا ہے اور نہ ہی وہ اس پر عمل پیرا تھے۔(۱)

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ۔

اس سے بھی زیادہ بُری مثال اُن لوگوں کی ہے جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلا دیا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔

اور اللہ ظالم لوگوں کی ہدایت نہیں کیا کرتا۔

۶–قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ۔

اے نبی آپ ان سے فرما دیجے کہ اے یہودیو! اگر تمھیں یہ گھمنڈ ہے کہ باقی لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمھیں اللہ کے چہیتے ہو۔

اس لیے کہ وہ کہا کرتے تھے ہم اولیائے خدا ہیں اور اس کے احباب میں سے ہیں یعنی اس کے چہیتے ہیں۔

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ۔ تم موت کی تمنا کرو۔

تم اللہ سے یہ تمنا کرو کہ تمھیں موت دے دے اور تمھیں مصائب و آلام کے گھر سے نکال کر کرامت وفضلیت کے گھر میں منتقل کر دے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا توریت میں لکھا ہوا ہے کہ اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں جو موت کی تمنا کرتے ہیں۔(۱)

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو۔

۷–وَلَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ۔

لیکن یہ ہرگز اس کی تمنا نہ کریں گے ان اعمال کے سبب جو یہ پہلے کر چکے ہیں۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۶

presented by Ziaraat.com

یہ جو کچھ کفر و معاصی پہلے کر چکے ہیں اس کی وجہ سے یہ موت کی تمنا نہیں کریں گے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ۔

اور اللہ ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

اس آیت کی مکمل تفسیر سورۂ بقرہ کی آیت ۵۹ کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہے۔

۸۔ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ۔

آپ فرما دیجیے کہ تم لوگ جس موت سے فرار اختیار کر رہے ہو۔

اور تم اپنی زبان سے اس کی تمنا کرتے ہوئے ڈر رہے ہو کہ کہیں وہ موت تم تک پہنچ نہ جائے اور تمھارے اعمال کے سبب تمھیں گرفت میں نہ لے لیا جائے۔

فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ۔

وہ تمھیں آ کر رہے گی۔

تم اسے ہرگز گم نہ کرو گے وہ تم سے مل کر رہے گی۔

تفسیر قمی میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اے لوگو! ہر شخص اپنے فرار کے وقت اس چیز سے ملاقات کرتا ہے وہ جس سے راہِ فرار اختیار کر رہا تھا اور موت نفس کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے اور اس سے بھاگنا اسے پالینا ہے۔(۲)

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے فرمایا کہ تم سالوں کا شمار کرو، پھر مہینوں کی گنتی کرو، پھر دنوں کو گنو پھر گھنٹوں کو شمار کرو پھر نفس کو گنو: فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (اعراف: ۳۴) جب ان کا مقرر وقت آ جائے گا تو وہ اس سے لمحہ بھر نہ پیچھے ہوں گے نہ آگے۔(۳)

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

پھر تمھیں اس کی طرف لوٹایا جائے گا جو غیب و شہود کا جاننے والا ہے وہ تمھیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

تا کہ اسی کے مطابق تمھیں جزا دے۔

---

(۱) تفسیر قمی ۲ ص ۳۶۶ (۲) تفسیر قمی ج ص ۳۶۶۔ ۶۷۳

(۳) الکافی ج ۳ ص ۲۶۲ ح ۴۴

presented by Ziaraat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰

وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱ ع ۲ ۱۲

۹–اے ایمان لانے والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لیے پکارا جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو اسی میں تمھارے لیے بھلائی ہے اگر تم جانتے ہو۔

۱۰–جب نماز ادا کر چکو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تا کہ تم فلاح پا سکو۔

۱۱–اور جب ان لوگوں نے تجارت اور کھیل تماشے کو دیکھا تو اس کی طرف لپک گئے اور اے نبی آپ کو تنہا کھڑا چھوڑ دیا اے نبی آپ فرما دیجیے کہ جو کچھ اللہ کے نزدیک ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

۹–يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ–

اے ایمان لانے والو جمعہ کے دن جب نماز کے لیے پکارا جائے۔

نُوْدِيَ کے معنی ہیں جمعہ کے لیے اذان دی جائے۔

کہا گیا ہے کہ اسے روز جمعہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس دن نماز کے لیے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے۔(۱)

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کو اس روز یعنی جمعہ کے دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے وصی کی ولایت پر میثاق میں جمع کیا تھا لہٰذا اسے یومُ الجمعہ اس لیے کہا گیا کہ کیوں کہ اس دن تمام مخلوقات کو جمع کیا گیا۔(۲)

فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ– تم تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔

یعنی نماز کی طرف جیسا کہ ماقبل اور مابعد سے مُستفاد ہو رہا ہے کہا گیا ہے کہ تم نماز کی جانب تیزی سے قصد

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۷۷ (۲) الکافی ج ۳ ص ۴۱۵ ح ۷

presented by Ziaraat.com

کرتے ہوئے جاؤ سعی دوڑنے سے کم ہوتی ہے۔[۱]

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ اس سے مراد تیز تیز چلو۔[۲]

اور امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ''اِسْعَوْا'' کے معنیٰ ہیں تیز چلنا۔[۳]

علل میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ''فَاسْعَوْا'' کے معنی ہیں ''اَلْاِنْکِفَاءُ'' نماز کے لیے بالکل آمادہ ہو جاؤ۔[۴]

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے ''فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ'' فرمایا تم عمل کرو اور جلدی کرو اس لیے وہ دن مسلمانوں کے لیے بہت تنگ ہے اور مسلمانوں کے اعمال کا ثواب اس دن اس کی تنگی کے مطابق ہے نیکیاں اور برائیاں اس روز دگنی کر دی جاتی ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ اصحاب نبی جمعہ کے دن کے لیے جمعرات سے ہی تیاری شروع کر دیتے تھے اس لیے کہ یہ دن مسلمانوں کے لیے بے حد تنگ ہوتا ہے۔[۵]

وَذَرُوا الْبَیْعَ۔

اور خرید و فروخت ترک کر دو کتاب فقیہ میں ہے روایت کی گئی ہے کہ جب مؤذن جمعہ کے دن اذان دیتا تھا تو ایک منادی پکار کر کہتا تھا تجارت حرام ہے۔

ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ۔ اسی میں تمھارے لیے بھلائی ہے اگر تم جانتے ہو۔

یعنی ذکر الٰہی کی طرف سعی کرنا معاملاتِ خرید و فروخت سے تمھارے لیے بہتر ہے۔

اس لیے کہ آخرت کا نفع بہترین اور زیادہ دیر پا ہے۔

اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ اگر تم جانتے ہو۔

اگر تم خیر و شر سے واقف ہو۔

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں پر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ۳۵ نمازوں کو واجب قرار دیا ہے۔ اور صرف ایک نماز جسے اللہ نے جماعت کے ساتھ فرض قرار دیا ہے وہ نماز جمعہ ہے۔ اور نو طرح کے افراد سے اُسے اُٹھایا ہے، بچّہ، بوڑھا، دیوانہ، مسافر، غلام، عورت، بیمار، اندھا، اور جو دو فرسخ کے فاصلے پر رہتا ہو (فرسخ تین میل کا ہوتا ہے)۔

کتاب تہذیب میں اور فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ کس پر جمعہ فرض ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا مسلمانوں میں سے سات طرح کے افراد پر جمعہ فرض ہے۔ اگر مسلمانوں کی تعداد پانچ سے کم ہو تو اُن پر جمعہ واجب نہیں جن میں سے ایک امام ہو اور اگر سات افراد جمع ہو جائیں اور انھیں

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۷۷ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۷

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۷ (۴) علل شرائع ص ۳۵۷ ح ۱ باب ۷۳ (۵) الکافی ج ص ۴۱۵۳ ح ۱۰

presented by Ziaraat.com

کسی قسم کا خوف نہ ہو تو ان میں سے کوئی امامت کر لے اور انھیں خطبہ دے۔[۱]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں شاید مراد ہو کہ اگر سات افراد جمع ہو جائیں تو حتمی طور سے نماز جمعہ واجب ہو جائے گی اور ایسی واجب جس کے ترک کرنے کی اجازت نہیں اور پانچ افراد ہوں تو اختیاری طور پر واجب ہے اور پڑھنا افضل ہے اور ترک کرنے کی بھی اجازت ہے اور اسی طرح مختلف احادیث میں جو پانچ اور سات نفر سے متعلق وارد ہوئی ہیں توافق ہو سکتا ہے اور اس کی تائید وجوب کے لیے پانچ افراد میں ل سے متعدی کرنا ہے اور سات افراد میں لفظ علیٰ لایا گیا اور اگر اُن کی تعداد پانچ سے کم ہو تو نہ ان پر جمعہ واجب ہے اور نہ ہی ان کے لیے جمعہ ہے بلکہ ان کے لیے حتمی طور سے چار رکعت نماز واجب ہے (یعنی ظہر کی نماز پڑھیں) اور نماز جمعہ کے وجوب کے بارے میں احادیث حصر و حساب سے باہر ہیں۔[۲]

۱۰-فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ- پس جب نماز ادا کر چکو۔

تم نماز ادا کر لو اور اس سے فارغ ہو جاؤ۔

فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ- تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

تفسیر مجمع البیان اور محاسن میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ نماز روز جمعہ اور زمین میں پھیلنا روز ہفتہ۔[۳]

اور کتاب عُیون اور قمی میں اسی مفہوم کی روایت ملتی ہیں۔[۴]

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ میں اس حاجت وضرورت کے لیے روانہ ہوتا ہوں اللہ تعالیٰ نے جس کی ذمہ داری لے رکھی ہے اور میں تو محض اس لیے روانہ ہوتا ہوں کہ التماس کروں کہ اللہ مجھے دیکھ لے کہ میں طلب حلال کے لیے روانہ ہو چکا ہوں کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔[۵]

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انس نے روایت کی ہے وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ فرمایا کہ طلب دنیا کے لیے نہیں بلکہ مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت اور برادر ایمانی سے ملاقات کرنے کے لیے۔[۶]

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا- اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو۔

تم اللہ کو اپنے جملہ حالات میں یاد کرو، اس کی یاد کو صرف نماز تک محدود نہ رکھو۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا کہ جو اللہ کو یاد کرے خلوص کے ساتھ بازار میں جب لوگ غفلت میں پڑے ہوئے اپنے کاموں میں مشغول ہوں تو اللہ ایسے شخص کے لیے ہزاروں نیکیاں لکھ

---

(۱) من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۶۷ ح ۱۲۲۲ / ۶ باب ۵۷ (۲) الکافی ج ۳ ص ۴۱۸-۴۱۹

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۸۹ والمحاسن ج ۲ ص ۸۱ ح ۱۲۰۹ / ۸ باب ۲

(۴) عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۴۲-۴۳ ح ۱۴۶ باب ۳۱ وتفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۷۵

(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۸۹ (۶) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۸۸

presented by Ziaraat.com

دے گا اور روز قیامت اس کی ایسی مغفرت فرمائے گا جو کسی بشر کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگی۔ ۱

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ تا کہ تم فلاح پا سکو۔

تمھیں دونوں جہانوں کا خیر مل جائے۔

۱۱-وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا۔ اور جب ان لوگوں نے تجارت اور کھیل تماشے کو دیکھا تو اس طرف لپک گئے اور اے نبی آپ کو تنہا کھڑا چھوڑ دیا۔

انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا کے معنیٰ اس کی طرف پلٹ گئے ایسا ہی ہے تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السّلام سے مروی ہے۔ ۲

وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا اور آپ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے چھوڑ دیا۔

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ۔ اے نبی آپ فرما دیجیے کہ جو کچھ اللہ کے نزدیک ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے یعنی جو ثواب اللہ کے پاس ہے تو وہ کھیل کود اور تجارت کے مقابلے میں بہتر ہے ثابت ہے دائمی ہے برخلاف اس کے جو تم تجارت کی منفعت کے بارے میں سوچ رہے ہو۔

وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھا رہے تھے کہ خوراک کا ذخیرہ، گندم وغیرہ لایا گیا اور اس کے سامنے قوم تھی جو دف اور تاشے بجا رہے تھے لوگوں نے نماز چھوڑ دی اور ان کی طرف جا کر دیکھنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳

مجمع البیان میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے فرمایا ایک قافلہ آیا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے لوگ اس کی طرف کھسک گئے صرف بارہ افراد بچ رہے تھے جن میں سے ایک میں تھا تو آیت نازل ہوئی۔ ۴

ایک روایت میں ہے فرمایا جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم سب کے سب یکے بعد دیگرے چلے جاتے اور تم میں کوئی نہ بچتا تو وادی میں آگ تم سب کو بہا کر لے جاتی۔ ۵

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ہر مومن پر واجب ہے اگر وہ ہمارا شیعہ ہے کہ وہ شبِ جمعہ میں سورہ جمعہ کی تلاوت کرے اور ''سبح اسم ربّك الا علی'' پڑھے اور نماز ظہر میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھے اگر وہ ایسا کرے گا تو گویا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے مطابق عمل کرے گا اور اس کا ثواب اور اس عمل کی جزا اللہ کے ذمے جنّت ہے۔ ۶

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۸۹
(۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۸۹
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۷
(۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۸۷
(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۸۷
(۶) ثواب الاعمال ص ۱۱۸ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۸۳

presented by Ziaraat.com

سورۂ منافقون

سورۂ منافقون مدنی سورۂ ہے اور اس سورے میں ۱۱ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾

وَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۶﴾

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۷﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱–اے رسول جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔

۲–ان لوگوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے وہ لوگوں کو راہ خدا سے روک رہے ہیں یہ بہت ہی برا کام انجام دے رہے ہیں۔

presented by Ziaraat.com

۳–یہ اس لیے کہ وہ ایمان لائے پھر انھوں نے کفر اختیار کر لیا پھر ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی لہٰذا وہ سمجھتے نہیں ہیں۔

۴–اور جب آپ انھیں دیکھیں گے تو ان کے جثّے آپ کو بہت شان دار نظر آئیں گے اور اگر وہ گفتگو کرتے ہیں تو آپ ان کی گفتگو توجہ سے سنتے ہیں مگر فہم وادراک سے خالی گویا لکڑیاں ہیں جو دیوار سے لگائی گئی ہیں۔ زور سے آواز سنائی دے تو وہ اسے اپنے خلاف سمجھتے ہیں، یہی پکّے دشمن ہیں ان سے بچ کر رہیے، خدا انھیں ہلاک کرے یہ کدھر الٹے پھرائے جا رہے ہیں۔

۵–اور جب ان سے کہا جائے کہ آجاؤ تا کہ اللہ کا رسول تمھارے لیے مغفرت طلب کرے تو سر جھٹکتے ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ وہ از روئے تکبّر منہ پھیر لیتے ہیں۔

۶–اے نبی خواہ آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں ان کے لیے یکساں ہے اللہ ہرگز انھیں معاف نہیں کرے گا اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

۷–یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں رسول کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کر دو تا کہ یہ منتشر ہو جائیں اور آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے اللہ کی ملکیت ہیں مگر یہ منافق سمجھتے نہیں۔

۱–اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ–

اے رسول جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ–

اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔

اس لیے کہ یہ اس بات کا اعتقاد نہیں رکھتے اس لیے کہ گواہی کا مفہوم یہ ہے کہ جو علم ہے اس کے مطابق خبر دی جائے اس لیے اس کا تعلّق شُہود سے ہے جو حضور کے معنیٰ میں ہے اور اطّلاع مقصود ہے اسی وجہ سے جس امر کی شہادت دی جا رہی ہے اس کی تصدیق کی ہے اور شہادت کے بارے میں انھیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

کتاب احتجاج میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے ان سے طاؤس یمانی نے کہا آپ مجھے ایسی قوم کے بارے میں بتلایئے جنھوں نے حق کی شہادت دی ہو اور وہ جھوٹے ہوں فرمایا منافقین نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔[1]

---

(۱) الاحتجاج ج ۲ ص ۶۵

presented by Ziaraat.com

۲-اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ-

ان لوگوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے وہ لوگوں کو راہِ خدا سے روک رہے ہیں۔

اَیمان۔ جھوٹی قسم کو کہا جاتا ہے۔

جُنَّۃً۔ قتل اور قید سے بچنے کے لیے سپر، ڈھال بنا رکھا ہے۔

صَدُّوْا۔ وہ رکاوٹ بن گئے ہیں یا روک رہے ہیں۔

اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ-

یہ بہت ہی برا کام انجام دے رہے ہیں۔

۳-ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ-

یہ اس لیے کہ وہ ایمان لائے پھر انھوں نے کفر اختیار کر لیا پھر ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی لہٰذا وہ سمجھتے نہیں۔ یہاں تک کہ انھوں نے کفر کی مشق کر لی اور وہ اس میں مستحکم ہو گئے وہ ایمان کی حقیقت سے نا آشنا ہیں اور اسے درست نہیں سمجھتے ہیں۔

۴-وَ اِذَا رَاَیْتَھُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُھُمْ ؕ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِھِمْ-

اور جب آپ انھیں دیکھیں گے تو ان کے جثّے آپ کو بہت شان دار نظر آئیں گے اور جب وہ کچھ کہتے ہیں تو آپ ان کی گفتگو توجّہ سے سنتے ہیں کیوں کہ ان کی زبان میں بڑی تیزی ہے اور ان کے کلام میں بہت حلاوت ہے۔

کَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ-

مگر فہم و ادراک سے خالی گویا کہ لکڑیاں ہیں جو دیوار سے لگائی گئی ہیں۔

مسندّہ دیوار سے لگائی گئی لکڑیاں جو خیالی شکلوں کی مانند ہیں علم و نظر سے عاری۔

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ فرما رہے ہیں کہ وہ نہ سنتے ہیں اور نہ ہی سمجھتے ہیں۔

یَحْسَبُوْنَ کُلَّ صَیْحَۃٍ عَلَیْھِمْ ؕ ھُمُ الْعَدُوُّ-

زور سے آواز سنائی دے تو وہ اسے اپنے خلاف سمجھتے ہیں یہی پکّے دشمن ہیں۔

''صیحہ'' جو ان پر واقع ہو اُن کی بزدلی اور اتّہام کی وجہ سے اسے اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔

فَاحْذَرْھُمْ ؕ قٰتَلَھُمُ اللّٰہُ ۚ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ-

ان سے بچ کر رہیے خدا انھیں ہلاک کرے یہ کدھر الٹے پھرائے جا رہے ہیں۔

۵-وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ-

اور جب ان سے کہا جائے آجاؤ تا کہ اللہ کا رسول تمھارے لیے مغفرت طلب کرے تو سر جھٹکتے ہیں۔ یہ عمل

presented by Ziaraat.com

روگردانی اور تکبّر کی وجہ سے ہے۔

وَرَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ۔

اور آپ دیکھیں گے کہ وہ از روئے تکبّر منہ پھیر لیتے ہیں۔

استغفار سے روگردانی کرتے ہیں اور عذر خواہی سے تکبر کرتے ہیں۔

۶—سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔

اے نبی خواہ آپ اُن کے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں ان کے لیے یکساں ہے اللہ ہرگز انھیں معاف نہیں کرے گا۔

اس لیے کہ وہ کفر میں اچھی طرح رچ بس گئے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۔

بے شک اللہ فاسق لوگوں کی ہدایت نہیں کیا کرتا۔

وہ لوگ جو اصلاح کی منزل سے نکل جائیں اور کفر و نفاق میں منہمک رہیں۔

۷—هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا۔

یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں رسول کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کر دو تا کہ یہ مُنتشر ہو جائیں یعنی انصار سے کہتے ہیں کہ مہاجرین فقراء پر خرچ نہ کرو۔

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

اور آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے اللہ کی ملکیت ہیں۔

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَهُوْنَ۔

مگر یہ منافق سمجھتے نہیں۔

اس لیے کہ یہ لوگ اللہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

presented by Ziaraat.com

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ
الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ
مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹
وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ
لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰
وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱

۸-وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ پہنچ گئے تو معزز ترین لوگ وہاں سے ذلیل ترین لوگوں کو نکال دیں گے۔ حال آں کہ عزت تو اللہ اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے لیکن منافقین یہ بات نہیں جانتے۔
۹-اے ایمان والو! کہیں تمھارے اموال اور تمھاری اولاد تمھیں یادِ خدا سے غافل نہ کردے جو ایسا کرے گا وہی خسارے میں رہے گا۔
۱۰-جو رزق ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آجائے تو وہ کہے اے میرے پرور دگار کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا۔ ۱۱-حالاں کہ جب کسی کا مقرر وقت آجاتا ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا تم جو عمل کر رہے ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

۸-يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ-
وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچ گئے تو معزز ترین لوگ وہاں سے ذلیل ترین لوگوں کو نکال دیں گے۔
وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ-
حال آں کہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے لیکن منافقین یہ بات نہیں جانتے اپنی بہت زیادہ جہالت کی وجہ سے اور اپنے غرور کے سبب۔
تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ یہ آیت غزوہ مُریسع کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ غزوۂ بنی مصطلق ہے جو ۵ ہجری میں ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غزوۂ میں بنفس نفیس تشریف لے گئے تھے جب آپ اس غزوہ سے

presented by Ziaraat.com

واپس آئے تو ایک کنویں کے پاس پڑاؤ ڈالا اور اس کنویں میں پانی بہت کم تھا اور انس بن سیار انصار کے حلیف تھے اور جہجاہ بن مسعید الغفاری حضرت عمر بن الخطاب کے اَجیر (یعنی اجرت پر کام کرنے والا) تھے وہ کنویں پر اکھٹے ہوئے سیّار کا ڈول جہجاہ کے ڈول سے الجھ گیا سیار نے کہا میرا ڈول اور جہجاہ نے کہا میرا ڈول تو جہجاہ نے اپنا ہاتھ سیّار کے منہ پر مارا اور اس سے خون بہنے لگا سیّار نے خزرج کو آواز دی اور جہجاہ نے قریش کو پکارا لوگوں نے ہتھیار سنبھال لیے اور قریب تھا کہ فتنہ کھڑا ہو جائے کہ عبد اللہ بن اُبی نے یہ آواز سُن لی اس نے کہا یہ کیا ہے اُسے واقعہ سے مطّلع کیا گیا وہ شدید غضب ناک ہوا پھر کہا میں اس سفر کو ناپسند کر رہا تھا کیا میں عرب کا ذلیل ترین فرد ہوں مجھے خیال بھی نہ تھا کہ میں اس لیے زندہ رہوں کہ ایسی باتیں سنوں اب مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوّجہ ہوا اس نے کہا یہ تمھارا عمل ہے کہ تم نے انھیں اپنے گھروں میں اتارا تم نے اپنے اموال سے اُن لوگوں کی مدد کی تم نے جان پر کھیل کر اُن کی حفاظت کی اور تم نے اپنے سینے قتل ہونے کے لیے پیش کر دیے تمھاری عورتیں بیوہ ہو گئیں تمھارے بچے یتیم ہو گئے اگر تم انھیں نکال دو گے تو یہ تمھارے غیر کے محتاج ہوں گے۔

پھر اس نے کہا: لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ اگر ہم لوٹ کر مدینہ پہنچ گئے تو جو معزز ترین ہے وہ ذلیل ترین کو وہاں سے نکال باہر کرے گا اور اس وقت لوگوں میں زید بن ارقم بھی تھے وہ ابھی جوانی کی منزل میں قدم رکھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت درخت کے سائے تلے تھے اور ان کے اطراف مہاجرین وانصار کے کافی افراد موجود تھے زید نے آکر رسول اللہ ﷺ کو جو کچھ عبداللہ بن اُبی نے کہا تھا اس سے آگاہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اُس سے کہا اے لڑکے شاید یہ تمھارا وہم ہو اس نے کہا نہیں بخدا میرا وہم نہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہوسکتا ہے اس نے تمھیں بے وقوف بنایا ہو زید نے کہا لا واللہ ایسا نہیں ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام شقران سے کہا کجا وہ باندھو کجاوہ باندھا گیا اور آپ اپنی سواری پر روانہ ہوئے لوگوں نے ایک دوسرے سے یہ بات سنی انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس وقت تو کہیں روانہ نہیں ہوتے لوگوں نے بھی کوچ شروع کر دیا سعد بن عبادہ آنحضرت ﷺ سے آکر مل گئے انھوں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ برکاتہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وعلیک السلام سعد بن عبادہ نے دریافت کیا آپ اس وقت تو کوچ نہیں کیا کرتے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے صاحب کی بات نہیں سنی کہ اس نے یہ کہا ہے سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ ہمارے لیے آپ کے علاوہ کون صاحب ہے فرمایا عبداللہ بن اُبی اس نے یہ سوچ رکھا ہے کہ اگر وہ مدینے پہنچ گیا تو وہاں کے عزت دار ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔

سعد نے کہا یا رسول اللہ آپ اور آپ کے اصحاب عزّت وشرف کے مالک ہیں، اور وہ اور اس کے

presented by Ziaraat.com

ساتھی ذلیل ترین افراد میں سے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن بھر چپ چاپ بغیر کسی سے گفتگو کیے ہوئے اپنے سفر کو جاری رکھا۔ خزرج قبیلے کے لوگ عبداللہ بن ابی کے پاس آئے اور اس کو لعنت ملامت کی عبداللہ نے قسم کھائی کہ وہ اس بارے میں کچھ نہیں کہے گا انھوں نے کہا ہمارے ساتھ چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلو اور اُن سے معذرت طلب کرو اس نے اپنی گردن ہلادی جب رات ہوگئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری رات اور پورے دن سفر کرتے رہے بس صرف نماز کے لیے اترتے تھے جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب اپنی اپنی سواریوں سے اترے بیداری کے سبب وہ زمین پر گرے جارہے تھے تو اس وقت عبداللہ بن ابی رسول اللہ کی خدمت میں آیا اور اس نے قسم کھائی کہ اس نے یہ بات نہیں کہی ہے اور وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں زید نے مجھ پر یہ جھوٹا الزام لگایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی معذرت قبول کر لی اور خزرج قبیلے نے زید کو لعن طعن کی اور کہنے لگے کہ تو نے ہمارے سردار عبداللہ بن ابی پر جھوٹا الزام لگایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوچ فرمایا تو زید اُن کے ساتھ تھا وہ کہہ رہا تھا ''یا اللہ تو بہتر جانتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی کی طرف سے جھوٹ نہیں کہا ابھی کچھ ہی دور چلے تھے کہ وحی نازل ہونے لگی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی شدت کو محسوس کیا اور بوجھ اتنا بڑھا کہ پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا پھر آپ نے زید بن ارقم کے کانوں کو پکڑ کر اسے سواری سے بلند کیا پھر فرمایا تمھاری زبان نے سچ کہا اور تمھارے دل نے صحیح یاد رکھا تم نے جو کچھ کہا تھا اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آیتیں اتاری ہیں جب سواری سے اترے تو آپ نے تمام اصحاب کو جمع کیا اور اُن کے سامنے سورۂ منافقین پڑھی اللہ نے عبداللہ بن اُبی کو رسوا کر دیا۔ ۱

قمیؒ نے کہا جب اللہ نے ان سے اپنے رسول کی توصیف کی اور ان لوگوں کا تعارف کرایا تو ان کے قبائل کے لوگ اُن کے پاس گئے اور اُن سے کہا وائے ہو تم پر تم نے رسوائی مول لے لی تم چلو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وہ تمھارے لیے مغفرت طلب کریں گے تو انھوں نے اپنے سروں کو جھٹک دیا اور طلب مغفرت سے انکار کیا۔ ۲

اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے کہا یا رسول اللہؐ اگر آپ نے میرے باپ کے قتل کا ارادہ کر لیا ہے تو آپ مجھے حکم دیجیے تا کہ میں اس کا سر آپ کی خدمت میں لاکر حاضر کروں خدا کی قسم آپ اوس اور خزرج کو جانتے ہیں میں ان میں اپنے والد کا سب سے نیکو کار بیٹا ہوں مجھے ڈر ہے کہ آپ اگر میرے غیر کو اس کے قتل کا حکم دیں اور وہ انھیں قتل کر دے تو مجھے اچھا نہیں لگے گا کہ میں عبداللہ کے قاتل کو دیکھوں اور ایک کافر کے لیے ایک مومن کو قتل کر دوں اور جہنّم میں چلا جاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا تم جب تک ہمارے ساتھ ہو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ۳

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۶۸۔۳۷۰ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۰

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۰

presented by Ziaraat.com

۹–یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ–

اے ایمان لانے والو! کہیں تمھارے اموال اور تمھاری اولاد تمھیں یادِ خدا سے غافل نہ کردے۔

یعنی تمھیں اس کی تدبیر کرنے اور اس کے ذکر کا اہتمام وانتظام کرنے سے غافل نہ کردے جیسے نماز اور دیگر عبادات میں۔

وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ– اور جو ایسا کرے گا وہی خسارے میں رہے گا۔

اس لیے کہ انھوں نے عظیم اور باقی رہنے والی شے کو حقیر اور فانی شے کے عوض بیچ ڈالا۔

۱۰–وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ–

اور جو رزق ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آجائے اپنے مال کا کچھ حصہ خرچ کرو تا کہ آخرت میں ذخیرہ بن جائے۔

یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ کا مفہوم ہے کہ تم اللہ کے دلائل وبراہین کو دیکھ لو۔

فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ–

تو وہ کہے پروردگارا! کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہوجاتا یعنی میں حج کرلیتا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت میں ''الصّلاح'' سے مراد حج ہے۔(۱)

۱۱–وَ لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا–

حال آں کہ جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کئی تحریر شدہ کتابیں موجود ہیں وہ ان میں سے جسے چاہتا ہے مقدم کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کردیتا ہے جب شبِ قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس جیسی ہر شے کو نازل فرماتا ہے جو ہونے والی ہوتی ہے اور یہ اللہ کا قول ہے: وَ لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا جب اللہ اسے نازل فرمادے اور آسمانوں کے تحریر کرنے والے اُسے لکھ دیں اور وہ ایسی تحریر ہے جو مؤخر نہیں ہوتی۔(۲)

وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ–

تم جو عمل کر رہے ہو اللہ اس سے اچھی طرح واقف ہے۔اس سورے کا ثواب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۲۹۶ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۱

presented by Ziaraat.com

سورۂ التّغابُن

سورۂ تغابن مدینہ منورہ میں نازل ہوا اس سورے میں آیتوں کی تعداد ۱۸ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ لَہُ الۡمُلۡکُ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ① ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ فَمِنۡکُمۡ کَافِرٌ وَّ مِنۡکُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَ صَوَّرَکُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَکُمۡ ۚ وَ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ③

یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ یَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَ مَا تُعۡلِنُوۡنَ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ④ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِہِمۡ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ⑤

ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡہِمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ یَّہۡدُوۡنَنَا ۫ فَکَفَرُوۡا وَ تَوَلَّوۡا وَّ اسۡتَغۡنَی اللّٰہُ ؕ وَ اللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ⑥ زَعَمَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ لَّنۡ یُّبۡعَثُوۡا ؕ قُلۡ بَلٰی وَ رَبِّیۡ لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡ ؕ وَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ ⑦ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ النُّوۡرِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلۡنَا ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ⑧ یَوۡمَ یَجۡمَعُکُمۡ لِیَوۡمِ الۡجَمۡعِ ذٰلِکَ یَوۡمُ التَّغَابُنِ ؕ وَ مَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ وَ یَعۡمَلۡ صَالِحًا یُّکَفِّرۡ عَنۡہُ سَیِّاٰتِہٖ وَ یُدۡخِلۡہُ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ⑨

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں اسی کے لیے بادشاہی ہے

presented by Ziaraat.com

اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

۲۔اسی نے تمھیں پیدا کیا ہے تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن اور تم جو عمل کر رہے ہو وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ ۳۔اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور اسی نے تمھاری تصویر گری کی ہے اور بہترین صورت بنائی ہے اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔

۴۔جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اسے ہر چیز کا علم ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جسے ظاہر کرتے ہو اور اللہ تو دلوں کے احوال سے بھی آشنا ہے۔

۵۔کیا تمھیں ان لوگوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جنھوں نے اس سے پہلے کفر کیا تھا انھوں نے اپنے معاملے کا خمیازہ چکھ لیا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ۶۔یہ اس لیے کہ اُن کے پاس اُن کے مرسلین واضح معجزات لے کر آتے رہے تو انھوں نے کہا کیا بشر ہماری ہدایت کرے گا؟ انھوں نے انکار کیا اور روگردانی کی تب اللہ بھی اُن سے بے پروا ہو گیا اور اللہ تو بے نیاز اور قابل ستائش ہے۔

۷۔کافر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ انھیں مرنے کے بعد دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا اے نبی فرما دیجیے نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور بالضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمھیں آگاہ کیا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے اور یہ بات اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

۸۔لہٰذا تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل کیا ہے اور تم جو بھی عمل کر رہے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔

۹۔جب قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا وہی ہار جیت کا دن ہوگا جو اللہ پر ایمان لایا اور اعمال صالحہ بجا لاتا ہے اللہ اُس کے گناہ اس سے دور کر دے گا اور اسے ایسی جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

۱–يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ–

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد ہے۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ–

اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

۲–هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ–

اسی نے تمھیں پیدا کیا ہے تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن۔

presented by Ziaraat.com

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔

اور تم جو عمل کر رہے ہو وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

کتاب کافی میں اور تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں استفسار کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُن کے ایمان کو ہماری ولایت سے پچنوایا ہے اور ان کے کفر کو اسے ترک کرنے سے جس دن اللہ نے ان سے صلب آدم میں عہد و پیمان لیا تھا جب کہ وہ عالمِ ذر میں تھے۔(۱)

۳۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔

اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور اسی نے تمھاری تصویر گری کی ہے اور بہترین صُورت بنائی ہے کہ تمھیں کائنات کے منتخب اوصاف وکمالات سے مزیّن اور آراستہ کیا اور جملہ ایجادات کی خصوصیات کے خلاصے سے تمھیں مخصوص کیا ہے اور تمھیں تمام مخلوقات کے لیے نمونہ قرار دیا ہے۔

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔

اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔

لہٰذا تم لوگ اپنے باطن کو اچھا اور بہترین بنا لو تا کہ عذاب سے تمھارے ظاہر کو مسخ نہ کر دیا جائے۔

۴۔ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ۔

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسے ہر چیز کا علم ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جسے ظاہر کرتے ہو۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔

اور اللہ تو دلوں کے احوال سے بھی آشنا ہے۔ اس کے لیے کوئی شے پوشیدہ نہیں۔

۵۔ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ۔

کیا تم تک ان لوگوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جنھوں نے اس سے پہلے کفر کیا تھا جیسے نوح، ہُود اور صالح کی قوم۔

فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ۔

انھوں نے اپنے معاملے کا خمیازہ چکھ لیا۔

دنیا میں اپنے کفر کے نقصان کو دیکھ لیا اور اصل وبال بوجھ ہے۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

اور ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

۶۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ۔

یہ اس لیے کہ ان کے پاس اُن کے مُرسلین واضح معجزات لے کر آتے رہے۔

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۴۱۳ ح ۴ و تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۱

presented by Ziaraat.com

فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا۔

تو انھوں نے کہا کیا بشر ہماری ہدایت کرے گا؟

انھوں نے انکار کیا اور تعجب کیا کہ بشر منصب رسالت پر فائز ہو جائے اور بشر کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے۔

فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔

انھوں نے انکار کیا اور روگردانی کی تب اللہ بھی ان سے بے پروا ہو گیا اور اللہ تو بے نیاز اور قابل ستائش ہے۔

انھوں نے رسول کا انکار کیا۔ اور معجزات میں مدّ بر کرنے سے روگردانی کی اور اللہ ہر چیز سے مستغنی ہے اور ان کی اطاعت کس زمرے میں آتی ہے اور وہ ان کی عبادت وغیرہ سے بے نیاز ہے اور ہر شے زبان حال سے اسی کی حمد کے گیت گا رہی ہے۔

۷۔ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا۔

کافر یہ سمجھ بیٹھے کہ انھیں مرنے کے بعد دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ۔

اے نبی آپ فرما دیجیے نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور بالضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تم نے دنیا میں جو کچھ کیا ہے حساب و کتاب کے ذریعے اور جزا دے کر تمھیں اُس سے آگاہ کیا جائے گا۔

وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔

اور یہ بات اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

۸۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا۔

لہٰذا تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل کیا۔

کہا گیا ہے یعنی قرآن پر ایمان لاؤ۔[۱]

اور تفسیر قمی میں ہے کہ ''نور'' سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ امامت نور ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا فرمایا ''نور'' سے مراد امام ہے۔[۲]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم ''نور'' سے مراد ائمہؑ ہیں امام کا نور مومنین کے دلوں میں اس روشن سورج سے زیادہ نورانی ہے جو دن کو ضیا پاشی کر رہا ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جو مومنین کے دلوں کو منوّر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کے ''نور'' کو جس سے چاہتا

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۸۰ (۲) الکافی ج ۱ ص ۱۹۵۔۱۹۶ ذیل ح ۲ و ح ۴

presented by Ziaraat.com

ہے محجوب کر دیتا ہے تو ان کے دل تاریک ہو جاتے ہیں اور وہ اس تاریکی سے ان کے دلوں کو ڈھانپ دیتا ہے۔[۱]

تفسیر قمی میں اسی مفہوم کی روایت کچھ اضافے کے ساتھ ہے۔[۲]

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔

اور تم جو بھی عمل کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔

۹-يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ۔

جب قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا وہی ہار جیت کا دن ہوگا۔

يَوْمُ الْجَمْعِ تاکہ وہ حساب کرے اور جزا دے اور جمع سے مراد اوّلیں و آخریں کو جمع کرنا ہے۔

يَوْمُ التَّغَابُنِ وہ اس دن ایک دوسرے کو ہار جیت سے دوچار کریں گے نیکوکاروں کا بدبختوں کی منزلوں میں اترنا کاش وہ نیکوکار ہوتے اور اس کے برعکس بھی ہوگا۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جب بھی کوئی مومن جنت میں داخل ہوگا تو جہنّم میں اس کا مقام دکھایا جائے گا اگر وہ برائی کرتا تو یہاں ہوتا تاکہ اس کے شکر میں اضافہ ہو اور جب بھی کوئی بندہ جہنّم میں جائے گا تو جنّت میں اس کا مقام دکھا دیا جائے گا کہ اگر وہ نیک کام کرتا تو یہاں ہوتا تاکہ اس کی حسرتوں میں اضافہ ہو کتاب معانی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے جس روز جنتی لوگ جہنمیوں سے جیت جائیں گے۔[۳]

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ۔

جو اللہ پر ایمان لایا اور اعمالِ صالحہ بجالاتا ہے اللہ اُس کے گناہ دور کردے گا۔

وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔

اور اسے ایسی جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

وہ اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۱۹۵۔۱۹۶ ذیل ح ۲ و ح ۴ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۱

(۳) معانی الاخبار ص ۱۵۶) ح ۱

presented by Ziaraat.com

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ
بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾ مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْ
بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾
وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ
وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾
اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾
فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ
وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾
اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ
حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

۱۰–اور جن لوگوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے وہی لوگ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے اور یہ نہایت برا ٹھکانا ہے۔

۱۱–جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو اذنِ الٰہی شامل ہوتا ہے اور جو اللہ پر ایمان لاتا ہے تو اللہ اس کے دل کی ہدایت کر دیتا ہے اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

۱۲–تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پس اگر تم نے اطاعت سے روگردانی کی تو بس ہمارے رسول کا کام واضح پیغام پہنچا دینا ہے۔

۱۳–اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور مومنین ہی اللہ پر توکل کرتے ہیں۔

۱۴–اے ایمان والو! تمھاری بیویوں اور تمھاری اولاد میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں ان سے چوکنا رہو اور اگر تم عفو و درگزر سے کام لو اور انھیں معاف کر دو تو بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

presented by Ziaraat.com

۱۵–بے شک تمھارے اموال اور اولاد آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس اجرِ عظیم ہے۔

۱۶–جہاں تک تمھارے بس میں ہو تم اللہ سے ڈرتے رہو، سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو یہی تمھارے لیے بہتر ہے اور جسے نفس کے بخل سے بچا لیا جائے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

۱۷–اگر تم اللہ کو قرض دو، قرضِ حسنہ کی صورت میں وہ تمھیں بڑھا چڑھا کر دے گا اور تمھاری مغفرت کر دے گا اور اللہ بڑا قدر دان اور بردبار ہے۔

۱۸–وہ غیب و شہود کا جاننے والا ہے، وہ غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔

۱۰–وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ–

اور جن لوگوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ–

وہی لوگ جہنّمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے اور یہ نہایت بُرا ٹھکانا ہے۔

ان دونوں آیتوں میں ''تغابن'' ہار جیت کا بیان اور اس کی تفصیل ہے۔

۱۱–مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ–

جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو اذن الٰہی شامل ہوتا ہے۔

یعنی اس کے فیصلے اور مَشِیَّت سے وہ مصیبت آتی ہے۔

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ–

اور جو اللہ پر ایمان لاتا ہے تو اللہ اُس کی ہدایت کر دیتا ہے اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ یہاں تک کہ دل اور اُن کے احوال سے بھی واقف ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ اس کے دل میں اسے سچ ثابت کرتا ہے جب اس پر ہدایت کے اختیار کرنے کو واضح کرتا ہے اور اللہ اُس میں اضافہ فرما دیتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے: ویزید اللہ الذین اھتدوا ھدیً (اور جنھوں نے ہدایت پالی ہے اللہ ان کی ہدایت میں اضافہ فرما دیتا ہے)۔[1]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ دل سینے اور حلق کے درمیان میں جو کچھ ہے اسے ترجیح دیتا ہے یہاں تک کہ وہ ایمان پر جم جاتا ہے جب وہ ایمان پر پختہ ہو جاتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ۔[2]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۲ (۲) الکافی ج ۲ ص ۴۲۱ ح ۴

presented by Ziaraat.com

۱۲–وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ–

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پس اگر تم نے اطاعت سے روگردانی کی تو بس ہمارے رسول کا کام واضح پیغام پہنچا دینا ہے۔ اگر روگردانی کرو گے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ رسول نے تو اپنا کام پورا کر دیا تمھیں پیغام پہنچا دیا۔

۱۳–اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ–

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور مومنین ہی اللہ پر توکل کرتے ہیں اس لیے کہ توحید پر ایمان رکھنا اس امر کا تقاضا کرتا ہے۔

۱۴–یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ–

اے ایمان والو تمھاری بیویوں اور تمھاری اولاد میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں ان سے چوکنا رہو۔ کہ کہیں وہ تمھیں اللہ کی اطاعت سے غافل نہ کردیں اور دینی اور دنیاوی معاملات میں تم سے جھگڑا نہ کریں اور تم ان کی لائی ہوئی مصیبتوں سے محفوظ نہ رہو۔

وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ–

اور اگر تم عفو و درگزر سے کام لو اور انھیں معاف کردو تو بے شک اللہ بخشنے والا بے حد مہربان ہے۔

تم بدلہ نہ لے کر ان کے قصور معاف کردو اور درگزر کرو ان سے اعراض کرنے اور اُن کی زجر و توبیخ کرنے سے اور اسے پوشیدہ رکھ کر اور ان کی معذرت کو قبول کر کے انھیں معاف کردو۔

اللہ تعالیٰ تم سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے جیسا کہ تم کرتے ہو اور تم پر اپنا فضل و کرم کرتا ہے۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جب بھی کوئی شخص ہجرت کا ارادہ کرتا تو اس کا بیٹا اور اس کی بیوی اس سے چمٹ جاتے اور اس سے کہتے ہم تمھیں اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ تم نہ جاؤ اور ہمیں نہ چھوڑو ہم تمھارے بعد برباد ہو جائیں گے ان میں کچھ لوگ اہل وعیال کی بات مان لیتے تھے اور ٹھہر جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹوں اور ان کی بیویوں سے انھیں ہوشیار اور خبردار کیا ہے اور اُن کی اطاعت سے روکا ہے۔ اور ان میں سے وہ بھی تھے جو روانہ ہو جاتے اور انھیں چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے اگر تم لوگوں نے میرے ساتھ ہجرت نہیں کی پھر اللہ مجھے اور تمھیں دارالہجرت میں اکٹھا کرے گا تو اس وقت میں تمھیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا پس جب اللہ نے اسے اور انھیں یکجا کر دیا تو اللہ نے اُسے حکم دیا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے اور صلۂ رحمی سے کام لے فرمایا:

وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ–[1]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۲

presented by Ziaraat.com

۱۵–اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ–

بے شک تمھارے اموال اور تمھاری اولاد آزمائش ہیں۔

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ–

اور اللہ کے پاس اجر عظیم ہے۔

جو شخص ترجیح دے اللہ کی محبت اور اس کی اطاعت کو اموال اور اولاد کی محبت پر اور ان کے لیے کوشش کرنے پر۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام تشریف لے آئے اور وہ دونوں سرخ رنگ کی قمیص پہنے ہوئے تھے وہ چلتے تھے ان کا دامن الجھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے ان کے پاس آئے ان دونوں کو اٹھایا اور منبر پر اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے سچ فرمایا: اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ چلتے ہیں اور لڑکھڑاتے ہیں مجھ سے نہ رہا گیا یہاں تک کہ میں نے اپنی گفتگو منقطع کی ان بچوں کو بلند کیا پھر میں نے خطبہ شروع کیا۔(۱)

نہج البلاغہ میں ہے کہ تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کہے ''اللھم انی اعوذبك من الْفِتْنَةِ''

پروردگارا میں فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس لیے کہ کوئی ایسا نہیں ہے جو آزمائش میں مبتلا نہ ہو اگر کسی کو پناہ طلب کرنی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے فتنوں کی گم راہی سے پناہ طلب کرے اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرما رہا ہے:

واعلمو اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ–(۲)

۱۶–فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ–

جہاں تک تمھارے بس میں ہو تم اللہ سے ڈرتے رہو، سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو اسی میں تمھاری بھلائی ہے۔

تم متقی بننے کے لیے اپنی کوشش وکاوش اور پوری طاقت صرف کرو مواعظ کو سنو اور امر کی اطاعت اور وجوہ خیر میں خالصۃً لوجہ اللہ خرچ کرو اس خرچ کرنے میں ہی تمھاری بھلائی اور بہتری ہے یا خیرات دو یا انفاق (خرچ کرنا) خیر ہو یہ امتثال حکم کے لیے ابھارنا ہے۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ–

اور جسے نفس کے بخل سے بچا لیا جائے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اس کی تفسیر سورۂ حشر کی آیت ۹

---

(۱) مجمع البیان ۹–۱۰ ص ۳۰۱ (۲) نہج البلاغہ کلمہ قصار نمبر ۹۳

presented by Ziaraat.com

کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

۱۷-اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ-

اگر تم اللہ کو قرض دو قرضِ حَسنہ کی صورت میں وہ تمھیں بڑھا چڑھا کر دے گا۔

مال کو وہاں خرچ کر کے جہاں اُس نے حکم دیا ہے۔

قرضِ حسنہ جو اخلاص اور نفس کی پاکیزگی پر مبنی ہو۔

يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ

وہ تمھیں بڑھا چڑھا کر دے گا یعنی ایک کا دس دے گا۔[۱]

بلکہ سات سو تک اضافہ کرے گا۔[۲]

اور اس سے بھی زیادہ بڑھا سکتا ہے۔[۳]

وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ-

اور تمھاری مغفرت کر دے گا اور اللہ بڑا قدر دان اور بردبار ہے۔

وہ خرچ کرنے کی برکت سے تمھاری مغفرت کر دے گا وہ عمل قلیل کے بدلے میں بہت زیادہ عطا فرمائے گا۔

حَلِيْمٌ۔ وہ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا، بردبار ہے۔

۱۸-عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ-

وہ غیب و شہود کا جاننے والا ہے وہ غالب اور صاحب حکمت ہے اس کے سامنے کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں ہے۔

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وہ قدرت اور علم میں مکمل ہے غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص بھی سورۂ تغابن واجب نماز میں پڑھے گا تو یہ سورہ اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت کرے گا اور یہ شاہد عادل ہوگا اس ذات کے حضور اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور یہ سورہ جنت میں داخل ہونے تک ساتھ نہیں چھوڑے گا۔[۴]

---

(۱) (۲) الکافی ج ۲ ص ۹۲

(۳) الکافی ج ۲ ص ۲۶-۲۷ (۴) ثواب الاعمال ص ۱۱۸ ج ۱ و مجمع البیان ۹-۱۰ ص ۲۹۶

presented by Ziaraat.com

سورۂ الطلاق

سورۂ طلاق کا نام سورہ النساء القصریٰ ہے یہ سورہ مدینۂ منورّہ میں نازل ہوا اس میں آیتوں کی تعداد ۱۲ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوۡہُنَّ لِعِدَّتِہِنَّ وَاَحۡصُوا الۡعِدَّۃَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمۡ ۚ لَا تُخۡرِجُوۡہُنَّ مِنۡۢ بُیُوۡتِہِنَّ وَ لَا یَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ؕ وَتِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَہٗ ؕ لَا تَدۡرِیۡ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا ①

فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَہُنَّ فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡہُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَّ اَشۡہِدُوۡا ذَوَیۡ عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ وَ اَقِیۡمُوا الشَّہَادَۃَ لِلّٰہِ ؕ ذٰلِکُمۡ یُوۡعَظُ بِہٖ مَنۡ کَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ②ۙ

وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمۡرِہٖ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا ③

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱–اے نبی جب آپ عورتوں کو طلاق دیں تو انھیں اُن کی عدّت کے لیے طلاق دیا کریں اور پھر عدّت کا حساب رکھیں اور اللہ سے ڈرتے رہیں جو آپ کا رب ہے اور (زمانہ عدّت میں) نہ انھیں گھروں سے نکالیں اور نہ وہ خود نکلیں الّا یہ کہ کسی شرم ناک برائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جس نے حدود خدا سے تجاوز کیا تو اس نے خود اپنے اوپر ظلم ڈھایا تم نہیں جانتے شاید اللہ اس کے بعد موافقت کی کوئی صورت پیدا کردے۔ ۲–پھر جب وہ اپنی عدّت پوری کرچکیں تو انھیں نیکی کے ساتھ اپنے عقد میں روک لو یا خوش اسلوبی کے ساتھ ان سے جدا ہو جاؤ اور اپنوں میں سے دو صاحبان عدل کو بطور گواہ مقرر کرو اور گواہی کو صرف خدا کے لیے قائم کرو یہ نصیحت کی جارہی ہے ان کے لیے جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے لیے نجات کی راہ پیدا کردیتا ہے۔

presented by Ziaraat.com

۳-اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتی اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اُس کے لیے کافی ہوتا ہے بے شک اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے یقیناً اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

۱-یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ-

اے نبی جب آپ عورتوں کو طلاق دیں تو انھیں اُن کی عدّت کے لیے طلاق دیا کریں یعنی عدّت کے شروع ہونے سے پہلے انھیں طلاق دو اور وہ طہر ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور مقصود لوگ ہیں۔(۱)

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا عدّت سے مراد حیض سے طاہر ہونا ہے۔(۲)

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سجاد علیہ السلام اور صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اُن کی عدّت کے آغاز پر انھیں طلاق دو۔(۳)

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص طلاق کا ارادہ کرے تو اسے عدّت شروع ہونے سے پہلے بغیر جماع کے طلاق دے۔(۴)

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے طلاق یہ ہے کہ تم اس سے عدّت سے پہلے حیض سے طاہر ہونے کے بعد قبل اس کے کہ اس سے مجامعت کرو یہ کہو "انتِ طالق یا اِعْتَدِّیْ" اس سے مراد طلاق دینا ہو اور اس پر دو عادل مرد گواہی دیں۔(۵)

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ-

آپ عدّت کا شمار کریں اس کا باقاعدہ حساب رکھیں اور تین حیض یا طہر مکمل ہو جائیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ- اور اللہ سے ڈرتے رہیں جو آپ کا رب ہے۔

عدّت کو طولانی کرنے میں اور ان عورتوں کو ضرر پہنچانے میں۔یعنی یہ نہ کرو۔

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ- اور نہ آپ انھیں ان کے گھروں سے نکالیں۔

اور نہ جدا ہوتے وقت انھیں گھروں سے نکالیں یہاں تک عدّت ختم ہو جائے۔

وَلَا یَخْرُجْنَ- اور نہ وہ خود گھروں سے نکلیں۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو یکے بعد دیگرے طلاق پائے تو وہ نہیں نکلے گی اور اسے نکالا نہیں جائے گا یہاں تک کہ تین طلاق نہ ہو جائے جب تین طلاقیں ہو جائیں

---

(۱) و(۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۵۔ (۳) مجمع البیان ۹-۱۰ ص ۳۰۲

(۴) الکافی ج ۶ ص ۶۹ ح ۹ (۵) الکافی ج ۶ ص ۶۹ ح ۱

presented by Ziaraat.com

گی تو عورت شوہر سے جدا ہو جائے گی اور اسے کوئی نفقہ نہیں ملے گا اور وہ عورت کہ مرد جسے ایک طلاق دے پھر اس کے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ اپنی مدت پوری کر لے یہ بھی اپنے شوہر کے گھر میں رہے گی اور اسے نفقہ ملے گا اور رہائش گاہ میسّر ہوگی یہاں تک کہ وہ اپنی عدّت پوری کر لے۔[۱]

اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ۔ اِلّا یہ کہ کسی شرم ناک برائی کا ارتکاب کریں۔

کتاب فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس بارے میں سوال دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ زنا کرے تو اسے گھر سے نکال دیا جائے گا اور اس پر حد جاری کی جائے گی۔[۲]

کتاب کافی میں امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ فاحشہ سے مراد ہے مرد کے اہلِ خانہ کو اذیت پہنچانا اور بدخلقی سے پیش آنا۔[۳]

اور امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے ''اَلْفَاحِشَةُ الْمُبَیِّنَةُ'' سے مراد ہے کہ وہ اپنے شوہر کے اہلِ خانہ کو اذیّت دے اگر اس نے ایسا کیا تو پھر اگر وہ چاہے تو اس عدّت پوری ہونے سے پہلے بھی گھر سے نکال سکتا ہے۔[۴]

تفسیر مجمع البیان امام رضا علیہ السلام امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی مفہوم کی روایت ملتی ہے۔[۵]

تفسیر قمی میں ہے کہ ''فَاحِشَةٍ'' کا مفہوم ہے کہ وہ عورت زنا کرتی ہو یا مردوں سے ملتی جلتی ہو اور فاحشہ سے مراد اپنے شوہر سے بدزبانی اور بدکلامی کرنا بھی ہے اگر وہ ایسا کرے تو پھر شوہر کے لیے اسے گھر سے نکالنا جائز ہے۔[۶]

کتاب اکمال میں امام زمانہ سے مروی ہے کہ ''اَلْفَاحِشَةُ الْمُبَیِّنَةُ'' سے مراد چپٹی کھیلنا ہے (یعنی عورت کا عورت سے مطمئن ہونا) زنا کے علاوہ۔[۷]

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ۔

اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جس نے حدود الٰہی سے تجاوز کیا تو اس نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

یعنی خود کو عذاب کے لیے پیش کر دیا۔

لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔

تم نہیں جانتے شاید اللہ اس کے بعد موافقت کی کوئی صورت پیدا کر دے اور وہ مطلقہ عورت کی طرف

---

(۱) الکافی ج ۶ ص ۹۰ ح ۵ (۲) من لایحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۳۴۲ ح ۱۵۶۵/ ۱۰ باب ۱۵۴

(۳) و (۴) الکافی ج ۶ ص ۹۷ ح ۱، ۲ (۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۰۴

(۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۴ (۷) اکمال الدین واتمام النعمہ ص ۴۵۹ ح ۲۱ باب ۴۳

presented by Ziaraat.com

راغب ہونا ہے رجوع کی صورت میں یا دوبارہ نکاح کے ذریعے سے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا ہوسکتا ہے کہ شوہر پر طلاق میں کوئی بات ظاہر ہو جائے اور وہ اس سے رجوع کرلے۔[۱]

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں مردِ زیرک کے لیے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ جب وہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو طلاقِ سُنّتی دے پھر فرمایا یہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا یعنی طلاق کے بعد اور عدّت گزر جانے کے بعد اسی سے شادی ہو جائے قبل اس کے وہ کسی اور شوہر سے شادی کرے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ مطلّقہ عورت سرمہ لگا سکتی ہے، خضاب کر سکتی ہے، خوشبو لگا سکتی ہے اور جو کپڑا چاہے پہن سکتی ہے اس لیے کہ خداوند عالم فرماتا ہے: لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا

ہوسکتا ہے کہ اس کے نفس میں کوئی بات آجائے اور وہ اس عورت سے رجوع کرلے۔[۳]

۲– فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ–

پھر جب وہ اپنی عدّت پوری کر چکیں تو اُنھیں نیکی کے ساتھ اپنے عقد میں روک لو یا خوش اسلوبی کے ساتھ اُن سے جدا ہو جاؤ۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ — جب وہ اپنی عِدّت ختم کرنے والی ہوں۔

فَاَمْسِكُوْهُنَّ — تو ان سے رجوع کرو یعنی انھیں روک لو۔

بِمَعْرُوْفٍ — نیکی کے ساتھ باہمی میل جول سے یا مناسب رقم خرچ کر کے۔

اَوْ فَارِقُوْهُنَّ — یا اُن سے جدا ہو جاؤ حق ادا کر کے اور فائدہ پہنچا کر اور سوکن کے ڈر سے۔

اَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ– اور اپنوں میں سے دو صاحبانِ عدل کو بطورِ گواہ مقرّر کردو۔

طلاق جاری کرتے وقت۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ یہ جملہ معطوف ہے اللہ کے قول اذا طَلَّقْتُمُ النساء فطلقوهن لعدّتهن پر۔[۴]

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں طلاق کا حکم دیا ہے اور اس میں دو گواہوں کی تاکید کی ہے اور دو عادل گواہوں کے علاوہ کسی اور پر راضی نہیں اور اپنی کتاب میں نکاح کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے بغیر گواہوں کے چھوڑ دیا ہے تم نے اس میں دو گواہوں کو ضروری قرار دیا جس میں اللہ نے گواہوں کی ضرورت محسوس نہیں کی اور جس میں اللہ نے دو گواہ

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۷۴ (۲) الکافی ج ۶ ص ۶۵–۶۶

(۳) الکافی ج ۶ ص ۹۲ ح ۱۴ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۷۴

presented by Ziaraat.com

رکھے اسے باطل قرار دے دیا۔[۱]

وَ اَقِیۡمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ۔

اے گواہو! تم گواہی کو صرف خدا کے لیے قائم کرو اگر ضرورت پڑ جائے۔

ذٰلِكُمۡ یُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ كَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ۔

یہ نصیحت انھیں کی جا رہی ہے جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا۔

اور وہ جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اُس کے لیے نجات کی راہ پیدا کر دیتا ہے۔

۳۔ وَّ یَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ۔

اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتی۔

تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اس کی دنیا میں ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتی۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا مجھے ایسی آیت کا علم ہے اگر لوگ اسے لے لیں تو وہ اُن کے لیے کافی ہے "وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل اسے فرماتے رہے اور اس کا اعادہ کرتے رہے۔[۳]

نہج البلاغہ میں ہے: مخرجاً من الفتن ونوراً من الظُّلَمِ

آزمائشوں سے نکلنے کا راستہ اور اندھیروں میں روشنی۔[۴]

مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے "وَّ یَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ"

یعنی جو کچھ اسے عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرماتا ہے۔[۵]

کتاب فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے ہے وہ اپنے آباؤ اجداد سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو اللہ سے رزق آتا ہے وہ نہ تو چل کر آتا ہے اور نہ ہی وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے اور نہ ہی زبان سے کچھ بولتا ہے اور نہ ہی اس کی جانب رختِ سفر باندھتا ہے اور نہ ہی اس کے سامنے آتا ہے وہ ان میں ہوتا ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ الآیۃ۔[۶]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اصحاب رسولؐ میں سے کچھ لوگوں نے اپنے دروازے بند کر لیے اور عبادت شروع کر دی اور انھوں نے کہا ہمارے رزق کی ضمانت لی جا چکی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جب یہ خبر پہنچی انھیں بلوایا اور اُن سے کہا تم نے جو کچھ کیا تمھیں کس

---

(۱) الکافی ج ۵ ص ۳۸۷ ح ۴ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۷۵
(۳) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۳۰۶ (۴) نہج البلاغہ خطبہ ۱۸۳
(۵) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۳۰۶ (۶) من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۰۱ ح ۹۹۳ / ۴۷ باب ۵۸

presented by Ziaraat.com

چیز نے اس بات پر آمادہ کیا انھوں نے جواب دیا اللہ نے ہمارے رزق کی ضمانت لے لی تو ہم نے عبادت شروع کر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسا کرے گا اس کی دعا قبول نہیں ہوگی تم پر تلاش رزق اور طلبِ رزق لازم ہے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے یہ ہماری قوم کے کمزور ترین افراد ہیں ان کے پاس سرمایہ نہیں ہے کہ وہ ہمارے پاس آئیں اور ہماری حدیثوں کو سنیں اور ہمارے علم سے اقتباس کریں ایک قوم کوچ کر کے آگے بڑھتی ہے اور وہ اپنے اموال خرچ کرتے ہیں اور اپنے بدنوں کو تھکاتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہماری حدیثیں سنتے ہیں وہ ان کی طرف انھیں منتقل کرتے ہیں وہ لوگ ان احادیث کو یاد رکھتے ہیں اور یہ لوگ انھیں ضائع کر دیتے ہیں یہی ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن کے لیے نکلنے کا راستا دیتا ہے اور انھیں ایسی جگہ سے رزق مہیا کرتا جس کے بارے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتے۔[۲]

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ اور جو توکل کرتا ہے تو اللہ اُس کے لیے کافی ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ۔ یقیناً اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔

وہ جو چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور اس کی مُراد بھی اُس کے ہاتھ سے نہیں جاتی۔

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔ یقیناً اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

اندازہ یا مقدار معین کر رکھا ہے جس میں کوئی تغیّر واقع نہیں ہوتا اور وہ بیان ہے ''توکل کے وجوب'' کا اور جو احکام بیان ہوئے ان کی ''تقریر ہے'' اور جو مقادیر آئیں گی اُن کی ''تمہید ہے''۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ کے نزدیک توکل کرنے والوں کے درجات ہیں ان میں سے یہ ہے کہ تم اپنے تمام معاملات میں اللہ پر توکّل کرو اب وہ تمھارے ساتھ جو بھی سلوک کرے تم اس پر راضی رہو تم جان لو کہ وہ خیر و فضل میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھے گا اور یہ بھی جان لو کہ اس بارے میں اسی کا فیصلہ جاری ہوتا ہے لہٰذا ان تمام امور کو اس کے سپرد کر کے توکل کرو ان معاملات میں اور ان کے علاوہ دیگر معاملات میں اسی پر بھروسا اور اعتماد رکھو۔[۳]

کتاب معانی میں روایت مرفوع ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرئیل بتاؤ اللہ پر توکل کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا یہ علم رکھنا کہ مخلوق نہ نقصان پہنچا سکتی ہے نہ فائدہ عطا کر سکتی ہے اور نہ ہی روک سکتی ہے اور مخلوقات سے نا امیدی رکھنا، جب بندہ ایسا کرے گا تو پھر سوائے اللہ کے کسی اور پر اعتماد نہیں رکھے گا اور اللہ کے علاوہ نہ تو کسی سے امید رکھے گا اور نہ ہی کسی سے ڈرے گا اور نہ ہی بجز اللہ کے کسی اور سے طمع کرے گا اسی کا نام توکّل ہے۔[۴]

---

(۱) الکافی ج ۵ ص ۴ ح ۵ (۲) الکافی ج ۸ ص ۱۷۸۔۱۷۹ ح ۲۰۱

(۳) الکافی ج ۲ ص ۶۵ ح ۵ (۴) معانی الاخبار ص ۲۶۰۔۲۶۱ ح ۱ باب معنی التوکّل

presented by Ziaraat.com

وَ الّٰٓـِٔیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ
اَشْهُرٍ ۙ وَّ الّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ؕ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا ۝۴
ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَیْكُمْ ؕ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یُكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَ یُعْظِمْ
لَهٗۤ اَجْرًا ۝۵
اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَیِّقُوْا
عَلَیْهِنَّ ؕ وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْهِنَّ حَتّٰی یَضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَ اْتَمِرُوْا بَیْنَكُمْ
بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰی ۝۶
ؕ لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ
اللّٰهُ ؕ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا ۝۷ ع ۱۷

۴-اور تمھاری عورتوں میں جو عورتیں حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تمھیں کوئی شک لاحق ہو تو ان کی عدّت بھی تین مہینے ہے اور یہی حکم اُن کا ہے جنھیں ابھی حیض نہ آیا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدّت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے معاملے میں سہولتیں پیدا کر دیتا ہے۔

۵-یہ تو اللہ کا حکم ہے جسے اللہ نے تمھاری طرف نازل فرمایا ہے جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی تمام برائیوں کو اس سے دور کر دے گا اور اس کو بڑا اجر عطا کرے گا۔

۶-ان کو زمانۂ عدّت میں اپنی حیثیت کے مطابق اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو اور انھیں تنگ کرنے کے لیے نہ ستاؤ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک ان کا وضع حمل نہ ہو جائے پھر اگر وہ تمھارے لیے بچے کو دودھ پلائیں تو انھیں اُن کی اجرت دو اور بھلے طریقے سے اجرت کا معاملہ طے کر لو اگر تم نے اجرت کے معاملے میں ایک دوسرے کو تنگ کیا تو بچے کو کوئی اور عورت دودھ پلائے گی۔

presented by Ziaraat.com

۷–خوش حال آدمی اپنی خوش حالی کے مطابق نفقہ دے اور جس کو رزق کم دیا گیا ہے تو وہ اسی میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اُسے دیا ہے اللہ نے کسی نفس کو جتنا دیا ہے اس سے زیادہ کا مکلف نہیں کرتا عن قریب اللہ تنگ دستی کے بعد فراخ دستی بھی عطا فرمائے گا۔

۴–وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ–

اور تمھاری عورتوں میں جو عورتیں حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تمھیں کوئی شک لاحق ہو تو ان کی عدّت بھی تین مہینے ہے۔

یأئسہ وہ عورت جسے حیض نہ آتا ہو۔

اِنِ ارْتَبْتُمْ– تمھیں ان کے امور میں شک ہو یعنی تمھیں یہ معلوم نہ ہو کہ آیا بڑھاپے کی وجہ سے حیض آنا بند ہوا ہے یا کسی بیماری کی وجہ سے ایسا ہوا ہے؟

تفسیر مجمع البیان میں ہمارے ائمہ السلام سے مروی ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں کہ اُن جیسی عورتوں کو حیض آتا ہے اس لیے کہ اگر وہ ایسی عمر کی عورتوں میں ہوتیں جن کو حیض نہیں آتا تو پھر ارتاب کا کوئی مفہوم باقی نہیں رہتا۔(۱)

فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ–

تو ان کی عدّت تین مہینے ہوگی روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت: وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ ثَلٰثَۃَ قُرُوْٓءٍ (بقرہ: ۲۲۸) نازل ہوئی تو سوال کیا گیا ''فَمَا عِدَّۃُ اللَّائِیْ لَمْ یَحِضْنَ'' کہ ابھی جن عورتوں کو حیض نہیں آیا اُن کی عدّت کیا ہے؟ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔(۲)

وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ–

جنھیں ابھی حیض نہیں آیا۔ان کی عدّت بھی تین ماہ ہے

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُھُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ–

اور حاملہ عورتوں کی عدّت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔

تفسیر مجمع البیان میں معصومین سے روایت ہے کہ یہ حکم خاص طور سے طلاق کے لیے ہے۔(۳)

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں سوائے موت کے اس لیے کہ اس میں ان عورتوں کی عدّت کی مدت زیادہ طولانی ہے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے دی اور اس کے شکم میں دو بچے تھے اس نے ایک کو جنا اور دوسرا باقی رہ گیا تو فرمایا کہ پہلے بچے پر علاحدگی ہو جائے گی اور وہ شوہروں کے لیے حلال نہ ہوگی جب تک جو بچہ شکم میں ہے اسے

---

(۱) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۳۰۷ (۲) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۸۳ (۳) الکافی ج ۶ ص ۸۲ ح ۱۰

presented by Ziaraat.com

جنم نہ دے دے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایسی حاملہ عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا شوہر مر گیا تو وہ وضع حمل کرتی ہے اور چار مہینہ دس دن گزرنے سے پہلے وہ دوسری شادی کر لیتی ہے امام علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے دخول کر لیا تو فوراً انھیں جدا کر دے پھر وہ عورت اس کے لیے کبھی حلال نہیں ہوگی اور وہ عورت پہلے شوہر سے جو عدّت باقی رہ گئی ہے اسے پورا کرے اور مزید دوسرے شوہر سے تین طہر کی عدت پوری کرے اور اگر اس نے دخول نہیں کیا ہے تو انھیں علاحدہ کر دے اور پہلے شوہر کی جو عدّت باقی رہ گئی ہے وہ عورت اسے پوری کرے اور یہ شخص ان دوسرے افراد کی مانند ہے جو منگنی کرنا چاہتے ہیں اور پیغام نکاح بھیج رہے ہیں۔[۲]

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا۔

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے معاملے میں سہولتیں پیدا کر دیتا ہے۔

جو احکام خدا میں اس کے حقوق کا خیال رکھتا ہے تو اللہ اس کے لیے امر کو آسان بنا دیتا ہے اور اسے خیر کی توفیق فراہم کرتا ہے۔

۵۔ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ — یہ تو اللہ کا حکم ہے جسے اللہ نے تمھاری طرف نازل فرمایا ہے۔

ذٰلِكَ ان احکام کی جانب اشارہ ہے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا۔

اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی برائیوں کو اس سے دور کر دے گا اور اس کو بڑا اجر عطا کرے گا۔

اس لیے کہ ''حسنات'' (اچھائیاں) ''سَيِّئَات'' (برائیوں) کو لے جاتی ہیں اور اللہ اس کا اجر بڑھا چڑھا کر دے گا۔

۶۔ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ۔

ان کو زمانۂ عدّت میں اپنی حیثیت کے مطابق ایسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو۔

وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ۔ — اور انھیں تنگ کرنے کے لیے نہ ستاؤ۔

رہائش گاہ کے معاملے میں اُن پر تنگی نہ کرو کہ وہ گھر سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ مرد اگر اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو اسے اذیت نہ پہنچائے کہ اسے اتنا ستائے کہ وہ عدّت پوری ہونے سے پہلے وہاں سے منتقل ہو جائے اللہ تعالیٰ نے اس بات سے روکا ہے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔[۳]

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔

اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک ان کا وضعِ حمل نہ ہو جائے۔

---

(۱) الکافی ج ۵ ص ۴۲۷ ح ۴ (۲) الکافی ج ۵ ص ۴۲۷ ح ۴ (۳) الکافی ج ۶ ص ۱۲۳ ح ۱

presented by Ziaraat.com

کیوں کہ اس وقت وہ عدّت سے باہر آجائیں گی۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ وہ مطلقہ جسے شوہر رجعی طلاق دیتا ہے اس عورت کو گھر اور نان ونفقہ دینا شوہر کی ذمہ داری ہے جب تک وہ عدّت میں رہے۔

اگر وہ عورت حاملہ ہو تو شوہر اس وقت تک خرچ کرے جب تک وضع حمل نہ ہوجائے۔(۱)

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے اگر تین طلاقیں ہو چکی ہیں تو ایسی عورت کے لیے شوہر پر نان ونفقہ نہیں ہے نفقہ صرف اس وقت دینا ہے جب طلاق رجعی ہو۔(۲)

کتاب تہذیب میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کی تیسری طلاق ہو کیا اس کے لیے رہائش اور نفقہ ہوگا؟ امام علیہ السلام نے پوچھا کیا وہ عورت حاملہ ہے کہا گیا نہیں تو فرمایا نہیں اس کے لیے کچھ نہیں۔(۳)

اسی مفہوم کی دوسری روایت بھی ہے۔(۴)

اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک ان کا وضعِ حمل نہ ہوجائے۔

کیوں کہ اس وقت وہ عدّت سے باہر آجائیں گی۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ وہ مطلقہ جسے شوہر رجعی طلاق دیتا ہے اس عورت کو گھر اور نان ونفقہ دینا شوہر کی ذمہ داری ہے جب تک وہ عدّت میں رہے اگر وہ عورت حاملہ ہو تو شوہر اس وقت تک خرچ کرے جب تک وضع حمل نہ ہوجائے۔(۵)

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے اگر تین طلاقیں ہو چکی ہیں تو ایسی عورت کے لیے شوہر پر نان ونفقہ نہیں ہے نفقہ صرف اس وقت دینا ہے جب طلاق رجعی ہو۔(۶)

کتاب تہذیب میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کی تیسری طلاق ہو کیا اس کے لیے رہائش اور نفقہ ہوگا؟ امام علیہ السلام نے پوچھا کیا وہ عورت حاملہ ہے کہا گیا نہیں تو فرمایا نہیں اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔(۷)

اسی مفہوم کی دوسری روایات بھی ہیں۔(۸)

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ۔

پھر اگر وہ تمھارے بچّے کو دودھ پلائیں تو انھیں اُن کی اُجرت دو۔

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۷۴ (۲) الکافی ج ۶ ص ۱۰۴ ح ۱

(۳) تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱۳۳ ح ۴۶۲/۶۱ (۴) تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱۳۳ ح ۵۷–۵۸–۵۹ باب ۶

(۵) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۷۴ (۶) الکافی ج ۶ ص ۱۰۴ ح ۱

(۷) تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱۳۳ ح ۴۶۲/۶۱ (۸) تہذیب الاحکام ج ۸۰ ص ۱۳۳ ح ۵۷–۵۸–۵۹ باب ۶

presented by Ziaraat.com

نکاح کا تعلّق منقطع ہو جانے کے بعد دودھ پلانے کی اجرت ادا کرو۔

وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ۔ اور بھلے طریقے سے اُجرت کا معاملہ طے کرو۔

دودھ پلانے اور اجرت سے متعلق معاملے کو احسن طریقے سے حل کرو۔

وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى۔

لیکن اگر تم نے اجرت کے معاملے میں ایک دوسرے کو تنگ کیا تو بچے کو کوئی اور عورت دودھ پلائے گی اور اس میں تنگ کرنے پر ماں کے لیے عتاب ہے۔

۷۔ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ۔ خوش حال آدمی اپنی خوش حالی کے مطابق نفقہ دے۔

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ۔

اور جس کو رزق کم دیا گیا ہے تو وہ اسی میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اُسے دیا ہے یعنی تنگی میں رہنے والا اور خوش حال ہر ایک اپنی اپنی گنجائش کے اعتبار سے خرچ کرے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا۔

اِلّا وسعھا یعنی وسعت کے مطابق اللہ نے کسی نفس کو جتنا دیا ہے اس سے زیادہ کا مکلّف نہیں کرتا۔

اور اس میں تنگ دست کے دل کی راحت کا سامان ہے۔

سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا۔

عن قریب اللہ تنگ دستی کے بعد فراخ دستی بھی عطا فرمائے گا۔

یعنی اس دنیا اور آخرت میں، ہر اِنفاق (خرچ کرنا) پر یہ حکم جاری ہے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو خوش حال ہے جو بہت عمدہ عمدہ اطلس و کم خواب کے کپڑے بناتا ہے اور بہت سی قمیضیں تیار کراتا ہے جو ایک دوسرے کی نفاظت کرتی ہیں اور وہ ان سے زینت کرتا ہے کیا ایسا شخص مسرف (اسراف کرنے والا، فضول خرچ) ہوگا امام علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ۔[1]

اور اسی کتاب میں اور قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اللہ کے قول وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ کے بارے میں امام علیہ السلام نے فرمایا اگر مرد اپنی عورت پر خرچ کرتا ہے جو اس کی پشت کو لباس کے ساتھ سیدھا کردے ورنہ حاکم اُن کے درمیان تفریق کردے۔[2]

نوٹ: رزق میں کتنی ہی تنگی ہو لباس مہیا کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے ورنہ پھر بصورتِ دیگر اُسے اس بیوی کے ساتھ رہنے کا حق نہیں۔ (مترجم)

---

(۱) الکافی ج ۶ ص ۴۴۳ ح ۱۲ (۲) الکافی ج ۵ ص ۵۱۲ ح ۷ و تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۵

presented by Ziaraat.com

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۚۛ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝۱۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۱۲

۸۔ بہتیری بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے رب کے امر اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان کا نہایت سخت محاسبہ کیا اور ہم نے انھیں انوکھے عذاب میں گرفتار کر دیا۔

۹۔ انھوں نے اپنے کیے کی سزا بھگت لی اور ان کا انجام کار گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔

۱۰۔ اللہ نے اُن کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے اے صاحبان عقل ایمان لانے والو! تم اللہ سے ڈرو اللہ نے تمھاری طرف ذکر کو نازل فرمایا ہے۔

۱۱۔ ایسا رسول جو تم پر اللہ کی واضح آیتوں کو سناتا ہے تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے اور جو بھی اللہ پر ایمان لایا اور عملِ صالح بجا لایا اسے اللہ ایسے باغات میں داخل کردے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں وہ اُن میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہترین رزق مہیا کر رکھا ہے۔

۱۲۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمینیں بھی اتنی ہی بنائیں ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔

presented by Ziaraat.com

۸-وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ-

بہتیری بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے رب کے امر اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی۔

مِّنْ قَرْيَةٍ سے اہلِ قریہ مراد ہیں۔

انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے اسی طرح روگردانی کی جیسے سرکش و گستاخ کرتا ہے۔

فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا-

تو ہم نے ان کا نہایت سخت محاسبہ کیا اور ہم نے انھیں انوکھے عذاب میں گرفتار کر دیا "حِسَابًا شَدِيْدًا" شدید محاسبہ مسئلہ کی تہہ تک پہنچ کر اور شدید جھگڑا کر کے "نُّكْرًا" انوکھا، اجنبی اور اس سے مراد آخرت کا حساب اور اُس کا عذاب ہے اور فعل ماضی اس لیے لایا گیا کہ یہ بات متحقق اور ثابت ہے یا ان کے گناہوں کی تحقیق کرنی ہے اور جو کچھ انھیں اس دنیا میں پہنچا ہے اسے واضح کرنا ہے۔

۹-فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا-

انھوں نے اپنے کیے کی سزا بھگت لی اور ان کا انجام کار گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔

وَبَالَ اَمْرِهَا سے مراد کفر اور معاصی کا انجام اور سزا ہے۔

خُسْرًا- جس میں فی نفسہ کسی قسم کی منفعت نہ ہو۔

۱۰-اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا-

اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے اے صاحبانِ عقل ایمان لانے والو تم اللہ سے ڈرو۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا- بے شک اللہ نے تمھاری طرف ذکر کو نازل فرمایا ہے۔

۱۱-رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ- ایسا رسول جو تم پر اللہ کی واضح آیتوں کو سناتا ہے۔

کتاب عیون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے قول "فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ" کے ذیل میں ہے کہ ذکر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم اُن کے اہلِ بیت ہیں اور فرمایا کہ یہ کتاب خدا میں بالکل واضح طور سے بیان ہوا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ طلاق میں فرمایا:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ-[1]

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ-

تا کہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجالائے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے۔

یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف۔

وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا-

اور جو بھی اللہ پر ایمان لایا اور عملِ صالح بجالایا اسے اللہ ایسے باغات میں داخل کردے گا جن کے نیچے

---

(۱) عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۲۳۹ ح ۱ باب ۲۳

presented by Ziaraat.com

نہریں رواں ہیں وہ ان میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔

قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا۔ اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہترین رزق رکھا ہوا ہے۔

۱۲- اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمینیں بھی اتنی ہی بنائیں تعداد کے اعتبار سے۔

یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

آسمان وزمین کے درمیان اللہ کا امر اور اس کے فیصلے جاری ہوتے ہیں اور اُن میں اسی کا حکم نافذ ہوتا ہے۔

وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ اور اللہ نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔

یہ تخلیق کی علت یا تنزیل کی علت بیان کی جا رہی یا جو ان دونوں سے عام ہو اس لیے کہ دونوں امر اس کی کمال قدرت اور کمال علم پر دلالت کرتے ہیں۔

تفسیر قمی میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اللہ تعالیٰ کے قول:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝ (الذاریات:۷) (قسم ہے آسمان کی جو راستوں والا ہے) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا یہ زمین سے بندھا ہوا ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل فرمایا پھر آپ نے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین کی تخلیق کی کیفیت کو بیان کرنا شروع کیا اور ان کا آپس میں ایک دوسرے سے مربوط ہونا اور یہ کہ دُنیاوی آسمان اس زمین کے اوپر ایک قبہ اور دوسری زمین دنیاوی آسمان کے اوپر ہے اور دوسرے آسمان پر قبہ ہے اور اسی طرح ساتوں آسمان کی کیفیت ہے پھر فرمایا اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔ (الملک: ۳)

وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحب الامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اُن کے بعد وصی زمین پر قائم ہیں۔ جس پر امر نازل ہوتا ہے آسمان کے اوپر سے آسمانوں اور زمینوں کے درمیان میں۔[۱]

مکمل حدیث پوری کی پوری سورۃ ذاریات کی آیت ۷ کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہے۔

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ طلاق اور سورۂ تحریم کسی فرض نماز میں پڑھے گا تو اللہ اسے پناہ میں رکھے گا کہ روز قیامت وہ ان لوگوں میں سے نہ ہوگا جنھیں خوف اور حزن ہوگا اور اسے جہنّم سے بچا لیا جائے گا اور ان سورتوں کی تلاوت کرنے اور زبانی یاد رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا۔[۲]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۲۸-۳۲۹

(۲) ثواب الاعمال ص ۱۱۹ ح ۱ باب قرآۃ سورۃ الطلاق ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۰۲

presented by Ziaraat.com

سورۂ التّحریم

سورۂ تحریم مدینہ منوّرہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۱۲ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبۡتَغِیۡ مَرۡضَاتَ اَزۡوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ①

قَدۡ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمۡ تَحِلَّةَ اَیۡمَانِكُمۡ ۚ وَ اللّٰهُ مَوۡلٰىكُمۡ ۚ وَهُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡمُ ②

وَ اِذۡ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعۡضِ اَزۡوَاجِهٖ حَدِیۡثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتۡ بِهٖ وَ اَظۡهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیۡهِ عَرَّفَ بَعۡضَهٗ وَ اَعۡرَضَ عَنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتۡ مَنۡ اَنۡۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الۡعَلِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ③

اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُكُمَا ۚ وَ اِنۡ تَظٰهَرَا عَلَیۡهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلٰىهُ وَ جِبۡرِیۡلُ وَ صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَ الۡمَلٰٓئِكَةُ بَعۡدَ ذٰلِكَ ظَهِیۡرٌ ④

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱–اے نبی جو چیز اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دی ہے آپ اسے کیوں حرام ٹھہراتے ہیں، آپ اپنی ازواج کی مرضی کے خواہش مند ہیں اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

۲–خدا نے تمھارے لیے قسموں کو توڑنے کا کفارہ مقرر کر دیا ہے اللہ تمھارا مولیٰ ہے اور وہ علیم وحکیم ہے۔

۳–جب نبی نے اپنی بعض ازواج سے راز کی بات بتائی اس نے وہ بات دوسری کو بتا دی اور اللہ نے نبی کو اس سے آگاہ کر دیا تو انھوں نے کچھ بات بیوی کو بتائی اور کچھ ٹال دی جب نبی نے اُسے یہ واقعہ سنایا تو اس نے دریافت کیا آپ کو کس نے یہ بات بتلادی رسول نے فرمایا مجھے علیم وخبیر نے اس بات سے آگاہ کیا ہے۔

۴–اگر تم اللہ سے توبہ کرتی ہو تو بہتر ہے تمھارے دل حق سے ہٹ گئے ہیں اور اگر تم دونوں نبی کے خلاف ایکا کروگی تو اللہ خود اُن کا مددگار ہے اور جبرئیل اور تمام نیک مومن اور ان کے علاوہ تمام فرشتے بھی مددگار ہیں۔

presented by Ziaraat.com

۱-یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ-

اے نبی جو چیز اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دی ہے آپ اسے کیوں حرام ٹھہراتے ہیں آپ اپنی ازواج کی مرضی کے خواہش مند ہیں۔ اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ ماریہ کے ساتھ تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ماریہ سے قربت نہیں کروں گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں۔[۱]

روایت بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ کی باری والے دن میں حضرت ماریہؓ سے خلوت میں وقت گزارا حضرت حفصہؓ اس بات پر مطلع ہوئیں اور رسول سے ناراض ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ماریہؓ کو خود پر حرام کر دیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔[۲]

اور کہا گیا ہے کہ آپ نے حضرت حفصہؓ کے پاس شہد پیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ حضرت سودہؓ اور حضرت صفیہؓ سے ہم بستری کی ان سب نے کہا ہم آپ کے منہ سے ''مَغَافِیر'' کی بو سونگھ رہے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پر شہد کو حرام کر لیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔[۳]

اور اس بارے میں ان شاء اللہ مکمل گفتگو کی جائے گی۔

۲-قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ-

اور خدا نے تمھارے لیے قسموں کے توڑنے کا کفارہ مقرر کر دیا ہے۔ تمھارے لیے اس کی حلّت کو واضح کر دیا ہے اور قسم کھانے سے جو پابندی عائد کر لی ہے اسے کفارے کے ذریعے ختم کر دیا ہے۔

وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ -

اور اللہ تمھارا مولیٰ ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔

الْعَلِیْمُ وہ جانتا ہے کہ تمھارے لیے کیا درست ہے۔

الْحَكِیْمُ وہ اپنے افعال اور احکام میں طاقت ور اور مضبوط ہے۔

۳-وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا-

اور جب نبی نے اپنی بعض ازواج کو راز کی بات بتائی۔

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ-

اس نے وہ بات دوسری کو بتا دی اور اللہ نے نبی کو اس سے آگاہ کر دیا تو انھوں نے کچھ بات بیوی کو بتا دی اور کچھ ٹال دی از راہ لطف و کرم بعض باتوں سے آگاہ نہیں کیا۔

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۶۵ (۲) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۸۵ (۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۸۵

presented by Ziaraat.com

فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ۔

جب نبی نے اسے یہ واقعہ سنایا تو اس نے دریافت کیا آپ کو کس نے یہ بات بتلادی رسول نے فرمایا مجھے علیم وخبیر (اللہ) نے اس بات سے آگاہ کیا ہے۔

۴-اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا۔

اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو تو بہتر ہے تمھارے دل حق سے ہٹ گئے ہیں۔

اس آیت میں خطاب حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ سے ہے تمھارے عمل سے جو بات ظاہر ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ تم دونوں توبہ کرو۔

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ۔

اور اگر تم دونوں نبی کے خلاف ایکا کروگی۔

تفسیر مجمع البیان اور امالی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب سے سوال کیا گیا وہ کون عورتیں تھیں جنھوں نے رسول اللہ کے خلاف ایکا کیا تو انھوں نے فرمایا عائشہؓ اور حفصہؓ۔(۱)

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۔

اللہ خود اُن کا مددگار ہے اور جبرئیل اور مومنین میں صالح فرد اور ان کے علاوہ تمام فرشتے بھی مددگار ہیں۔

یعنی اللہ اپنے نبی کا ناصر ہے اور جبرئیل علیہ السلام جو ملائکہ کے سردار ہیں وہ مددگار ہیں اور علی بن ابی طالب علیہ السلام جو ان کے بھائی اور وزیر اور ان کا نفس ہیں وہ مددگار ہیں۔

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ صالح المومنین سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔(۲)

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کا تعارف مومنین سے دو مرتبہ کرایا ایک مرتبہ اس طرح تعارف کرایا کہ فرمایا ''من کنتُ مولاہ فعلی مولاہ'' جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی بھی اس کا مولیٰ ہے اور دوسری مرتبہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کا ہاتھ تھاما اور فرمایا اے لوگو! یہ صالح المومنین ہیں اسماء بنت عُمَیس فرماتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے: صَالِحُ المومنین عَلی ابن ابی طالب علی ابن طالب تمام مومنین میں صالح ہیں۔(۳)

فرمایا روایت میں عامہ اور خاصہ دونوں طریق سے آیا ہے کہ ''صالح المومنین'' سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔(۴)

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۱۶ وامالی شیخ طوسی ص ۱۵۱ ح ۲۴۹/۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۷

(۳) مجمع البیان ۹-۱۰ ص ۳۱۶ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۱۶

presented by Ziaraat.com

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝۵

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝۶

ع ۱ ۱۹ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۷ ع

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۸

۵-اگر رسول تمھیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ ان کا رب تمھارے بدلے انھیں تم سے اچھی بیویاں عطا فرمادے جو مسلمان مومنہ، فرماں بردار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار، روزے دار، پہلے بیاہی اور کنواری عورتیں ہوں۔

٦-اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہلِ وعیال کو جہنّم کی آگ سے بچاؤ انسان اور پتھر جس کے ایندھن ہوں گے۔ اس پر تندخو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں اللہ نے انھیں جو حکم دیا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ انھیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں۔

۷-اے کفر کرنے والو! آج تم عذر پیش نہ کرو یقیناً تمھیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم عمل کرتے تھے۔

۸-اے ایمان والو! تم اللہ سے خالص توبہ کرو ہوسکتا ہے تمھارا رب تم سے تمھاری برائیاں دور کردے اور تمھیں ایسی جنتوں میں داخل کردے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جس دن اللہ اپنے نبی اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے انھیں رُسوا نہیں کرے گا ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا وہ یہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے پروردگار تو ہمارے نور کو ہمارے لیے مکمّل فرما اور تو ہماری مغفرت

presented by Ziaraat.com

فرمادے بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

۵-عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ-

اگر رسول تمھیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ ان کا رب تمھارے بدلے انھیں تم سے اچھی بیویاں عطا فرمادے۔

مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا-

جو مسلمان، مومنہ، فرماں بردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزے دار پہلے بیاہی اور کنواری عورتیں ہوں۔

۶-یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ-

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو بچاؤ۔

گناہوں کو ترک کر کے اور اطاعت گزاری کے ذریعے سے۔

وَ اَهْلِیْكُمْ-

اور اپنے اہل وعیال کو بچاؤ نصیحت کے ذریعے اور ادب سکھا کر۔

نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ-

جہنم کی آگ سے انسان اور پتھر جس کے ایندھن ہوں گے۔

عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ-

اس پر تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں اللہ نے انھیں جو حکم دیا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے انھیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص بیٹھ کر رونے لگا اور اس نے کہا کہ میں اپنے نفس کے بارے میں عاجز ہوں یہ جان کر کہ مجھے اپنے اہل وعیال کے بارے میں مکلف بنا دیا گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا تمھارے لیے یہی کافی ہے کہ تم جو اپنے نفس کو حکم دیتے ہو وہی حکم اپنے اہل وعیال کو دو اور تم اپنے نفس کو جن باتوں سے روکتے ہو اپنے اہل وعیال کو بھی انھی باتوں سے روکو۔[1]

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے سوال کیا گیا یہ میرا نفس ہے میں اسے بچاتا ہوں میں اپنے اہل وعیال کو کیسے بچاؤں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا تم انھیں وہی حکم دو اللہ نے جن باتوں کا حکم دیا ہے۔ اور انھیں ان باتوں سے روکو اللہ نے جن باتوں سے روکا ہے اگر وہ تمھاری اطاعت کرتے ہیں تو گویا کہ تم

(۱) الکافی ج ۵ ص ۶۲ ح ۱ باب ۱

presented by Ziaraat.com

نے انھیں بچا لیا اور اگر وہ تمھاری نافرمانی کرتے ہیں تو تم پر جو ذمہ داری عائد ہوتی تھی وہ تم نے پوری کر دی۔ (۱)

اور کتاب کافی میں اس سے ملتی جلتی روایت ہے۔ (۲)

۷–يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ–

اے کفر کرنے والو! آج تم عذر پیش نہ کرو یقیناً تمھیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم عمل کیا کرتے تھے۔

یعنی ان سے کہا جائے جب وہ جہنّم میں داخل ہو رہے ہوں گے اور معذرت کی نفی کی گئی ہے اس لیے کہ ان کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا یا عذر کرنا اُن کے لیے سود مند نہ ہوگا۔

۸–يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا–

اے ایمان والو! تم اللہ سے خالص توبہ کرو یعنی ایسی توبہ جو نصیحت تک پہنچا دے اور یہ توبہ کرنے والے کی صفت ہے کہ وہ اپنے آپ کو توبہ کے ذریعے نصیحت کرتا ہے توبہ کو نُصُوح اسنادِ مجازی کی بنیاد پر ''تَوْبَةً نَّصُوحًا'' کہا گیا۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ بندہ گناہ سے توبہ کرتا ہے پھر دوبارہ وہ گناہ نہیں کرتا۔ (۳)

اور ایک روایت میں ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ ہم میں سے کس نے گناہ کا اعادہ نہیں کیا؟

تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اس سے محبت کرتا ہے جو گناہوں میں مبتلا ہونے کے بعد توبہ کرنے والا ہو۔ (۴)

تفسیر قمی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے آپ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بندہ توبہ کرتا ہے پھر دوبارہ گناہ کی طرف واپس نہیں لوٹتا اور اللہ کے نزدیک اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ وہ بندہ ہے جس نے گناہ کیا اور توبہ کر لی ہو۔ (۵)

کتاب کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اسی مفہوم کی روایت ہے۔ (۶)

کتاب معانی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''توبتہ النصوح'' یہ ہے کہ کسی شخص کا باطن اُس کے ظاہر جیسا بلکہ اُس سے بہتر ہو جائے۔ (۷)

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب بندہ ''تَوْبَةُ النَّصُوح'' کرتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے دنیا اور آخرت میں اس کے اوپر پردہ ڈال دیتا ہے دریافت کیا گیا کہ کس طرح پردہ ڈالتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا وہ دو فرشتے جو اس کے گناہ لکھتے ہیں انھیں ''نسیًا منسیًّا'' کر دیتا ہے اور اس کے

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۷ (۲) الکافی ج ۵ ص ۶۲ ح ۲ باب ۱ (۳) الکافی ج ۲ ص ۴۳۲ ح ۳
(۴) الکافی ج ۲ ص ۴۳۲ ح ۴ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۷
(۶) الکافی ج ۲ ص ۴۳۲ ح ۳ کے ذیل میں (۷) معانی الاخبار ص ۱۷۴ ح ۳

presented by Ziaraat.com

اعضاء وجوارح کی طرف وحی کرتا ہے کہ اس کے گناہوں کو اس پر پوشیدہ کر دو اور ''بُقْعَةٍ'' زمین کو حکم دیتا ہے کہ اے زمین تو پوشیدہ کر لے ان گناہوں کو جو یہ شخص تجھ پر بجالاتا تھا تو یہ شخص جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو اس وقت کوئی شے بھی اس کے خلاف گناہوں کے بارے میں گواہی نہیں دے گی۔[۱]

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔

ہوسکتا ہے تمھارا رب تم سے تمھاری برائیاں دور کردے اور تمھیں ایسی جنتوں میں داخل کردے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

کہا گیا ہے کہ طمع دلانے والے انداز میں ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ بادشاہوں کی عادت ہے اور اس امر کی جانب توجہ مبذول کرانا ہے کہ یہ اللہ کا فضل وکرم ہے اس کی وجہ توبہ نہیں ہے بندے کو یہ چاہیے کہ وہ ہمیشہ امید و بیم کے درمیان رہے۔[۲]

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ۔

جس دن اللہ اپنے نبی اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں انھیں رسوا نہیں کرے گا۔

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ۔

ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنی طرف دوڑ رہا ہوگا۔

تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کے ذیل میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مومنین کے ائمہ روز قیامت مومنین کے آگے اور اُن کے داہنی طرف دوڑ رہے ہوں گے یہاں تک کہ وہ لوگوں کو جنت میں ان کے مقام تک پہنچادیں۔[۳]

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے اسی جیسی روایت ہے۔[۴]

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس کے پاس اس روز نور ہوگا وہ نجات پا جائے گا اور اس روز ہر مومن کے پاس نور ہوگا۔[۵]

وہ یہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے پروردگار تو ہمارے نور کو ہمارے لیے مکمل فرما اور تو ہماری مغفرت فرما بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۴۳۰۔۴۳۱ ح ۱ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۸۷
(۳) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۳۱۸ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۸
(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۸

presented by Ziaraat.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۹ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ
امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ
يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ
عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ۙ۝۱۱ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ
رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝۱۲ ع

وقف لازم

ع ۲ ۵ ۲۰

۹-اے نبی آپ کفار اور منافقین سے جہاد کیجیے۔ اور ان کے مقابلے میں سختی سے کام لیجیے اور ان کا ٹھکانا جہنّم ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ ۱۰-اللہ نے مثال بیان کی کفر کرنے والوں کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی جو دونوں ہمارے صالح بندوں کے تصرّف میں تھیں ان دونوں نے خیانت کی تو اس زوجیت نے خدا کی بارگاہ میں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور کہا گیا تم دونوں جہنّم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ ۱۱-اور اللہ نے مومنین کے لیے مثال بیان کی ہے فرعون کی بیوی کی جب اُس نے کہا تھا اے میرے رب تو میرے لیے اپنے پاس جنت میں گھر تعمیر کر دے اور مجھے فرعون اور اس کے کاروبار سے نجات دے اور تو مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔

۱۲-اور مریم دختر عمران کی مثال جس نے اپنی عفّت کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اُس نے اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں برداروں میں سے تھی۔

۹-يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ-

اے نبی آپ کفّار اور منافقین سے جہاد کیجیے اور ان کے مقابلے میں سختی سے کام لیجیے۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقین سے کبھی بھی جہاد نہیں کیا بلکہ ان کی تالیف قلب کیا کرتے تھے۔[1]

(۱) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۱۹

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے ہے "جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ" کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے جہاد کیا اور حضرت علی علیہ السلام نے منافقین سے جہاد کیا تو علی کا جہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہاد ہے۔ (۱)

اور اس کا مکمل بیان سورۃ توبہ کی آیت ۷۳ کے ذیل میں ہو چکا ہے۔

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔ اور اُن کا ٹھکانا جہنّم ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

۱۰-ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا۔

اور اللہ نے مثال بیان کی کفر کرنے والوں کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی جو دونوں ہمارے صالح بندوں کے تصرف میں تھیں ان دونوں نے خیانت کی نفاق کے ذریعے اور دونوں رسولوں کے سامنے مظاہرہ کر کے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار و منافقین کی مثال بیان کی ہے کہ انھیں اُن کے کفر و نفاق کی سزا دی جائے گی۔

ان کفار و منافقین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کے درمیان جو تعلّق اور میل جول ہے وہ کوئی کام نہیں آئے گا ان کا حال حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی زوجہ جیسا ہوگا۔ (۲)

فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا۔ تو اس زوجیّت نے خدا کی بارگاہ میں انھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔

اور اللہ کے دونوں پیغمبروں سے انھیں حقِ زواج کا کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔

وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ۔

اور کہا گیا تم دونوں جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ جن لوگوں کے درمیان اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان کسی قسم کا کوئی رابطہ اور تعلق نہ تھا۔

۱۱-وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ۔

اور اللہ نے مومنین کے لیے مثال بیان کی ہے فرعون کی بیوی کی اور مثال بیان کی گئی ہے مومنین کے حال کی کہ اگر انھوں نے کافروں سے تعلّقات رکھے ہوئے ہیں تو وہ انھیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائیں گے حضرت آسیہ کے حال سے اور اللہ کے نزدیک اُن کی کیا منزلت ہے اگرچہ وہ اللہ کے بدترین دشمن کے تحت تھی۔

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ۔

جب اس نے کہا تھا اے میرے رب تو اپنے نزدیک میرے لیے جنت میں گھر تعمیر کر دے اور مجھے فرعون اور اس کے کاروبار سے نجات دے۔ یعنی اس کی خبیث شخصیت اور اس کے برے کاموں سے۔

وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ اور تو مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۷ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۷

presented by Ziaraat.com

یعنی خبیثوں سے جو ظلم میں فرعون کا اتباع کر رہے تھے۔

۱۲–وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا–

اور مریم دختر عمران کی مثال جس نے اپنی عفت کی حفاظت کی۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ اپنی شرم گاہ پر نظر نہیں کی۔[۱]

فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا– تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔

یعنی وہ روح جس کی بنیاد پر ہم نے بغیر کسی واسطے تک رسائی کے اس روح کو پیدا کر دیا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ مخلوق کی روح۔[۲]

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ–

اور اس نے اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں برداروں میں سے تھی۔

قانتین کے معنیٰ ہیں اطاعت کی پابند تھی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ وہ دین کی دعوت دینے والوں میں سے تھیں۔[۳]

غلبہ کی وجہ سے لفظ ''قانتین'' مذکر لایا گیا۔ اور اس بات کی نشان دہی کے لیے کہ حضرت مریم کی اطاعت کامل مردوں کی اطاعت سے کم نہ تھی بلکہ انھیں کاملین میں شمار کیا جاتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ مردوں میں بہت سے لوگوں نے کمال حاصل کیا لیکن عورتوں میں صرف چار عورتیں منزل کمال تک رسائی حاصل کر سکیں۔

آسیہ بنت مزاحم، مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔[۴]

کتاب خصال میں سے مروی ہے کہ جنت کی عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں۔[۵]

کتاب فقیہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ کی بیماری کے دوران ان کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے خدیجہ ہم تمھاری بیماری کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کے باوجود جب تم اے خدیجہ اپنی سوکنوں کے پاس پہنچنا تو اُن تک سلام پہنچا دینا حضرت خدیجہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون عورتیں ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مریم دخترِ عمران کلثوم خواہر موسیٰ اور آسیہ زوجہ فرعون حضرت خدیجہ نے فرمایا بسر و چشم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس سورے کی قرأت کا ثواب پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

---

(۱)،(۲) و (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۸ (۴) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۳۲۰

(۵) الخصال ص ۲۰۵–۲۰۶ ح ۲۲ باب ۴

presented by Ziaraat.com

سورۂ الملک

یہ سورۂ مکیہ ہے اور اس میں ۳۰ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۫ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ۝۱
الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ
الْغَفُوْرُ ۙ۝۲ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ
تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِيْرٌ ۝۴
وَ لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ
اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱- بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھوں میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔
۲- جس نے موت وحیات کو خلق کیا ہے تاکہ تمھارا امتحان لے کہ تم میں بہترین عمل کس کا ہے اور وہ غالب اور مغفرت کرنے والا ہے۔ ۳- جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے تم رحمان کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں دیکھو گے نظر اٹھا کر دیکھو کیا تمھیں (آسمان میں) کوئی شگاف نظر آتا ہے۔
۴- پھر تم بار بار نگاہ ڈالو تمھاری نگاہ ہر بار ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی۔
۵- اور بلا شبہ ہم نے ہی دنیاوی آسمان کو تاروں کے چراغوں سے زینت دی ہے اور انھیں شیاطین کو سنگ سار کرنے کا ذریعہ بنا دیا ہے اور ان کے لیے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۱- تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۫ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ۔
بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔
بِيَدِهِ۔ اس کے قبضۂ قدرت میں اور اسی کے تصرف میں تمام امور ہیں۔

presented by Ziaraat.com

۲-الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ-

جس نے موت وحیات کو خلق کیا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے یعنی اس نے دونوں کو قسمت میں لکھ دیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے پہلے زندگی اُس کے بعد موت لکھی ہے۔[۱]

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ نے موت سے پہلے حیات خلق فرمائی ہے۔

اور امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ زندگی اور موت اللہ کی دو مخلوق ہیں جب موت آتی ہے تو وہ انسان میں داخل ہو جاتی ہے اور وہ جس جس شے میں داخل ہوتی جاتی ہے اس سے زندگی نکلتی چلی جاتی ہے۔

لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا-

تا کہ تمھارا امتحان لے کہ تم میں بہترین عمل کس کا ہے۔

تم سے اس طرح معاملہ کرے جیسے کسی مُکلّف کا امتحان لیا جاتا ہے تا کہ تمھارا جائزہ لے کہ تم میں سب سے بہترین عمل کس کا ہے اس لیے کہ موت حُسن عمل کی طرف دعوت دیتی ہے۔ اور سبب ہے دنیا پر اعتماد نہ کرنے کا اور اس کی فانی لذّتوں پر بھروسہ نہ کرنے کا اور حیات اس کے ساتھ ساتھ قدرت عطا کرتی ہے کہ خالص اعمالِ صالحہ کو بجالایا جائے۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ سے اللہ کے قول ''اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا'' کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تم لوگوں میں عقل کے اعتبار سے کون احسن ہے پھر فرمایا کہ کس کی عقل مکمّل ہے اور کون سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھتا ہے اور اللہ نے جس چیز کا حکم دیا ہے اور جس کو دیکھنے سے روکا ہے کون اس میں زیادہ احسن ہے خواہ فرماں برداری میں تم سے کم ہو۔[۲]

اور ایک روایت میں ہے کہ تم میں عقل کے اعتبار سے کون احسن ہے اور اللہ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے کون اس سے باز رہتا ہے اور کون اللہ کی اطاعت میں تیز رفتاری دکھاتا ہے۔[۳]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس سے مراد اکثر عمل نہیں ہے البتہ کس کا عمل سب سے زیادہ درست ہے اور عقل کی درستی اللہ کی خشیّت ہے اور سچّی نیت ہے پھر فرمایا عمل پر باقی رہنا ہے یہاں تک کہ عمل خالص ہو جائے جو عمل کرنے سے زیادہ شدید ہے اور عملِ خالص وہ ہے تم یہ نہیں چاہو گے کہ کوئی شخص

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۸

(۲) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۲۲

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۲۲

presented by Ziaraat.com

اس عمل پر تمھاری تعریف وتوصیف کرے سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اور نیت عمل سے افضل ہے آگاہ ہو جاؤ کہ نیت ہی عمل ہے پھر آپ نے اللہ عزوجل کے اس قول کی تلاوت فرمائی: قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (اسراء: ۸۴) (اے نبی آپ فرما دیجیے کہ ہر شخص اپنے طریقہ کار کے مطابق عمل کرتا ہے) یعنی اپنی نیت کے مطابق۔[۱]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں شاید اس سے مراد ہو اپنے عمل پر باقی رہنا یعنی اس کا تذکرہ نہ کرے کہ لوگ اس کی تعریف کریں اور وہ عمل خالصۃً اللہ کے لیے باقی رہ جائے اور کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ عمل سے زیادہ سخت اور دشوار ہے۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ-

اور وہ غالب اور مغفرت کرنے والا ہے۔ ایسا غالب ہے جو شخص برا کام انجام دیتا ہے وہ اسے عاجز نہیں کرتا اور جو ان میں سے توبہ کرلے وہ اسے بخشنے والا ہے۔

۳-الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا-

جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے ہیں۔

طِبَاقًا کے معنی طبق در طبق ایک دوسرے کے اوپر۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک دوسرے کے اوپر ہے۔[۲]

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ-

تم رحمٰن کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں دیکھو گے۔

تَفٰوُتٍ- یعنی اختلاف، فرق

تفسیر قمی میں ہے فرمایا یعنی ''من فسادٍ'' کوئی فساد نہیں دیکھو گے۔[۳]

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ-

نظر اٹھا کر دیکھو کیا تمھیں آسمان میں کوئی شگاف نظر آرہا ہے۔

فُطُوْرٍ کے معنی ہیں خَلَلٌ

کہا گیا کہ تم نے بارہا آسمان کی طرف نظر کی ہے ذرا ایک دفعہ اور غور سے دیکھو تا کہ تمھیں پتا چل جائے اس میں کیسی موزونیت ہے اور کتنی استقامت ہے۔[۴]

۴-ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ-

پھر تم بار بار نگاہ ڈالو تمھاری نگاہ ہر بار ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی۔

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۱۶ ح ۴ (۲) و (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۸

(۴) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۸۹

presented by Ziaraat.com

یعنی آسمان میں خلل کو ڈھونڈنے کے لیے بار بار دیکھو تثنیہ لانے کا مقصد مکرر اور کثرت کا اظہار ہے۔
جیسا کہ "لبیک وسعدیک" (میں تیری خدمت میں حاضر ہوں) میں تکرار ہے۔
تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ آسمان وزمین کے ملکوت (بادشاہت، سلطنت) میں دیکھو، غور کرو۔[۱]

یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا-

تمھاری نگاہ ہر بار ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی "خَاسِئًا" کے معنیٰ ہیں مطلوب تک رسائی سے دور رہے گی گویا کہ ایک چھوٹی سی چیز سے انھیں دھتکار دیا۔

وَّهُوَ حَسِیْرٌ-

تھک کر چور ہوگی بار بار دیکھنے کی وجہ سے اور کثرت مراجعہ کے سبب۔

۵- وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ-

اور بلا شبہ ہم نے ہی دنیاوی آسمانوں کو تاروں کے چراغ سے زینت دی ہے۔

السَّمَآءَ الدُّنْیَا- وہ آسمان جو زمین سے زیادہ قریب ہے۔

بِمَصَابِیْحَ- چراغ سے

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ستاروں سے۔[۲]

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ-

اور انھیں شیاطین کو سنگ سار کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

رُجُوْمًا- جس کے ذریعے انھیں سنگ سار کیا جاتا ہے یہ "رجم" کی جمع ہے۔

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد شہاب ثاقب کا ٹوٹنا ہے یہ شیاطین جن کا سبب بنتے ہیں۔[۳]

اور کہا گیا ہے کہ یہ اَٹکل پچّو اور انسانی شیطانوں کی ظنّی باتیں ہیں اور وہ منجّمین ہیں۔[۴]

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ-

اور اُن کے لیے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آخرت میں آگ کا عذاب تیار ہے۔

---

(۱) و (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۸ (۳) و (۴) تفسیر انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۹۰

presented by Ziaraat.com

وَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا
سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّ هِيَ تَفُوْرُ ۝۷ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا
فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝۸
قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ
اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝۹ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ
اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۰ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۱
اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۲
وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۱۳
اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝۱۴ ع

۶-اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ان کے لیے جہنّم کا عذاب ہے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔
۷-جب بھی وہ اُس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی چیخ سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔
۸-گویا مارے جوش کے پھٹ پڑے گی جب اس میں کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو جہنّم کے داروغے اُن لوگوں سے دریافت کریں گے کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔
۹-وہ جواب دیں گے ہاں بے شک ہمارے پاس نذیر (ڈرانے والا) آیا تھا ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا تم تو بڑی گم راہی میں گرفتار ہو۔ ۱۰-اور وہ کہیں گے اے کاش ہم سُنتے یا سمجھتے تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ ۱۱-پس وہ اپنے گناہ کا اقرار کرلیں گے سو دوزخیوں کے لیے رحمت خدا سے دوری ہے۔ ۱۲-بے شک جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور اجر کبیر ہے۔ ۱۳-خواہ تم اپنی بات کو پوشیدہ رکھو یا ظاہر کردو بے شک وہ دلوں کے راز سے بھی بخوبی آگاہ ہے۔ ۱۴-بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے ایسا نہیں بلکہ وہ تو لطیف وخبیر ہے۔

۶-وَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ-
اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ان کے لیے جہنّم کا عذاب ہے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے خواہ ان کا تعلق شیطانوں سے ہو یا شیاطن کے علاوہ ہوں۔

presented by Ziaraat.com

۷- اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّ هِيَ تَفُوْرُ-

جب بھی وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی چیخ سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔

شھیق۔ ایسی آواز جو گدھے کی آواز سے مشابہ ہو۔

وَّ هِيَ تَفُوْرُ۔ وہ جہنم ان لوگوں کی صحبت میں اس طرح ابل رہی ہوگی جس طرح دیگچی میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اس سمیت ابلتی اور جوش مارتی ہے۔

۸- تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ-

گویا مارے جوش کے پھٹ پڑے گی۔

یعنی ان پر غصہ اتارنے کے لیے وہ پھٹ پڑے گی اور یہ بھڑکنے کی شدّت کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا وہ جہنم اللہ کے دشمنوں پر غصّے کی وجہ سے اس کیفیت سے دوچار ہوگی۔(۱)

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ-

جب اس میں کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو جہنّم کے داروغے ان لوگوں سے دریافت کریں گے کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟

جو تمھیں اس عذاب جہنّم سے ڈراتا اور یہ ایک طرح کی سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ ہے۔

۹- قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ-

وہ جواب دیں گے ہاں بے شک ہمارے پاس نذیر (ڈرانے والا) آیا تھا ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ-

تم تو بڑی گمراہی میں گرفتار ہو۔

یعنی ہم نے رسولوں کو جھٹلایا اور ہم نے جھٹلانے میں اتنی زیادتی کی کہ ہم نے کتابوں کے نازل ہونے اور انبیاء کے بھیجے جانے کا سرے سے انکار ہی کر دیا اور ہم نے انھیں گم راہی سے منسوب کر دیا۔

۱۰- وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ-

اور وہ کہیں گے اے کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

اے کاش ہم رسولوں کی بات سنتے اور اسے مکمل طور سے بغیر کسی بحث اور چھان بین کے ان کی صداقت پر اعتماد کرتے ہوئے قبول کر لیتے یا اس کی حکمتوں اور معانی ومفاہیم پر صاحبانِ عقل وخرد کی طرح غور وفکر سے کام لیتے تو ہم جہنمیوں کی صف میں نہ ہوتے اور ہمارا ان میں شمار نہ ہوتا۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۸

presented by Ziaraat.com

۱۱-فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ-

پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلیں گے سو دوزخیوں کے لیے رحمتِ خدا سے دوری ہے۔

سُحقاً اللہ نے انھیں اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ انھوں نے سنا اور سمجھا لیکن انھوں نے اطاعت نہیں کی اور انبیاء کی باتوں کو قبول نہیں کیا جیسا کہ اپنے گناہ کا اعتراف کرنا اس امر کی نشان دہی کر رہا ہے۔[۱]

کتاب احتجاج میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی غدیری خطبے میں فرمایا تھا کہ یہ آیتیں علی علیہ السلام اور اُن کی اولاد کے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جس طرح بعد کی آیتیں ان کے دوستوں کے بارے میں ہیں۔[۲]

۱۲-اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ-

بے شک جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور اجر کبیر ہے۔

ان کے گناہوں کی مغفرت ہوگی اور انھیں اتنا بڑا اجر ملے گا جس کے مقابلے میں دنیا کی لذتیں بالکل ہیچ اور چھوٹی ہوں گی۔

۱۳-وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ-

خواہ تم اپنی بات کو پوشیدہ رکھو یا ظاہر کردو بے شک وہ دلوں کے راز سے بھی بخوبی آگاہ ہے۔ قبل اس کے کہ اسے پوشیدہ طور سے یا علانیہ بیان کیا جائے اللہ تو دل کے راز سے بھی آشنا ہے۔

۱۴-اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ-

بھلا جس نے پیدا کیا ہے وہ بے خبر ہے (ایسا نہیں) بلکہ وہ تو لطیف وخبیر ہے اس کا علم پہنچا ہوا ہے اس کی مخلوق میں سے جو ظاہر ہے اور جو پوشیدہ ہے خواہ وہ چھوٹی ہو اور لطیف ہو اس کی ذات سے کوئی شے دور نہیں ہوتی اور نہ ہی چھوٹتی ہے بلکہ وہ ہر شے کا احصا کرلیتا ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ مشرکین ان اشیاء کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے جو ان کے مابین تھیں اللہ نے اسکے بارے میں اپنے رسول کو بتلا دیا تو وہ آپس میں کہتے تھے اپنی باتیں راز داری سے کہو کہ کہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا سُن نہ لے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی جہالت پر انھیں متوجہ کیا ہے۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۸-۳۷۹ (۲) الاحتجاج ج ۱ ص ۷۹-۸۰

(۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۹۷

presented by Ziaraat.com

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ
وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا
هِیَ تَمُوْرُ ۙ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ
فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾ وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ
نَكِیْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقْبِضْنَ ؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا
الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ
مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ۚ﴿۲۰﴾
اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾
اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾

وقف لازم
وقف غفران
وقف منزل

۱۵-وہی تو ہے جس نے تمھارے لیے زمین کو تابع دار بنایا لہٰذا تم اس کی راہوں میں چلو اور اللہ کے دیے ہوئے رزق سے کھاؤ اور تمھیں اسی کے پاس قبروں سے نکل کر جانا ہے۔ ۱۶-کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہیں تم کو زمین میں نہ دھنسا دے اور وہ ایک دم ہچکولے کھانے لگے۔ ۱۷-کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ وہ تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی نہ بھیجے پھر تم جلد ہی جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا تھا؟ ۱۸-اور یقیناً ان سے پہلے جو تھے انھوں نے تکذیب کی چنانچہ دیکھ لو میرا عذاب کیسا تھا۔ ۱۹-کیا انھوں نے اپنے اوپر پرندے نہیں دیکھے پر پھیلاتے اور سکیڑتے ہوئے انھیں رحمان کے سوا کوئی اور تھامے ہوئے نہیں ہے بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ ۲۰-بھلا کون ہے جو تمھارا لشکر بن کر تمھاری مدد کرے سوائے رحمان کے کافر تو بالکل دھوکے میں ہیں۔ ۲۱-وہ کون ہے جو تمھیں رزق دے اگر رحمان اپنا رزق روک لے "کوئی نہیں" لیکن وہ سرکشی اور حق سے گریز پر اڑے ہوئے ہیں۔

۲۲-بھلا وہ جو اوندھا ہو کر اپنے چہرے کے بل پر چلتا ہو وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ جو بالکل سیدھا ہو کر صراط مستقیم پر چلتا ہو۔

presented by Ziaraat.com

۱۵-هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا-

وہی تو ہے جس نے زمین کو تمھارا تابع دار بنادیا لہٰذا تم اس کی راہوں میں چلو۔

ذلول کے معنیٰ ہیں نرم جس پر چلنا تمھارے لیے آسان ہے۔

مَنَاكِبِهَا تم اس کے اطراف وجوانب یا اس کے پہاڑوں پر جاسکتے ہو۔ کہا گیا ہے یہ مثال ہے تابع داری کی انتہا کے لیے اونٹ کا کوہان ایسا ہے جسے کوئی راکب (سوار) پامال نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسے زیرنگیں کر سکتا ہے جبکہ زمین کو ایسا بنا دیا نرمی اور ہمواری میں کہ اس کی بلند جگہ میں چلا جا سکتا ہے زمین کا کوئی حصہ نہیں بچا جو مُطیع ومنقاد نہ ہو۔[1]

وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ-

اور اللہ کے دیے ہوئے رزق سے کھاؤ اور تمھیں اسی کے پاس قبروں سے نکل کر جانا ہے۔

تم اللہ کی نعمتیں حاصل کرو جب تم اللہ کے حضور میں جاؤ گے تو اللہ نے تمھیں جو نعمتیں دی تھیں اُن کے بارے میں تم سے سوال کرے گا۔

۱۶-ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ-

کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ کہیں تم کو زمین میں نہ دھنسادے اور وہ ایک دم ہچکولے کھانے لگے۔

مَّنْ فِی السَّمَآءِ یعنی وہ فرشتے جو اس عالم کے تدبر کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ۔ زمین تمھیں غائب کردے جس طرح اس نے قارون کے ساتھ کیا۔

تَمُوْرُ۔ تضطرب مضطرب ہو، ہچکولے کھانے لگے۔

۱۷-اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا-

کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ کہیں وہ تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی نہ بھیج دے۔

فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ-

پھر تم جلد ہی جان لوگے کہ میرا ڈرانا کیسا تھا۔

تمھیں جس چیز سے ڈرایا گیا تھا جب اُسے دیکھ لو تو تمھیں پتا چلے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا لیکن اس وقت اس بات کے جاننے سے تمھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

۱۸-وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ-

اور یقیناً اُن سے پہلے جو لوگ تھے انھوں نے تکذیب کی چنانچہ دیکھ لو میرا عذاب کیسا تھا؟

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۹۷

presented by Ziaraat.com

نَكِيْرِ کے معنیٰ ہیں ان کے خلاف میرا انکار عذاب نازل کر کے اور یہ جملہ رسول کو تسلّی دینے اور قوم کو تنبیہ کرنے کے لیے ہے۔

۱۹– اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ يَقْبِضْنَ–

کیا انھوں نے اپنے اوپر پرندے نہیں دیکھے پر پھیلائے ہوئے اور سکیڑتے ہوئے انھیں رحمان کے علاوہ کوئی اور تھامے ہوئے نہیں ہے۔

صٰٓفّٰتٍ۔ فضا میں پرواز کے وقت اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے جب وہ پرندے اسے پھیلاتے ہیں تو پروں کے اگلے حصّے ایک صف میں ہوتے ہیں۔

وَّ يَقْبِضْنَ اور پروں کو سکیڑ لیتے ہیں اور جب وہ وقتاً فوقتاً حرکت میں مدد حاصل کرنے کے لیے اپنے پروں کو پہلوؤں پر مارتے ہیں۔

مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ–

انھیں رحمٰن کے سوا کوئی اور تھامے ہوئے نہیں ہے بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

انھیں فضا میں فطرت کے خلاف کس نے تھام رکھا ہے۔

اِلَّا الرَّحْمٰنُ اس رحمان نے جس کی رحمت ہر چیز سے زیادہ وسعت رکھتی ہے وہ جانتا ہے کہ وہ اسے کس طرح پیدا کرے۔

۲۰– اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ–

بھلا وہ کون ہے جو تمھارا لشکر بن کر تمھاری مدد کرے سوائے رحمان کے یعنی کیا تم ان جیسی کاریگری کو نہیں دیکھتے کہ تمھیں ہماری قدرت کا علم ہوجائے کہ تمھیں زمین میں دھنسنے جیسا عذاب دے دے یا تم پر سنگ ریزے برسا دے یہ کیا ہے جسے تم اللہ کے علاوہ پوجتے ہو یہ کیا تمھارا لشکر ہے جو اللہ کے مقابل میں تمھاری مدد کرے یا تم تک اس کے عذاب کو بھیج دے یہ اللہ کے اس قول کی طرح ہے: اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا (انبیاء:۴۳) کیا ہمارے سوا اُن کے کوئی اور معبود ہیں جو انھیں بچاتے ہوں؟ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ قسمِ دوم پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ–

کافر تو بالکل دھوکے میں ہیں ان کے لیے کوئی جائے اعتماد نہیں۔

۲۱– اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ–

وہ کون ہے جو تمھیں رزق دے اگر رحمان اپنا رزق روک لے ''کوئی نہیں'' وہ بارش نہ برسائے اور تمام اسباب جو تمھیں میسّر ہیں اور رزق کو تم تک پہنچاتے ہیں وہ انھیں روک دے۔

presented by Ziaraat.com

بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ-

لیکن وہ سرکشی اور حق سے گریز پر اڑے ہوئے ہیں۔

لَجُّوْا۔ کے معنیٰ ہیں اڑے ہوئے ہیں۔

عُتُوٍّ۔ عناد اور سرکشی۔

نُفُوْرٍ۔ حق سے گریزاں ہیں اس کے لیے ان کے طبائع اس سے بیزار ہیں۔

۲۲-اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ-

بھلا وہ شخص جو اوندھا ہو کر اپنے چہرے کے بل چلتا ہو وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ جو بالکل سیدھا ہو کر صراط مستقیم پر چلتا ہو۔

جو ہر لمحے لغزش سے دو چار ہوتا ہے اور نشیب میں جانے کی وجہ سے منہ کے بل گر جاتا ہے وہ اس لائق نہیں ہے کہ راستا طے کر سکے۔

اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا۔ جو سیدھا کھڑا ہوا ہے لغزش سے محفوظ ہے۔

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ صراط مستقیم پر جس کے اجزا اور جہت درست اور سیدھی ہے اور راستا طے کرنے کے قابل ہے یہ مثال بیان کی گئی ہے مشرک اور موحد کے لیے جو دونوں مسلک دین پر چل رہے ہیں اور ان پر گام زن ہیں۔

کتاب کافی اور کتاب مَعانی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے قُلوب چار طرح کے ہوتے ہیں ایک دل وہ ہوتا ہے جسمیں نفاق اور ایمان ہوتا ہے اور ایک دل اُلٹا ہوتا ہے اور ایک دل مہر زدہ ہوتا ہے اور ایک دل روشن اور منوّر ہوتا ہے فرمایا مطبوع (جس پر مہر لگی ہوئی ہے) منافق کا دل ہے اور روشن و منور مومن کا دل ہے کہ اگر اللہ اسے عطا کرے تو شکر ادا کرتا ہے اور اگر امتحان لے تو صبر کرتا ہے اب رہا منکوس تو وہ مشرک کا دل ہے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور چوتھے دل کا ذکر کیا۔[۱]

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السّلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی مثال دی ہے جو ولایت علی علیہ السلام سے ہٹ گیا ہے اس شخص سے جو اپنے منہ کے بل چل رہا ہے اپنے امر کی ہدایت نہیں چاہ رہا ہے اور قرار دیا ان لوگوں کو جنھوں نے اتباع کیا سیدھا صراط مستقیم پر اور صراط مستقیم سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔[۲]

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۴۲۲۔۴۲۳ ح ۲ ومعانی الاخبار ص ۳۹۵ ح ۵۱ (۲) الکافی ج ۱ ص ۴۲۲ ح ۹۱

presented by Ziaraat.com

قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَؕ قَلِیْلًا
مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾
وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ
اللّٰهِ ۫ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِیَ
اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾
قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ
مُّبِیْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ﴿۳۰﴾ ع ۲ ۱۶ ۲

۲۳-کہہ دیجیے وہی ہے جو تمھیں وجود میں لایا اور اسی نے تمھارے لیے سماعتیں بصارتیں اور دل بنائے ہیں تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔ ۲۴-فرما دیجیے وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلا دیا اور اسی کے حضور تم اکھٹے کیے جاؤ گے۔ ۲۵-اور وہ کافر کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔
۲۶-فرما دیجیے اس کا علم تو اللہ کو ہے بس میں تو واضح طور سے ڈرانے والا ہوں۔
۲۷-جب وہ اسے قریب دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور کہا جائے گا یہی ہے تم جس کا مطالبہ کر رہے تھے۔ ۲۸-آپ فرما دیجیے کیا کبھی تم نے غور کیا ہے کہ اللہ مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں انھیں ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا۔
۲۹-فرما دیجیے وہ رحمان ہے ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے اسی پر توکل کیا عن قریب تمھیں پتا چل جائے گا کہ کون کھلی گم راہی میں ہے۔ ۳۰-فرما دیجیے کہ اگر پانی زمین کی تہہ میں چلا جائے تو خدا کے سوا کون ہے جو تمھارے لیے چشمۂ شیریں بہا لائے۔

۲۳-قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔
کہہ دیجیے وہی تو ہے جو تمھیں وجود میں لایا اور اسی نے تمھارے لیے سماعتیں بصارتیں اور دل بنائے ہیں تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔
سماعت اس لیے عطا فرمائی کہ تم اس کے پند و نصائح اور مواعظ سنو آنکھیں اس لیے دیں کہ اس کی صنعتوں

presented by Ziaraat.com

کو دیکھو اور دل و دماغ اس لیے عطا فرمائے کہ تم غور و فکر کرو اور عبرت حاصل کرو۔
جو چیز جس مقصد کے لیے خلق کی گئی ہے اسے استعمال کر کے تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

۲۴-قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ-

فرما دیجیے کہ وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلا دیا ہے اور اسی کے حضور اکھٹے کیے جاؤ گے۔

۲۵-وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ-

اور وہ کافر کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔

هٰذَا الْوَعْدُ سے مراد ہے حشر کا برپا ہونا۔

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ سے مراد نبی اور مومنین ہیں۔

۲۶-قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۫ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ-

فرما دیجیے اس کا علم تو اللہ کو ہے بس میں تو واضح ڈرانے والا ہوں۔

اِنَّمَا الْعِلْمُ سے مراد ہے قیامت کے وقت کا علم۔

عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے پاس ہے کوئی اور اس کے علاوہ مطلع اور آگاہ نہیں ہے۔

۲۷-فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا-

جب وہ اُسے قریب سے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔

زُلْفَةً کے معنی ہیں قریب سے۔

سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اس لیے کہ اس چہرے پر شکستگی کے آثار نمایاں ہوں گے اور اس کی رویت قابل دید نہیں ہوگی۔

وَ قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ-

اور کہا جائے گا یہی ہے تم جس کا مطالبہ کر رہے تھے۔
تم طلب کر رہے تھے اور دعا مانگنے میں جلدی کر رہے تھے۔

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے ایسے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی جنھوں نے عمل کیا جو عمل کرنا تھا وہ امیر المومنین علیہ السلام کو قابل رشک منازل پر دیکھیں گے تو ان کے چہرے بگڑ جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا ''هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ'' یہی ہے وہ تم جس کا مطالبہ کر رہے تھے جس کا نام تم نے رکھ لیا ہے۔[1]

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۴۲۵ ح ۶۸

presented by Ziaraat.com

علی علیہ السلام کی منزلت دیکھی ''سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا'' تو کافروں کے چہرے بگڑ گئے یعنی جنھوں نے حضرت علی علیہ السلام کی فضلیت کو جھٹلایا تھا۔(۱)

اعمش سے مروی ہے فرمایا جب انھوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک علی بن ابی طالبؑ کی قربت دیکھی تو کافروں کے چہرے بگڑ گئے۔(۲)

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور امیر المومنین علیہ السلام کے دشمن امیر المومنین کی طرف دیکھیں گے اور اس کرامت پر نظر کریں گے جسے اللہ نے انھیں عطا فرمایا ہے اور منزلت شریفہ عظیم کو ملاحظہ فرمائیں گے اور اُن کے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اور وہ خود حوض پر ہوں گے وہ سیراب کر رہے ہوں گے اور کسی کو روک رہے ہوں گے تو اس وقت دشمنوں کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے ان سے کہا جائے گا:

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ یہی ہے تم جس کا مطالبہ کر رہے تھے ان کی منزلت، ان کا مقام اور اُن کا نام۔(۳)

۲۸-قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ-

آپ فرما دیجیے کیا کبھی تم نے غور کیا ہے کہ اللہ مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں انھیں ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا۔

اَهْلَكَنِيَ ۔ مجھے موت دے گا۔

وَمَنْ مَّعِيَ ۔اور ان مومنین کو جو میرے ساتھ ہیں۔

اَوْ رَحِمَنَا۔ یا ہماری موت کو ٹال کر ہم پر رحم کرے گا۔

یعنی ہم چاہے مر جائیں یا باقی رہیں کافروں کو عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہے یہ دراصل جواب ہے ان کے قول ''نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ'' (الطور: ۳۰) ہم ان کے بارے میں حوادث زمانہ (موت) کا انتظار کر رہے ہیں)

۲۹-قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا-

فرما دیجیے وہی رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اسی پر توکل کیا ہے وہی رحمٰن ہے میں جس کی طرف تمھیں دعوت دے رہا ہوں جو تمام نعمتوں کا مولیٰ اور مالک ہے۔

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ-

عن قریب تمھیں پتا چل جائے گا کہ کون کھلی گم راہی میں ہے ہم میں سے اور تم میں سے۔

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے اے جھٹلانے والے لوگو! عن قریب تمھیں پتا چل

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۳ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۳۰

(۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۷۹

presented by Ziaraat.com

جائے گا جیسا کہ میں تمھیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا ہوں ولایت علیؑ علیہ السلام اور اُن کے بعد آنے والے ائمہ علیہم السلام کے بارے میں اور یہ کہ کون کھلی ہوئی گم راہی میں ہے۔[۱]

۳۰-قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ-

فرمادیجیے کہ اگر پانی زمین کی تہہ میں چلا جائے تو خدا کے سوا کون ہے جو تمھارے لیے چشمۂ شیریں بہا لائے۔

غَوْرًا زمین کی گہرائی میں چلا جائے جہاں تک ڈول نہ پہنچے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ تم نے دیکھا ہے کہ اگر تمھارا امام غائب ہو جائے تو پھر کون ہے جو اس جیسا امام لے کر آئے گا۔[۲]

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا فرمایا ''مَآؤُكُمْ'' یعنی تمھارے ابواب ائمہ علیہم السلام ہیں اور ائمہ علیہم السلام ابواب اللہ (اللہ کے دروازے) ہیں:

فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ یعنی کون امام کا علم لے کر آئے گا۔[۳]

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب تمھارا امام تم سے غائب ہو جائے گا:

''فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِاِمَامٍ'' تو پھر کون ہے جو امام کو لے کر آئے گا۔[۴]

کتاب اکمال میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس کی تاویل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنے امام کو نہ پاؤ اور انھیں نہ دیکھو تو کیا کرو گے۔[۵]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت امام قائم علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ فرما رہا ہے کہ اگر تمھارا امام تم سے غائب ہو جائے اور تمھیں خبر نہ ہو کہ وہ کہاں پر ہے تو پھر کون لے کر آئے امام ظاہر کو جو تمھیں آسمانوں اور زمین کی خبریں بہم پہنچائے گا اور اللہ کے حلال وحرام کو بتلائے گا پھر فرمایا خدا کی قسم اس آیت کی تاویل نہیں آئی ہے اور اس آیت کی تاویل کا آنا ضروری و لازمی ہے۔[۶]

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورۂ ''تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ'' واجب نماز میں سونے سے قبل پڑھے گا تو وہ صبح تک خداوند عالم کے امان میں ہوگا اور اس کی امان میں قیامت کے دن تک رہے گا یہاں تک کہ جنّت میں داخل ہو جائے۔[۷]

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۴۲۱ ح ۴۵ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۷۹ (۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۷۹
(۴) الکافی ج ۱ ص ۳۳۹-۳۴۰ ح ۱۴ (۵) اکمال الدین واتمام النعمہ ص ۳۶۰ ح ۳ باب ۳۴
(۶) اکمال الدین واتمام النعمہ ص ۳۶۵-۳۶۷ ح ۳ باب ۳۲
(۷) ثواب الاعمال ص ۱۱۹ ح ۱ مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۲۰

presented by Ziaraat.com

سورۂ القلم

سورۂ قلم کا دوسرا نام سورہ ''ن'' ہے یہ سورہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ اس میں ۵۲ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نٓ وَالْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَ اِنَّ لَكَ
لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَ يُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾
بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۖ وَ هُوَ اَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَ لَا
تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۙ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۙ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ
اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-ن ۔ اور قسم ہے قلم کی اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں۔ ۲-اے نبی آپ اپنے رب کے فضل وکرم سے مجنون نہیں ہیں۔ ۳-اور بے شک آپ کے لیے بے انتہا اجر ہے۔ ۴-اور یقیناً آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔ ۵-عن قریب آپ دیکھیں گے اور وہ کافر دیکھ لیں گے۔ ۶-کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔ ۷-بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بھٹک گیا ہے اور وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کون ہدایت یافتہ ہے۔ ۸-اے نبی آپ جھوٹوں کی بات نہ مانیے۔ ۹-وہ یہ جانتے ہیں کہ آپ کچھ نرم پڑیں تو وہ بھی نرم ہو جائیں۔ ۱۰-اور اے نبی آپ ہر قسم کھانے والے، ذلیل کی بات تسلیم نہ کریں۔ ۱۱-جو طعنہ زن اور انتہائی چغل خور ہے۔ ۱۲-بھلائی سے روکنے والا حد سے گزرنے والا، سخت گناہ گار ہے۔

۱-نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ-

ن اور قسم ہے قلم کی اور اس کی جو لکھتے ہیں۔

کتاب معانی میں سفیان سے اور وہ امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں امام علیہ السّلام نے فرمایا

presented by Ziaraat.com

جہاں تک ''ن'' کا تعلق ہے تو وہ جنت کی ایک نہر ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا جم جا تو وہ جم گئی اور روشنائی بن گئی پھر اللہ تعالیٰ نے قلم سے کہا لکھ تو قلم نے لوح محفوظ پر جو کچھ ہو چکا اور قیامت کے دن تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب لکھ دیا لہٰذا روشنائی نور کی روشنائی ہے اور قلم نور کا قلم ہے اور لوح نور کی لوح ہے سفیان نے کہا میں نے کہا اے فرزند رسول ذرا مجھے لوح قلم اور روشنائی کی فضلیت کے بارے میں وضاحت سے بتلایئے اور مجھے وہ علم عطا فرمایئے اللہ نے آپ کو جس علم سے نوازا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا اے ابن سعید اگر تم جواب کی اہلیت نہ رکھتے تو میں تمھیں جواب نہ دیتا ''ن'' ایک فرشتہ ہے جو قلم تک پہنچاتا ہے اور وہ بھی ایک فرشتہ ہے اور قلم لوح تک پہنچاتا ہے اور وہ بھی فرشتہ ہے اور لوح اسرافیل علیہ السلام تک پہنچاتا ہے اور اسرافیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام تک پہنچاتا ہے اور میکائیل علیہ السلام جبرئیل علیہ السلام تک پہنچاتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام انبیاء اور مرسلین صلوٰت اللہ علیہم تک پہنچاتے ہیں سفیان نے کہا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سفیان بس اٹھ جاؤ میں اس سے زیادہ تم پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ ۱

علل الشرائع میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جہاں تک ''ن'' کا تعلق ہے تو وہ جنت میں ایک نہر ہے جو برف سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا ''کُن مدادًا'' تو روشنائی بن جا پھر اللہ نے ایک درخت کو اپنے ہاتھوں سے کاشت کیا پھر امام علیہ السلام نے فرمایا ہاتھ سے مراد قوت ہے وہ ہاتھ نہیں ہے مشبہہ جس کی طرف جاتے ہیں پھر اس سے کہا تم قلم بن جاؤ پھر اس سے کہا لکھ اس نے پوچھا اے میرے رب کیا لکھوں فرمایا کہ وہ سب کچھ لکھ دے جو قیامت تک ہونے والا ہے قلم نے ایسا ہی کیا پھر اس پر مہر لگا دی اور فرمایا کہ تو وقت معلوم کے دن تک کسی سے ہم کلام نہیں ہوگا۔ ۲

تفسیر قمی میں ہے امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو خلق فرمایا اس سے کہا لکھ تو اس نے جو کچھ ہو چکا تھا اور جو قیامت کے دن تک ہونے والا تھا وہ سب لکھ دیا۔ ۳

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''ن'' جنت میں ایک نہر ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا روشنائی بن جا تو وہ جم گئی اور وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھی پھر قلم سے کہا لکھ تو قلم نے جو ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا قیامت کے دن تک وہ سب کچھ لکھ دیا۔ ۴

اور اسی مفہوم کی ایک حدیث سورۂ جاثیہ کی آیت ۲۹ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔ ۵

کتاب خصال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس نام ہیں جن میں سے پانچ قرآن مجید میں ہیں اور پانچ قرآن میں نہیں ہیں۔

قرآن کریم میں جو نام ہیں وہ یہ ہیں محمد، احمد، عبداللہ یٰسین اور ن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۶

---

(۱) معانی الاخبار ص ۲۲۔۳۳ ح ۱ (۲) علل الشرائع ص ۴۰۲ ح ۲ باب ۱۴۲
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۱۹۸ (۴) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۳۳۲
(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۹۔۳۸۰ (۶) الخصال ص ۴۲۶ ح ۲ باب ۱۱

presented by Ziaraat.com

۲-مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ-

اے نبی آپ اپنے رب کے فضل وکرم سے مجنوں نہیں ہیں۔

یہ جواب قسم ہے کہ آپ مجنوں نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کے ذریعے انعام کیا ہے آپ کی عقل محکم ہے اور وہ جواب ہے ان کے قول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ (الحجر:۶) (اے وہ شخص جس پر یہ ذکر (قرآن) نازل کیا گیا یقیناً، تو وہ مجنون ہے)۔

۳-وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ-

اور بے شک آپ کے لیے بے انتہا اجر ہے۔

غَيْرَ مَمْنُوْنٍ کے معنی ہیں غیر مقطوع۔ ختم نہ ہونے والا یا غیر ممنون یعنی اس کے ذریعے آپ پر احسان نہیں کیا گیا۔

۴-وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ-

اور یقیناً آپ خُلقِ عظیم پر فائز ہیں۔

کہ آپ اپنی قوم سے ایسی چیزیں برداشت کرتے ہیں جو کوئی اور نہیں کرتا کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ادب سکھایا اور بہترین ادب سے آراستہ کیا جب اُن کے لیے ادب کو مکمل کر دیا تو فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ-[۱]

اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے نبی کو اپنی محبت پر مہذب بتایا۔[۲]

بصائر میں ایک مقطوع روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ادب سکھایا اور بہترین ادب سے آراستہ کیا فرمایا: خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (اعراف :۱۹۹) آپ اُن سے درگزر کیجیے اور نیک کام کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کیجیے۔ جب ایسا ہوا تو اللہ نے نازل فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ-[۳]

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا "عَلٰى دِيْنٍ عظيم" آپ ایک عظیم دین پر ہیں۔[۴]

اور ایسی ہی روایت کتاب معانی میں بھی ہے۔[۵]

۵-فَسَتُبْصِرُ وَ يُبْصِرُوْنَ- عن قریب آپ دیکھیں گے اور وہ کافر دیکھ لیں گے۔

۶-بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ- کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔

تم لوگوں میں سے وہ کون ہے جو جنون میں مبتلا ہوگیا۔ "ب" زائدہ ہے۔

یا اس کا مفہوم ہوگا کہ کسے جنون ہے اس بنیاد پر کہ مفتون مصدر ہے یا کس کے لیے یہ نام موزوں ہے اے

---

(۱) و(۲) الکافی ج ۱ ص ۲۶۵-۲۶۶ ح ۱، ۴ (۳) بصائر الدرجات ص ۳۹۸ ح ۳ جزاء امن باب ۴

(۴) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۸۲ (۵) معانی الاخبار ص ۱۸۸ ح ۱

presented by Ziaraat.com

نبی آپ یا وہ لوگ۔

کتاب محاسن میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس مومن کے دل میں میرے لیے خالص وُدّ (چاہت) ہوگا تو میرا وُد (چاہت) کسی کے دل تک خالص نہیں ہوگا یہاں تک کہ علی کا وُد (چاہت) اس کے دل تک خالص ہو جائے اے علی علیہ السلام اس نے جھوٹ کہا جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور تم سے دشمنی رکھتے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ منافقین میں سے دو افراد نے یہ کہا کہ اللہ نے اس لڑکے کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے تو اس وقت اللہ نے نازل فرمایا: فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۔[1]

اور کہا گیا کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے قبیلے والوں کو اسلام سے روکتا تھا وہ صاحب ثروت تھا اس کے دس بیٹے تھے وہ ان بیٹوں سے اور اپنے قرابت داروں سے کہتا تھا کہ تم میں سے جو بھی اسلام لایا میں اس کی مالی مدد بند کر دوں گا اور یہ کسی اور کی طرف منسوب تھا اس کی پیدائش کے اٹھارہ سال بعد اس کے باپ نے اسے اپنا بیٹا بنایا تھا جوامع میں ایسا ہی ہے۔[2]

۷- اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔

بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بھٹک گیا ہے اور وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کون ہدایت یافتہ ہے۔

۸- فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ اے نبی آپ جھوٹوں کی بات نہ مانیے۔

۹- وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کچھ نرم پڑیں تو وہ بھی نرم ہو جائیں۔

۱۰- وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ۔

اور اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہر قسم کھانے والے، ذلیل کی بات تسلیم نہ کریں۔

حَلَّافٍ۔ جو بہت زیادہ قسم کھاتا ہے۔ مَّهِيْنٍ۔ جس کی رائے بودی ہے، حقیر ہے۔

۱۱- هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ۔

جو طعنہ زن اور انتہائی چغل خور ہے۔ چغل خوری کے ذریعے ادھر کی بات اُدھر لے جاتا ہے لگائی بجھائی کرتا ہے۔

۱۲- مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ۔

بھلائی سے روکنے والا حد سے گزرنے والا سخت گناہ کار ہے لوگوں کو خیر اور ایمان سے روکتا ہے انفاق (خرچ کرنا) اور عمل صالح سے منع کرتا ہے۔

مُعْتَدٍ۔ حد سے گزرنے والا۔

اَثِيْمٍ۔ بہت زیادہ گناہ میں ملوث۔

---

(۱) المحاسن ج ۱ ص ۴۲۸-۴۲۹ (۲) جوامع الجامع ص ۵۰۴

presented by Ziaraat.com

عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا
قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا
بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا
يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ
كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾

۱۳-سرکش اور اس کے علاوہ بدذات ہے۔ ۱۴-اس بنا پر کہ وہ صاحبِ مال اور صاحب اولاد ہے۔
۱۵-جب اس کے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے یہ قدیم داستانیں ہیں۔
۱۶-ہم عن قریب اس کی ناک پر داغ لگائیں گے۔ ۱۷-ہم نے انھیں اسی طرح آزمایا ہے جس طرح باغ والوں کو آزمایا تھا جب انھوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ صبح کو پھل توڑلیں گے۔ ۱۸-اور وہ ''ان شاءاللہ'' نہیں کہہ رہے تھے۔ ۱۹-تو آپ کے رب کی جانب سے اس پر راتوں رات ایک آفت پھر گئی جب کہ وہ سو رہے تھے۔ ۲۰-اور وہ باغ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہوگیا۔ ۲۱-پھر انھوں نے صبح کے وقت ایک دوسرے کو آواز دی۔

۱۳-عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ-
سرکش اور اس کے علاوہ بدذات ہے۔
عُتُلٍّۭ- تندخو، سخت گیر ''بَعْدَ ذٰلِكَ'' جب اس کے مثالب (عیب) تم شمار کرلو تو اس کے بعد ''زنیم''۔ کمینہ، لے پالک، بدذات۔

کتاب معانی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اللہ تعالیٰ کے قول: عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''العُتَل'' جو کفر میں عظیم ہے اور ''زنیم'' جو اپنے کفر کی اندھا دھند پیروی کرتا ہے۔(۱)

تفسیر مجمع البیان میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا ''عُتُل'' اور ''زنیم'' کے بارے میں تو آپ نے فرمایا جس میں بہت زیادہ کنجوسی کی عادت ہو، جو بہت زیادہ کھانے اور بہت زیادہ پینے والا ہو جو کھانا اور پانی اُسے مل جائے، جو لوگوں پر بہت ظلم ڈھاتا ہو جس کا شکم بہت وسیع ہو۔(۲)

---

(۱) معانی الاخبار ص ۱۴۹ ح ۱ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۳۴

presented by Ziaraat.com

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَوَّاظٌ ولا جَعْظَرِیٌّ وَلَا عُتُلٌّ زَنِیمٍ آپ سے دریافت کیا گیا کہ "جواظ" کیا ہے تو فرمایا ہر وہ شخص جو مال جمع کرے اور کسی اور کو نہ دے پوچھا گیا "جعظری" کیا ہے فرمایا بدخلق اور تندخو پھر پوچھا گیا "عُتُلٌّ زَنِیمٍ" سے کیا مراد ہے فرمایا وہ شخص جس کا شکم وسیع ہو، بدخلق ہو زیادہ کھانے والا (پیٹو) ہو زیادہ پینے والا، ظالم اور جابر ہو۔[1]

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے "الزنیم" وہ شخص جس کی کوئی اصل نہ ہو۔[2]

۱۴- اَنْ کَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِیْنَ-

اس بنا پر کہ وہ صاحبِ مال اور صاحب اولاد ہے۔

اس لیے کہ وہ متمول تھا اور اولاد کی پشت پناہی اسے حاصل تھی۔

۱۵- اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ-

جب اُس کے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے یہ قدیم داستانیں ہیں۔

اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ۔ یعنی جھوٹ کا پُلندا۔

۱۶- سَنَسِمُہٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ-

ہم عن قریب اس کی ناک پر داغ لگائیں گے۔

خُرْطُوْم۔ ناک

کہا گیا ہے کہ ولید کی ناک غزوۂ بدر کے موقع پر زخمی ہوگئی تھی اس کا نشان باقی رہ گیا تھا۔[3]

اور کہا گیا ہے کہ یہ کنایہ ہے کہ اسے انتہا سے زیادہ ذلیل کر دیا گیا جیسے کہ کہتے ہیں "جَدَع انفہ" اس کی ناک کٹ گئی تھی "ورغم انفہ" اسے ناک رگڑنی پڑی۔[4]

۱۷- اِنَّا بَلَوْنٰھُمْ کَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ-

ہم نے انھیں اسی طرح آزمایا ہے جس طرح باغ والوں کو آزمایا تھا۔

ہم نے مکّہ والوں کو قحط کے موقع پر آزمایا "اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ" سے مراد ہے وہ باغ والے جو "صَنْعَاء" کے قریب تھا۔

تفسیر قمیّ میں امام باقر علیہ السلام سے مری ہے کہ مکّہ کے لوگوں کو بھوک کے ذریعے آزمایا گیا جس طرح اصحاب جنّت کو آزمایا گیا اور یہ دنیاوی جنّت تھی جو یمن میں تھی جس کا نام رضوان تھا جو صنعاء سے نو میل کے فاصلے پر تھی۔[5]

---

(۱) و (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۳۴ (۳) و (۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۹۵

(۵) تفسیر قمیّ ج ۲ ص ۳۸۱

presented by Ziaraat.com

اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ-

جب انھوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ صبح کو پھل توڑیں لیں گے۔

۱۸- وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ-

اور وہ ان شاءاللہ نہیں کہہ رہے تھے اور اسے استثناء کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں دوسروں کو خارج کر دیا جاتا ہے۔

۱۹- اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ-

تو آپ کے رب کی جانب سے اس پر راتوں رات ایک آفت پھر گئی جب کہ وہ سو رہے تھے۔

۲۰- فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ-

اور وہ باغ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہوگیا۔

کہا گیا ہے اس باغ کی طرح جس کے پھلوں کو توڑ لیا گیا ہو جس میں کچھ بھی باقی نہ بچا ہو یا تاریک رات کی طرح جلنے کے سبب اور کالے ہوجانے کی وجہ سے یا دن کی طرح خشک سالی کے سبب سفید ہو جانے کی وجہ سے اور صَریمان رات اور دن کو کہتے ہیں کیوں کہ وہ ایک دوسرے کو ختم کر دیتے ہیں گزار دیتے ہیں۔[1]

۲۱- فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ-

پھر انھوں نے صبح کے وقت ایک دوسرے کو آواز دی۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۹۵

presented by Ziaraat.com

اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَ هُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾
اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾
فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ
اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾
فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾
عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾

۲۲–کہ تم اپنی کھیتی پر صبح سویرے چلو اگر تمھیں پھل توڑنا ہے۔ ۲۳–چناں چہ وہ روانہ ہو گئے اور وہ چپکے چپکے کہہ رہے تھے۔ ۲۴–کہ دیکھو آج تمھارے پاس باغ میں کوئی مسکین نہ آنے پائے۔
۲۵–اور روک تھام کا بندوبست کر کے وہ صبح سویرے پہنچ گئے۔ ۲۶–اب جو باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم تو بہک گئے ہیں۔ ۲۷–بلکہ ہم بالکل محروم ہو گئے۔ ۲۸–جو اُن میں منصف مزاج تھا کہنے لگا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم تسبیح پروردگار کیوں نہیں کرتے۔ ۲۹–انھوں نے کہا ہمارا پروردگار پاک اور منزہ ہے ہم ہی ظالم تھے۔ ۳۰–پھر وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ ۳۱–انھوں نے کہا ہائے افسوس بے شک ہم ہی سرکش تھے۔ ۳۲–شاید ہمارا رب ہمیں بدلے میں اس سے بہتر دے دے ہم تو اپنے رب کی طرف راغب ہیں۔

۲۲–اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ–

کہ تم اپنی کھیتی پر صبح سویرے چلو اگر تمھیں پھل توڑنا ہے۔

یعنی تم صبح سویرے اس طرف نکل چلو آنے کے معنیٰ یا چھا جانے کے اس لفظ میں شامل ہیں اسی لیے علیٰ سے متعدی بنایا گیا ہے۔

صٰرِمِيْنَ– اگر تم اسے کاٹنا چاہتے ہو۔

۲۳–فَانْطَلَقُوْا وَ هُمْ يَتَخَافَتُوْنَ–

چناں چہ وہ روانہ ہو گئے اور وہ چپکے چپکے کہہ رہے تھے۔

وہ باہمی راز و نیاز سے باتیں کر رہے تھے۔

presented by Ziaraat.com

۲۴-اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ-

کہ دیکھو آج تمھارے پاس باغ میں کوئی مسکین نہ آنے پائے۔

۲۵-وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ-

اور روک تھام کا بندوبست کر کے وہ صبح سویرے پہنچ گئے۔

جو معمولی ضرورت پوری کرنے پر قدرت رکھتے تھے کسی کو فائدہ پہنچانا اُن کے بس میں نہ تھا انھوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ مساکین پر سختی کریں گے تو انھی پر تنگی ہوگئی کہ وہ اس پر قادر نہ ہوئے سوائے ناکامی اور محرومی کے۔

۲۶-فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ-

اب جو باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم تو بہک گئے ہیں۔

پہلی نظر جو پڑی تو کہنے لگے ہم کہیں اور آ گئے ہیں یہ تو ہمارا باغ نہیں ہے ہم راستا بھول گئے ہیں۔

۲۷-بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ-

بلکہ ہم بالکل محروم ہو گئے۔

جب انھوں نے غور کیا اور پہچان لیا کہ وہ انھی کا باغ ہے تو انھوں نے کہا کہ ہم اپنے نفسوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے اس کے خیر (فصل، پھل) سے محروم ہو گئے۔

۲۸-قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ-

جو اُن میں منصف مزاج تھا کہنے لگا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم تسبیح پروردگار کیوں نہیں کرتے؟

تم اللہ کو یاد کیوں نہیں کرتے اور اس کا حق ادا کر کے اس کا شکر کیوں نہیں بجالاتے اور اپنی نیت کی خباثت سے اُس سے توبہ کیوں نہیں کرتے۔

۲۹-قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ-

انھوں نے کہا ہمارا پروردگار پاک اور منزّہ ہے ہم ہی ظالم تھے۔

۳۰-فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَلَاوَمُوْنَ-

پھر وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔

ان میں سے کچھ نے اُس طرف اشارہ کیا۔ کچھ نے اُسے درست سمجھا، اُن میں سے کچھ راضی ہو کر چُپ ہو گئے اور کچھ وہ تھے جنھوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔

۳۱-قَالُوْا یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِیْنَ-

انھوں نے کہا ہائے افسوس بے شک ہم ہی سرکش تھے اور حدود الٰہی سے تجاوز کر رہے تھے۔

presented by Ziaraat.com

۳۲-عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ -

شاید ہمارا رب ہمیں بدلے میں اس سے بہتر دے دے۔

توبہ کی برکت سے، غلطی کے اعتراف کرنے کی بدولت، اور روایت کی گئی ہے کہ انھیں بدلے میں بہتر عطا کر دیا گیا۔(۱)

اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ-

ہم تو اپنے رب کی طرف راغب ہیں۔

بخشش کی امید رکھتے ہیں اور خیر کے طلب گار ہیں۔

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص گناہ کرتا ہے تو اس سے رزق کو ہٹا لیا جاتا ہے اور آپ نے اس آیت کی تلاوت ''اِذْ اَقْسَمُوْا سے اللہ کے قول وَهُمْ نَآئِمُوْنَ تک کی''۔(۲)

تفسیر قمی میں ابن عباس سے مروی ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ اس امت میں سے کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بندہ جب کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے؟ تو ابن عباس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے یہ بات تو اللہ کی کتاب میں شمس عالم تاب کی مانند روشن و فروزاں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سورۂ ''القلم'' میں ذکر کیا ہے کہ ایک بزرگ شخص تھا اس کا ایک باغ تھا وہ اس باغ کا کوئی بھی پھل اس وقت تک اپنے گھر میں نہیں لاتا تھا جب تک حق دار کو اس کا حق ادا نہ کر دے جب شیخ کا انتقال ہوگیا تو اس کی اولاد اس باغ کی وارث ہوگئی اس کے پانچ بیٹے تھے جس سال شیخ کا انتقال ہوا تھا اس سال اُس کا باغ اتنا پھلا پھولا کے اس سے پہلے ایسا نہیں ہوا تھا تو وہ جوان عصر کے بعد اپنے باغ میں گئے تو انھوں نے اس باغ میں جو پھل اور بہترین رزق دیکھا انھوں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

جب انھوں نے ایسا فضل دیکھا تو وہ سرکش اور باغی ہوگئے اور انھوں نے ایک دوسرے سے کہا ہمارا باپ بوڑھا ہوگیا تھا اس کی عقل زائل ہو چکی تھی اور وہ سٹھیا گیا تھا آؤ ہم آپس میں عہد کر لیں کہ ہم اس سال مسلمان فقراء میں سے کسی کو بھی کچھ نہیں دیں گے تاکہ ہم دولت مند اور ثروت مند ہو جائیں اور ہمارے مال میں اضافہ ہو جائے پھر ہم ازسرِنو نیکی کریں گے آیندہ سال سے چار بھائی اس بات پر راضی ہوگئے لیکن ان میں سے ایک اس بات پر ناراض ہوگیا یہ وہی تھا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ'' سوال کیا گیا اے ابن عباس کیا وہ ان بھائیوں میں عمر کے لحاظ سے درمیانی تھا انھوں نے کہا نہیں وہ سب سے چھوٹا بھائی تھا لیکن عقل وخرد میں بڑا تھا اور جو قوم میں اوسط ہوتا ہے وہ بہتر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا'' (البقرہ : ۱۴۳) اور اسی طرح ہم نے تمھیں

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۹۶ (۲) الکافی ج ۲ ص ۲۷۱ ح ۱۲ باب الذنوب

presented by Ziaraat.com

درمیانی امت قرار دیا) تو ان میں جو اوسط تھا اُس نے کہا تم اللہ سے ڈرو اور باپ کے مقرر کردہ طریق پر چلتے رہو سلامت رہو گے اور فائدے میں رہو گے وہ سب غصّے میں آگئے اور اس بات کی وجہ سے اس کی بہت سخت پٹائی کردی جب اس بھائی کو یقین ہوگیا کہ وہ سب مل کر اسے قتل کردیں گے تو وہ مجبوراً اُن کے مشورے میں شامل ہوگیا اور نہ چاہتے ہوئے اُن کے امر کو تسلیم کرلیا وہ سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے پھر انھوں نے قسم کھائی کہ جب صبح ہوگی تو ہم باغ میں سے پھل توڑیں گے اور انھوں نے ان شاءاللہ نہیں کہا تو اس گناہ کی وجہ سے اللہ نے اُن کا امتحان لیا اور وہ ان کے اور اس رزق کے مابین حائل ہوگیا جو انھوں نے دیکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے بارے میں خبر دی ہے اور فرمایا ہے:

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۙ﴿۲۰﴾

ہم نے انھیں اسی طرح آزمایا ہے جس طرح باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جب انھوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ صبح کو پھل توڑ لیں گے اور وہ ان شاء اللہ نہیں کہہ رہے تھے تو آپ کے رب کی جانب سے اس پر راتوں رات ایک آفت پھر گئی جب کہ وہ سو رہے تھے اور وہ باغ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہوگیا۔ پھر انھوں نے صبح کے وقت ایک دوسرے کو آواز دی۔ فرمایا جیسے جل گیا ہو ابن عباس سے دریافت کیا گیا ''كَالصَّرِيْمِ'' صریم کیا ہے انھوں نے کہا اندھیری رات پھر فرمایا جس میں روشنی نہ تھی نہ نور تھا جب قوم نے صبح کی فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾

فرمایا فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۙ﴿۲۳﴾ سوال کیا گیا تخافت کیا ہے اے ابن عباس؟ فرمایا وہ چپکے چپکے گفتگو کررہے تھے تاکہ ان کا غیر اُن کی بات نہ سُن لے انھوں نے کہا:

لَا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۔ وَغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قَادِرِيْنَ۔

اور وہ دل ہی دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ ہم اسے توڑیں گے لیکن انھیں یہ علم نہ تھا کہ اللہ کی مضبوط گرفت اور اس کی سزا اور انتقام کی بدولت ان پر کیا کچھ نازل ہو چکا ہے جب انھوں نے اپنا باغ دیکھا اور اسے مشاہدہ کیا جو کچھ نازل ہوا تھا تو وہ کہنے لگے:

اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۙ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ

تو اللہ تعالیٰ نے اس رزق سے انھیں محروم کردیا۔ اس گناہ کی وجہ سے جو اُن سے سرزد ہوا تھا اور اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا تھا۔[1]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۱۔۳۸۲

presented by Ziaraat.com

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ
لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾
مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ
فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ
لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ
فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ
اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَ قَدْ
كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

۳۳-اسی طرح عذاب ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے اے کاش وہ جانتے۔
۳۴-بے شک متقین اپنے رب کے نزدیک نعمتوں والے باغات میں ہوں گے۔ ۳۵-کیا ہم فرماں برداروں کو نافرمانوں کی طرح نعمتوں سے محروم کردیں گے۔ ۳۶-تمھیں کیا ہوگیا ہے تم کیسے فیصلے کر رہے ہو۔ ۳۷-کیا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں یہ پڑھتے ہو۔ ۳۸-کہ اس میں تمھارے لیے وہ کچھ ہے جو تم پسند کرتے ہو۔ ۳۹-یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو قیامت کے دن تک چلی جائیں گی کہ تمھارے لیے وہ ہوگا جس کا تم فیصلہ کرو گے۔ ۴۰-آپ اُن سے دریافت کیجیے کہ ان میں سے اس کا ذمہ کون لیتا ہے۔ ۴۱-کیا اس قول میں اُن کے اور بھی شریک ہیں اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو سامنے لے آئیں۔ ۴۲-جس دن مشکل ترین مرحلہ آئے گا اور انھیں سجدے کے لیے بلایا جائے گا تو یہ لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے۔ ۴۳-ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی انھیں اس وقت بھی سجدوں کی دعوت دی گئی تھی جب یہ لوگ سالم تھے۔

۳۳-كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ-

اسی طرح عذاب ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے اے کاش وہ جانتے جیسا کہ ہم نے مکّہ والوں کا امتحان لیا اور باغ والوں کی آزمائش کی یہ تو دنیاوی عذاب تھا البتہ آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہوگا اگر یہ لوگ اس بات کو سمجھ لیتے تو ایسے اُمور سے احتراز کرتے جو انھیں عذاب تک پہنچا دیں گے۔

presented by Ziaraat.com

۳۴–اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ–

بے شک متقین اپنے رب کے نزدیک نعمتوں والے باغات میں ہوں گے ایسے باغات جن میں سوائے خالص نعمتوں کے اور کچھ نہیں۔

۳۵–اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ–

کیا ہم فرماں برداروں کو نافرمانوں کی طرح نعمتوں سے محروم کردیں گے یہ اُن کے قول کا انکار ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر درست ہے کہ ہم دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا خیال ہے تو وہ ہم سے بہتر نہیں ہوں گے جس طرح دنیا میں ہم ان سے بہتر حالت میں ہیں آخرت میں بھی ہم ان سے بہتر حال میں ہوں گے۔

۳۶–مَالَكُمْ ۫ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ–

تمھیں کیا ہوگیا ہے تم کیسے فیصلے کررہے ہو۔

ان کی طرف متوجہ ہوکر کہا گیا اس میں ان کے فیصلے پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے اور اسے بعید سمجھا گیا ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ یہ اختلالِ فکری اور رائے کی کجی کا نتیجہ وثمرہ ہے۔

۳۷–اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِیْهِ تَدْرُسُوْنَ–

کیا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں یہ پڑھتے ہو۔

یعنی آسمان سے تمھارے پاس کوئی کتاب نازل ہوئی ہے جس میں تم یہ باتیں پڑھ رہے ہو۔

۳۸–اِنَّ لَكُمْ فِیْهِ لَمَا تَخَیَّرُوْنَ–

کہ اس میں تمھارے لیے وہ کچھ ہے جو تم پسند کرتے ہو۔

یعنی اس کتاب میں یہ تحریر ہے تم جس چیز کو پسند کروگے، اسے چاہوگے وہ تم پالوگے کہا گیا:

تخیّر الشّیٔ واختارہ یعنی اس میں سے بہترین شے کا انتخاب کرنا۔

۳۹–اَمْ لَكُمْ اَیْمَانٌ عَلَیْنَا بَالِغَةٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ–

یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو قیامت کے دن تک چلی جائیں گی۔

اَیْمَانٌ۔ ایسے معاہدے جن کے لیے قسمیں کھائی گئی ہوں۔

بَالِغَةٌ۔ تاکید میں انتہا کو پہنچے ہوئے۔

اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ جو تمھارے لیے ہم پر قیامت کے دن تک ثابت ہیں وہ اپنے عہد و پیمان سے باہر نہیں نکلے گا جب تک ہم اس روز تمھارے بارے میں فیصلہ نہ کردیں۔

اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ–

کہ تمھارے لیے وہ ہوگا جس کا تم فیصلہ کروگے۔ یہ جواب قسم ہے جو ''اَمْ لَكُمْ اَیْمَانٌ'' میں موجود ہے۔

presented by Ziaraat.com

۴۰- سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ-

آپ ان سے دریافت کیجیے کہ اُن میں سے اس کا ذمہ کون لیتا ہے۔

یعنی اس حکم کا ذمہ دار ہے اس کا مدّعی ہے اور اسے درست قرار دیتا ہے۔

۴۱- اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ-

کیا اس قول میں ان کے اور بھی شریک ہیں اگر اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو سامنے لے آئیں جنھیں انھوں نے آخرت میں مومنین کی طرح بنا رکھا ہے، یا وہ لوگ اس قول میں اُن کے شریک ہیں یہ لوگ ان کی تقلید کر رہے ہیں اس لیے کہ یہ تقلید سے کم نہیں ہے۔

۴۲- يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ-

جس دن مشکل ترین مرحلہ آئے گا اور انھیں سجدے کے لیے بلایا جائے گا تو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔

۴۳- خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ-

ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور اُن پر ذلّت چھائی ہوئی ہوگی۔

جس دن امر شدید ترین ہوگا اور حالت بڑی دشوار ہوگی اور کشف الساق اس بارے میں بطورِ مثال لایا گیا ہے اور اس کا اصل نشہ آور اشیاء کا ان کے بازار سے جمع کر کے راہِ فرار اختیار کرنا یا اصل امر سے اور اس کی حقیقت سے اس طرح پردہ اٹھانا ہے کہ وہ ظاہر ہو جائے یہ لفظ ''ساق الشجر'' درخت کی ٹہنی سے ماخوذ ہے اور انسان کی پنڈلی اور لفظ ساق بصورتِ نکرہ خوف دلانے یا تعظیم کی وجہ سے لایا گیا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ان دونوں نے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں فرمایا کہ قوم کی زبان بند ہو جائے گی ان پر ہیبت طاری ہوگی، ان کی آنکھیں ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی رہیں گی، اور دل حلق تک پہنچ جائیں گے جب ندامت اور شرمندگی انھیں گھیر لے گی اور رسوائی اور ذلّت بھی۔[۱]

کتاب توحید میں امام صادق علیہ السلام سے ایسی ہی روایت ملتی ہے۔[۲]

اور کتاب توحید اور کتاب عیون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ نور کا حجاب ظاہر ہوگا جس کی وجہ سے مومنین سجدہ ریز ہو جائیں گے اور منافقین کی ریڑھ کی ہڈی مڑ جائے گی اور وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔[۳]

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ منافقین کی پیٹھ لوہے کے تندور کی مانند ہو جائے گی۔[۴]

تفسیر جوامع میں ہے ایک حدیث میں ہے ان کی ریڑھ کی ہڈی ایک حصّہ بن جائے گی یعنی وہ ایک مُہرے کی شکل اختیار کر لے گی اور وہ جھک نہ سکے گا۔[۵]

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۳۹ (۲) التوحید ص ۱۵۴-۱۵۵ ح ۲ باب ۱۴

(۳) التوحید ص ۱۵۴ ح ۱ باب ۱۴ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۲۳۹

(۵) جوامع الجامع ص ۵۰۵

presented by Ziaraat.com

وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ–

انھیں اس وقت بھی سجدوں کی دعوت دی گئی تھی جب یہ لوگ سالم تھے کتاب توحید میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ''وَهُمْ سٰلِمُوْنَ'' یعنی استطاعت رکھتے تھے جو انھیں حکم دیا گیا تھا اسے بجا لانے کی استطاعت رکھتے تھے اور جس چیز سے روکا گیا تھا اُس سے رکنے کی اسی لیے انھیں آزمایا گیا پھر فرمایا اور جس چیز کے بجالانے کا حکم انھیں دیا گیا اور جس بات سے انھیں روکا گیا ان میں سے کوئی شے ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے اُن کے لیے آزمائش اور فیصلہ نہ ہو۔[۱]

کہا گیا ہے کہ اور اس میں وعید (تہدید) ہے اس کے لیے جو نماز کے لیے صدا یعنی اذان کی آواز سنے اور لبیک نہ کہے اور جماعت سے رک جائے یعنی جماعت میں شریک نہ ہو۔[۲]

(۱) التوحید ص ۳۴۹ ح ۹ باب ۵۶ (۲) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۲۳۹ وروح المعانی تفسیر آلوسی ج ۲۹ ص ۳۶

www.ziaraat.com

presented by Ziaraat.com

فَذَرْنِیْ وَ مَنْ یُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا
یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ
مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ
وَ لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰی وَ هُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْ لَاۤ اَنْ تَدٰرَكَهٗ
نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ
الصّٰلِحِیْنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا
الذِّكْرَ وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَ مَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۲﴾

وقف لازم

ع ۲ ۹ وقف لازم

۴۴-مجھے اس کلام کے جھٹلانے والوں سے نمٹنے دو ہم بتدریج انھیں اس طرح گرفت میں لیں گے کہ اُن کو خبر تک نہ ہوگی۔ ۴۵-اور میں اُن کو مہلت دیتا رہتا ہوں میری تدبیر یقیناً مضبوط ہے۔ ۴۶-کیا آپ اُن سے کچھ صلہ طلب کر رہے ہیں کہ ان پر تاوان کا بوجھ پڑ رہا ہے۔ ۴۷-یا اُن کے پاس غیب کی خبر ہے کہ وہ اسے لکھ رہے ہیں۔ ۴۸-اے نبی آپ اپنے رب کے حکم تک صبر کیجیے اور مچھلی والے (یونس) کی طرح نہ ہو جائیں جنھوں نے غیظ وغضب کے عالم میں اپنے رب کو پکارا تھا۔ ۴۹-اگر آپ کے رب کا فضل اُن کی یاوری نہ کرتا تو وہ چٹیل میدان میں ڈال دیے جاتے اور ان کا حال ابتر ہو جاتا۔ ۵۰-ان کے رب نے انھیں برگزیدہ کر کے صالحین میں شامل کر لیا۔ ۵۱-ایسا لگتا ہے کہ یہ کافر اپنی بری نظروں سے آپ کے پائے ثبات میں لغزش پیدا کر دیں گے جب یہ ذکر (قرآن) سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ ۵۲-حال آں کہ یہ قرآن تو تمام جہانوں کے لیے پیغام نصیحت ہے۔

۴۴-فَذَرْنِیْ وَ مَنْ یُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ- مجھے اس کلام کے جھٹلانے والوں سے نمٹنے دو۔
تم میرے سپرد کر دو میں اُن کے لیے کافی ہوں۔

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ-
ہم بتدریج انھیں اس طرح گرفت میں لے لیں گے کہ انھیں خبر تک نہ ہوگی۔
ہم درجہ بدرجہ انھیں عذاب سے قریب کرتے چلے جائیں گے انھیں مہلت دے کر، ان کی صحت کو دوام عطا کر کے ان کی نعمتوں میں اضافہ کر کے اور ذکر کو ان کے اذہان سے بُھلا کر یہی استدراج ہے۔ یعنی بتدریج کام کو انجام دینا۔

۴۵-وَ اُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ- اور میں ان کو مہلت دیتا رہتا ہوں میری تدبیر یقیناً مضبوط ہے۔

presented by Ziaraat.com

اور استدراج کا بیان اور اس آیت کی تفسیر سورۂ اعراف کی آیت ۱۸۲ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

۴۶۔ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ۔

کیا آپ اُن سے کچھ صلہ طلب کر رہے ہیں کہ ان پر تاوان کا بوجھ پڑ رہا ہے۔

کیا آپ تبلیغِ دین کا صلہ طلب کر رہے کہ وہ اس کے بوجھ تلے دب کر آپ سے روگردانی کر رہے ہیں۔

۴۷۔ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ۔ یا اُن کے پاس غیب کی خبر ہے کہ وہ اسے لکھ رہے ہیں۔

کہ وہ اسی سے فیصلے کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے آپ کے علم سے مستغنی ہو گئے ہیں۔

۴۸۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ۔ اے نبی آپ اپنے رب کے حکم تک صبر کیجیے اور وہ انھیں مہلت کا دیا جانا ہے اور ان کے خلاف آپ کی نصرت میں تاخیر ہے۔

وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ۔ اور آپ مچھلی والے (یونس) کی طرح نہ ہو جائیں کہ انھوں نے اپنی قوم کو بد دعا دی اور پھر اللہ کی خاطر غصّہ میں روانہ ہو گئے۔

اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ۔ جنھوں نے شکمِ ماہی میں غیظ وغضب کے عالم میں اپنے رب کو پکارا تھا۔

وَهُوَ مَكْظُوْمٌ تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے یعنی وہ مغموم تھے۔[۱]

۴۹۔ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ۔

اگر آپ کے رب کا فضل اُن کی یاوری نہ کرتا تو وہ چٹیل میدان میں ڈال دیے جاتے اور اُن کا حال ابتر ہو جاتا۔

نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ توبہ کی توفیق اور اُس کی قبولیت نہ ہوتی۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ نعمت سے مراد رحمت ہے۔[۲]

الْعَرَآءِ ایسی زمین جو درخت اور چھت سے خالی ہو۔

تفسیر قمیؒ میں ہے ایسی جگہ جہاں پر چھت نہ ہو۔[۳]

۵۰۔ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔

ان کے رب نے انھیں برگزیدہ کر کے انھیں صالحین میں شامل کر لیا۔

اجْتَبٰهُ برگزیدہ کیا یعنی ان پر وحی لوٹا دی۔

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ جو صالحین میں سے یعنی صلاح (بھلائی) میں کامل تھے۔

اور ان کا واقعہ سورۃ یونس کی آیت ۹۸ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۵۱۔ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ۔

ایسا لگتا ہے کہ یہ کافر اپنی بری نظروں سے آپ کے پائے ثبات میں لغزش پیدا کر دیں گے جب یہ ذکر (قرآن) سنتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔

---

(۱)، (۲) و (۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۳

presented by Ziaraat.com

یعنی وہ دشمنی کی شدت میں اور اپنے بغض وحسد کے ابھارنے کی وجہ سے قرآن سنتے وقت یہ کہتے ہیں اور جب آپ انھیں خیر کی دعوت دیتے ہیں تو وہ ایسی غضب ناک نظروں سے آپ کو دیکھتے ہیں کہ جیسے وہ آپ کے قدموں میں لغزش پیدا کر دیں گے ان کا قول ہے ''نَظَرَ اِلَیَّ نَظَراً یَکَادُ یُصْرِعُنِیْ'' اس نے مجھے ایسی نظر سے دیکھا کہ قریب تھا کہ وہ مجھے پچھاڑ دے گا یعنی اگر اپنی نظر سے پچھاڑنا اس کے بس میں ہوتا تو وہ کر گزرتا۔

کتاب کافی اور فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ مسجد غدیر کے قریب گزرے تو انھوں نے مسجدوں کی گزرگاہ کو دیکھ کر کہا یہ وہی جگہ ہے جہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ پھر آپ نے دوسری طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ ابی فلاں اور فلاں کے خیمے کی جگہ تھی اور سالم ابوحذیفہ کے غلام اور ابی عبیدۃ الجراح کے خیمے تھے جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ بلند کرتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ ذرا ان کی آنکھوں کو تو دیکھو ایسے گھوم رہی ہیں جیسے کسی دیوانے کی آنکھیں ہوں تو اس وقت جبرئیلؑ اس آیت کو لے کر آئے۔ (۱)

تفسیر قمی میں ہے لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں امیر المومنین علیہ السلام کی فضلیت کے بارے میں بتلایا تو فرمایا وما ھو اور وہ نہیں ہے یعنی امیر المومنین علیہ السلام اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ عالمین کے لیے نصیحت۔ (۲)

کہا گیا ہے مفہوم یہ ہے کہ قریب ہے کہ اے نبی وہ آپ کو نظر لگا دیں اس لیے کہ روایت میں ہے کہ قبیلۂ بنی اَسد میں نظر لگانے والے موجود تھے تو ان میں سے کسی نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر لگا دیں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (۳)

۵۲-وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ دراصل یہ قرآن تو تمام جہانوں کے لیے پیغام نصیحت ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ نظر انسان کو قبر میں پہنچا دیتی ہے اور اونٹ کو دیگچی میں۔ (۴)

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اسماء بنت عُمیس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولادِ جعفر کو نظر لگ گئی ہے آپ اُن کے لیے تعویذ بنا دیجیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اگر کوئی شے قدر سے سبقت لے جاتی تو وہ نظرِ بد ہوتی۔ (۵)

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورہ ''ن والقلم'' فرض نماز یا نافلہ نمازوں میں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے محفوظ رکھے گا کہ اسے کبھی بھی فقر سے واسطہ نہ پڑے گا اور جب وہ مرجائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے فشارِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔ (۶)

---

(۱) الکافی ج ۴ ص ۵۶۶۔ ۵۶۷ ح ۲ ومن لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۳۳۵ ح ۱۵۵۸ / ۷ باب ۲۱۴
(۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۳ (۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۹۸ (۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۹۸
(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۴۱ (۶) ثواب الاعمال ص ۱۱۹ ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۳۰

presented by Ziaraat.com

سورۂ الحاقۃ

سورۂ حاقہ مکّی سورہ ہے اس میں آیتوں کی تعداد ۵۲ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَآقَّۃُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡحَآقَّۃُ ۚ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحَآقَّۃُ ؕ﴿۳﴾ كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَ عَادٌۢ
بِالۡقَارِعَۃِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَاُهۡلِكُوۡا بِالطَّاغِیَۃِ ﴿۵﴾ وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهۡلِكُوۡا بِرِیۡحٍ
صَرۡصَرٍ عَاتِیَۃٍ ۙ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَیۡهِمۡ سَبۡعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ ۙ حُسُوۡمًا ۙ
فَتَرَی الۡقَوۡمَ فِیۡهَا صَرۡعٰی ۙ كَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِیَۃٍ ۚ﴿۷﴾ فَهَلۡ تَرٰی لَهُمۡ
مِّنۡۢ بَاقِیَۃٍ ﴿۸﴾ وَ جَآءَ فِرۡعَوۡنُ وَ مَنۡ قَبۡلَهٗ وَالۡمُؤۡتَفِكٰتُ بِالۡخَاطِئَۃِ ۚ﴿۹﴾ فَعَصَوۡا
رَسُوۡلَ رَبِّهِمۡ فَاَخَذَهُمۡ اَخۡذَۃً رَّابِیَۃً ﴿۱۰﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الۡمَآءُ حَمَلۡنٰكُمۡ فِی
الۡجَارِیَۃِ ۙ﴿۱۱﴾ لِنَجۡعَلَهَا لَكُمۡ تَذۡكِرَۃً وَّ تَعِیَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ ﴿۱۲﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔ وقوع پذیر۔ ۲۔یعنی واقع ہونے والی کیا ہے۔ ۳۔اور تم کیا جانو یقینی طور سے پیش آنے والی کیا ہے۔ ۴۔ثمود اور عاد نے اس اچانک آجانے والی آفت کو جھٹلادیا۔ ۵۔ثمود تو ایک ہولناک چیخ سے ہلاک کردیے گئے۔ ۶۔اور عاد کو تیز وتند آندھی نے برباد کردیا۔ ۷۔جسے ان کے اوپر سات راتوں اور آٹھ دنوں کے لیے مسلط کردیا گیا آپ دیکھیں گے کہ قوم وہاں اس طرح مردہ پڑی ہوئی تھی جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔ ۸۔کیا اُن میں سے تمھیں کوئی بچا کھچا نظر آرہا ہے۔ ۹۔اور اسی غلطی کا ارتکاب فرعون اور اس سے پہلے تہہ وبالا ہوجانے والی بستی کے لوگوں نے کیا تھا۔ ۱۰۔انھوں نے اپنے رب کے بھیجے ہوئے رسول کی نافرمانی کی تو اللہ نے انھیں سختی سے گرفت میں لے لیا۔ ۱۱۔جب پانی سر سے اونچا ہو رہا تھا تو ہم نے تمھیں کشتی میں اٹھا لیا۔ ۱۲۔تاکہ تمھارے لیے اس واقعے کو یادگار بنائیں اور محفوظ رکھنے والے کان اسے محفوظ رکھیں۔

presented by Ziaraat.com

۱- اَلْحَآقَّةُ- وقوع پذیر

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد قیامت ہے جس کا واقع ہونا یقینی ہے یا اُس میں تمام امور ثابت کر دئے جائیں گے یعنی جس کے حقائق لازم ہوں گے اور پہچانے جائیں گے۔ یا اس میں حساب وجزا سے متعلق یقینی امور واقع ہوں گے۔[۱]

۲- مَا الْحَآقَّةُ-

یقینی واقع ہونے والی کیا ہے؟ ضمیر لانے کی بجائے بعینہ لفظ لے آئے تا کہ اس کی شان کی عظمت کو واضح کیا جائے اور اس کی ہول ناکی کو بیان کیا جائے۔

۳- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ-

اور تم کیا جانو یقینی طور سے پیش آنے والی کیا ہے؟ اور کس نے تمھیں آگاہ کیا کہ وہ کیا ہے؟ یعنی تم اس کی حقیقت سے نا آشنا ہو اس لیے کہ وہ اس بات سے بہت زیادہ باعظمت ہے کہ تم اس کا علم بذریعہ عقل وفہم حاصل کر سکو۔

۴- كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ-

ثمود اور عاد نے اس اچانک آنے والی آفت کو جھٹلا دیا۔

اَلْقَارِعَةِ- وہ حالت جو لوگوں کو خوف اور گھبراہٹ کی دستک دیتی ہے اور اجسام کو ٹکڑے ٹکڑے اور منتشر کر دیتی ہے اور ضمیر کی جگہ لفظ القارعہ اس کی شدّت کی کیفیت کو بیان کرنے کے لیے لایا گیا۔

۵- فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ-

ثمود تو ایک ہول ناک چیخ سے ہلاک کر دیے گئے۔

اَلطَّاغِيَةِ ایسی واقع ہونے والی جو شدّت میں حد سے زیادہ تجاوز کر گئی اور یہ چیخ اور بھونچال ہے جیسا کہ سورۂ اعراف کی ۷۳ سے ۷۹ آیتوں کے ذیل میں اور سورۂ ہُود کی آیت ۶۷ کے ذیل میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

۶- وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ-

اور عاد کو تیز وتند آندھی نے برباد کر دیا۔

بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ تفسیر قمی میں یعنی ٹھنڈی یخ بستہ ہوا۔[۲]

عَاتِيَةٍ فرمایا جتنا حکم دیا گیا تھا اس سے زیادہ ہوا نکل کر آئی۔[۳]

۷- سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا-

جسے اُن کے اوپر سات راتوں اور آٹھ دنوں کے لیے پے در پے مسلّط کر دیا گیا۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۴۹۸ (۲) و (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۳

presented by Ziaraat.com

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ ۔ اللہ نے اپنی قدرت سے اُن پر مسلّط کر دیا تھا۔

حُسُوْمًا متتابعات۔ پے در پے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ قمر (چاند) زحل کی نحوست میں سات راتوں اور آٹھ دنوں تک گرفتار رہا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے۔(۱)

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ سورۂ قمر میں گزرا کہ ان آٹھ دنوں میں پہلا دن چہار شنبہ (بدھ) تھا اور آخری دن بھی چہار شنبہ (بدھ) تھا اور یہ مسلسل لگا تار نحس دن تھے۔

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ۔

آپ دیکھیں گے کہ قوم وہاں اس طرح مردہ پڑی ہوئی تھی جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔

صَرْعٰى مردہ یہ صریع کی جمع ہے۔

اَعْجَازُ نَخْلٍ۔ کھجور کے درخت کی جڑیں۔

خَاوِيَةٍ کھوکھلی۔ درمیان سے کھائی ہوئی۔

۸۔ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ۔

کیا اُن میں سے تمھیں کوئی بچا کھچا نظر آ رہا ہے۔

ان کا واقعہ سورۂ اعراف کی آیت ۷۹ کے ذیل میں اور سورۂ ہُود کی آیت ۵۹ کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

۹۔ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ۔

اور اسی غلطی کا ارتکاب فرعون اور اس سے پہلے تہہ وبالا ہو جانے والی بستی والوں نے کیا تھا۔

وَمَنْ قَبْلَهٗ جو فرعون سے پہلے تھے۔

وَالْمُؤْتَفِكٰتُ تہہ وبالا ہو جانے والی بستیاں یعنی قومِ لوط کی بستیاں اور مراد اُن کے باشندے ہیں۔

۱۰۔ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً۔

انھوں نے اپنے بھیجے ہوئے رسول کی نافرمانی کی تو اللہ نے انھیں سختی سے گرفت میں لے لیا یعنی ہر امّت نے اپنے اپنے رسولوں کی نافرمانی کی۔

اَخْذَةً رَّابِيَةً نہایت سخت گرفت میں لے لیا ان کے زیادہ قبیح اعمال کے سبب تفسیر قمیؒ امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔

والرّابية کا مفہوم ہے کہ جو کچھ انھوں نے کیا تھا اس سے آگے بڑھ گیا۔(۲)

۱۱۔ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ۔ جب پانی سر سے اونچا ہو رہا تھا تو ہم نے تمھیں کشتی میں اٹھا لیا۔

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۳ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۵

presented by Ziaraat.com

طَغَا۔ مقررہ حد سے زیادہ بڑھ گیا یعنی طوفان آ گیا۔

حَمَلْنٰكُمْ۔ ہم نے تمھارے باپ دادا کو سفینۂ نوح میں اٹھایا تھا جب کہ تم ان کے اصلاب میں تھے۔

۱۲۔ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ۔

تا کہ ہم تمھارے لیے اس واقعے کو یادگار بنائیں اور محفوظ رکھنے والے کان اسے محفوظ رکھیں تا کہ ہم اس عمل کو یعنی مومنین کو نجات دینا اور کافروں کو غرق کر دینا۔

تَذْكِرَةً۔ عبرت بنادیں جو صانع کی قدرت اور اس کی حکمت کی جانب رہنمائی کرے اور اس کے غلبے کے کمال اور اس کی رحمت کا مظہر بن جائے۔

وَتَعِيَهَآ۔ اسے محفوظ رکھیں۔

اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ محفوظ رکھنے والے کان جن کی شان یہ ہے کہ جس کا یاد رکھنا لازم ہے اس کو تذکر (نصیحت) کے لیے اور اس کی اشاعت کے لیے اور اس میں غور و فکر کرنے کے لیے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے لیے وہ اسے یاد رکھتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں نزدیک کروں اور خود سے دور نہ کروں میں تمھیں سکھاؤں اور تم ان باتوں کو یاد رکھو اور اللہ کا تم پر یہ حق ہے یعنی لازم ہے کہ تم اسے محفوظ رکھو تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ۔ (۱)

مجمع البیان اور عیون میں اور جوامع میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ اسے تمھارے کان بنا دے۔ (۲)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اجعلها اُذُنَ عَلِيٍّ اے اللہ تو اُسے علی کے کان بنا دے

پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ سنا میں اُسے کبھی نہیں بھولا۔ (۳)

اور دوسری روایت میں ہے میرے لیے بھولنا ممکن نہ ہوا۔ (۴)

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب یہ آیت: وَتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی یہ تمھارے کان ہیں۔ (۵)

---

(۱) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۳۴۵ (۲) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۳۴۶ وعیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۶۲ ح ۲۵۶ وجوامع الجامع ص ۵۰۶–۵۰۷ (۳) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۳۴۵ (۴) جوامع الجامع ص ۵۰۷

(۵) الکافی ح ۱ ص ۴۱۳ ح ۷۵

presented by Ziaraat.com

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا
دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَیَوْمَىٕذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ
یَوْمَىٕذٍ وَّاهِیَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰۤی اَرْجَآىِٕهَا ؕ وَ یَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ
یَوْمَىٕذٍ ثَمٰنِیَةٌ ﴿۱۷﴾ یَوْمَىٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰی مِنْكُمْ خَافِیَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ
كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ
حِسَابِیَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ﴿۲۱﴾ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ﴿۲۳﴾
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴿۲۴﴾

۱۳-جب ایک دفعہ صور میں پھونک ماری جائے گی۔ ۱۴-اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر یک بارگی ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں گے۔ ۱۵-جس روز ہونے والا واقعہ پیش آئے گا۔ ۱۶-اور آسمان پھٹ جائے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی۔ ۱۷-اور فرشتے اس کے اطراف میں ہوں گے اور اس روز آٹھ فرشتے آپ کے رب کے عرش کو اوپر اٹھائے ہوں گے۔ ۱۸-اس دن تم سب خدا کے حضور پیش کیے جاؤ گے اور تمھاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی۔ ۱۹-اس وقت جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا یہ ہے میرا نامۂ اعمال اسے پڑھ لو۔ ۲۰-میں جانتا تھا کہ مجھے حساب دینا ہے۔ ۲۱-وہ پسندیدہ عیش و آرام میں ہوگا۔ ۲۲-عالی مرتبت جنت میں۔ ۲۳-جس کے پھل دسترس میں ہوں گے۔ ۲۴-تم خوش گواری کے ساتھ کھاؤ پیو ان نیک کاموں کی بدولت جو تم گزشتہ دنوں میں کر چکے ہو۔

۱۳-فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ-

جب ایک دفعہ صور میں پھونک ماری جائے گی۔

جب قیامت کی ہول ناکی کا تاکیدی انداز میں تذکرہ کیا اور ''مُکذّبین'' (جھٹلانے والے) کے انجام کا ذکر کیا تو پھر اس کی وضاحت کی طرف واپسی ہوئی اور نفخہ اولیٰ سے مراد صور کا پھونکا جانا ہے جس کے بعد دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔

۱۴-وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً-

اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر یک بارگی ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں گے۔

presented by Ziaraat.com

حُمِلَتِ۔ زمین اور پہاڑ کو اس کی جگہ سے اٹھایا جائے گا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جب قیامت واقع ہوگی تو (زمین و آسمان کو) ایک دوسرے کے اوپر ہموار کر دیا جائے گا۔[۱]

۱۵- فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔

جس روز ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا۔

وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ قیامت آجائے گی۔

۱۶- وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ۔

اور آسمان پھٹ جائے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی۔

وَّاهِيَةٌ۔ ڈھیلی، بودی، کمزور۔

۱۷- وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ۔

اور فرشتے اُس کے اطراف ہوں گے اور اس روز آٹھ فرشتے آپ کے رب کے عرش کو اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

اَرْجَآءِ۔ اطراف وجوانب۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آج چار فرشتے ہیں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ اُن میں مزید چار کا اضافہ کر دے گا تو اس طرح وہ آٹھ ہو جائیں گے۔[۲]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا "حَمَلَتهُ العَرش" فرمایا عرش سے مراد علم ہے اور اس کے اٹھانے والوں کی تعداد آٹھ ہے چار ہم میں سے ہیں اور چار اللہ جنھیں چاہے۔[۳]

تفسیر قمی میں ہے کہ عرش کے اٹھانے والے آٹھ ہیں اور اُن میں سے ہر ایک کی آٹھ آنکھیں ہیں اور اُوپری آنکھ دنیا کی سطح زمین جتنی ہے فرمایا دوسری روایت میں ہے فرمایا کہ عرش کے اٹھانے والے آٹھ ہیں چار کا تعلق اوّلین سے ہے اور چار آخرین میں سے ہیں جو چار اوّلین میں ہیں وہ نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، علیہم السلام ہیں اور جن چار کا تعلق آخرین میں سے ہے وہ محمد، علی، حسن، اور حسین صلوات اللہ علیہم ہیں اور "یحملون العرش" کے معنیٰ ہیں علم کے اٹھانے والے۔[۴]

۱۸- يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ۔

اس دن تم سب خدا کے حضور پیش کیے جاؤ گے اور تمھاری کوئی بات چھپی نہ رہے گی۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۴۶ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۴۶

(۳) الکافی ج ۱ ص ۱۳۲ ح ۲ باب العرش والکرسی (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۴

presented by Ziaraat.com

۱۹–فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ–

اس وقت جس کا نامۂ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا لو یہ ہے میرا نامۂ اعمال اسے پڑھ لو۔

پیش ہونے کی تفصیل ہے وہ اس وقت خوش ہوتے ہوئے یہ کہے گا لو یہ ہے میرا نامۂ اعمال اسے پڑھ لو۔

۲۰–اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ–

میں جانتا تھا کہ مجھے حساب دینا ہے۔

ظَنَنْتُ کے معنیٰ ہیں ''تَیَقَّنْتُ'' مجھے یقین تھا ایسا ہی کتاب توحید میں اور کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا ''ظن'' دوطرح کا ہوتا ہے ''ظنِ شک'' اور ''ظنِ یقین'' جس کا تعلق امرِ معاد (آخرت) سے ہوتا ہے وہ ''ظنِ یقین'' ہے۔ اور جس کا تعلق امرِ دنیا سے ہوتو وہ ''ظنِ شک'' ہے۔(۱)

انی ملاق حسابیہ کا مفہوم ہے کہ مجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور حساب لیا جائے گا تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ہر امّت کا حساب اس کے زمانے کا امام لے گا اور ائمہ علیہ السلام اپنے دوستوں اور دشمنوں کو ان کے چہروں سے پہچان لیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَ عَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ (اعراف:۴۶) اور اعراف پر کچھ رجال ہوں گے جو جنتی اور جہنمی کو ان کی پیشانیوں سے پہنچانتے ہوں گے۔ اور یہ ائمہ کرام ہوں گے جو ہر ایک کو اُن کی پیشانی سے پہچان لیں گے تو وہ اپنے دوستوں کو ان کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیں گے تو وہ لوگ بغیر حساب کے جنت کی طرف روانہ ہوجائیں گے اور وہ اپنے دشمنوں کو ان کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیں گے تو وہ جہنّم کی جانب بغیر حساب کے جارہے ہوں گے اور جب ائمہ کے اولیاء اپنے نامۂ اعمال کو دیکھیں گے تو اپنے بھائیوں سے کہیں گے ''هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ ۚ﴿۱۹﴾ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ''۔(۲)

۲۱–فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ–

وہ پسندیدہ عیش و آرام میں ہوگا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ راضیہ کے معنیٰ ہیں مَرضِیّہ۔(۳)

پسندیدہ مفعول کی جگہ فاعل رکھ دیا۔

۲۲–فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ–

عالی مرتبت جنّت میں۔

۲۳–قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ–

جس کے پھل دست رس میں ہوں گے۔

---

(۱) التوحید ص ۲۶۷ ح ۵ باب ۳۶ والاحتجاج ج ۱ ص ۳۶۳ (۲) و (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۴

presented by Ziaraat.com

۲۴۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ۔

تم خوش گواری کے ساتھ کھاؤ پیو ان نیک کاموں کی بدولت جو تم گزشتہ دنوں میں کر چکے ہو۔

فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ تم نے دنیا میں رہتے ہوئے گزشتہ دنوں میں جو صالح اعمال پہلے سے بھیج دیے جاتے تھے اس کی بدولت جو تم گزشتہ دنوں میں کر چکے۔

فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ۔ تم نے دنیا میں رہتے ہوئے گزشتہ دنوں میں جو صالح اعمال پہلے سے بھیج دیے تھے اس کی بدولت۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کے پاس اہلِ کتاب میں سے ایک شخص آیا اس نے کہا اے ابو القاسم آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جنت کے لوگ کھائیں گے اور پئیں گے تو آپ نے فرمایا جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم کہ جنت میں جانے والے ہر شخص کو سو افراد کی قوت دی جائے گی کھانے، پینے اور جماع کرنے میں تو اس نے دریافت کیا کہ کیا کھانے اور پینے کے بعد وہ رفع حاجت کرے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پسینہ جاری ہوگا جیسے مشک کی خوش بو ہو اور ایسا ہو جانے کے بعد اس کا شکم معمول پر آجائے گا۔ یعنی وہ دبلا اور پھر تیلا ہوگا۔ (۱)

(۱) تفسیر مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۱۶۵

www.ziaraat.com

presented by Ziaraat.com

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۚ﴿۲۵﴾ وَ لَمْ
اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ﴿۲۶﴾ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ﴿۲۷﴾ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ﴿۲۸﴾
هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِیْ
سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ؕ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ
الْعَظِیْمِ ۙ﴿۳۳﴾ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ؕ﴿۳۴﴾ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا
حَمِیْمٌ ۙ﴿۳۵﴾ وَّ لَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۙ﴿۳۶﴾ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ
اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۳۸﴾ وَ مَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۚ﴿۴۰﴾ وَّ
مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۴۱﴾ وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِیْلًا مَّا
تَذَكَّرُوْنَ ؕ﴿۴۲﴾ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ
الْاَقَاوِیْلِ ۙ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ۙ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۚ﴿۴۶﴾ فَمَا
مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ
اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِیْنَ ﴿۴۹﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ
الْیَقِیْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿۵۲﴾

۲۵-اور جس کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا تو وہ کہے گا اے کاش میرا نامۂ عمل مجھے نہ دیا جاتا۔ ۲۶-اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ ۲۷-اے کاش میری پہلی موت ہی فیصلہ کن ہوتی۔ ۲۸-آج میرا مال میرے کسی کام نہ آیا۔ ۲۹-میرا اقتدار خاک میں مل گیا۔ ۳۰-اسے پکڑو اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔ ۳۱-پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔ ۳۲-پھر ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں اسے جکڑ دو۔ ۳۳-اس لیے کہ یہ نہ تو خدائے بزرگ وبرتر پر ایمان لاتا تھا۔ ۳۴-اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔ ۳۵-آج یہاں پر اس کا کوئی دوست اور غمخوار نہیں ہے۔ ۳۶-اور زخموں کے دھوؤں کے سوا اس کے لیے کوئی کھانا نہیں۔ ۳۷-جسے صرف خطا کار ہی کھایا کرتے ہیں۔ ۳۸-میں ان چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو۔ ۳۹-اور ان کی بھی جنھیں تم نہیں دیکھتے۔

presented by Ziaraat.com

۴۰- یہ تو رسولِ کریم کا قول ہے۔ ۴۱- وہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے تم لوگ کم ہی تسلیم کرتے ہو۔ ۴۲- اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو۔ ۴۳- یہ پروردگارِ جہاں کا نازل کردہ ہے۔ ۴۴- اگر اس نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کر دی ہوتی۔ ۴۵- تو ہم اسے طاقت سے روک دیتے۔ ۴۶- اور اس کی رگِ گردن کو کاٹ دیتے۔ ۴۷- پھر تم میں سے کوئی بھی ہمیں اس کام سے باز نہ رکھ سکتا۔ ۴۸- یقیناً یہ متقین کے لیے ایک طرح کی نصیحت ہے۔ ۴۹- ہمیں باوثوق ذرائع سے علم ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ جھٹلانے والے ہیں۔ ۵۰- اور یہ تکذیب کافروں کے لیے حسرت کا باعث ہے۔ ۵۱- اور یقیناً یہی حق الیقین ہے۔ ۵۲- پس اے نبی آپ اپنے ربِّ عظیم کے نام کی تسبیح کیجیے۔

۲۵- وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ-

اور جس کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا تو وہ کہے گا اے کاش میرا نامۂ اعمال مجھے نہ دیا جاتا۔

۲۶- وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ-

اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔

جب وہ برا انجام دیکھے گا تو یہ کہے گا کہ میں اپنا حساب نہ جانتا تو بہتر تھا۔

۲۷- یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ-

اے کاش میری پہلی موت ہی فیصلہ کُن ہوتی۔

یٰلَیْتَهَا- اے کاش جو موت میں مرا تھا۔

الْقَاضِیَةَ- میرے امر کو منقطع کر دیتی تو مجھے دوبارہ زندہ نہ کیا جاتا۔

۲۸- مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ-

آج میرا مال میرے کسی کام نہ آیا۔

کہا گیا ہے کہ مال و زر اور ملکیت میں سے میرا مال میرے کسی کام نہ آیا۔[۱]

تفسیر قمیؒ میں ہے یعنی وہ مال جو اس نے جمع کیا تھا۔[۲]

۲۹- مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ-

میرا اقتدار خاک میں مل گیا۔

کہا گیا ہے میرا اقتدار اور لوگوں پر میرا تسلّط۔[۳]

تفسیر قمیؒ میں ہے یعنی اس کی حُجّت۔[۴]

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۱ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۴

(۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۱ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۴

presented by Ziaraat.com

۳۰۔ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ۔

اسے پکڑو اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔

۳۱۔ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ۔

پھر اسے جہنّم میں جھونک دو۔

۳۲۔ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ۔

پھر ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں اُسے جکڑ دو۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے دنیا پر رکھ دیا جائے تو اس کی حرارت سے دنیا پگھل جائے۔ (۱)

۳۳۔ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

اس لیے کہ یہ نہ تو خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا۔

۳۴۔ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۔

اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔

۳۵۔ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ۔

آج یہاں پر اس کا کوئی دوست اور غم خوار نہیں۔

۳۶۔ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ۔

اور زخموں کے دھوون کے سوا اس کے لیے کوئی کھانا نہیں۔

غِسْلِيْنٍ اہلِ جہنّم کی پیپ اور زخموں کا دھوون

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کافروں کا پسینہ۔ (۲)

۳۷۔ لَا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ۔

جسے صرف خطا کار ہی کھایا کرتے ہیں۔

الْخَاطِـُٔوْنَ۔ خطا کرنے والے جب کوئی شخص جان بوجھ کر عمداً گناہ کا ارتکاب کرے۔

۳۸۔ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ۔

میں ان چیزوں کی بھی قسم کھاتا ہوں جنھیں تم دیکھتے ہو۔

۳۹۔ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ۔

اور ان کی بھی جنھیں تم نہیں دیکھتے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۴ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۴

presented by Ziaraat.com

یعنی مشاہدات دیکھی جانے والی چیزوں کی اور مُغیّبات غائب رہنے والی چیزوں کی قسم۔

۴۰- اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ-

یہ تو رسولِ کریم کا قول ہے۔

اِنَّهٗ۔ سے مراد اِنَّ القرآن یعنی بے شک قرآن

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے جو اللہ کے نزدیک محترم ہے۔ وہ اللہ کی جانب سے اُس کی تبلیغ کرتا ہے، وہ اپنی جانب سے کچھ نہیں کہتا اور اس سے مراد یا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔

۴۱- وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ-

وہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے تم لوگ کم ہی تسلیم کرتے ہو۔

جیسا کہ کبھی تم گمان کرتے ہو۔

۴۲- وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ-

اور نہ ہی کسی کاہن کا قول ہے جیسا کہ تم انھیں پکار رہے ہو تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو اسی لیے معاملہ تم پر مشتبہ ہو گیا ہے۔

کہا گیا ہے کہ ایمان کا شاعریت کی نفی کرتے ہوئے ذکر کرنا اور کاہنیت کی نفی کرتے ہوئے یاد دہانی کرانا اس وجہ سے ہے کہ قرآن کریم کا شعر سے مشابہت نہ رکھنا ایک بیّن اور واضح امر ہے سوائے سخت مخالف اور دشمن کے کوئی بھی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ اور کہانت (غیب کی باتیں بتانا) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مباینت (علاحدگی) اس سے الگ ہے اس لیے کہ اس کا علم احوال رسول کے تذکّر پر موقوف ہے اور قرآن کریم کے معانی اور اُن کے اقوال کے مفاہیم کاہنوں کے طریق کے منافی ہیں۔[1]

۴۳- تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ-

یہ پروردگارِ جہان کا نازل کردہ ہے۔

جسے اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کی زبانی نازل فرمایا ہے۔

۴۴- وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ-

اور اگر اس نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کردی ہوتی۔

تفسیر قمی میں ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔[2]

۴۵- لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ-

تو ہم اُسے طاقت سے روک دیتے۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۲ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۴

presented by Ziaraat.com

اس کے دائیں ہاتھ سے یا اپنی طاقت سے۔

تفسیر قمی میں ہے ہم نہایت قوت کے ساتھ اس سے انتقام لیتے۔

۴۶-ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ-

پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔

الْوَتِيْنَ- دل کی رگ

تفسیر قمی میں ہے وہ رگ جو پیٹھ میں ہوتی ہے جس کے سبب اولاد ہوتی ہے۔[1]

اور یہ ہلاک کرنے کی بدترین شکل ہے جس طرح بادشاہ جب غضب ناک ہوتے ہیں تو پھر ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔

۴۷-فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ-

پھر تم میں سے کوئی بھی ہمیں اس کام سے باز نہ رکھ سکتا۔

حٰجِزِيْنَ- دافعین۔ روکنے والا۔

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھاری وجہ سے جانتے بوجھتے ہوئے ہم پر جھوٹا الزام نہیں لگا سکتے تھے اگر وہ ایسا کرتے تو ہم انھیں سزا دیتے پھر تم اُن سے عذاب کو دور کرنے پر قدرت نہ رکھتے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ کو کوئی نہیں روک سکتا تھا اور نہ ہی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی رکاوٹ بن سکتا تھا۔[2]

۴۸-وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ-

اور یقیناً یہ متقین کے لیے ایک طرح کی نصیحت ہے۔

۴۹-وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ-

اور ہمیں باوثوق ذرائع سے علم ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ جھٹلانے والے ہیں۔

۵۰-وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ-

اور یہ تکذیب کافروں کے لیے حسرت کا باعث ہے۔

جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس میں مومنین کے لیے ثواب کا تذکرہ ہے۔

۵۱-وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ-

اور یقیناً یہی حق الیقین ہے۔

ایسا یقین جس میں کسی طرح کا فریب اور شک نہیں ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۴ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۵

presented by Ziaraat.com

۵۲-فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ-

پس اے نبی آپ اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کیجیے۔

اے نبی آپ اللہ کی تسبیح کیجیے اس کے اسمِ عظیم کو یاد کر کے اس کی پاکیزگی بیان کیجیے کہ اس کے خلاف جھوٹی بات گھڑنے کو قبول نہ کر کے اس نے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا اور اس نے جو وحی نازل کی ہے اس کا شکرانہ ادا کرنے کے لیے۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے "انہ لقول رسولٍ کریم" یہ رسول کریم کا قول ہے یعنی جسے جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ولایت علی علیہ السلام کے بارے میں لے کر آئے تھے امام علیہ السلام نے فرمایا انھوں نے کہا کہ محمد نے اپنے رب کی طرف جھوٹی بات منسوب کی ہے اللہ تعالیٰ نے انھیں اس کے ذریعے ولایت علی کا حکم نہیں دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں قرآن کریم میں آیت نازل فرمائی کہ بے شک ولایت علی "تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَلَمِينَ" (عالمین کے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا اگر محمد ہماری جانب سے جھوٹی بات گھڑ لیتے بعض الاقاویل پھر اس قول کو عطف کیا کہ بے شک ولایتِ علی "لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ" متقین کے لیے یعنی علم رکھنے والوں کے لیے ایک نصیحت ہے اور بے شک علی علیہ السلام کافرین کے خلاف ایک حسرت ہیں اور اُن کی ولایت حق الیقین ہے لہٰذا اے محمد آپ تسبیح کیجیے اپنے رب کے نام کی جو عظیم ہے فرما رہا ہے اے محمد رب عظیم کا شکر ادا کیجیے جس نے آپ کو یہ فضل عطا فرمایا ہے۔(۱)

تفسیر عیاشی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کا ہاتھ تھاما اور ان کی ولایت کو ظاہر کیا تو لوگوں نے کہا بخدا یہ اللہ کی جانب سے نہیں ہے اور یہ تو ایسی چیز ہے جس سے وہ اپنے ابن عم کو مشرف کرنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ- اَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِيْنَ- وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ علی علیہ السلام کافرین کے لیے باعثِ حسرت ہیں۔(۲)

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔(۳)

کتاب ثواب الاعمال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے تم سورۃ حاقہ کو زیادہ پڑھا کرو کیوں کہ فرض نمازوں اور نافلہ نمازوں میں اس سورے کا پڑھنا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے مترادف ہے اس لیے کہ یہ سورۂ امیر المومنین علیہ السلام اور امیر شام کے بارے میں نازل ہوا ہے قاری اپنے دین سے محروم نہ ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہ کر لے۔(۴)

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے ایسا ہی مروی ہے۔(۵)

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۴۲۳ (۲) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۲۶۸-۲۶۹ ح ۶۴ (۳) ثواب الاعمال ص ۱۱۹ ح ۱
(۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۵ (۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۴۲

presented by Ziaraat.com

سورۂ المعارج

سورۂ معارج مکی سورہ ہے اور اس میں آیتوں کی تعداد ۴۴ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي
الْمَعَارِجِ ۭ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ
اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ
قَرِيْبًا ۭ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَاۗءُ كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ﴿۹﴾ وَلَا
يَسْـَٔـلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ
يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ ۙ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـــْٔوِيْهِ ۙ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝﴿۱۴﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-سوال کرنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا۔ ۲-کافروں کے لیے جس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔ ۳-اللہ کی جانب سے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔ ۴-فرشتے اور رُوح (القدس) اس پر چڑھ کر اس کی طرف جاتے ہیں ایسے دن میں جو پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔

۵-اے نبی آپ صبر جمیل سے کام لیجیے۔ ۶-یہ لوگ اسے دور سمجھتے ہیں۔ ۷-اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں۔ ۸-جس دن آسمان پگھلی ہوئی چاندی کی طرح ہو جائے گا۔ ۹-اور پہاڑ رنگ برنگ دھنکے ہوئے اون کی طرح ہو جائیں گے۔ ۱۰-اور کوئی جگری دوست کسی صدیق حمیم کو نہ پوچھے گا۔ ۱۱-انھیں ایک دوسرے کو دکھایا جائے گا۔ مجرم یہ پسند کرے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے فدیہ دے دے اپنی اولاد کو۔ ۱۲-اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو۔ ۱۳-اور اپنے قریبی خاندان کو جو اس کے لیے جائے پناہ تھا۔

۱۴-اور روئے زمین کے تمام لوگوں کو پھر اس طرح وہ نجات پا جائے۔

presented by Ziaraat.com

۱۔ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ۔

سوال کرنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا۔

یعنی طلب کرنے والے نے اسے طلب کیا اس کی خواہش ظاہر کی۔

۲۔ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ۔ کافروں کے لیے جس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔

کتاب کافی میں روایت مقطوع میں ہے کہ یہ آیت کافروں کے لیے ولایت علی علیہ السلام کے سلسلے میں نازل ہوئی اور اسی طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے کر نازل ہوئے اور یہ اسی انداز میں مصحف فاطمہ علیہا السلام میں موجود ہے۔[۱]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں اس پر دلیل وہ سبب نزول ہے جو سورۂ انفال کی آیت ۳۴ کے ذیل میں اللہ تعالیٰ کے قول: وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (اور جب انھوں نے کہا یا اللہ اگر یہ بات حق ہے تو، آسمان سے ہم پر پتھروں کی بارش کر دے یا ہمارے لیے دردناک عذاب بھیج دے) کے بارے میں بیان ہوا۔

تفسیر قمی میں ہے امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے مفہوم کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ایک آگ ہے جو مغرب سے نکلے گی اور ایک فرشتہ اسے پیچھے سے ہانک رہا ہوگا یہاں تک کہ وہ آگ بنی سعد بن ہمام کے گھر تک ان کے مسجد کے قریب پہنچے گی وہ بنی امیہ کے تمام گھروں کو جلا کر اس کے رہنے والوں سمیت خاکستر کر دے گی اور وہ کوئی ایسا گھر نہیں چھوڑے گی کہ جس میں آلِ محمد علیہ السلام کا کوئی دشمن موجود ہو وہ اسے جلا دے گی اور یہ مہدی علیہ السلام ہوں گے دوسری حدیث میں فرمایا کہ جب غزوۂ بدر کے موقع پر دونوں لشکر آمنے سامنے صف باندھے ہوئے کھڑے تھے تو ابوجہل نے اپنا ہاتھ اٹھا کر کہا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ مُحَمَّدًا اَقْطَعَنَا لِلرَّحِمِ وَاَتَانَا بِمَا لَا نَعْرِفُهٗ فَاَحِنْهُ بِالْعَذَابِ

(اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہماری رشتہ داریاں منقطع کر دیں اور ہمارے پاس وہ چیز لے کر آئے جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے ہیں تو ان پر عذاب نازل کر دے) تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ۔[۲]

لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ جسے کوئی بھی دور کرنے والا نہیں ہے۔

۳۔ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ۔

اللہ کی جانب سے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔

مَعَارِج۔ سیڑھیاں یہ وہ درجات ہیں جن پر پاکیزہ کلمات اور عمل صالح بلند ہوتے ہیں اور جن پر

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۵۷۔۵۸ ح ۱۸ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۵

presented by Ziaraat.com

مومنین اپنے راستوں پر بلندی حاصل کرتے ہیں اور جن میں فرشتے اور روح القدس بلندی حاصل کرتے ہیں۔

۴-تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ-

فرشتے اور روح (القدس) اس پر چڑھ کر اس کی طرف جاتے ہیں ایسے دن میں جو پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔

از سرنو بیان ہے ان معارج کے ارتفاع کا اور اس کے فاصلے کی دوری کو ملکوت کی تمثیل کے طور پر فرشتے سے دی ہے امتدادِ زمانی کی جانب ملکوت جس سے منزّہ ہے۔

تفسیر قمی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ فرشتے اور روح اللہ کی طرف شب قدر میں نبی اور وصی کے پاس سے بلند ہوتے ہیں۔(۱)

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ان کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ایک مہینے کی مسافت طے کرائی گئی۔

اور انھیں آسمانوں کی بادشاہت میں بلندی پر پچاس ہزار سال کی مسافت کو ایک تہائی رات سے بھی کم وقت میں طے کرادیا گیا یہاں تک کہ آپ ستونِ عرش تک پہنچ گئے۔(۲)

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے لیے پچاس مَوقِف (ٹھہرنے یا کھڑے ہونے کی جگہ) ہیں اور ہر موقف میں ہزار سال تک ٹھہرنا ہوگا پھر آپ نے یہ آیت:

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ الخ کی تلاوت فرمائی۔(۳)

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دن کتنا طولانی ہے؟ تو فرمایا جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ یہ دن مومن کے لیے اتنا ہی خفیف ہوگا جتنی ہلکی اس لیے وہ واجب نماز ہے جسے وہ دنیا میں ادا کرتا ہے۔(۴)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کے علاوہ کوئی اور حساب کا والی ہو تو وہ اس جگہ پچاس ہزار سال ٹھہرتے قبل اس کے کہ وہ حساب سے فارغ ہوں جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ایک ساعت میں حساب وکتاب سے فارغ ہو جاتا ہے۔(۵)

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ دن ابھی آدھا بھی نہیں ہوا ہوگا جنّتی جنت میں اور جہنّم میں جانے والے جہنّم میں پہنچ چکے ہوں گے۔(۶)

۵-فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا- اے نبی آپ صبر جمیل سے کام لیجیے۔

تفسیر قمی میں ہے جھٹلانے والے کے جھٹلانے پر یہ تو ہو کر رہے گا۔(۷)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶ (۲) الاحتجاج ج ۱ ص ۳۲۷
(۳) الکافی ج ۸ ص ۱۴۳ ح ۱۰۸ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۵۳
(۵) و (۶) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۵۳ (۷) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶

presented by Ziaraat.com

۶- اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا- یہ لوگ اسے دور سمجھتے ہیں۔

۷- وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا- اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں۔

وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں اس کا امکان نہیں ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ واقع ہو کر رہے گی۔

۸- يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ- جس دن آسمان پگھلی ہوئی چاندی کی طرح ہو جائے گا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا پگھلا ہوا سیسہ اور تانبا اسی طرح آسمان پگھل جائے گا۔(۱)

۹- وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ- اور پہاڑ رنگ برنگ دھنکے ہوئے اون کی طرح ہو جائیں گے۔

ایسے اون کی طرح جو مختلف رنگوں میں رنگا ہوا ہو۔

کہا گیا کیوں کہ پہاڑ رنگ برنگے ہوتے ہیں جب ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور فضا میں اڑیں گے تو دھنکی ہوئی رنگین اون کے مشابہ ہوں گے جب ہوا اسے اڑا رہی ہو۔(۲)

۱۰- وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا- اور کوئی جگری دوست کسی صدیق حمیم کو نہ پوچھے گا۔

کوئی قریبی دوست اپنے کسی قریبی دوست کا حال نہیں پوچھے گا۔

۱۱- يُّبَصَّرُوْنَهُمْ- انھیں ایک دوسرے کو دکھایا جائے گا۔

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ وہ انھیں پہچان رہے ہوں گے پھر بھی ایک دوسرے سے سوال نہیں کریں گے۔(۳)

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ-

مجرم یہ پسند کرے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے فدیہ دے دے اپنی اولاد کو۔

۱۲- وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ- اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو۔

۱۳- وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ-

اور اپنے قریبی خاندان کو جو اس کے لیے جائے پناہ تھا۔

کہا گیا ہے اور اس کا وہ خاندان جس سے وہ جدا ہو گیا ہے۔(۴)

جو نسب میں اس کے ساتھ شامل ہے اور مشکلات کے موقع پر۔

تفسیر قمیؒ میں ہے اس سے مراد اُس کی ماں ہے جس نے اسے جنم دیا ہے۔(۵)

۱۴- وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ-

اور روئے زمین کے تمام لوگوں کو پھر اس طرح وہ نجات پا جاتا۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۴ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶

(۴) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۴ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶

presented by Ziaraat.com

كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ۙ﴿۱۷﴾ وَ جَمَعَ
فَاَوْعٰى ۝﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا
مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ
دَآئِمُوْنَ ۙ﴿۲۳﴾ وَ الَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ۙ﴿۲۵﴾
وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ﴿۲۶﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ
مُّشْفِقُوْنَ ۚ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝﴿۲۸﴾

۱۵-ایسا ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ کا شعلہ ہے۔ ۱۶-جو کھال کو ادھیڑ کر رکھ دے گا۔ ۱۷-پکار پکار کر اپنی طرف بلائے گا ہر پیٹھ پھیرنے والے اور روگردانی کرنے والے کو۔ ۱۸-جس نے مال جمع کیا اور اسے محفوظ کیا۔ ۱۹-بے شک انسان بے صبرا خلق ہوا ہے۔ ۲۰-جب اس پر مصیبت آتی ہے تو جزع فزع کرتا ہے۔ ۲۱-اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو وہ بخیل بن بیٹھتا ہے۔ ۲۲-سوائے ان نماز گزاروں کے۔ ۲۳-جو ہمیشہ پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ۲۴-وہ لوگ جن کے اموال میں ایک مقررہ حق ہے۔ ۲۵-سائل اور محروم کا۔ ۲۶-جو لوگ روزِ جزا کی تصدیق کرتے ہیں۔ ۲۷-اور جو لوگ اپنے رب کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ ۲۸-یقیناً ان کے رب کا عذاب ایسا نہیں ہے جس سے کوئی بے خوف ہو۔

۱۵- كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ

ایسا نہیں وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ کا شعلہ ہے۔

مجرم کو وَدادت (محبت، الفت اور چاہت) سے باز رکھنا ہے اور اس بات کی جانب رہنمائی کرنا ہے کہ فدیہ دینا نجات نہیں دلا سکتا۔

۱۶- نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ

جو کھال کو ادھیڑ کر رکھ دے گا۔

لِّلشَّوٰى۔ اطراف یا شواۃ کی جمع ہے اور یہ سر کی کھال ہے۔

تفسیر قمی میں فرمایا آنکھوں کو کھینچ لیا جائے گا اور چہرے کو کالا کر دیا جائے گا۔[1]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶

presented by Ziaraat.com

۱۷۔ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی۔

پکار پکار کر بلائے گا ہر پیٹھ پھیرنے والے اور روگردانی کرنے والے کو۔

فرمایا کہ اس کو اس بھڑکتے ہوئے شعلوں کی طرف کھینچے گا۔[۱]

۱۸۔ وَجَمَعَ فَاَوْعٰی۔ اور جس نے مال جمع کیا اور اسے محفوظ رکھا۔

مال جمع کیا اور اسے ایک ظرف میں رکھ دیا اور حرص و آز کی وجہ سے اسے خزانے کی صورت میں ذخیرہ کیا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا مال جمع کیا اسے دفن کر دیا اور اسے حفاظت کے ساتھ رکھا اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیا۔[۲]

۱۹۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا۔ بے شک انسان بے صبرا خلق ہوا ہے۔

شدید حریص اور بے صبرا جس کے پاس صبر کی کمی ہو۔

۲۰۔ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا۔ اور جب اس پر مصیبت آتی ہے تو جزع وفزع کرتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا الشر سے مراد فقر اور فاقہ ہے۔[۳]

۲۱۔ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا۔

اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو وہ بخیل بن بیٹھتا ہے۔

فرمایا خیر سے مراد دولت مندی اور وسعت وکشادگی ہے۔[۴]

۲۲۔ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ۔ سوائے اُن نماز گزاروں کے۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ انھیں مستثنیٰ قرار دے کر ان کے بہترین اعمال کی توصیف کی ہے۔[۵]

۲۳۔ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ۔

جو ہمیشہ پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

فرمایا کہ جب وہ نوافل نمازوں میں سے اپنے لیے کسی نماز کو لازم قرار دیتے ہیں تو پھر اسے پابندی سے ادا کرتے ہیں۔[۶]

کتاب خصال میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے یعنی ایسے لوگ ہیں کہ نمازیں رات کو چھوٹ جاتی ہیں وہ انھیں دن میں اور جو دن میں چھوٹ جاتی ہیں وہ انھیں رات میں ادا کرتے ہیں۔[۷]

---

(۱)، (۲) و (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶ (۴) و (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶

(۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶ (۷) الخصال ص ۶۸۲

presented by Ziaraat.com

۲۴-وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ-

وہ لوگ جن کے اموال میں ایک مقررہ حق ہے۔

۲۵-لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ- سائل اور محروم کا۔

کتاب کافی میں امام سجاد علیہ السلام سے مروی ہے کہ الحقّ المعلوم! حقِّ معلوم وہ شے جو اس کے مال سے نکالی جائے جو نہ زکوٰۃ ہو جو اس پر فرض تھی اور نہ ہی صدقہ جو اس پر فرض قرار دیا گیا تھا۔

اور یہ وہ شے ہے جو اس کے مال سے نکالی جائے چاہے وہ کم ہو یا زیادہ ہو جسے شے کا مالک اسی اعتبار سے نکالے تا کہ اس کے ذریعے صلۂ رحمی کی جائے، ضعیفوں (کمزوروں) کو طاقت ور بنایا جائے اور بے سہارا کو سہارا دیا جائے اور جو اللہ کی خاطر اس کے ساتھ رشتہ اخوت میں منسلک ہے اس کے ذریعے اس سے قریبی تعلق ہو یا کوئی آفت جو اس تک پہنچے اسے دور کیا جائے۔(۱)

اور اسی مفہوم سے متعلق دیگر روایات بھی ہیں۔(۲)

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ المحروم سے مراد ہے وہ بدنصیب جو خرید و فروخت میں اپنے ہاتھ کی محنت سے محروم ہے۔(۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ ''محروم'' وہ ہے جس کی عقل میں کوئی حرج نہیں البتہ اس کے رزق میں وسعت نہیں ہے اور وہ بدنصیب ہے۔(۴)

۲۶-وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ- اور جو لوگ روز جزا کی تصدیق کرتے ہیں۔

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا یعنی خروج قائم کی تصدیق کرتے ہیں۔(۵)

۲۷-وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ-

اور جو لوگ اپنے رب کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں۔

جو خود اپنے بارے میں ڈرتے ہیں۔

۲۸-اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ-

یقیناً اُن کے رب کا عذاب ایسا نہیں ہے جس سے کوئی بے خوف ہو۔

یہ جملۂ معترضہ ہے جو دلالت کرتا ہے کہ کسی شخص کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے بے خوف رہے خواہ وہ کتنا ہی اطاعت گزار کیوں نہ ہو۔

---

(۱) الکافی ج ۳ ص ۵۰۰ ح ۱۱ (۲) الکافی ج ۳ ص ۴۹۸-۴۹۹ ح ۸-۹

(۳) الکافی ج ۳ ص ۵۰۰ ح ۱۲ (۴) الکافی ج ۳ ص ۵۰۰ ح ۱۲

(۵) الکافی ج ۸ ص ۶۸۷ ح ۴۳۲

presented by Ziaraat.com

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ
الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ
قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ
مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ
الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾
كَلَّا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ اِنَّا
لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾
فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ
يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً
اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

۲۹-اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ۳۰-بجز اپنی بیویوں اور اپنی مملوکہ عورتوں کے تو ان کی ہرگز ملامت نہیں کی جائے گی۔ ۳۱-البتہ جو اس کے علاوہ کے خواہش مند ہوں وہ یقیناً حد سے گزر گئے ہیں۔ ۳۲-اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ ۳۳-اور جو لوگ اپنی گواہیوں کو برقرار رکھتے ہیں۔ ۳۴-اور جو لوگ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔ ۳۵-تو ایسے ہی لوگ جنتوں میں مکرم ہوں گے۔ ۳۶-اے نبی ان کافروں کو کیا ہو گیا جو آپ کی جانب دوڑے چلے آرہے ہیں۔ ۳۷-دائیں جانب اور بائیں طرف سے گروہ در گروہ۔ ۳۸-کیا ان میں سے ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ اسے نعمتوں سے بھری ہوئی جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ ۳۹-ایسا ہرگز نہیں ہم نے انھیں جس چیز سے پیدا کیا ہے اسے یہ خود جانتے ہیں۔ ۴۰-پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں مشارق اور مغارب کے رب کی ہم اس پر قادر ہیں۔ ۴۱-کہ ہم ان کی جگہ اُن سے بہتر لوگ لے آئیں اور کوئی ہم سے بازی لے جانے والا نہیں ہے۔ ۴۲-لہٰذا آپ انھیں ان کے کھیل کود میں پڑا رہنے دیں یہاں

presented by Ziaraat.com

تک کہ اس دن کو پہنچ جائیں ان سے جس کا وعدہ کیا جا چکا ہے۔ ۴۳-جس روز یہ اپنی قبروں سے نکل کر تیزی سے دوڑے چلے جا رہے ہوں گے گویا کہ اپنے بتوں کے آستانوں کی طرف بڑھ رہے ہوں۔ ۴۴-ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی، ذلّت ورسوائی ان پر چھا رہی ہوگی یہی وہ دن ہے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا۔

۲۹- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ-

اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

۳۰- اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ-

بجز اپنی بیویوں اور مملوکہ عورتوں کے تو اُن کی ہرگز ملامت نہیں کی جائے گی۔

۳۱- فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ-

البتہ جو اس کے علاوہ کے خواہش مند ہوں وہ یقیناً حد سے گزر گئے ہیں۔

ان آیات کی تفسیر سورۂ مومنون کی آیت ۲ سے ۴ تک گزر چکی ہے۔

۳۲- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ-

اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا خیال رکھتے ہیں۔

رٰعُوْنَ کے معنیٰ ہیں حافِظون۔حفاظت اور رعایت کرتے ہیں۔

۳۳- وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ-

اور جو لوگ اپنی گواہیوں کو برقرار رکھتے ہیں۔

اسے چھپاتے نہیں اور اس کا انکار نہیں کرتے۔

۳۴- وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ-

اور جو لوگ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔

یعنی اس کے تمام شرائط اور آداب کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

کتاب کافی اور مجمع البیان میں امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے فرمایا اس سے مراد فرض نمازیں ہیں اور الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ (المعارج ۲۳) سے نوافل مراد ہیں۔[۱]

امام کاظم علیہ السّلام سے مروی ہے کہ یہ ہمارے شیعوں میں وہ لوگ ہیں جو پچاس نمازیں پڑھتے ہیں۔[۲]

---

(۱) الکافی ج ۳ ص ۲۶۹۔۲۷۰ ح ۱۲ و مجمع البیان ح ۹۔۱۰ ص ۳۵۶

(۲) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۳۵۷

presented by Ziaraat.com

۳۵- اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ-

تو ایسے ہی لوگ جنتوں میں مکرم ہوں گے۔

۳۶- فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ-

اے نبی ان کافروں کو کیا ہوگیا آپ کی جانب دوڑے چلے آرہے ہیں۔

۳۷- عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ-

دائیں جانب اور بائیں طرف سے گروہ در گروہ۔

عِزِيْنَ کہا گیا ہے مختلف گروہوں کی صورت میں یہ عِزَۃ کی جمع ہے۔(۱)

تفسیر قمی میں ہے کہ ''قعوذ'' سواریوں پر۔(۲)

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے منافقین کا ذکر فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل ان کی تالیف قلب کرتے رہے انھیں مقرب بنائے رکھا اور اپنے دائیں اور بائیں جانب انھیں بٹھائے رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں دور کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی فرمایا:

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا (مزمل: ۱۰) (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں خوش اسلوبی کے ساتھ چھوڑ دیجیے)

اور اللہ کے قول: فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ-(۳)

۳۸- اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ-

کیا ان میں سے ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ اسے نعمتوں سے بھری ہوئی جنتوں میں داخل کر دیا جائے گا بغیر ایمان کے کہا گیا ہے کہ یہ ان کے قول کا انکار ہے ''لَو صحّ ما يَقُوله لَنكوْنَ فيها اَفضَلَ حظاً مِنْهُمْ كما فی الدّنيا'' وہ جو بات کہہ رہے ہیں اگر وہ صحیح ہے تو ہم آخرت میں ان سے بڑھ کر اور بہتر حصّے کے مالک ہوں گے جس طرح ہم دنیا میں ہیں۔(۴)

۳۹- كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ-

ایسا ہرگز نہیں ہم نے انھیں جس چیز سے پیدا کیا ہے اسے یہ خود جانتے ہیں۔

كَلَّا حرفِ رَدْع ہے یعنی اس طمع سے انھیں دور کرنا اور ہٹانا ہے۔

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ تفسیر قمی میں ہے فرمایا: من نُطفَةٍ ثم عَلَقه کہ نطفہ سے پھر عَلَقہ سے۔(۵)

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ جس مخلوق کو گندے نطفے سے خلق کیا گیا ہے وہ عالمِ قدس میں جانے کا اہل

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۵ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶

(۳) الاحتجاج ج ۱ ص ۳۷۷ (۴) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۵

(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۶

presented by Ziaraat.com

نہیں ہوسکتا جب تک وہ ایمان اور اطاعت سے خود کو مکمل نہ کر لے اور خود کو فرشتوں جیسی صفات وعادات سے آراستہ نہ کر لے۔

۴۰-فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ-

پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں مشارق اور مغارب کے رب کی۔

''لا'' زائدہ ہے تاکید میں اضافے کے لیے لایا گیا اور یہ عرب کی گفتگو میں عام ہے تفسیر قمی میں ہے یعنی میں قسم کھاتا ہوں۔(۱)

بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ فرمایا کہ موسم سرما کے مشرق اور موسم گرما کے مشرق اور موسم سرما کے مغرب اور موسم گرما کے مغرب۔(۲)

کتاب کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے فرمایا کہ سورج کے لیے ۳۶۰ مشرق ہیں اور ۳۶۰ مغرب ہیں لہٰذا سورج جس دن میں چمکتا ہے آنے والے دن میں وہاں واپس نہیں آتا اور جس دن میں وہ غروب ہوتا ہے آنے والے دن میں وہاں واپس نہیں آتا۔(۳)

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ سورج کے لیے ۳۶۰ بُرج ہوتے ہیں وہ ہر روز ایک بُرج سے طلوع ہوتا ہے اور دوسرے بُرج میں غائب ہو جاتا ہے لہٰذا آنے والے دن اس طرف واپس نہیں آتا بلکہ اس برج کے سامنے آتا ہے اُس دن اس کے مقابل ہوتا ہے۔(۴)

اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ-

بے شک ہم اس پر قادر ہیں۔

۴۱-عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ-

کہ ہم ان کی جگہ اُن سے بہتر لوگ لے آئیں اور کوئی ہم سے بازی لے جانے والا نہیں ہے۔

کہ ہم انھیں ہلاک کر دیں اور انھی جیسی ایک مخلوق لے آئیں جو ان سے بہتر ہو۔

اگر ہم ایسا ارادہ کر لیں تو کوئی ہم سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ہمیں شکست نہیں دے سکتا۔

۴۲-فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ-

لہٰذا آپ انھیں کھیل کود میں پڑا رہنے دیں یہاں تک کہ اس دن کو پہنچ جائیں ان سے جس کا وعدہ کیا جا چکا ہے۔

۴۳-يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا-

جس روز یہ اپنی قبروں سے نکل کر تیزی سے دوڑے چلے جا رہے ہوں گے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۳ ص ۳۸۶ (۲) تفسیر قمی ج ۳ ص ۳۸۶

(۳) معانی الاخبار ص ۲۲۱ ح ۱ (۴) الاحتجاج ج ۱ ص ۳۸۶

presented by Ziaraat.com

كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ-

گویا کہ اپنے بتوں کے آستانوں کی طرف بڑھ رہے ہوں۔

نُصُب جسے عبادت کے لیے نصب کیا گیا ہے یا پرچم کی جانب بڑھ رہے ہیں۔

تفسیر قمی میں فرمایا دعوت دینے والے کی جانب تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔[۱]

۴۴- خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ-

ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی ذلّت ورسوائی اُن پر چھارہی ہوگی۔

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ-

یہی وہ دن ہے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا۔ دنیا میں۔

کتاب ثواب الاعمال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ تم لوگ سورۂ ''سال سائل'' زیادہ پڑھا کرو اس لیے کہ جو اس سورے کی اکثر قرأت کرے گا تو خداوند عالم روز قیامت اس گناہ کے بارے میں سوال نہیں کرے گا اس نے جس کا ارتکاب کیا تھا اور اللہ اس شخص کو جنّت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ٹھہرائے گا۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے ایسی ہی روایت ہے۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۷ (۲) الاعمال ص ۱۱۹-۱۲۰ ح ۱

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۵۰

presented by Ziaraat.com

سورۂ نوح

سورۂ نوح مکّی سورہ ہے اس میں آیتوں کی تعداد ۲۸ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖۤ اَنۡ اَنۡذِرۡ قَوۡمَکَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲﴾ۙ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اتَّقُوۡہُ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۳﴾ۙ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَ یُؤَخِّرۡکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّ نَہَارًا ﴿۵﴾ۙ فَلَمۡ یَزِدۡہُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾ وَ اِنِّیۡ کُلَّمَا دَعَوۡتُہُمۡ لِتَغۡفِرَ لَہُمۡ جَعَلُوۡۤا اَصَابِعَہُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِہِمۡ وَ اسۡتَغۡشَوۡا ثِیَابَہُمۡ وَ اَصَرُّوۡا وَ اسۡتَکۡبَرُوا اسۡتِکۡبَارًا ﴿۷﴾ۚ ثُمَّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُہُمۡ جِہَارًا ﴿۸﴾ۙ ثُمَّ اِنِّیۡۤ اَعۡلَنۡتُ لَہُمۡ وَ اَسۡرَرۡتُ لَہُمۡ اِسۡرَارًا ﴿۹﴾ۙ فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ۙ یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا ﴿۱۱﴾

وقف لازم

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-یقیناً ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا کہ اے نوح تم اپنی قوم کو ڈراؤ قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آجائے۔ ۲-نوح نے کہا اے میری قوم کے لوگو! میں تمھارے لیے واضح ڈرانے والا ہوں۔ ۳-تم پر لازم ہے کہ اللہ کی عبادت کرو، اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ ۴-وہ تمھارے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا اور تمھیں ایک مقرّرہ مدت تک باقی رکھے گا اس میں کوئی شک نہیں کہ جب اللہ کا مقررہ وقت آجائے تو اسے ٹالا نہیں جا سکتا کاش تم یہ بات جان لیتے۔ ۵-نوح نے کہا اے میرے رب میں اپنی قوم کو رات دن پکارتا رہا۔ ۶-میرے بلانے پر ان کے فرار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

۷-اور میں نے جب بھی انھیں پکارا تاکہ تو انھیں معاف کر دے تو انھوں نے کانوں میں اپنی انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانپ لیا، اپنی روش پر اڑ گئے اور سخت تکبر میں مبتلا ہو گئے۔ ۸-پھر میں

presented by Ziaraat.com

نے انھیں علانیہ طور سے دعوت دی۔ ۹-پھر میں نے علانیہ تبلیغ کی اور چپکے چپکے انھیں سمجھایا۔ ۱۰-میں نے ان سے کہا تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔ ۱۱-وہ آسمان کو بھرپور بارش کے ساتھ تمھاری طرف بھیج دے گا۔

۱-اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ-

یقیناً ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اے نوح تم اپنی قوم کو ڈراؤ۔

مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ-

قبل اس کے کہ اُن پر دردناک عذاب آجائے۔

۲-قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ-

نوح نے کہا اے میری قوم کے لوگو! میں تمھارے لیے واضح ڈرانے والا ہوں۔

۳-اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِیْعُوْنِ-

تم پر لازم ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اسی سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

۴-یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ-

وہ تمھارے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا۔

کہا گیا ہے کہ تمھارے کچھ گناہوں کی جو پہلے گزر چکے اس لیے کہ اسلام اسے ختم کر دیتا ہے۔[1]

وَیُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی-

اور تمھیں ایک مقررہ مدت تک باقی رکھے گا۔

یہ وہ انتہا ہے جو اس نے تمھارے لیے مقرر کردی ہے بشرطِ ایمان واطاعت۔

اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ-

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب اللہ کا مقرر کردہ وقت آجاتا ہے تو اسے ٹالا نہیں جا سکتا کاش تم یہ بات جان لیتے۔

اَجَلَ اللّٰهِ سے مراد ہے وہ مدت جو اللہ نے مقرر فرمادی ہے۔

لہٰذا تم پر لازم ہے مہلت اور تاخیر کے اوقات میں اللہ کی طرف سبقت کرو اگر تمھیں اس کی درستی کا علم ہے اور تم اس پر ایمان رکھتے ہو اور اس میں رہنمائی ہے کہ باوجودے یہ کہ وہ زندگی کی محبت میں اس قدر منہمک ہو گئے ہیں پھر بھی گویا وہ موت کے بارے میں شک کر رہے ہیں۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۶

presented by Ziaraat.com

۵-قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا-

نوح نے کہا اے میرے رب! میں اپنی قوم کو رات دن پکارتا رہا۔

یعنی مسلسل پکارتا رہا ہوں۔

۶-فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا- میرے بلانے پر اُن کے فرار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

یعنی وہ ایمان اور اطاعت سے راہِ فرار اختیار کرنے لگے۔

۷-وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ-

اور میں نے جب بھی انھیں پکارا تا کہ تو انھیں معاف فرما دے۔ یعنی انھیں ایمان کی دعوت دی تا کہ تو اس کی وجہ سے انھیں معاف فرما دے۔

جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا-

تو انھوں نے کانوں میں اپنی انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانپ لیا اور اپنی رَوش پر اڑ گئے اور سخت تکبّر میں مبتلا ہو گئے۔

یعنی انھوں نے اپنے کان بند کر لیے تا کہ دعوت حق کی آواز ان کے کانوں تک نہ پہنچے۔

وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ- تفسیر قمّی میں ہے فرمایا: اِستَتَرُوْا بِهَا انھوں نے کپڑوں سے اپنے منہ چھپا لیے۔[1]

۸-ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا- پھر میں نے انھیں علانیہ طور سے دعوت دی۔

۹-ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا-

پھر میں نے علانیہ تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی انھیں سمجھایا۔

یعنی یکے بعد دیگرے میں انھیں دعوت دیتا رہا پہلی مرتبہ کے بعد دوسری بار پوشیدہ طریقے سے بھی اور علانیہ طور سے بھی اور مجھ سے جس طرح ممکن ہوسکا میں انھیں دعوت دیتا رہا۔ لفظ ''ثُمّ'' مختلف اسباب کو واضح کرنے اور ان امور کے ایک دوسرے کے بعد ہونے کی وجہ سے لایا گیا۔

۱۰-فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا-

میں نے اُن سے کہا تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔

گناہوں سے توبہ کر کے مغفرت طلب کرو۔ وہ توبہ کرنے والوں کو بخش دیتا ہے۔

۱۱-یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا- وہ آسمان کو بھرپور بارش کے ساتھ تمھاری طرف بھیج دے گا۔

مِّدْرَارًا- کثیر الدّر۔ زیادہ موتیوں والا۔ موسلا دھار۔

---

(۱) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۳۸۷

presented by Ziaraat.com

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا
لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ
خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ
الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا
وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا
مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ
يَزِدْهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾

ع ۱ ۲۰

۱۲-اور وہ اموال اور اولاد سے تمھیں نوازے گا۔ ۱۳-اور وہ تمھارے لیے باغات بنادے گا اور ان میں نہریں جاری کردے گا۔ ۱۴-تمھیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت کے قائل نہیں۔ ۱۵-کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے سات آسمانوں کو تہہ بہ تہہ کس طرح بنایا ہے۔ ۱۶-اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ قرار دیا ہے۔ ۱۷-اور اللہ نے تمھیں زمین سے کیا خوب اگایا ہے۔ ۱۸-وہ پھر تمھیں اس میں لوٹائے گا اور پھر تمھیں اسی زمین سے نکال کر لائے گا۔ ۱۹-اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو فرش کی طرح بچھادیا۔ ۲۰-تاکہ تم اس کے بڑے بڑے کشادہ راستوں پر چلو۔ ۲۱-نوح نے کہا پروردگارا ان لوگوں نے میری نافرمانی کی ہے اور اُن کی پیروی کی ہے جو مال اور اولاد پاکر زیادہ خسارے میں چلے گئے۔

۱۲-وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ-

اور وہ اموال واولاد سے تمھیں نوازے گا۔

وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا-

اور وہ تمھارے لیے باغات بنادے گا اور اُن میں نہریں جاری کردے گا۔

جنات کے معنیٰ ہیں باغات

کہا گیا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی دعوت طول پکڑ گئی اور ان لوگوں کا اِصرار گمراہی میں بڑھتا چلا گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے چالیس سال تک برسات کو روک دیا اور ان کی عورتوں کے ارحام کو بانجھ بنا دیا پھر اس کا وعدہ فرمایا۔[۱]

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۷

presented by Ziaraat.com

اور اُن کا واقعہ سورۂ ہُود کی آیت ۴۹ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۱۳-مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا-

تمھیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت کے قائل نہیں۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے فرمایا تم اللہ کی عظمت سے خائف نہیں ہو۔(۱)

۱۴-وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا-

جب کہ اس نے تمھیں طرح طرح کی شکلوں سے گزار کر پیدا کیا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ خواہشات، ارادوں اور مَشِیَّتوں کے اختلاف پر پیدا کیا۔(۲)

اور کہا گیا ہے کہ کئی مرتبہ پیدا کیا مٹی، نطفہ، علقہ، مُضغہ (لوتھڑا) عظام (ہڈّی) لُحُوم (گوشت) پھر اسے دوسری مخلوق بنا دیا۔ یہ اس کی عظیم قدرت اور کمالِ حکمت کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔(۳)

۱۵-اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا-

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے سات آسمانوں کو تہہ بہ تہہ کس طرح بنایا ہے۔

طِبَاقًا جو ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔

۱۶-وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا-

اور اُن میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ قرار دیا ہے۔

سورج کو سراج (چراغ) سے تمثیل دی ہے اس لیے کہ سورج رات کے اندھیرے کو زمین کے اوپر سے زائل کر دیتا ہے جس طرح چراغ اپنے ماحول کو روشن کر دیتا ہے۔

۱۷-وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا-

اور اللہ نے تمھیں زمین سے کیا خوب اگایا ہے۔

یعنی مٹی سے تمھیں خلق فرمایا ہے۔

۱۸-ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا-

وہ پھر تمھیں اس میں لوٹائے گا اور پھر تمھیں اسی زمین سے نکال کر کھڑا کر دے گا۔

۱۹-وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا-

اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو فرش کی طرح بچھا دیا جس کے اوپر تم آتے جاتے ہو۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۷

(۲) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۷

(۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲

presented by Ziaraat.com

۲۰-لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا-

تا کہ تم اس کے بڑے بڑے کشادہ راستوں پر چلو۔

فِجَاجًا- وسیع اور کشادہ یہ لفظ ''فَجّ'' کی جمع ہے سُلُوک (چلنا) اس میں ''اتّحاد'' یعنی بنانے کے معنیٰ شامل ہیں۔

۲۱-قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ-

نوح نے کہا پروردگارا! میں نے انھیں جو کچھ حکم دیا انھوں نے میری نافرمانی کی۔

وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا-

اور اُن کی پیروی کی ہے جو مال واولاد کو پا کر زیادہ خسارے میں چلے گئے۔

انھوں نے اپنے اُن اُمرا اور سرداروں کی پیروی کی جو اپنے مال پر اکڑ رہے تھے اور اولاد کے سبب غفلت میں پڑے ہوئے تھے یہی ان کے لیے آخرت میں زیادہ خسارے کا سبب بن گیا اور اسی میں ہے کہ انھوں نے اپنے سرداروں کی پیروی اس وجاہت کی وجہ سے کی تھی جو انھیں اموال اور اولاد سے حاصل تھی جو انھیں خسارے تک لے گئی۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ انھوں نے ثروت مندوں کی پیروی کی۔[۱]

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۷

presented by Ziaraat.com

وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا
سُوَاعًا ۙ وَّ لَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَ قَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَ لَا تَزِدِ
الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا
لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ
الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا
فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا
وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

ع ۱۰ ۲ النصف

۲۲-ان لوگوں نے بڑے بھاری مکر کا جال پھیلا دیا ہے۔ ۲۳-اور انھوں نے کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ ہی وَدّ، سُواع، یَغُوث، یَعُوق اور نَسر کو چھوڑو۔ ۲۴-انھوں نے بہت سے لوگوں کو گم راہ کیا اور (بارالہا) تو ان ظالموں کے لیے سوائے گم راہی کے کسی اور چیز میں اضافہ نہ فرمانا۔ ۲۵-اپنی خطاؤں کی وجہ سے وہ غرق کر دیے گئے اور واصلِ جہنّم ہو گئے لہٰذا انھوں نے اللہ کے سوا کسی کو مددگار نہ پایا۔ ۲۶-اور نوح نے کہا اے میرے رب تو زمین پر بسنے والے کافروں میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا۔ ۲۷-اگر تو انھیں چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گم راہ کریں گے اور سوائے فاجروں اور کافروں کے کسی اور کو جنم نہ دیں گے۔ ۲۸-پروردگارا میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی اور جو بھی میرے گھر میں مومن بن کر داخل ہو جائے اور تمام مومنین اور مومنات کی مغفرت فرما دے۔

۲۲-وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا- اور ان لوگوں نے بڑے بھاری مکر کا جال پھیلا دیا ہے۔

كُبَّارًا جو بے انتہا بڑا ہو۔

۲۳-وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ-

اور انھوں نے کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو۔

یعنی اُن کی عبادت کو نہ چھوڑو۔

وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ وَّ لَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا-

اور تم نہ ہی وَدّ، سُواع یَغُوث، یَعُوق اور نسر کو چھوڑو۔

presented by Ziaraat.com

خصوصیت کے ساتھ ان بتوں کو نہ چھوڑو۔

کہا گیا ہے کہ یہ صالح لوگوں کے نام ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیانی عرصے میں تھے جب اُن کا انتقال ہو گیا تو برکت حاصل کرنے کے لیے ان کی تصویریں بنالیں اور جب اسے کافی عرصہ گزر گیا تو پھر ان کی پوجا شروع کر دی اور یہ بت عرب میں منتقل کر دیے گئے۔(۱)

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے مومنین کی ایک جماعت تھی جب وہ مر گئے تو لوگوں کو اُن کے مرنے کا بہت غم ہوا ابلیس آیا اور ان کی تصویریں بنا دیں تا کہ لوگ اس سے مانوس ہو جائیں لوگ ان سے مانوس ہو گئے جب سردیوں کا موسم آیا تو انھوں نے ان مجسّموں کو گھر کے اندر رکھ دیا اور اس کو ایک صدی گزر گئی جب دوسری نسل آئی تو ابلیس نے اُن سے آکر کہا یہ تمھارے معبود ہیں تمھارے باپ دادا انھی کی پرستش کیا کرتے تھے ان لوگوں نے بھی ان ''اَصْنام'' کو پوجنا شروع کر دیا اور ان میں بہت زیادہ لوگ گم راہ ہو گئے نوح علیہ السلام نے اُن کے لیے بددعا کی اور اللہ نے انھیں ہلاک کر ڈالا۔(۲)

کتاب علل الشرائع میں امام صادق علیہ السلام سے ایسی ہی روایت ملتی ہے۔(۳)

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ ''وَدّ قبیلۂ'' کلب کا بت تھا اور ''سُواع ھُذیل'' کا اور ''یغوث'' مراد کا اور ''یعوق ھَمَدان'' کا اور ''نسر حصین'' کا۔(۴)

اور ایک قرأت کے مطابق اسے ''وُدّ'' بھی پڑھا گیا ہے۔

۲۴-وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا-

اور انھوں نے بہت سے لوگوں کو گم راہ کیا ''انھوں'' سے مراد رُؤسا یا بُت ہیں۔

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا-

اور اے میرے رب تو ان ظالموں کے لیے سوائے گم راہی کے کسی اور چیز میں اضافہ نہ فرمانا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا ہلاکت اور بربادی۔(۵)

۲۵-مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا-

اپنی خطاؤں کی وجہ سے وہ طوفان کے ذریعے غرق کر دیے گئے۔

فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا-

اور واصل جہنّم ہو گئے لہٰذا انھوں نے اللہ کے سوا کسی اور کو مددگار نہ پایا اس لیے کہ ان کے معبود ان کی نصرت پر قادر نہ تھے۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۸ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۷
(۳) علل الشرائع ص ۳-۴ ح ۱ باب ۳ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۸
(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۸

presented by Ziaraat.com

۲۶-وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا-

اور نوح نے کہا اے میرے رب تو زمین پر بسنے والے کافروں میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا۔

دَيَّارًا- کسی ایک کو بھی۔

۲۷-اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ- اگر تو انھیں چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گم راہ کریں گے۔

وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا- اور سوائے فاجروں اور کافروں کے کسی اور کو جنم نہ دیں گے۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کے لیے بد دعا کی تو انھیں کیسے پتا چلا کہ وہ سوائے فاجروں اور کافروں کے کسی اور کو جنم نہ دیں گے تو امام علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا جو نوح سے مخاطب ہو کر کہا تھا:

اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ (ہود: ۳۶)

بہ تحقیق آپ کی قوم میں سے جو ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ ہرگز کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا۔(۱)

۲۸-رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا-

پروردگارا! میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی اور جو بھی میرے گھر میں مومن بن کر داخل ہو جائے۔

کتاب کافی میں اور قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس سے مراد ولایت ہے یعنی جو ولایت میں آ گیا وہ انبیاء کے گھر میں داخل ہو گیا۔(۲)

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ- اور تمام مومنین اور مومنات کی مغفرت فرما دے۔

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا-

اور ظالموں کے لیے سوائے ہلاکت کے کسی اور چیز میں اضافہ نہ فرما۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے اس سے مراد خسارہ ہے۔(۳)

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی اللہ پر ایمان لایا ہے اور اس کی کتاب کو پڑھتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ سورۂ ''انا ارسلنا الی نوح'' کو پڑھنا نہ چھوڑے جو بندہ بھی اپنا احتساب کرتے ہوئے صبر کے ساتھ اس سورے کو واجب نمازوں یا نوافل میں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے نیکو کاروں کی رہائش گاہوں میں ٹھہرائے گا اور اس کی جنت کے ساتھ ساتھ مزید تین جنتیں بطورِ کرامت عطا فرمائے گا اور اس کی شادی دو سو حوروں اور چار ہزار ثیّب (اپنے شوہر سے جُدا عورت) عورتوں سے کرا دے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔(۴)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۷ (۲) الکافی ج ۱ ص ۴۲۳ ح ۵۴ و تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۸

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۸ (۴) ثواب الاعمال ص ۱۲۰ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۵۹

presented by Ziaraat.com

سورۂ الجن

سورۂ جن مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس میں ۲۸ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ یَّہۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ؕ وَ لَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّ اَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوۡلُ سَفِیۡہُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ تَقُوۡلَ الۡاِنۡسُ وَ الۡجِنُّ عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّ اَنَّہٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ یَعُوۡذُوۡنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ فَزَادُوۡہُمۡ رَہَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّ اَنَّہُمۡ ظَنُّوۡا کَمَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ یَّبۡعَثَ اللّٰہُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ وَّ اَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰہَا مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِیۡدًا وَّ شُہُبًا ۙ﴿۸﴾ وَّ اَنَّا کُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡہَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ ؕ فَمَنۡ یَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ یَجِدۡ لَہٗ شِہَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-فرما دیجیے مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن کو غور سے سنا تو کہا کہ ہم نے تو عجیب طرح کا کلام سنا ہے۔ ۲-جو بھلائی کی راہ دکھاتا ہے، ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دیں گے۔ ۳-اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بلند وبالا ہے نہ اس نے کسی کو بیوی بنایا ہے اور نہ بیٹا۔ ۴-اور ہم میں سے جو بیوقوف ہیں وہ اللہ کے بارے میں حد سے زیادہ لغو باتیں کیا کرتے ہیں۔ ۵-اور یہ کہ ہم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کے بارے میں جھوٹ بات نہیں کہہ سکتے۔ ۶-اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات کے بعض لوگوں کی پناہ طلب کیا کرتے تھے اس طرح انھوں نے جنوں کی سرکشی کو بڑھا دیا تھا۔ ۷-اور یہ کہ انسانوں نے بھی تم جنوں کی طرح یہ سمجھ رکھا تھا کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر ہرگز نہیں بھیجے گا۔ ۸-اور یہ کہ ہم نے آسمانوں کو ٹٹولا تو اسے سخت پہرے داروں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ ۹-ہم پہلے بعض مقامات پر بیٹھ کر آسمانوں

presented by Ziaraat.com

کی سن گن لے لیا کرتے تھے مگر اب اگر کوئی سننا چاہتا ہے تو وہ شہاب ثاقب کو گھات میں پاتا ہے۔

۱-قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ-

فرما دیجیے مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن کو غور سے سنا۔

فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا-

تو کہا ہم نے عجیب طرح کا کلام سنا ہے۔

قُرْاٰنًا عَجَبًا کے معنیٰ ہیں ایسی عمدہ کتاب جو اپنے بہترین نظم اور مفہوم کی باریک بینی کے اعتبار سے انسانوں کے کلام سے جداگانہ حیثیت رکھتی ہے۔

۲-یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ-

جو بھلائی کی راہ دکھاتا ہے۔

یعنی حق اور درست راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا-

ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دیں گے۔

جنوں کا واقعہ اس سے پہلے سورۂ احقاف کی آیت ۲۹-۳۲ تک کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

۳-وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا-

اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بلند و بالا ہے۔

جَدُّ سے مراد عظمت ہے یہ لفظ مستعار ہے جَد سے جس کا مفہوم نصیب ہے۔(۱)

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ یہ وہ جملہ ہے جسے جنات نے جہالت میں کہا تھا اور اللہ ان سے راضی نہ تھا اور ''جَدُّ رَبِّنَا'' کا مفہوم ہے ''بَخْتُ رَبِّنَا'' ہمارے رب کا بخت (نصیب)(۲)

کتاب تہذیب، خصال اور مجمع البیان میں امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے یہ وہ چیز ہے جسے جنات بطورِ جہالت کہہ رہے تھے اللہ نے ان کا قول نقل کیا ہے۔(۳)

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا-

نہ اُس نے کسی کو بیوی بنایا ہے اور نہ بیٹا۔

۴-وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا-

اور ہم میں سے جو بیوقوف ہیں وہ اللہ کے بارے میں حد سے زیادہ لغو باتیں کیا کرتے ہیں۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۰۹ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۸

(۳) تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۳۱۶ ح ۱۲۹۰/۱۴۶ باب ۵ والخصال ص ۵۰ ح ۵۹ باب ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۶۸

presented by Ziaraat.com

ایسی بات جو حق سے بعید ہوتی ہے اور حد سے تجاوز کرتی ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ ''شططاً'' کا مفہوم ہے ''ظُلماً'' یعنی بطورِ ظلم یہ کہتے ہیں۔[۱]

۵- وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا-

اور یہ کہ ہم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کے بارے میں جھوٹ بات نہیں کہہ سکتے۔

یہ ان کے بیوقوف اور سفیہ پیروکاروں کی جانب سے معذرت ہے۔

۶- وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ-

اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات کے بعض لوگوں کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک شخص اس کاہن کی طرف جاتا تھا شیطان جس کے دل میں چپکے سے کوئی بات ڈال دیتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ تم اپنے شیطان سے یہ کہ دو کہ فلاں شخص نے تمھاری پناہ لے رکھی ہے۔[۲]

فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا-

اسطرح انھوں نے جنوں کی سرکشی کو بڑھا دیا تھا۔

ان کے پناہ طلب کرنے کی وجہ سے جنوں کے تکبر وغرور اور سرکشی میں اضافہ ہوگیا تھا۔

تفسیر قمیؒ میں ''رھقاً'' کا مفہوم ہے ''خُسراناً'' ان کے نقصان میں اضافہ ہوا تھا فرمایا کہ جنات انسانوں کی قوم پر نازل ہوتے اور انھیں وہ باتیں بتاتے جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے آسمان سے سن رکھی تھیں اور جنات انھیں جو کچھ بتاتے تھے انسان انھیں سُن کر کہانت (غیب دانی کا دعویٰ) کیا کرتے تھے۔[۳]

۷- وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا-

اور یہ کہ ان انسانوں نے بھی تم جنوں کی طرح یہ سمجھ رکھا تھا کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر ہرگز نہیں بھیجے گا۔

اَنَّهُمْ یعنی انسانوں نے ''کما ظننتم'' اے جنو جیسا تم نے سمجھ رکھا ہے۔

یہ دونوں آیتیں یا تو جنات کی گفتگو ہے جو وہ آپس میں کر رہے تھے یا نیا جملہ ہے اور اللہ کا کلام ہے۔

۸- وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا-

اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اسے سخت پہرے داروں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔

لَمَسْنَا کا مفہوم ہے ''التمسناھا'' ہم نے اسے ٹٹولا یعنی ہم نے وہاں پہنچنا چاہا وہاں کی خبریں معلوم کرنی چاہیں تو ہم نے دیکھا کہ وہاں سخت پہرا لگا ہوا ہے اس سے مراد وہ طاقت ور فرشتے ہیں جو وہاں تک پہنچنے سے

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۸ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۹ (۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۹

presented by Ziaraat.com

روک دیتے ہیں اور شہب شہاب کی جمع ہے یعنی شہاب ثاقب جو روشن ہوتے ہیں اور آگ سے جنم لیتے ہیں۔

۹- وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ-

اور ہم پہلے بعض مقامات پر بیٹھ کر آسمان کی سن گن لیا کرتے تھے۔

ایسی جگہیں جو پہرے داروں اور شہابوں سے خالی تھیں اور گھات لگانے کے لیے درست اور سننے کے لیے مناسب تھیں۔

فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا-

مگر اب اگر کوئی سننا چاہتا ہے تو وہ شہاب ثاقب کو گھات میں پاتا ہے۔

رَّصَدًا- یعنی ''شھابا راصدًا'' ایسا شہاب جو گھات میں ہے اور اسی وجہ سے اُسے اِستماع (سننے سے) سے شہاب ثاقب سے مار کر روک دیا جاتا ہے اور اس کا بیان سورۃ حجر آیت ۱۸ اور سورۃ صافات آیت ۱۰ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

کتاب احتجاج میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ایک حدیث کے ذیل میں جس میں آپ نے کاہن کی خبروں کا سبب بیان کیا اور فرمایا جہاں تک آسمانی خبروں کا تعلق ہے تو یہ شیاطین (جنات) اس وقت سن گن لینے کے لیے ایسی جگہ بیٹھا کرتے تھے جہاں سے کچھ سن سکیں اس وقت اُن سے ان مقامات کو پوشیدہ نہیں رکھا گیا تھا اور انھیں ستاروں کے ذریعے رَجم (شہاب پھینک کر مارنا) نہیں کیا جاتا تھا اور انھیں سن گن لینے سے اس لیے روکا گیا تا کہ زمین میں وحی کی مشکلات پیدا نہ ہوں آسمان کی خبروں کے بارے میں اور زمین والوں پر اثبات حُجت اور شبہے کو دور کرنے کے لیے اللہ کی جانب سے جو باتیں ان تک پہنچیں ان میں التباس (معاملے کا مُشتبہ ہونا) نہ ہونے پائے اور شیطان (جن) اچک لیتے ایک کلمہ آسمان کی خبروں کا جو اللہ کی جانب سے مخلوق کو بتلایا جاتا تھا پھر وہ اسے لے کر زمین پر آتے تھے اور اسے کاہن کے سُپرد کر دیتے تھے اور جب کاہن اس میں اپنی باتوں کا اضافہ کرتا تھا تو اس طرح حق باطل سے مختلط ہو جاتا تھا لہٰذا کاہن اگر کوئی صحیح بات بتلاتا ہے تو وہی ہے جسے شیطان (جن) نے سُن کر اُسے بتایا تھا اور جب وہ غلطی کرتا ہے تو وہ باطل ہے جسے اس نے خود بڑھا دیا ہے تو جب سے شیاطین (جنات) کو سُن گن لینے سے روک دیا گیا ہے تو کہانت (غیب کی باتیں بتلانا) منقطع ہوگئی ہے۔[1]

---

(۱) الاحتجاج ج ۲ ص ۸۱

presented by Ziaraat.com

وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤی اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَ مَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَ لَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾

ع ۱۹/۱۱

۱۰-اور ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ اس سے زمین والوں کی بُرائی مقصود ہے یا ان کا رب انھیں راہ راست دکھانا چاہتا ہے۔ ۱۱-اور یہ کہ ہم میں سے کچھ لوگ صالح ہیں اور کچھ اس سے فروتر ہیں اور ہم مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ۱۲-اور یہ کہ ہم سمجھتے تھے کہ ہم نہ تو زمین میں اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں اور نہ ہی بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں۔ ۱۳-اور ہم نے جب ہدایت کی بات سنی تو ہم اس پر ایمان لے آئے لہٰذا جو اپنے رب پر ایمان لائے گا تو اسے نہ نقصان کا خوف ہوگا اور نہ ہی ظلم کا۔ ۱۴-اور یہ کہ ہم میں سے کچھ اطاعت گزار ہیں اور کچھ حق سے برگشتہ پس جنھوں نے اسلام کا راستا اختیار کیا تو انھوں نے نجات کی راہ پالی۔ ۱۵-اور جو حق سے منحرف ہیں وہ جہنّم کا ایندھن بننے والے ہیں۔

۱۶-اور اگر یہ لوگ راہ راست پر برقرار رہتے تو ہم انھیں وافر پانی سے سیراب کرتے۔ ۱۷-تاکہ اس نعمت سے ان کا امتحان لیں اور جو بھی اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا تو وہ اسے سخت عذاب میں مبتلا کردے گا۔ ۱۸-اور یہ کہ جائے سجدہ اللہ کے لیے مخصوص ہے لہٰذا تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ ۱۹-اور یہ کہ اللہ کا بندہ جب اسے پکارنے کے لیے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ ہجوم اس پر ٹوٹ پڑے۔ ۲۰-اے نبی آپ فرما دیجیے بس میں تو صرف اپنے رب کو پکار رہا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔

presented by Ziaraat.com

۱۰-وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا-

اور ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ اس سے زمین والوں کی بُرائی مقصود ہے یا اُن کا رب انھیں راہ راست دکھانا چاہ رہا ہے۔

رَشَدًا کے معنیٰ ہیں "خیراً" بھلائی، درستی بہتری۔

۱۱-وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ- اور یہ کہ ہم میں سے کچھ لوگ صالح ہیں اور کچھ اس سے فروتر ہیں۔

یعنی ایسی قوم جو ان سے پست ہے۔

كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا- اور ہم مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

قِدَدًا کے معنیٰ ہیں متفرق ہیں یہ لفظ "قَدّ" سے مشتق ہے جب قطع کیا جائے کاٹا جائے۔

تفسیر قمی میں ہے یعنی مختلف مذاہب پر تھے۔(۱)

۱۲-وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ-

اور یہ کہ ہم سمجھتے تھے کہ ہم زمین میں ہرگز ہرگز اللہ کو عاجز نہ کرسکیں گے ہم چاہے جہاں جا کر رہیں اور ہم زمین میں جہاں پر بھی ہوں۔

وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا- اور نہ ہی ہم بھاگ کر اُسے ہرا سکتے ہیں۔

کہ زمین سے بھاگ کر آسمان میں چلے جائیں یا ہم اسے زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اگر وہ ہمارے ساتھ کسی امر کا ارادہ کرے اور ہم بھاگ کر بھی اسے عاجز نہ کرسکیں گے اگر وہ ہمیں طلب کرنا چاہے۔

۱۳-وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ- اور ہم نے جب ہدایت کی بات سنی تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔

فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا-

لہٰذا جو اپنے رب پر ایمان لائے گا تو اسے نہ نقصان کا خوف ہوگا اور نہ ہی ظلم کا۔

بَخْسًا کے معنیٰ ہیں جزا (بدلے) میں کمی اور نہ یہ کہ اسے ذلّت سے دوچار ہونا پڑے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ "بخس" کے معنیٰ ہیں گھاٹا اور "رھق" سے مراد ہے عذاب۔(۲)

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا ہدایتؑ سے مراد ولایت ہے ہم اپنے مولیٰ پر ایمان لائے ہیں لہٰذا جو بھی اپنے مولیٰ کی ولایت پر ایمان لاتا ہے اسے کسی گھاٹے اور عذاب کا خوف نہیں ہوتا آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ تنزیل ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا نہیں "تاویل" ہے۔(۳)

۱۴-وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ-

اور یہ کہ ہم میں سے کچھ اطاعت گزار ہیں اور کچھ حق سے برگشتہ "قاسطون" کا مفہوم ہے "الجائرون

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۹ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۹ (۳) الکافی ج ۱ ص ۴۳۲-۴۳۳ ح ۵۱ باب ۹۱

presented by Ziaraat.com

عن طریق الحق'' جادۂ حق سے منحرف۔

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا۔ پس جنھوں نے اسلام کا راستا اختیار کیا تو انھوں نے نجات پالی۔

تَحَرَّوْا رَشَدًا کے معنیٰ ہیں انھوں نے ارادہ کیا ہے ایسی راہِ نجات کا جو انھیں ثواب کے گھر تک پہنچا دے۔

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے یعنی وہ لوگ جنھوں نے ہماری ولایت کا اقرار کیا ہے۔(۱)

۱۵-وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔ اور جو حق سے منحرف ہیں وہ جہنّم کا ایندھن بننے والے ہیں۔

حَطَبًا۔ ایندھن جو اُن لوگوں کے لیے آگ کو بھڑکائے گی۔

۱۶-وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا۔

اور اگر یہ لوگ راہ راست پر برقرار رہتے تو ہم انھیں وافر پانی سے سیراب کرتے۔

عَلَى الطَّرِيْقَةِ یعنی ایسے مثالی راستے پر جو حق کا راستا ہے۔

مَّآءً غَدَقًا ہم رزق کو اُن کے لیے وسیع کر دیتے اور ''غَدَق'' کے معنیٰ ہیں کثیر (زیادہ)

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اس کا مفہوم ہے کہ ہم انھیں بہت زیادہ علم کی دولت سے نوازیں گے جسے وہ ائمہ علیہم السلام سے حاصل کریں گے۔(۲)

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اگر وہ لوگ ولایت امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں آنے والے اوصیاء کی ولایت پر استقامت رکھتے اور امر و نہی میں ان کی اطاعت کرتے تو ہم ''لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا'' وہ فرما رہا ہے کہ ہم ان کے دل کو ایمان کی دولت سے سیراب کر دیتے۔(۳)

۱۷-لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ۔ تا کہ اس نعمت سے ان کا امتحان لیں۔

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ۔ اور جو بھی اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا۔

تفسیر قمیؒ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ذکر ربّہ سے مراد ولایت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے۔(۴)

يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا۔ تو وہ اسے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

يَسْلُكْهُ داخل کرے گا۔

عَذَابًا صَعَدًا سخت عذاب میں جو عذاب پانے والے پر بلند ہوگا اور غالب آجائے گا۔

۱۸-وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔

اور یہ کہ جائے سجدہ اللہ کے لیے مخصوص ہے لہٰذا تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

کتاب فقیہ میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ مساجد سے مراد چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے،

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۸۹ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۷۶

(۳) الکافی ج ۱ ص ۲۲۰ ح ۱ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۰

presented by Ziaraat.com

اور دونوں انگوٹھے ہیں۔[۱]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں امام جواد علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں ایسی ہی روایت ہے۔[۲]

کتاب الکافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ مساجد سے مراد اوصیاء ہیں۔[۳]

تفسیر قمی میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ ائمہ علیہم السلام ہیں۔[۴]

۱۹-وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ-

اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اسے پکارنے کے لیے کھڑا ہوا عبدُ اللہ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔[۵]

يَدْعُوْهُ يعبده وہ اس کی عبادت کر رہے تھے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں کنایہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کر رہے تھے۔[۶]

كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا- تو قریب تھا کہ ہجوم اُن پر ٹوٹ پڑے۔

یعنی قریش۔[۷]

ان پر غضب ناک ہو اور ان سے بدتمیزی کرے۔

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں یعنی وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں ایک دوسرے کی مدد کر رہے تھے اور ''لِبَدٌ لَبَدَہ'' کی جمع ہے یعنی وہ ایک دوسرے سے چمٹے جا رہے تھے اور اس لفظ کو لام کے پیش کے ساتھ ''لُبَدَہ'' بھی پڑھا گیا ہے جو ایک لغت (لہجہ) ہے۔

اور کہا گیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ قریب تھا کہ جنات ازدحام کی وجہ سے اُن پر ٹوٹ پڑتے ان کی عبادت کو دیکھ کر اور ان کی قرأت کو سن کر تعجب کرتے ہوئے۔[۸]

۲۰-قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا-

اے نبی آپ فرما دیجیے بس میں تو صرف اپنے رب کو پکار رہا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ یہ کوئی نئی بات اور انوکھی چیز نہیں ہے اور نہ ہی خلاف عقل ہے کہ تمھاری جماعت مجھے ملامت کرنے لگے یا تمھیں اس پر حیرانی ہو جائے۔

اور لفظ ''قل'' حکم ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تا کہ بعد میں آنے والی آیتیں اس کے موافق رہیں۔

---

(۱) من لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۳۸۱ ح ۱۶۲۷/ اباب ۲۲۷)

(۲) الکافی ج ۳ ص ۳۱۱-۳۱۲ ح وتفسیر عیاشی ج ۱ ص ۳۱۹-۳۲۰ ح ۱۰۹ وقمی ج ۲ ص ۳۹۰

(۳) الکافی ج ۱ ص ۴۲۵ ح ۶۵ (۴) قمی ج ۲ ص ۳۹۰

(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۱ (۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۱ (۷) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۱

presented by Ziaraat.com

قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ
اَحَدٌ ۙ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِسٰلٰتِهٖ ؕ وَ
مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤی
اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ
اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ
فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ
بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ
وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ع

۲۱-اے نبی آپ فرما دیجیے کہ میں تم لوگوں کے لیے نہ تو کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ ہی بھلائی کا۔
۲۲-فرما دیجیے کہ مجھے اللہ کے عتاب سے کوئی اور نہیں بچا سکتا اور نہ ہی میں اس کے سوا کوئی جائے پناہ پاتا ہوں۔ ۲۳-میرا کام تو اللہ کی بات اور اس کے پیغامات کو پہنچانا ہے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔ ۲۴-یہاں تک کہ وہ اسے دیکھ لیں گے ان سے جس کا وعدہ کیا گیا تھا تو انھیں پتا چل جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کون تعداد میں کم ہے۔ ۲۵-فرما دیجیے کہ میں نہیں جانتا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا وہ قریب ہے یا میرے رب نے اُس کے لیے کوئی طولانی مدت فرمائی ہے۔ ۲۶-وہ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ ۲۷-سوائے اس رسول کے جسے اس نے پسند کرلیا ہو وہ اس کے آگے اور پیچھے محافظ لگا دیتا ہے۔ ۲۸-تاکہ وہ جان لے کہ انھوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے جو کچھ ان کے پاس ہے اللہ نے اس کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر چیز کو شمار کرلیا ہے۔

۲۱-قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا-

اے نبی آپ فرما دیجیے کہ میں تم لوگوں کے لیے نہ تو کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ ہی بھلائی کا۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ولایتِ علی علیہ السلام کی طرف بلایا تو قریش ان کے پاس مجتمع ہوئے اور انھوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں اس سے معاف رکھیے

presented by Ziaraat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے کہا کہ یہ اللہ کی طرف ہے میری طرف نہیں ہے ان لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الزام لگایا اور اُن کے پاس سے روانہ ہوگئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ الخ [1]

۲۲-قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ-

فرما دیجیے کہ مجھے اللہ کے عتاب سے کوئی اور نہیں بچا سکتا فرمایا، اگر میں اس کی نافرمانی کروں۔

وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا-

اور نہ ہی میں اس کے سوا کوئی جائے پناہ پاتا ہوں۔

۲۳-اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ-

میرا کام تو اللہ کی بات اور اس کے پیغامات کو پہنچانا ہے۔

کہا گیا ہے یہ "ملتحداً" سے استثنا ہے یعنی سوائے اللہ کی جانب سے آیات اور پیغامات کی تبلیغ کے اس لیے کہ وہی میری پناہ گاہ ہے یا اس کا تعلق لا املک سے ہے یعنی اللہ کی توفیق و استعانت سے میں سوائے وحی الٰہی کی تبلیغ کے کسی اور شے پر قدرت نہیں رکھتا۔ [2]

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا-

اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔

فرمایا جو ولایت علی کے سلسلے میں اللہ کی نافرمانی کرے۔ [3]

۲۴-حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا-

یہاں تک کہ وہ اسے دیکھ لیں گے ان سے جس کا وعدہ کیا گیا تھا تو انھیں پتا چل جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کون تعداد میں کم ہے۔

وہ یا وہ سب، فرمایا اس سے مراد قائم علیہ السلام اور اُن کے انصار ہیں۔ [4]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا قائم اور امیر المومنین علیہ السلام رجعت میں۔ [5]

اور یہ بھی فرمایا اس سے مراد موت اور قیامت ہے۔ [6]

۲۵-قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا-

فرما دیجیے کہ میں نہیں جانتا جس کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا میرے رب نے اس کے لیے کوئی

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۴۳۴ ح ۹۱ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۱
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۸۹ (۴) الکافی ج ۱ ص ۴۳۴ ح ۹۱
(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۱ (۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۱

presented by Ziaraat.com

طولانی مدت مقرر فرمائی ہے۔

اَمَدًا کے معنیٰ ہیں اَجَلاً یعنی مدت۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بتایا کہ رجعت میں کیا ہوگا تو لوگوں نے سوال کیا یہ کب ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل یا محمد اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجیے اِنْ اَدْرِیْٓ الآیۃ۔

۲۶- عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا-

وہ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا یعنی وہ کسی کو بھی غیب سے مطلع نہیں کرتا۔

۲۷- اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ-

سوائے اُس رسول کے جسے اس نے پسند کر لیا ہو۔

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ہستیوں میں سے تھے اللہ نے جنھیں پسند فرمایا لیا تھا۔(۱)

کتاب خرائج میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نزدیک مرتضیٰ ہیں اور ہم اس رسول کے وارث ہیں اللہ نے جنھیں اپنے غیب سے جو چاہا اس سے مطلع فرما دیا تو اس طرح ہم نے جو کچھ ہوا اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ان سب کو جان لیا۔(۲)

فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا-

وہ اس رسول کے آگے اور پیچھے محافظ لگا دیتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ اللہ جس رسول سے راضی ہو جاتا ہے اسے پسند کر لیتا ہے تو اسے ان سے پہلے جو کچھ ہو چکا ہے اس سے آگاہ کرتا ہے اور جو اس کے بعد ہونے والا ہے جیسے اخبار قائم علیہ السلام، رجعت اور قیامت سے مطلع فرما دیتا ہے۔(۳)

اور کہا گیا ہے ''رَصَدًا'' کا مفہوم ہے کہ محافظ جن کا تعلق فرشتوں سے ہے جو شیاطین کے اچک لینے اور اختلاط سے اُس نبی کی حفاظت کرتے ہیں۔(۴)

۲۸- لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ-

تا کہ وہ جان لے کہ انھوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے۔

کہا گیا ہے تا کہ نبی جس پر وحی کی گئی ہے وہ جان لے کہ جبرئیل علیہ السلام اور وہ فرشتے جو وحی لے کر نازل ہوئے تھے انھوں نے پیغام پہنچا دیا ہے یا اللہ جان لے کہ انبیاء علیہم السلام نے پیغام پہنچا دیا ہے تا کہ اس

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۲۵۶ ح ۲ (۲) الخرائج والجرائح ج ۱ ص ۳۴۳ ح ۶ باب ۹
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۱ (۴) بیضاوی ج ۲ ص ۵۱۲

presented by Ziaraat.com

کا علم اس کے ذریعے موجود ہو جائے۔[1]

رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ اپنے رب کے پیغامات جو تغیر سے محفوظ تھے۔

وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ۔

اور جو کچھ ان کے پاس ہے اللہ نے اُس کا احاطہ کر رکھا ہے۔

یعنی جو کچھ رسولوں کے پاس ہے ان تمام کا احاطہ کر رکھا ہے۔

وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا۔

اور ہر چیز کو شمار کر لیا ہے۔

یہاں تک کہ بارش کے قطرات اور ریت کے ذرّات۔

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ جن (قل اوحی) کو زیادہ سے زیادہ پڑھے گا تو اسے دنیاوی زندگی میں جنوں کی نظر سے، ان کی پھونک سے اور اُن کے سحر سے ان کے مکر و فریب سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور وہ شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگا وہ کہے گا:

يَارَبِّ لَا اُرِيْدُ بِهِمْ بَدَلاً وَلَا اُرِيْدُ اَنْ اَبْتَغِيَ عَنْهُمْ حَوْلاً

اے پروردگار میں اُن سے کوئی بدلا نہیں چاہتا اور نہ ہی یہ چاہتا ہوں کہ وہ تبدیل ہوں۔[2]

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۲

(۲) ثواب الاعمال ص ۱۲۰ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۶۵

presented by Ziaraat.com

سورۂ المزمّل

سورۂ مُزّمِّل مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور کہا گیا ہے کہ یہ مدنی سورہ ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کی بعض آیتیں مکّی اور بعض مدنی ہیں۔ اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۲۰ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِیۡلًا ۙ﴿۳﴾ اَوۡ زِدۡ عَلَیۡهِ وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ؕ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلۡقِیۡ عَلَیۡكَ قَوۡلًا ثَقِیۡلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیۡلِ هِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِیۡلًا ؕ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلًا ﴿۷﴾ وَ اذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلۡ اِلَیۡهِ تَبۡتِیۡلًا ؕ﴿۸﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-اے مُزّمِّل (چادر اوڑھ کر لیٹنے والے)۔ ۲-رات کے وقت نماز میں کھڑے رہیے مگر کم۔ ۳-آدھی رات یا اس سے کچھ کم۔ ۴-یا اس سے زیادہ بڑھا دیجیے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔ ۵-ہم آپ پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔ ۶-یقیناً رات کو بیدار رہنا ریاضت نفس میں پُرتاثیر اور قول کے لیے نہایت مناسب ہے۔ ۷-دن کے اوقات میں آپ کے لیے بہت سی مصروفیات ہیں۔ ۸-اپنے رب کے نام کا وِرد کیجیے اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو جائیے۔

۱-یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ- اے مُزّمِّل چادر اوڑھ کر لیٹنے والے۔

اس کی اصل مُتَزَمِّل ہے یہ لفظ ''تَزَمّل'' سے ماخوذ ہے جب اُسے لپیٹ لیا جائے۔

تفسیر قمّی میں ہے فرمایا اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آپ اپنے کپڑے اپنے گرد لپیٹتے اور سو جاتے تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کا اسی طرح ذکر کیا اور کہا: یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ-(۱)

۲-قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا- رات کے وقت نماز میں کھڑے رہیں مگر کم۔

۳-نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِیۡلًا- آدھی رات یا اس سے کچھ کم۔

۴-اَوۡ زِدۡ عَلَیۡهِ- یا اس سے زیادہ بڑھا دیجیے۔

(۱) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۳۹۲

presented by Ziaraat.com

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا قلیل کا مفہوم ہے نصف یا قلیل سے بھی کچھ کم کر دیجیے یا اس قلیل میں تھوڑا سا اضافہ فرما دیجیے۔[۱]

تفسیر قمی میں اسی سے ملتی جلتی روایت ہے۔[۲]

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اسے واضح طور سے بیان کرو اور شعر کی طرح اسے جلدی جلدی نہ پڑھو اور ریت کی طرح اسے بکھرنے نہ دو تمھیں چاہیے کہ اپنے سخت دلوں کو خوف خدا دلاؤ اور تم میں سے ہر ایک کی یہ خواہش نہ ہو کہ جلد از جلد آخرِ سورہ تک پہنچ جائے۔[۳]

اس حدیث کی تشریح اور دیگر احادیث و روایات تنزیل کے مفہوم کے تحت گیارھویں مقدمے میں گزر چکی ہیں۔

۵- اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا۔

ہم آپ پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔

کہا گیا ہے یعنی قرآن اس لیے کہ اس میں جو مشقت بھری تکلیفیں ہیں مکلفین کے لیے وہ بہت دشوار ہیں۔[۴]

اور کہا گیا ہے قرآن کا نازل ہونا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دشوار ہوتا تھا جب قرآن نازل ہوتا تھا تو اس وقت آپ کی حالت بدل جاتی تھی اور آپ پسینے پسینے ہو جاتے تھے۔[۵]

تفسیر عیاشی میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپ پر سورۂ مائدہ کا نزول ہوا تو اس وقت آپ اپنے شہباء نامی خچر پر سوار تھے تو اس پر وحی کا بوجھ گراں بار ہوا یہاں تک کہ وہ رک گیا اور اس کا شکم جھک گیا میں نے دیکھا کہ اس کی ناف زمین کو چھو رہی تھی۔[۶]

تفسیر قمی میں ہے "قَوْلًا ثَقِيْلًا" سے مراد شب کا قیام ہے اور وہ اللہ کا قول ہے: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ الخ۔[۷]

۶- اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ۔ یقیناً رات کا بیدار رہنا۔

کہا گیا ہے کہ وہ نفس جو اپنے بستر سے عبادت کے لیے اٹھتا ہے۔ یا وہ عبادت جو رات کے وقت انجام پاتی ہے۔[۸]

هِيَ اَشَدُّ وَطْاً۔ ریاضت نفس میں پُرتاثیر ہے۔

اَشَدُّ وَطْاً کے معنیٰ ہیں بہت تکلیف دہ یا قدم کو ثابت رکھنے والی۔

وَّاَقْوَمُ قِيْلًا۔ اور قول کے لیے نہایت مناسب ہے۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۷۷ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۲ (۳) الکافی ج ۲ ص ۶۱۴ ح ۱
(۴) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۳ (۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۷۸
(۶) عیاشی ج ۱ ص ۲۸۸ ح ۲ (۷) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۲ (۸) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۳

presented by Ziaraat.com

گفتار میں سیدھا اور درست ہے اور حضور قلب کی وجہ سے قرأت میں زیادہ ثبات ہوتا ہے اور آواز میں نرمی وتلطف ہوتا ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا اس سے مراد قول کا سچا ہے۔(۱)

کتاب فقیہ اور تہذیب میں "اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ" کے ذیل میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد کسی شخص کا بستر سے اٹھنا جس سے اس کا مقصود ومطلوب اللہ عزوجل ہو اس کا غیر مراد نہ ہو۔(۲)

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ سوائے اللہ کے کچھ اور نہ جانتا ہو۔(۳)

کتاب کافی اور علل الشرائع میں اسی مفہوم جیسی روایات موجود ہیں۔(۴)

۷- اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا- اور دن کے اوقات میں آپ کے لیے بہت سی مصروفیات ہیں۔

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ لمبی فراغت حاصل ہے آپ کے سونے کے لیے اور ضروریات کے لیے۔(۵)

۸- وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا-

اپنے رب کے نام کا ورد کیجیے اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو جایئے آپ عبادت کے لیے سب سے علاحدہ ہو کر صرف اس کی طرف مائل ہو جایئے اور خود کو اس کے سوا تمام چیزوں سے الگ تھلگ کر لیجیے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے اپنے اخلاص کو اس کے لیے خالص کر لیجیے۔(۶)

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے کہ ایک انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے پکارنا۔(۷)

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ تَبَتُّل کا مفہوم ہے انگلی سے اشارہ کرنا۔(۸)

تفسیر مجمع البیان میں صادقین علیہما السلام سے مروی ہے کہ یہاں پر تَبَتُّل کا مفہوم ہے نماز میں رَفع یدیں (دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنا)۔(۹)

کتاب مَعانی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ تَبَتُّل یہ ہے کہ تم جب دُعا طلب کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو پلٹا لو۔(۱۰)

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ اس سے مراد دونوں ہاتھوں کا اٹھانا۔ اور شہادت کی انگلیوں کو حرکت دینا ہے۔(۱۱)

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۲ (۲) من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۹۹ ح ۱۳۵۷ / ۵ وتہذیب الاحکام ج ۲ ص ۳۳۶ ح ۱۳۸۵ / ۲۴۱ باب ۱۵

(۳) تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۱۱۹-۱۲۰ ح ۴۵۱ / ۲۱۹ باب ۸ (۴) الکافی ج ۳ ص ۴۴۶ ح ۱۷ اوعلل الشرائع ص ۳۶۳ ح ۵ باب ۸۴

(۵) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۲ (۶) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۲ (۷) الکافی ج ۲ ص ۴۷۹ حدیث ۲

(۸) الکافی ج ۲ ص ۴۸۱ ح ۷ (۹) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۷۹ (۱۰) مَعانی الاخبار ص ۳۶۹-۳۷۰ ح ۲

(۱۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۲

presented by Ziaraat.com

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا
يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰ وَ ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ
قَلِيْلًا ۝۱۱ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝۱۲ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۳
يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝۱۴ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ
اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝۱۵

۹-وہ مشرق اور مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں لہٰذا اسی کو اپنا نگہبان بنا لیجیے۔ ۱۰-اور لوگ جو باتیں بنا رہے ہیں ان پر صبر کیجیے اور انھیں خوب صورتی کے ساتھ خود سے علاحدہ کر دیجیے۔ ۱۱-اور ان دروغ گو، خوش حال افراد کو مجھ پر چھوڑ دیجیے اور انھیں تھوڑی سی مہلت دے دیجیے۔ ۱۲-یقیناً ہمارے پاس بھاری بیڑیاں اور آتشِ جہنم ہے۔ ۱۳-اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔ ۱۴-جس دن زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے اور پہاڑ ریت کے ڈھیر کی طرح بکھر جائیں گے۔ ۱۵-بے شک ہم ہی نے تمھاری طرف ایک رسول کو تمھارا گواہ بنا کر بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی جانب رسول بھیجا تھا۔

۹-رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا-

وہ مشرق اور مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں لہٰذا اسی کو اپنا نگہبان بنا لیجیے۔

۱۰-وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ-

اور لوگ جو باتیں بنا رہے ہیں ان پر صبر کیجیے۔

کتاب کافی میں امامِ کاظم علیہ السّلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا: مَا يَقُوْلُوْنَ فِيْكَ یہ لوگ آپ کے بارے میں جو کہہ رہے ہیں۔[1]

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا- اور انھیں خوب صورتی کے ساتھ علاحدہ کر دیجیے۔

یہ کہ آپ اُن سے علاحدہ ہو جائیں اور انھیں چھوڑ دیجیے اور ان کے امر کو خدا کے سپرد کر دیجیے۔

۱۱-وَ ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ- اور ان دروغ گو خوش حال افراد کو مجھ پر چھوڑ دیجیے۔

یعنی انھیں میرے سپرد کر دیجیے۔ اور ان کے امر کو میرے حوالے کر دیجیے اس لیے کہ میں آپ کی جانب

(۱) الکافی ج ۱ ص ۴۳۴ ح ۹۱

presented by Ziaraat.com

سے انھیں جزا دینے کے لیے کافی ہوں۔

وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا- اور انھیں تھوڑی سی مہلت دے دیجیے۔

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں مروی ہے جس میں آپ منافقین کا ذکر فرما رہے تھے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ان کی تالیف قلب فرماتے انھیں مقرب بارگاہ بناتے اور انھیں اپنے دائیں اور بائیں طرف بٹھلاتے تھے یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں دور کرنے کا حکم دیا اور فرمایا۔

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا-[۱]

۱۲-اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا- یقیناً ہمارے پاس بیڑیاں اور آتشِ جہنّم ہے۔

امر کی علّت بیان کی گئی ہے اور ''نَکَّلَ'' کے معنیٰ ہیں بھاری بیڑیاں۔

۱۳-وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا-

اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔

ایسا کھانا جو حلق میں پھنسے گا جیسے ضریع۔ اور زقّوم (تھوہڑ)

وَّعَذَابًا اَلِيْمًا اور دردناک عذاب، عذاب کی دوسری قسم جو نہایت دردناک ہو جس کی حقیقت اللہ کو معلوم ہے اور اس کی تفسیر اللہ کی ملاقات سے محرومی ہے، اس لیے کہ وہ نفوس جو گناہ گار ہوں جو خواہشات میں ہمہ تن مشغول ہوں وہ اس کی محبت کی قید میں رہتے ہیں اور اسی سے تعلّق رکھتے ہیں عالمِ قدس سے علاحدہ ہو کر اور جدائی کی آگ میں جلتے ہیں اور جدائی کو گھونٹ گھونٹ کر کے حلق سے اتارتے ہیں وہ انوار قدس کی تجلّی سے محرومی کے عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔

۱۴-يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ- جس دن زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے۔

مضطرب ہوں گے اور ان میں زلزلہ آجائے گا تفسیر قمیّ میں ہے تَخْسِفُ دھنس جائیں گے۔[۲]

وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا- اور پہاڑ ریت کے ڈھیر کی طرح ہو جائیں گے۔

فرمایا: مثل الرّمل تنحدر ریت کی طرح نیچے گر رہے ہوں گے۔[۳]

۱۵-اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ-

بے شک ہم نے تمھاری طرف ایک رسول کو تمھارا گواہ بنا کر بھیجا ہے۔

جو قیامت کے دن تم پر گواہ بن کر آئیں گے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اور جواب نہ دے کر۔

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا- جس طرح ہم نے فرعون کی جانب رسول بھیجا تھا۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آیت میں اُن کا تعیّن نہیں کیا اس لیے اُن کا بیان مقصود نہ تھا۔

---

(۱) الاحتجاج ج ۱ ص ۳۷۷ (۲) تفسیر قمیّ ج ۲ ص ۳۹۲ (۳) تفسیر قمیّ ج ۲ ص ۳۹۲

presented by Ziaraat.com

فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ
كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ
مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ اِنَّ
رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ
الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ
عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ
اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا
الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ
تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

۱۶-فرعون نے رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت گرفت میں لے لیا۔ ۱۷-تم کیسے بچو گے اگر تم نے اس دن کا انکار کر دیا جو بچوں کو بوڑھا کر دے۔ ۱۸-جس کی سختی سے آسمان پھٹا جا رہا ہوگا اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ ۱۹-بلا شبہ یہ ایک نصیحت ہے پس جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کی طرف جانے کا راستا اختیار کر لے۔ ۲۰-بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کے ساتھیوں کی ایک جماعت بھی یہ عمل انجام دیتی ہے اور اللہ رات اور دن کا اچھی طرح اندازہ کر سکتا ہے اسے معلوم ہے کہ تم اوقات کا صحیح شمار نہ کر سکو گے تو اس نے تم پر کرم کیا لہٰذا جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو اسے معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ مریض ہوں گے اور کچھ تلاش معاش میں سفر اختیار کریں گے اور کچھ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ لہٰذا جتنا ہو سکے اتنا قرآن پڑھ لیا کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرضِ حَسَنہ دو اور تم اپنے نفوس کے لیے جس خیر کو آگے بھیج رہے ہو اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر

presented by Ziaraat.com

بڑا عظیم ہے اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بے شک اللہ بخشنے والا بڑا مشفق ومہربان ہے۔

۱۶- فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا-

فرعون نے رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت گرفت میں لے لیا۔

وَّبِيْلًا کا مفہوم ہے ثقیلاً وزنی۔ بوجھل۔

۱۷- فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا-

تم کیسے بچو گے اگر تم نے اس دن کا انکار کر دیا جو بچّوں کو بوڑھا کر دے گا۔

ہول نا کی کی شدّت کی وجہ سے۔

تفسیر قمّی میں ہے خوف زدہ ہونے کی وجہ سے کیوں کہ وہ "صَیحۃ" (چیخ) کو سنیں گے۔(۱)

فرمایا کہ اللہ فرما رہا ہے کہ اگر تم نے انکار کر دیا تو اس دن سے کیسے بچو گے۔(۲)

۱۸- السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ-

جس کی سختی سے آسمان پھٹا جا رہا ہوگا۔

مُنْفَطِرٌ کے معنیٰ ہیں مُنْشَقٌّ شق ہو رہا ہوگا۔

كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا-

اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

۱۹- اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا-

بلا شبہ یہ ایک نصیحت ہے پس جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کر لے۔

یعنی یہ ڈرانے والی آیتیں ایک طرح کی نصیحت ہیں پس جو بھی چاہے اس کے ذریعے تقویٰ کی راہ پر چل کر اللہ کا قرب حاصل کر لے۔

۲۰- اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ-

بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ-

اور آپ کے ساتھیوں کی ایک جماعت بھی یہ عمل انجام دیتی ہے۔

وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ-

اور اللہ رات، اور دن کا اچھی طرح اندازہ کر سکتا ہے۔

(۱) و (۲) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۳۹۳

presented by Ziaraat.com

ان دونوں کی ساعتوں کی مقدار صحیح معنوں میں اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا۔

عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ-

اسے معلوم ہے کہ تم اوقات کا صحیح شمار نہیں کر سکتے۔

تم لوگ اوقات کی تقدیر کا احصا نہیں کر سکتے اور ساتھیوں کو شمار کرنے سے بھی قاصر ہو۔

فَتَابَ عَلَيْكُمْ-

تو اس نے تم پر کرم کیا تمھاری توبہ قبول کر لی۔

معیّنہ قیام کو ترک کرنے پر اجازت دے کر اور اس معاملے میں پیروی کو ہٹا کر۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ-

لہٰذا جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔

لہٰذا تم سے جس قدر قرأت ممکن ہو اسی کے مطابق پڑھو۔

تفسیر مجمع البیان میں امام رضا علیہ السلام سے وہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں فرمایا تمھیں جتنا بھی اس میں سے میسّر ہو اسے خشوعِ قلب اور صفائے قلب کے ساتھ پڑھو۔(۱)

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ کے بارے میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کیا اور لوگوں کو خوش خبری سنائی یہ بات اُن کے لیے بہت سخت تھی ''وَعَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ'' ایک شخص کھڑا ہوتا تھا اور اسے پتا نہیں چلتا تھا کہ نصف شب کب ہوگئی ہے اور دو تہائی کب ہوگی تو وہ شخص کھڑا رہتا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اس خوف میں کہ وہ وقت کو نہ پا سکے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ سے لے کر عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ تک اللہ فرما رہا ہے کہ نصف اور ثُلث (تہائی) کب ہوتا ہے کو اس آیت: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ نے منسوخ کر دیا۔ اور یہ بات جان لو کہ جو نبی بھی دنیا میں تشریف لائے وہ نماز شب پڑھتے رہے اور کوئی نبی بھی نماز شب کو اوّل شب میں لے کر نہیں آیا یعنی یہ نماز رات کے پہلے حصّے سے مربُوط نہیں ہے۔(۲)

عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى-

اسے معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ مریض ہوں گے۔

یہ نیا جملہ ہے جو دوسرے حکم کی وضاحت کر رہا ہے۔

ترخیص (چھوٹ دیا جانا) اور تخفیف (کمی کی جانی) کا تقاضا کر رہا ہے۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۸۲

(۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۲

presented by Ziaraat.com

وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ-

اور کچھ فضل خداوندی کی تلاش میں سفر اختیار کریں گے، یعنی تجارت کے لیے انھوں نے سفر اختیار کیا ہوگا اور تحصیل علم کے لیے مسافرت اختیار کی ہوگی۔

وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ-

اور کچھ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہوں گے۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ-

لہٰذا جتنا ہو سکے اتنا قرآن پڑھ لیا کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا-

اور اللہ کو قرض حسنہ بطورِ قرض دو۔

اس سے مراد تمام انفاقات (خرچ کرنا) ہیں جو خیرات کے ذیل میں آتے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔[1]

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ-

اور تم اپنے نفوس کے لیے جس خیر کو بھیج رہے ہو اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے۔

هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا-

وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر بڑا عظیم ہے۔

اس سے جس کو موت کے وقت تم وصیّت کے ذریعے مؤخر کر دیتے ہو یا اس کا تعلق متاعِ دنیا سے ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ-

تم اللہ سے مغفرت طلب کرو۔

اپنے تمام حالات میں تم ہر حال میں اس طلب مغفرت میں کمی کرو گے۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ-

بے شک اللہ بخشنے والا بڑا مشفق ہے۔

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۃ المزمّل کو عشا کی نماز میں جو دن کی آخری نماز ہوتی ہے یا رات کے آخری حصے میں اس سورے کو پڑھے گا تو رات اور دن دونوں سورۂ مزمّل کے ساتھ اس شخص کی گواہی دیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اسے پاکیزہ زندگی اور پاکیزہ موت سے ہم کنار کرے گا۔[2]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۳ (۲) ثواب الاعمال ص ۱۲۰ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۷۵

presented by Ziaraat.com

سورۂ مدثر

سورۂ مدثر مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۵۶ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ۪ۙ﴿۲﴾ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرۡ ۪ۙ﴿۳﴾ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرۡ ۪ۙ﴿۴﴾
وَ الرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡ ۪ۙ﴿۵﴾ وَ لَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾ وَ لِرَبِّكَ فَاصۡبِرۡ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِی
النَّاقُوۡرِ ۙ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ یَوۡمَئِذٍ یَّوۡمٌ عَسِیۡرٌ ۙ﴿۹﴾ عَلَی الۡكٰفِرِیۡنَ غَیۡرُ یَسِیۡرٍ ﴿۱۰﴾
ذَرۡنِیۡ وَ مَنۡ خَلَقۡتُ وَحِیۡدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ جَعَلۡتُ لَهٗ مَالًا مَّمۡدُوۡدًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّ بَنِیۡنَ
شُهُوۡدًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّ مَهَّدۡتُّ لَهٗ تَمۡهِیۡدًا ۙ﴿۱۴﴾ ثُمَّ یَطۡمَعُ اَنۡ اَزِیۡدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ
لِاٰیٰتِنَا عَنِیۡدًا ؕ﴿۱۶﴾ سَاُرۡهِقُهٗ صَعُوۡدًا ﴿۱۷﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-اے مُدثّر (اوڑھ لپیٹ کر سونے والے)۔ ۲-اٹھ جایئے اور ڈرایئے۔ ۳-اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کیجیے۔ ۴-اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔ ۵-اور گندگی سے بچتے رہیے۔ ۶-اور ایسا احسان نہ کیجیے جسے آپ زیادہ سمجھنے لگیں۔ ۷-اور اپنے رب کی خاطر صبر کیجیے۔ ۸-جب صور میں پھونک ماری جائے گی۔ ۹-تو اس روز وہ بڑا ہی سخت دن ہوگا۔ ۱۰-کافروں کے لیے آسان نہیں ہوگا۔ ۱۱-اے رسول مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دیجیے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا تھا۔ ۱۲-اور اس کے لیے بے انتہا مال ودولت قرار دی۔ ۱۳-اور ایسے بیٹے دیے جو اس کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔ ۱۴-پھر اسے ہر طرح کے سامان کی وسعت دی۔ ۱۵-پھر بھی وہ طمع کرتا ہے کہ میں اسے بڑھا دوں۔ ۱۶-ایسا ہرگز نہیں وہ تو ہماری نشانیوں سے عناد رکھتا ہے۔ ۱۷-عن قریب میں اسے مشکل چڑھائی پر چڑھاؤں گا۔

۱-یٰۤاَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُ-

اے مُدثّر (اوڑھ لپیٹ کر سونے والے)

مُدثّر اسے کہا جاتا ہے جو دِثار یعنی چادر اور کمبل اوڑھے ہوئے ہو۔

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر اوڑھ لی تو "مُدّثّر" کا مفہوم ہوگا "المُدَّثِّرُ بِثَوْبِهِ" یعنی اپنے کپڑے کو لپیٹے ہوئے۔[۱]

روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں حرا کی پہاڑی پر تھا کہ مجھے آواز دی گئی میں نے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا پھر میں نے اوپر کی طرف نظر کی تو کیا دیکھا کہ وہ عرش پر ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان میں ہے یعنی وہ فرشتہ جس نے آواز دی تھی مجھ پر رعب طاری ہوگیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے اُن سے کہا: دَثّرونی مجھے چادر اڑھا دیجیے اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔[۲]

۲-قُمْ فَأَنْذِرْ۔

اٹھ جایئے اور ڈرایئے۔

۳-وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔

اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کیجیے۔

كَبِّرْ یعنی کبریائی کے ساتھ اللہ کی توصیف کیجیے پختہ عہد کے ساتھ اور زبان سے۔

روایت کی گئی ہے کہ جب "كَبِّرْ" کی آیت نازل ہوئی تو نبی نے یقین کر لیا کہ یہ وحی ہے اس لیے کہ شیطان ایسی بات کا حکم نہیں دیتا۔[۳]

۴-وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۔

اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا اس کا مفہوم ہے "فَشَمِّرْ" یعنی کپڑوں کو پنڈلی سے اٹھا لیجیے۔[۴]

سمیٹ لیجیے (تاکہ نجاست سے آلودہ نہ ہوں)

اور ایک روایت میں ہے فرمایا اس کپڑے کو اٹھا لیجیے اور زمین پر گھسیٹتے ہوئے نہ چلیے۔[۵]

امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ آپ کے کپڑے تو پاک تھے بلکہ فرمایا کہ اسے سمیٹے ہوئے رکھیے۔[۶]

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس کا مفہوم ہے: فثيابك فقصّر۔

---

(۱) تفسیر قمی میں ج ۲ ص ۳۹۳ (۲) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۶

(۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۶ (۴) الکافی ج ۶ ص ۴۵۵ ح ۱

(۵) و (۶) الکافی ج ۶ ص ۴۵۵-۴۵۶ ح ۲، ۴

presented by Ziaraat.com

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے کپڑوں کو کوتاہ (چھوٹا) کیجیے۔[۱]

اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے وہ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ کپڑوں کا دھونا حزن وملال کو دور کرتا ہے اور وہ نماز کے لیے اسے پاک کرنا ہے اور کپڑوں کو سمیٹے رکھنا اس کی پاکیزگی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی ''فَشَمِّر'' اسے سمیٹے ہوئے رکھو۔[۲]

تفسیر قمی میں ہے اس مقام پر ''تَطهِير'' (پاک کرنے) سے مراد ''تَشمِير'' (سمیٹنا) ہے اور فرمایا ہمارے شیعہ پاکیزہ رکھتے ہیں۔[۳]

۵- وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ-

اور گندگی سے بچتے رہیے۔

تفسیر قمی میں ہے ''الرّجز'' سے مراد ''الخبيث'' یعنی خبیث (گندا، گھٹیا) ہے۔[۴]

۶- وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ-

اور ایسا احسان نہ کیجیے جسے آپ زیادہ سمجھنے لگیں۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے تم ایسا عطیہ نہ دو کہ تم اس سے زیادہ کی خواہش کرنے لگو۔[۵]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا:

لا تستكثر ما عملت من خير لله

تم اللہ کے لیے جو عملِ خیر انجام دو اسے زیادہ نہ سمجھو۔[۶]

۷- وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ-

اور اپنے رب کی خاطر صبر کیجیے۔

تکلیف کی مشقتوں اور مشرکین کی اذیتوں پر۔

۸- فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ-

یعنی فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ-

جب صور میں پھونک ماری جائے گی۔

۹- فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ-

تو اس روز وہ بڑا ہی سخت دن ہوگا۔

---

(۱) و(۲) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۸۵ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۳

(۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۳ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۳ (۶) الکافی ج ح ۲ ص ۴۹۸-۴۹۹

presented by Ziaraat.com

۱۰-عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ-

کافروں کے لیے آسان نہیں ہوگا۔

تاکید سے پتا چلتا ہے کہ مومنین کے لیے آسانی ہوگی۔

کتاب کافی میں اس آیت کے ذیل میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے بے شک ہم میں سے ایک امام ہے جو کامیاب ہے، پوشیدہ ہے اللہ تعالیٰ جب اس کے امر کو ظاہر کرنے کا ارادہ کرے گا تو اُن کے دل میں ایک نکتہ ہوگا جو ظاہر ہو جائے گا تو وہ اللہ کے حکم سے قیام فرمائیں گے۔(۱)

۱۱-ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا-

اے رسول مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دیجیے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا تھا۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو ابوجہل کا چچا تھا وہ وحید کے لقب سے مُلَقّب تھا اللہ نے بھی ازراہ تمسخر اسے اس نام سے یاد کیا ہے۔(۲)

اور کہا گیا ہے کہ مجھے اس کے ساتھ اکیلے چھوڑ دو میں اس کے لیے کافی ہوں۔(۳)

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ وحید اسے کہا جاتا ہے جس کے باپ کا پتا نہ ہو۔(۴)

۱۲-وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا-

اور اس کے لیے بے انتہا مال و دولت قرار دی۔

مَّمْدُوْدًا کے معنیٰ ہیں پھیلی ہوئی بہت زیادہ۔

۱۳-وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا-

اور ایسے بیٹے دیے جو اس کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔

یعنی اس کے ساتھ مکہ مکرمہ میں اس کے سامنے ہیں وہ ان کی ملاقات سے محظوظ ہوتا ہے۔

۱۴-وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا-

اور پھر اسے ہر طرح کے سامان کی وسعت دی۔

اور میں نے اس کی ریاست کو پھیلا دیا اور اس کی جاہ کو وسعت دی یہاں تک کہ اسے رَیْحَانَۃُ قریش کا لقب ملا اور وحید نام پڑا۔

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۳۴۳ (۲) تفسیر ابی السعود ج ۹ ص ۵۶

(۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۷

(۴) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۸۷

presented by Ziaraat.com

۱۵-ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ-

پھر بھی وہ طمع کرتا ہے کہ میں اسے بڑھا دوں۔

یعنی جو کچھ عطا کیا ہے اس میں اضافہ کردوں۔

اور وہ اس کی طمع سے استبعاد (دور سمجھنا) ہے۔

۱۶- كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا-

ہرگز نہیں بے شک وہ تو ہماری نشانیوں سے عناد رکھتا ہے۔

۱۷- سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا-

میں اُسے عنقریب مشکل چڑھائی پر چڑھاؤں گا میں اسے گھاٹی میں ڈھانپ دوں گا جس پر چڑھنا دشوار ہوگا اور یہ ان سختیوں کی مثال ہے جس سے اسے گزرنا ہوگا۔

اور روایت کی گئی ہے کہ ''صَعُوْدًا'' آگ کا ایک پہاڑ ہے جس پر وہ ستر خریف تک بلند ہوتا رہے گا۔ پھر وہ اسی طرح اس میں گرتا رہے گا۔[۱] (الف)

(الف) سبعین خریفاً ستر خریف سے مراد ہے ستر سال اس لیے کہ خریف کا موسم ہر سال ایک مرتبہ آتا ہے جب ستر خریف گزریں گے تو ستر سال گزر جائیں گے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ اس پر ہاتھ رکھے گا تو وہ پگھل جائے گا اور جب وہ ہاتھ اُٹھالے گا تو وہ اصلی حالت پر واپس آجائے گا اور یہی حال اس کے پیروں کا ہوگا۔[۲]

(الف) (سبعین خریفاً ستر خریف سے مراد ہے ستر سال اس لیے کہ خریف کا موسم ہر سال ایک مرتبہ آتا ہے جب ستر خریف گزریں گے تو ستر سال گزر جائیں گے۔)

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۸ اور سنن ترمذی ج ۴ ص ۶۰۵ ح ۲۵۷۶ باب ۲

(۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۸۸

presented by Ziaraat.com

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ
نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا
سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ
اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَ لَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ
عَشَرَ ﴿۳۰﴾

۱۸-اس نے کچھ سوچا اور اسے کوئی بات سوجھی۔ ۱۹-اس پر خدا کی مار اسے کون سی بات سوجھی۔ ۲۰-پھر اس پر خدا کی پھٹکار اسے کیا سوجھی۔ ۲۱-پھر اس نے غور کیا۔ ۲۲-پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔ ۲۳-پھر پیٹھ پھرا کر چلا گیا اور اکڑنے لگا۔ ۲۴-اس نے کہا یہ جادو ہے جو پہلے سے چلا آرہا ہے۔ ۲۵-بس یہ تو ایک بشر کا کلام ہے۔ ۲۶-میں عن قریب اسے سقر (جہنم) میں جھونک دوں گا۔ ۲۷-اور تم کیا جانو سَقَرَ (جہنم) کیا ہے۔ ۲۸-نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔ ۲۹-کھال کو جھلسا دینے والی۔ ۳۰-اس پر اُنیس (۱۹) فرشتے معیّن ہیں۔

۱۸-اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ-

اس نے کچھ سوچا اور اسے کوئی بات سوجھی۔

اس نے جو کچھ سوچا وہ یہ تھا کہ قرآن میں طعن و تشنیع کیا جائے اور وہ جو کہہ رہا ہے اس نے اسے اپنے دل میں سوچا ہے۔

۱۹-فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ-

اس پر خدا کی مار اسے کون سی بات سوجھی۔

اس کے سوچنے پر تعجب ہے۔

۲۰-ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ-

پھر اس پر خدا کی مار اسے کیا سوجھی؟

تاکید کے لیے مکرر بیان ہے اور لفظ ثُم اس بات کی رہنمائی کے لیے ہے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے سے زیادہ بلیغ ہے۔

۲۱-ثُمَّ نَظَرَ- پھر اُس نے غور کیا۔

presented by Ziaraat.com

یعنی قرآن کے بارے میں دوسری مرتبہ۔

۲۲-ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ-

پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا جب اس نے قرآن میں کوئی قابلِ طعن چیز نہیں پائی تو اس نے تیوری چڑھالی اور اسے یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ وہ کیا کہے؟

وَ بَسَرَ اور اس کا منہ بن گیا یہ لفظ ''عَبَسَ'' کا تابع ہے۔

۲۳-ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ-

پھر پیٹھ پھرا کر چلا گیا اور اکڑنے لگا۔

یعنی اس نے حق بات سے منہ موڑا اور حق کی پیروی سے تکبّر کیا۔

۲۴-فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ-

اس نے کہا یہ تو جادو ہے جو پہلے سے چلا آرہا ہے۔

يُّؤْثَرُ کا مفہوم جس کی روایت کی جاتی رہی ہے اور اسے سکھایا گیا ہے۔

۲۵-اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ-

بس یہ تو ایک بشر کا کلام ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے لیے نازل ہوئی۔

وہ بہت بوڑھا ایک شخص تھا، نہایت تجربہ کار تھا عرب کے ہوشیار، چالاک اور عیّار لوگوں میں سے تھا اور وہ اُن لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حُجرے میں بیٹھ کر قرآن پڑھ رہے تھے تو قریش کے لوگ ولید بن مغیرہ کے پاس اکھٹے ہوئے انھوں نے کہا اے عبدشمس یہ بتاؤ محمد کیا کہہ رہے ہیں کیا یہ شعر ہے یا کہانت (غیب کی باتیں) یا خطبے ہیں۔ اس نے کہا مجھے مہلت دو میں ان کا کلام سنوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب گیا اور اس نے کہا اے محمد ذرا اپنا شعر سنایئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شعر تو نہیں بلکہ کلام الٰہی ہے جسے اس نے فرشتوں، انبیاء اور مرسلین کے لیے پسند فرمایا ہے اس نے کہا آپ اس میں سے کچھ مجھے پڑھ کر سنایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سامنے حم سجدہ سورہ (فصلت) کی آیتیں سنائیں جب وہ اس قول تک پہنچے ''فان اعرضوا'' اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ قریش آپ سے روگردانی کریں تو فرما دیجیے۔ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ (فصلت: ۱۳) میں تمھیں اس چیخ کے عذاب سے ڈراتا ہوں جو عاد وثمود کی چیخ کے عذاب کی مانند ہوگا۔

فرمایا کہ ولید لرزنے اور کانپنے لگا اور اس کے سر اور داڑھی کے بال کھڑے ہوگئے اور وہ اپنے گھر روانہ ہوگیا اور اس بارے میں قریش سے کوئی گفتگو نہ کی وہ لوگ ابوجہل کے پاس گئے اور کہا اے ابوالحکم ابی عبدشمس نے دین تبدیل کرلیا اور دین محمد کو اختیار کرلیا ہے کیا تم نے دیکھا نہیں وہ ہمارے پاس واپس نہیں آیا تو دوسرے

presented by Ziaraat.com

دن ابوجہل ولید کے پاس گیا اور اس سے کہا چچا جان تم نے تو ہمارے سر جھکا دیے اور ہمیں رسوا کر دیا اور ہمارے دشمنوں کو ہم پر خوش ہونے کا موقع فراہم کیا اور تم نے محمد کا دین اختیار کر لیا ولید نے کہا کہ میں نے محمد کا دین نہیں اپنایا ہے البتہ اُن سے ایسا کلام سنا ہے جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کپکپی طاری ہو جاتی ہے ابوجہل نے اس سے کہا کیا وہ خطبہ ہے؟ اس نے کہا نہیں اس لیے کہ خطبہ مسلسل کلام ہوتا ہے اور یہ بکھرا ہوا کلام ہے اور ایک حصہ دوسرے سے مشابہ نہیں ہے ابوجہل نے کہا کیا وہ شعر وشاعری ہے اس نے کہا نہیں میں نے تو عربوں سے اشعار سنے ہیں بسیط، مدید، رمل اور رجز۔ (یہ سب شعر کی بحروں کے نام ہیں) اس کا تعلق شعر سے نہیں ہے ابو جہل نے کہا تو پھر وہ کیا ہے ولید نے کہا ذرا مجھے اس بارے میں غور وحوض کرنے دو جب دوسرا دن آیا تو قریش نے اس سے کہا اے ابوعبد شمس ہم نے تم سے جو کہا تھا تمھارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

تو ولید نے جواب دیا تم یہ کہو کہ وہ جادو ہے اس لیے کہ یہ لوگوں کے دلوں کو پکڑ لیتا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائی: ذرنی ومن خلقت وَحِيدًا اے رسول مجھے اور اسے چھوڑ دیجیے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا تھا اس کا نام اس لیے وحید پڑ گیا کہ اس نے قریش سے کہا تھا کہ میں ایک سال تنہا خانۂ کعبہ کا غلاف چڑھاؤں گا اور تم سب مل کر ایک سال غلاف چڑھانا اس کے پاس مال ودولت بہت تھی اس کے پاس باغات تھے اور مکہ مکرمہ میں اس کے دس بیٹے تھے اور اس کے دس غلام تھے ہر ایک کے پاس ہزار ہزار دینار تھے جن سے وہ تجارت کیا کرتا تھا۔[1]

کتاب جوامع میں ہے روایت کی گئی ہے کہ ولید نے بنی مخزوم سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے ابھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ایسا کلام سنا ہے جو نہ کسی انسان کا کلام ہے اور نہ ہی کسی جن کا کلام ہے اس کلام میں شیرینی ہے بلاشبہ اس میں حسن وخوبی اور شگفتگی ہے اس کا بالائی حصہ ثمر دار اور زیریں حصہ پُر از برگ وبار ہے اور یہ خود ہی بلند وبالا ہے اسے بلند نہیں کیا گیا۔ تو قریش نے کہا کہ ولید نے مذہب تبدیل کر لیا وہ قریش کا مذہب بھی تبدیل کر دے گا ابوجہل نے اس سے کہا میں اس کے لیے کافی ہوں اور ابوجہل اس کے پاس محزون وملول ہو کر بیٹھا اور قریش نے اسے جس بات پر اکسایا تھا اس بارے میں ولید سے بات کی وہ اٹھا قریش کے پاس آیا اور اس نے کہا کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ محمد دیوانہ ہیں کیا تم نے یہ دیکھا ہے کہ ان کا گلا گھٹ رہا ہو تم یہ کہتے ہو کہ وہ کاہن (غیب کی خبر دینے والا) ہیں کیا تم نے انھیں کاہنوں کی طرح بات کرتے دیکھا ہے؟ تم نے انھیں شاعر سمجھا کیا تم نے انھیں کبھی شعر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ جھوٹے ہیں کیا تمھیں کبھی ان کی کوئی بات جھوٹی لگی ہے قریش نے ان سب سوالوں کے جواب میں کہا نہیں ایسا نہیں ہے تو پھر قریش نے ولید سے دریافت کیا پھر وہ کیا ہے اس نے تھوڑی دیر سوچا اور پھر کہا وہ جادوگر ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ انھوں نے شوہر اور بیوی میں افتراق پیدا کر دیا اور اس اولاد اور اس کے غلاموں اور آقاؤں میں جدائی ڈال دی ہے اور وہ جو بھی کہہ رہے ہیں۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۳۔۳۹۴

presented by Ziaraat.com

''سِحْرٌ یُّؤْثَرُ'' جادو ہے جو اہلِ بابُل سے چلا آرہا ہے لوگ اس کی بات پر حیران ہوئے اور جدا ہو گئے۔(۱)

۲۶-سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ-

میں اسے عنقریب سقر (جہنّم) میں جھونک دوں گا۔

۲۷-وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ-

اور تم کیا جانو سقر (جہنّم) کیا ہے۔

یہ جہنم کی حالت اور کیفیت کا بیان ہے۔

۲۸-لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ-

نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔

اگر کوئی چیز اس میں ڈال دی جائے تو وہ باقی نہیں رہتی اور جب تک اس شے کو ختم نہ کردے وہ اسے نہیں چھوڑتی۔

۲۹-لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ-

وہ کھال کو جھلسا دینے والی ہے۔

کھال کے اوپری حصے کو سیاہ کر دیتی ہے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جہنّم میں متکبّرین کے لیے ایک وادی ہے جسے ''سَقَرَ'' کہا جاتا ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنی حرارت اور شدّت کی شکایت کی اور اس سے درخواست کی کہ اُسے سانس لینے کی اجازت دی جائے جب اس نے سانس لی تو جہنّم کو جلا ڈالا۔(۲)

اور روضۃ الواعظین میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جہنّم میں ایک پہاڑ ہے جسے ''صُعُود'' کہا جاتا ہے اور صعود میں ایک وادی ہے جس کا نام ''سَقَرَ'' ہے اور سَقَر میں ایک گہرا کنواں ہے جسے ''هَبْهَبْ'' کہا جاتا ہے جب اس کنویں کا ڈھکن اٹھایا جاتا ہے تو اس کی حرارت سے اہلِ جہنّم چیخ اٹھتے ہیں اور یہ ''جبّارین'' کے مقامات ہیں۔(۳)

۳۰-عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ-

اس پر انیس ۱۹ فرشتے مُعیّن ہیں۔

وہ فرشتے جو اس کے امر کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ ہر شخص کو انیس ۱۹ فرشتے عذاب میں مبتلا کریں گے۔(۴)

---

(۱) جوامع الجامع ص ۵۱۷-۵۱۸ (۲) الکافی ج ۲ ص ۳۱۰ ح ۱۰

(۳) روضۃ الواعظین ص ۳۸۲ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۵

presented by Ziaraat.com

وَ مَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّ مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ يَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اِيْمَانًا وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَ لِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ
اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ
مَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ ع ۱۵ كَلَّا ۙ وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ ۙ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ ۙ وَالصُّبْحِ اِذَآ
اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ ۙ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ ۙ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ ۙ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ
يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ ؕ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ ۙ اِلَّآ اَصْحٰبَ
الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾

۳۱-اور ہم نے جہنّم کا نگہبان صرف فرشتوں کو بنایا ہے اور ان کی تعداد کو کافروں کے لیے ایک آزمائش قرار دیا ہے تا کہ اہلِ کتاب فوراً یقین کرلیں اور مومنین کے ایمان میں اضافہ ہو اور جنھیں کتاب عطا ہوئی ہے اور مومنین شک میں مبتلا نہ ہوں اور اس لیے کہ جن کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے اور جو کافر ہیں کہیں گے کہ اس مثال کو بیان کرنے سے اللہ کا کیا مقصد ہے اللہ اسی طرح جسے چاہتا ہے گم راہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے اور آپ کے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی اور نہیں جانتا یہ تو بس انسانوں کے لیے ایک یاد دہانی ہے۔ ۳۲-ہرگز نہیں۔ قسم ہے چاند کی۔ ۳۳-اور رات کی جب وہ پلٹتی ہے۔ ۳۴-اور صبح کی جب وہ روشن ہوتی ہے۔ ۳۵-یہ دوزخ بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔ ۳۶-بشر کو ڈرانے والی۔ ۳۷-تم میں سے جو آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے رہ جانا چاہے۔ ۳۸-ہر متنفس اپنے اعمال کے سبب گروی ہے۔ ۳۹-سوائے اصحابِ یمین کے۔

۳۱-وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً-

اور ہم نے جہنّم کا نگران صرف فرشتوں کو بنایا ہے۔

تا کہ وہ ان کی مخالف جنس سے ہوں جنھیں عذاب دیا جا رہا ہے۔

تا کہ ان کے لیے نرم دلی پیدا نہ ہو اور وہ لوگ ان سے سکون حاصل نہ کرسکیں اور اس وجہ سے بھی کہ یہ سختی

presented by Ziaraat.com

کے اعتبار سے قوی ترین مخلوق ہے اور اللہ کی خاطر شدید غضب کے مالک ہیں۔

روایت ہے کہ جب ابوجہل نے سنا کہ ''علیھا تسعۃ عشر'' جہنّم پر انیس ۱۹ (فرشتے) مقرر ہیں تو اس نے قریش سے کہا کیا تم میں سے ہر دس افراد عاجز ہیں کہ ان میں سے ایک فرد پر ٹوٹ پڑے حملہ کر دے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱

وَ مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔

اور ہم نے ان کی تعداد کو کافروں کے لیے ایک آزمائش قرار دیا ہے۔

اور ہم نے ان کی تعداد اتنی ہی قرار دی ہے جو ان کے آزمائش کے لیے ضروری تھی اور وہ انیس ۱۹ کی تعداد ہے۔

کہا گیا ہے کہ اس تعداد کے ذریعے اُن کی آزمائش ہے اس تعداد کو قلیل سمجھنا، اس کے ذریعے اُن کا مذاق اڑانا اور اس بات کو بعید جاننا کہ یہ تھوڑی تعداد جنوں اور انسانوں کے اکثر افراد کو کیسے عذاب میں مبتلا کرے گی۔ ۲

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔

اور تا کہ اہلِ کتاب فوراً یقین کر لیں۔

یعنی وہ یقین حاصل کر لیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت پر اور قرآن کی سچّائی پر جب وہ اسے اپنی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہوا پائیں۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السّلام سے مروی ہے وہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول اور رسول کا وصی حق ہے۔ ۳

وَ يَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا۔

اور مومنین کے ایمان میں اضافہ ہو۔

اس بات پر ایمان لا کر یا اہل کتاب کی اس بارے میں تصدیق کرنے پر۔

وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

اور جنھیں کتاب عطا ہوئی ہے اور مومنین شک میں مبتلا نہ ہوں۔

یعنی اس بارے میں یہ درحقیقت یقین دلانے کے لیے تاکید ہے اور ایمان میں اضافے کے لیے ہے اور یقین کرنے والے کو جب کسی قسم کا شبہہ پیش آئے۔

وَ لِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا۔

اس لیے کہ جن کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے اور جو کافر ہیں کہیں گے کہ اس مثال کو بیان کرنے سے اللہ

---

(۱) و (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۹ (۳) الکافی ج ۱ ص ۴۳۴ ح ۹۱

presented by Ziaraat.com

کا کیا مقصد ہے۔

مَّرَضٌ: بیماری شک اور نفاق کی۔

وَالْكٰفِرُوْنَ: اور کافر جھٹلانے میں پختہ یقین رکھنے والے

مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا اللہ تعالیٰ نے اس عجیب وغریب تعداد سے کیا ارادہ کیا ہے۔ یعنی عجیب وغریب مثال دی ہے۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔

اللہ اسی طرح جسے چاہتا ہے گم راہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔

اور آپ کے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔

یعنی مخلوقات کی اقسام وہ جس پر ہیں۔

وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ۔

اور یہ تو بس انسانوں کے لیے ایک یاد دہانی ہے۔

کہا گیا ہے کہ ''مَاهِيَ'' سے مراد ''وَمَا سَقَرُ'' (یعنی سَقَرُ کیا ہے)؟ یا خازنین جہنّم کی تعداد یا سورے مراد ہیں۔[۱]

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا یعنی ولایتِ علی علیہ السلام۔[۲]

۳۲۔ كَلَّا وَالْقَمَرِ۔

ہرگز نہیں قسم ہے چاند کی۔

لفظ ''كَلَّا كلمۂ'' رَدَع ہے اس کے لیے جو انکار کرے یا انکار ہے تاکہ وہ اسے یاد رکھیں۔

۳۳۔ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ۔

اور رات کی جب وہ پلٹتی ہے۔

کہا گیا ہے ''دَبَر'' یعنی دن کے نشان پر چلی آئی۔[۳]

۳۴۔ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ۔

اور صبح کی جب وہ روشن ہوتی ہے۔

۳۵۔ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ۔

یہ دوزخ بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۱۹ (۲) الکافی ج ص ۴۳۴ ح ۱۹ (۳) طبرسی مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۹۱

presented by Ziaraat.com

بڑی بلاؤں اور آزمائشوں میں سے ایک ہے۔

۳۶- نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ-

بشر کو ڈرانے والی۔

۳۷- لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ-

تم میں سے جو آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے رہ جانا چاہے۔

تا کہ خیر کی جانب قدم بڑھائے یا اس سے پیچھے رہ جائے اور سابقہ حدیث میں کہا گیا ہے کہ جو بھی ہماری ولایت کی جانب قدم بڑھاتا ہے تو اسے سَقَر سے دور کر دیا جاتا ہے اور جو شخص ولایت سے پیچھے ہٹتا ہے تو وہ ''سَقَر'' کی جانب قدم بڑھاتا ہے۔[۱]

۳۸- كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ-

ہر متنفس اپنے اعمال کے سبب گروی ہے۔

اسے اللہ کے نزدیک رہن رکھ دیا گیا ہے۔

۳۹- إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ-

سوائے اصحاب یمین کے۔

اس لیے کہ انھوں نے اپنی گردنوں کو چھڑا لیا ہے آزاد کرا لیا ہے۔

اس لیے کہ انھوں نے اچھے کام کیے ہیں اور حدیث سابق میں ہے کہ خدا کی قسم وہ ہمارے شیعہ ہیں۔[۲]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ''الْيَمِينِ'' سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور ان کے اصحاب کرام اور اُن کے شیعہ ہیں۔[۳]

---

(۱)و(۲) الکافی ج ۱ ص ۴۳۴ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۵

presented by Ziaraat.com

فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۙ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا
لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۙ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ
الْخَآئِضِيْنَ ۙ﴿۴۵﴾ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝﴿۴۷﴾ فَمَا
تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۙ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ
حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۙ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ
يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۙ﴿۵۲﴾ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝﴿۵۳﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ
تَذْكِرَةٌ ۚ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ
اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۧ﴿۵۶﴾

۴۰-جو جنتوں میں پوچھ رہے ہوں گے۔ ۴۱-مجرموں سے۔ ۴۲-تم سَقَر (جہنّم) میں کس طرح پہنچے؟ ۴۳-تو وہ جواب دیں گے ہم نماز گزاروں میں سے نہیں تھے۔ ۴۴-اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ ۴۵-اور اہل باطل کے ساتھ مل کر ہم بھی بیہودہ باتیں کرتے تھے۔ ۴۶-اور ہم روز جزا کو جھٹلایا کرتے تھے۔ ۴۷-یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا۔ ۴۸-اس روز شفاعت کرنے والوں کی شفاعت بھی اُن کے کسی کام نہ آئے گی۔ ۴۹-انھیں کیا ہوگیا ہے یہ نصیحت سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ ۵۰-گویا کہ یہ وحشی گدھے ہیں۔ ۵۱-جو شیر کے ڈر سے بھاگ رہے ہیں۔ ۵۲-ان میں سے ہر شخص کی یہی خواہش ہے کہ اسے کھلے ہوئے صحیفے دیے جائیں۔ ۵۳-ایسا ہرگز نہیں انھیں آخرت کا کوئی ڈر نہیں۔ ۵۴-ایسا ہرگز نہیں یہ تو محض نصیحت ہے۔ ۵۵-اب جو بھی چاہے اس سے سبق حاصل کرے۔ ۵۶-اور اس سے نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے وہ اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی بخشش کا مالک ہے۔

۴۰-فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ- جو جنتوں میں پوچھ رہے ہوں گے۔

۴۱-عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ-

مجرموں سے یعنی وہ مجرمین ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہوں گے یا ان کا غیر ان کے حالات دریافت کر رہا ہوگا۔

presented by Ziaraat.com

جیسے تمہارا قول ''تداعیناہ'' یعنی ہم نے اسے بلایا ہے پکارا ہے۔

۴۲- مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ- تم سَقَرَ (جہنم) میں کس طرح پہنچے۔

یہ نقل قول ہے جو مسئولین یا مجرمین کے درمیان گفتگو ہوئی ہے۔

۴۳- قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ- تو وہ جواب دیں گے ہم نماز گزاروں میں سے نہیں تھے۔

کہا گیا ہے یعنی واجب نمازیں ادا نہیں کرتے تھے۔[۱]

نہج البلاغہ میں ہے نماز کی پابندی اور اس کی نگہ داشت کرو اور اسے زیادہ سے زیادہ بجا لاؤ اور اس کے ذریعے سے اللہ کا تقرّب چاہو کیوں کہ نماز مسلمانوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ واجب قرار دی گئی ہے کیا (قرآن میں) دوزخیوں کا جواب تم نے نہیں سنا کہ جب اُن سے پوچھا جائے گا کہ کون سی چیز تمھیں دوزخ کی طرف کھینچ لائی ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم نماز گزاروں میں سے نہ تھے۔[۲]

اور کتاب کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایسی ہی روایت موجود ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم ائمہ دین کے متبعین میں سے نہ تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ (الواقعہ: ۱۰-۱۱)

اور آگے بڑھنے والے وہ تو آگے بڑھنے والے ہی ہیں وہی لوگ مقرب بارگاہ الٰہی ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ گھوڑا جو گھڑ دوڑ میں آگے بڑھتا ہے اسے مصلّی کہا جاتا ہے اسی وجہ سے کہا: لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ

ہم آگے بڑھنے والوں میں سے نہیں تھے یعنی ہم سابقین کے پیروکار نہ تھے۔[۴]

۴۴- وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ- اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

یعنی اسے جتنا دینا چاہیے نہیں دیتے تھے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ جو آل محمد علیہم السلام کے حقوق ہیں خمس میں سے ذوی القربیٰ، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے وہ ادا نہیں کرتے اور اس سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں۔[۵]

۴۵- وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ-

اور اہلِ باطل کے ساتھ مل کر ہم بھی بیہودہ باتیں کرتے تھے یعنی بیہودہ باتیں کرنے والوں میں بھی شامل ہو جاتے تھے۔

۴۶- وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ- اور ہم روز جزا کو بھی جھٹلایا کرتے تھے۔

اور ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ ہم روز قیامت کو جھٹلاتے تھے اور قیامت کی عظمت اور اہمیت کے پیش نظر آخر میں اس کا ذکر کیا۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۰ (۲) نہج البلاغہ خطبہ، ۱۹۹ / ۱۹۷

(۳) الکافی ج ۵ ص ۳۶ ح ۱ (۴) الکافی ج ۱ ص ۴۱۹ ح ۳۸ (۵) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۵

presented by Ziaraat.com

۴۷- حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ-

یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا۔

۴۸- فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ-

اس روز شفاعت کرنے والوں کی شفاعت بھی ان کے کسی کام نہ آئے گی۔

خواہ وہ سب کے سب ان کی شفاعت کریں۔

۴۹- فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ-

انھیں کیا ہوگیا ہے یہ نصیحت سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے ''عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ'' یعنی ولایت سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔[۱]

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ اُن سے جب امیر المومنین علیہ السلام کی دوستی اور نصرت کے بارے میں کہا جاتا ہے۔[۲]

۵۰- كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ-

گویا کہ یہ وحشی گدھے ہیں۔

۵۱- فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ-

جو شیر کے ڈر سے بھاگ رہے ہیں۔

ان کی تشبیہ دی ہے ان کی روگردانی اور فرار میں ذکر سننے کے بعد ایسے گدھوں سے جو شیر کے ڈر سے بھاگ جاتے ہیں۔

۵۲- بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً-

ان میں سے ہر شخص کی یہی خواہش ہے کہ اسے کھلے ہوئے صحیفے دیے جائیں۔

ایسے کاغذوں میں جو کھلے ہوئے ہوں اور انھیں پڑھا جا سکے۔

کہا گیا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم ہرگز آپ کی پیروی نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس آسمان سے ایک کتاب آجائے جس میں اللہ کی جانب سے تحریر ہو کہ اے فلانے تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کرو۔[۳]

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے کہا تھا کہ اے محمد ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص اگر کوئی گناہ کرتا تھا تو صبح ہوتے ہی اس کا گناہ تحریری شکل میں اس کے

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۴۳۴ ح ۹۱ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۶

(۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۰-۵۲۱

presented by Ziaraat.com

سرھانے ہوتا تھا اور اس کا کفارہ بھی تحریر ہوتا تھا تو اس وقت جبرئیل امین علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا آپ کی قوم یہ چاہتی ہے کہ گناہوں میں بنی اسرائیل کا طریقہ اپنائیں اگر وہ ایسا چاہتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ ایسا ہی کر گزریں گے لیکن ہم ان کا بھی اسی طرح مؤاخذہ کریں گے جیسا ہم نے بنی اسرائیل کا مؤاخذہ کیا تھا تو انھوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم کے لیے اس بات کو پسند نہیں فرمایا۔[۱]

۵۳- كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ- ایسا ہرگز نہیں! انھیں آخرت کا کوئی ڈر نہیں۔

حرف انکار ہے آیتوں کے بارے میں ان کے مطالبات پر۔ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اسی لیے نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں۔

۵۴- كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ- ایسا ہرگز نہیں یہ تو محض نصیحت ہے۔

۵۵- فَمَنْ شَاۗءَ ذَكَرَهٗ- اب جو بھی چاہے اس سے سبق حاصل کرے۔

۵۶- وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ-

اور اس سے نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے۔

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ-

وہ اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی بخشش کا مالک ہے۔

اَهْلُ التَّقْوٰى- حق یہ ہے کہ اس کے عذاب سے بچا جائے۔

وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ- حق بات یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی مغفرت کردے۔

کتاب توحید میں امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے میں اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرا بندہ میری ذات میں کسی کو شریک نہ بنائے اور میں اہل ہوں کہ اگر میرا بندہ میری ذات میں کسی کو شریک نہ بنائے تو میں اسے جنّت میں داخل کردوں اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے عزّت وجلال کی قسم کھائی ہے کہ وہ موحدین کو کبھی بھی آتش جہنّم کا عذاب نہیں دے گا۔[۲]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص بھی واجب نماز میں سورۂ مدثر پڑھے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ پڑھنے والے کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجے میں قرار دے اور اسے دنیاوی زندگی میں ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی بھی شقاوت اور بدبختی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۶ (۲) توحید ص ۱۹-۲۰ ح ۶ باب ۱

(۳) ثواب الاعمال ص ۱۲۰ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۸۳

presented by Ziaraat.com

سورۂ القیامۃ

سورۂ قیامۃ مکّی سورہ ہے اس سورہ میں ۴۰ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ ؕ﴿۲﴾ اَیَحۡسَبُ
الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ؕ﴿۳﴾ بَلٰی قٰدِرِیۡنَ عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ﴿۴﴾ بَلۡ
یُرِیۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِیَفۡجُرَ اَمَامَہٗ ۚ﴿۵﴾ یَسۡـَٔلُ اَیَّانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَۃِ ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ
الۡبَصَرُ ۙ﴿۷﴾ وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۸﴾ وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۹﴾ یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ
یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ الۡمَفَرُّ ۚ﴿۱۰﴾ کَلَّا لَا وَزَرَ ؕ﴿۱۱﴾ اِلٰی رَبِّکَ یَوۡمَئِذِ ۣالۡمُسۡتَقَرُّ ؕ﴿۱۲﴾ یُنَبَّؤُا
الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ؕ﴿۱۳﴾ بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ ۙ﴿۱۴﴾ وَّ
لَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ ﴿۱۵﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-نہیں! میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ ۲-اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔ ۳-کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے۔ ۴-کیوں نہیں؟ ہم تو اس کی انگلیوں کی پور تک بنانے پر قادر ہیں۔ ۵-بلکہ انسان تو یہ چاہتا ہے کہ وہ آیندہ زندگی میں فسق وفجور کرتا رہے۔ ۶-وہ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب آئے گا؟ ۷-جب آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ ۸-اور چاند کو گہن لگے گا۔ ۹-سورج اور چاند یکجا کردیے جائیں گے۔ ۱۰-اس دن انسان کہے گا بھاگ کر کہاں جاؤں؟ ۱۱-ہرگز نہیں کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ ۱۲-اس روز آپ کے رب کے پاس ہی جا کر ٹھہرنا ہوگا۔ ۱۳-اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتلا دیا جائے گا۔ ۱۴-بلکہ انسان تو اپنے نفس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ ۱۵-خواہ وہ کتنی ہی معذرتیں پیش کرے۔

۱-لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ-
نہیں! میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔

presented by Ziaraat.com

۲- وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ-

نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی جو ہمیشہ خود کی ملامت کرتا ہے خواہ وہ اطاعت میں کوشش کرے۔

لَآ لا ان دونوں آیات میں ''زائیدہ'' ہے اور تاکید کے لیے آیا ہے۔

۳- اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ-

کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے۔ منتشر ہوجانے کے بعد۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت عدی بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امرِ قیامت کے بارے میں دریافت کیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے قیامت کے بارے میں بتلایا تھا تو اس نے کہا کہ اگر میں وہ دن دیکھ لوں پھر بھی آپ کی تصدیق نہیں کروں گا یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان ہڈیوں کو جمع کردے۔(۱)

۴- بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ-

کیوں نہیں ہم تو اس کی انگلیوں کی پور تک بنانے پر قادر ہیں۔

بَلٰى۔ کیوں نہیں ہم ہڈیوں کو جمع کریں گے بلکہ ہم تو انگلیوں کی پوروں تک کو ان کی ہڈیوں کے ساتھ ملادیں گے اور ان ہڈیوں کو ایک دوسرے سے متصل کردیں گے وہ جس طرح چھوٹی اور لطیف تھیں تو پھر بڑی ہڈیوں کو ملانا کیا دشوار ہوگا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ انگلیوں کے اطراف کو اگر اللہ چاہے گا تو درست کردے گا۔(۲)

۵- بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ-

بلکہ انسان تو یہ چاہتا ہے کہ آئندہ زندگی میں وہ فسق وفجور کرتا رہے کہ وہ اپنے فجور کو دوام بخشے آئندہ آنے والے زمانے میں۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ وہ گناہوں کو مقدم رکھتا ہے اور توبہ کو مؤخر کردیتا ہے اور کہتا ہے عنقریب میں توبہ کرلوں گا۔(۳)

۶- يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ-

وہ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب آئے گا یعنی قیامت کب ہوگی اسے بعید سمجھتے ہوئے اور مذاق اڑاتے ہوئے۔

۷- فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ-

جب آنکھیں پتھرا جائیں گی۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۱ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۶

(۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۶

presented by Ziaraat.com

خوف کے مارے حیرت کی کیفیت سے دوچار ہوگی جس طرح کوئی شخص اگر برق کی طرف دیکھے تو اس کی آنکھ ششدر اور حیران ہوجاتی ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا جب آنکھ بجلی زدہ ہوگی تو وہ دیکھنے پر قادر نہ ہوگا۔[۱]

۸-وَخَسَفَ الْقَمَرُ-

اور چاند کو گہن لگ جائے گا۔

یعنی چاند کی روشنی ختم ہوجائے گی۔

۹-وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ-

اور سورج اور چاند یکجا کر دیے جائیں گے۔

کتاب غیبت میں امام قائم علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ یہ کب ہوگا تو فرمایا جب تمھارے اور کعبہ کے راستے کے درمیان کوئی چیز حائل ہوجائے گی اور چاند اور سورج کو یکجا کر دیا جائے گا اور ان دونوں کے ساتھ ستارے اور سیّارے چکّر لگا رہے ہوں گے سوال کیا گیا یہ کب ہوگا؟ تو فرمایا فلاں اور فلاں سال میں ''دَابَّۃ الارض'' صفا اور مروہ کے درمیان سے نکلے گا اور اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی وہ لوگوں کو کھینچ کر محشر کی طرف لے جائے گا۔[۲]

اور کہا گیا ہے کہ ان آیات (نشانیوں) سے مقصود موت کی علامتوں کا ظاہر ہونا ہے۔[۳]

۱۰-يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ-

اس دن انسان کہے گا بھاگ کر کہاں جاؤں؟

انسان ایسے مایوس شخص کا قول دہرائے گا جو اپنی تمنّاؤں اور آرزوں کے حصول سے مایوس ہو چکا ہو۔

۱۱-كَلَّا لَا وَزَرَ-

ہرگز نہیں کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔

لَا وَزَرَ کے معنیٰ ہیں کوئی پناہ گاہ نہیں یہ پہاڑ کا استعارہ ہے اور اس کا اشتقاق ''وَزْرَ'' سے ہے جس کے معنیٰ ہیں بوجھ پہاڑ کے بوجھ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۱۲-اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ-

اس روز آپ کے رب کے پاس ہی جا کر ٹھہرنا ہوگا۔

صرف اس کی طرف اور اس کے حکم کی طرف اور اس کی مشیّت کی طرف جائے قرار ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۶ (۲) الغیبۃ للشیخ طوسی ص ۱۶۱

(۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۲

presented by Ziaraat.com

۱۳-یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ-

اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا اور پچھلا جتلا دیا جائے گا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اسے بتلایا جائے گا کہ وہ پہلے کیا لے کر آیا تھا اور بعد میں کیا ہوا۔[۱]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ خیر و شر میں سے جو کچھ پہلے بھیج چکا ہے اور بعد میں آیا ہے کہ اس نے جو طریقہ چھوڑا ہے اس کے بعد جس پر عمل ہو رہا ہے اگر وہ برا ہے تو اس پر ان کے گناہ جتنا بوجھ ہوگا اور اُن کے گناہ سے کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی اور اگر وہ اچھا ہے تو ان کے اجر کے مطابق اسے بھی اجر ملے گا اور اُن کے اجور میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔[۲]

۱۴-بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ-

بلکہ انسان تو اپنے نفس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

وہ اپنے اعمال پر واضح بُرہان اور ثبوت ہے اس کے لیے وہ اس کا مشاہدہ کر رہا ہے یا اس کی آنکھیں نگران ہیں لہٰذا اسے بتلانے کی چنداں حاجت نہیں۔

۱۵-وَّ لَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ-

خواہ وہ کتنی ہی معذرتیں پیش کرے۔

اگرچہ وہ امکان بھر ہر چیز کو لا کر اس کے ذریعے معذرت پیش کرے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اُسے معلوم ہے کہ اُس نے کیا کیا ہے خواہ وہ عذر پیش کرے۔[۳]

کتاب کافی اور عیاشی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ تم میں سے وہ شخص کیا کرتا ہے جو اچھائی کو ظاہر کرتا ہے اور برائی کو چھپاتا ہے کیا ایسا نہیں ہے کہ جب وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے تو اسے پتا چل جائے گا کہ ایسا نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرما رہا ہے: بل الانسان علی نفسه بصیرة

اگر پوشیدہ معاملات دُرست ہو جائیں تو علانیہ امور تقویت حاصل کر لیتے ہیں۔[۴]

اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور کہا کہ انسان کیا کرتا ہے کہ اللہ اس کے بارے میں جو کچھ جانتا ہے وہ اس کے برعکس لوگوں سے معذرت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جو راز کو پوشیدہ رکھتا ہے تو اللہ اُسے ویسی ہی چادر اوڑھا دیتا ہے اگر خیر ہو تو خیر کی چادر اور اگر شر ہو تو شر کی چادر۔[۵]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۶ (۲)و(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۷ (۴) الکافی ج ۲ ص ۲۹۵۔ ۱۱۷ وتفسیر عیاشی سے منقول از مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۳۹۶ (۵) الکافی ج ۲ ص ۲۹۴ ح ۶

presented by Ziaraat.com

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖؕ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗۚ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗۚ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗؕ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَۙ ﴿۲۰﴾ وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَؕ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌۙ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌۚ ﴿۲۳﴾ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌۙ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌؕ ﴿۲۵﴾

۱۶-اے نبی آپ جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیجیے۔ ۱۷-بلاشبہ اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے۔ ۱۸-جب ہم اسے پڑھوا رہے ہوں تو آپ اسی کے مطابق پڑھتے رہیں۔ ۱۹-پھر اس کی تشریح بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے۔ ۲۰-ہرگز نہیں تم دنیاوی چیزوں سے محبت کرتے ہو۔ ۲۱-اور تم آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔ ۲۲-کچھ چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے۔ ۲۳-اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ ۲۴-اور اس دن کچھ چہرے اداس ہوں گے۔ ۲۵-اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان سے کمر توڑ معاملہ کیا جائے گا۔

۱۶-لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ-

اے نبی آپ جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیجیے۔

یعنی اے محمد آپ وحی کے ختم ہونے سے پہلے قرآن پڑھتے ہوئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیجیے۔

تاکہ آپ اسے جلدی سے یاد کرلیں اس ڈر سے کہ کہیں اس میں سے کچھ چھوٹ نہ جائے۔

تفسیر مجمع البیان میں ابن عباس سے مروی ہے کہ جب قرآن نازل ہوتا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت جلد اپنی زبان کو حرکت دینے لگتے کہ قرآن سے محبت کی وجہ سے اور اسے حاصل کرنے کی طمع میں اور اسے یاد کرنے کے لیے اس ڈر سے کہ کہیں اسے بھول نہ جائیں اللہ تعالیٰ نے انھیں اس بات سے منع فرمایا ہے۔(۱)

اور عن قریب اس آیت کے سبب نزول کی دوسری وجہ ہم قمی کے حوالے سے بیان کریں گے۔(۲)

۱۷-اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ-

بلاشبہ اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے۔

جَمْعَهٗ آپ کے سینے میں اس کا جمع کرنا۔

وَ قُرْاٰنَهٗ اور آپ کی زبان سے اس کی قرأت کو مستحکم کرنا اور یہ منع کرنے کی علت بیان کی جارہی ہے۔

(۱) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۹۷ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۷

presented by Ziaraat.com

۱۸-اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ-

جب ہم اسے پڑھوا رہے ہوں تو آپ اس کے مطابق پڑھیے۔

یعنی جبرئیل علیہ السلام کی زبانی جب ہم آپ کو پڑھوا رہے ہوں۔

آپ اسے دوبارہ پڑھیے تا کہ وہ آپ کے ذہن میں بیٹھ جائے۔

تفسیر مجمع البیان میں ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد جب جبرئیل امین علیہ السلام ان پر نازل ہوتے تو وہ نگاہ نیچی کیے خاموش رہتے ان کے جانے کے بعد اس آیت کو پڑھنا شروع کرتے۔(۱)

۱۹-ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ-

پھر اس کی تشریح بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے۔

بَيَانَهٗ- اس چیز کا بیان جس کے معانی ومفاہیم آپ پر دشوار ہوں۔

۲۰-كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ-

ہرگز نہیں تم دنیاوی چیزوں سے محبت کرتے ہو۔

كَلَّا شاید انکار کرنا ہے اس بات سے کہ انسان معذرت پیش کرتا ہے باوجود ے کہ اسے اپنے نفس پر بصیرت حاصل ہے اور یہ ان دونوں کے درمیان جملۂ معترضہ ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ''الْعَاجِلَةَ'' سے مراد یہ موجودہ دنیا ہے۔(۲)

۲۱-وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ-

اور تم آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔

فرمایا ''تَذَرُوْنَ'' کے معنیٰ ہیں ''تدعون'' تم چھوڑ دیتے ہو۔(۳)

۲۲-وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ-

کچھ چہرے اس روز تر وتازہ ہوں گے۔

تفسیر قمی میں ہے یعنی چمک دار اور روشن ہوں گے۔(۴)

۲۳-اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ-

اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

فرمایا ''وجہ اللہ'' کی طرف دیکھ رہے ہوں گے یعنی اللہ کی رحمت اور اس کی نعمت کی طرف۔(۵)

کتاب عیون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ چمک رہے ہوں گے اپنے رب کے ثواب کے منتظر ہوں گے۔(۶)

کتاب توحید اور احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں مروی ہے فرمایا کہ اولیاء اللہ

---

(۱)،(۲)،(۳)،(۴) و(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۷ (۶) عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۱۱۴-۱۱۵ ح ۲ باب ۱۱

presented by Ziaraat.com

حساب کے ختم ہوجانے کے بعد ایک نہر کے پاس پہنچیں گے جس کا نام حَیوان ہے اس میں غسل کریں گے اور اس سے پانی پئیں گے تو اس سے ان کا چہرہ روشن اور چمک دار ہوجائے گا اور ان سے ہر طرح کی گندگی اور تھکن دور ہوجائے گی پھر انھیں حکم دیا جائے گا اور وہ جنت میں داخل ہوجائیں گے اور اس جگہ سے وہ اپنے رب کی جانب دیکھ رہے ہوں گے کہ وہ انھیں کس انداز سے ثواب عطا کر رہا ہے فرمایا اللہ کے قول ''اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ'' کا یہی مفہوم ہے اور نظر سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کے ثواب کو دیکھنا ہے اور کتاب احتجاج میں یہ اضافہ ہے اور ''ناظرہ'' بعض لغت میں ''مُنتَظِرة'' انتظار کرنے والے کا مفہوم دے رہا ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ (النمل: ۳۵) میں انتظار کرتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں اس آیت میں

نَاظِرَةٌ مُنْتَظِرَة کا مفہوم دے رہا ہے۔[1]

۲۴-وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ-

اور اس دن کچھ چہرے اداس ہوں گے۔

بَاسِرَةٌ کا مفہوم ہے ''شديدة العَبُوس'' شدید ترش اور تیوری چڑھے ہوئے ہوں گے۔

۲۵-تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ-

اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان سے کمر توڑ معاملہ کیا جائے گا۔

فَاقِرَةٌ وہ مصیبت جو کمر کو شکستہ کردے۔

---

(۱) التوحید ص ۲۶۲ ح ۵ باب ۳۶ والاحتجاج ج ۱ ص ۳۶۱

presented by Ziaraat.com

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ وَ قِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّ ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾
وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ ِۨالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَ لَا
صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَ لٰكِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى لَكَ
فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ
يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ
الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

ع ۱ ۳۰ ۱۷

ع ۲ ۱۰ ۱۸

۲۶–ہرگز نہیں: جب جان حلق تک پہنچ جائے گی۔ ۲۷–اور پوچھا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا۔ ۲۸–اور انسان نے سمجھ لیا کہ اب دنیا سے فراق کا وقت آ گیا۔ ۲۹–اور پنڈلی سے پنڈلی جُڑ جائے گی۔ ۳۰–وہ آپ کے رب کی طرف روانگی کا دن ہوگا۔ ۳۱–اس نے نہ تصدیق کی نہ ہی نماز پڑھی۔ ۳۲–البتہ جھٹلایا اور منہ موڑ لیا۔ ۳۳–پھر اتراتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا۔ ۳۴–یہ روش تیرے ہی لیے مناسب ہے اور تجھی کو زیب دیتی ہے۔ ۳۵–پھر یہ روش تیرے لیے موزوں ہے اور تجھی کو بچاتی ہے۔ ۳۶–کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اُسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ ۳۷–کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جسے رحم میں ٹپکایا جاتا ہے۔ ۳۸–پھر وہ علقہ (لوتھڑا) بنا پھر خدا نے اس کے اعضاء و جوارح بنائے۔ ۳۹–پھر اس سے مرد و زن کے جوڑے بنائے۔ ۴۰–تو کیا وہ خدا اس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندگی عطا کر دے۔

۲۶– كَلَّآ –

ایسا ہرگز نہیں یہ ہٹانا اور باز رکھنا ہے کہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جائے گی۔

اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ –

جب جان حلق تک پہنچ جائے گی۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا یعنی سانس جب ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ جائے گی۔[1]

۲۷ – وَ قِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ –

اور پوچھا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا۔

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۷

presented by Ziaraat.com

فرمایا اس سے دریافت کیا جائے گا تمھیں کس نے جھاڑ پھونک کیا ہے۔[۱]

۲۸۔ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ۔

اور انسان نے سمجھ لیا کہ اب دنیا سے فراق کا وقت آ گیا ہے۔

اسے معلوم ہوگیا کہ اس پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کی وجہ سے دنیا اور وہ جس سے محبت کرتا ہے اس کی جدائی کا وقت آ گیا ہے۔

۲۹۔ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ۔

اور پنڈلی سے پنڈلی جُڑ جائے گی۔

یعنی دنیا کی جدائی کی شدّت خوفِ آخرت کی شدّت سے جُڑ جائے گی متّصل ہوجائے گی۔

۳۰۔ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ۔

وہ آپ کے رب کی طرف روانگی کا دن ہوگا۔

تفسیر قمّیؒ میں ہے فرمایا کہ انھیں اللہ کی طرف کھینچ کر لایا جائے گا۔[۲]

اور کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ یہ فرزند آدم ہے جب اس تک موت کا پیغام آتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ کیا کوئی طبیب ہے؟

اَنَّهُ الْفِرَاقُ یہ فراق (جدائی) کا وقت آپہنچا ہے اسے دوست احباب سے جدائی کا یقین ہو جاتا ہے فرمایا: ''وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ'' یعنی دنیا آخرت سے جُڑ جائے گی۔

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ فرمایا کہ ربّ العالمین کی طرف ہر ایک کی بازگشت ہوگی۔[۳]

۳۱۔ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى۔

اس نے تصدیق کی اور نہ ہی نماز پڑھی۔

اس نے اُس چیز کی تصدیق نہیں کی جس کی تصدیق لازمی تھی اور نہ ہی جو نماز اس پر فرض کی گئی تھی اُسے ادا کیا۔

۳۲۔ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى۔

البتّہ جھٹلایا اور منہ موڑ لیا۔

تَوَلّٰى یعنی اطاعت سے منحرف ہوگیا۔

۳۳۔ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى۔

پھر اتراتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا۔

---

(۱) و (۲) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۳۹۷ (۳) الکافی ج ۳ ص ۲۵۹ ح ۳۲ باب النوادر

presented by Ziaraat.com

یَتَمَطّٰی اس بات پر افتخار کرتے ہوئے وہ اترا رہا تھا یہ لفظ ''مَطّ'' سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ ہیں غرور وتکبّر، اِترانا، گھمنڈ کرنا۔

۳۴–اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی۔

یہ روش تیرے ہی لیے مناسب ہے اور تجھی کو زیب دیتی ہے۔

کہا گیا ہے یعنی تجھ پر وائے ہو۔

۳۵–ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی۔

پھر یہ روش تیرے لیے موزوں ہے اور تجھی کو بھاتی ہے۔

یعنی یکے بعد دیگرے تمھارے لیے اسے مکرر بیان کیا گیا ہے۔

کتاب عیون میں امام تقی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرما رہا ہے تمھارے لیے خیر دنیا سے بھی دوری ہے اور خیر آخرت سے بھی تمھارے لیے بُعد (دوری) ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کے لیے غدیر خم کے دن لوگوں کو بلایا جب یہ بات لوگوں تک پہنچی اور انھیں علی علیہ السلام کے بارے میں یہ خبر دی گئی تو لوگ واپس لوٹے اور ایک شخص مغیرہ بن شعبہ اور ابو موسیٰ اشعری پر ٹیک لگائے ہوئے تھا وہ اپنے اہل کی طرف یہ کہتے ہوئے واپس آیا کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا ہرگز اقرار نہیں کریں گے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اس بات کی تصدیق نہیں کریں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰی تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور وہ ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرنا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہوگئے اور آپ نے اس شخص کا نام نہیں لیا۔(۱)

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ابوجہل کا ہاتھ تھاما پھر اس سے کہا: اولیٰ لك فاولیٰ۔ ثم اولیٰ لك فاولیٰ تو ابوجہل نے کہا کہ آپ مجھے کس چیز سے دھمکا رہے ہیں آپ اور آپ کا پروردگار میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور میں اس وادی کے لوگوں میں بڑی عزّت کا مالک ہوں تو اس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا۔(۲)

۳۶–اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی۔

کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اُسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۷ (۲) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۴۰۱

presented by Ziaraat.com

سُدًی کے معنیٰ ہیں مُہمَلاً ۔لَغو ۔ بے کار، مُہمَل

تفسیر قمی میں ہے فرمایا نہ اس سے حساب کیا جائے گا، نہ عذاب کیا جائے گا اور نہ ہی کسی معاملے میں سوال کیا جائے گا۔[۱]

۳۷-اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی-

کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جسے رحم میں ٹپکایا جاتا ہے۔

۳۸-ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی-

پھر وہ ''عَلَقَةً'' (لوتھڑا) بنا پھر خدا نے اس کے اعضاء جوارح بنائے اس کی تقدیر متعیّن کی اور اس میں نظام عدل (اعتدال) قائم کر دیا۔

۳۹-فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی-

پھر اس سے مرد وزن کے جوڑے بنائے۔

''زوجین'' کے معنیٰ ہیں صنفین دو اقسام

۴۰-اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی-

تو کیا خدا اس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندگی عطا کر دے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سبحانك اللّٰهم بلیٰ اے اللہ تو پاک ہے بے شک ایسا ہی ہے فرمایا کہ یہ حدیث امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔[۲]

کتاب عُیون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ جب بھی یہ سورت پڑھتے تھے تو سورت کے ختم ہوجانے کے بعد یہ فرماتے تھے۔[۳]

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورۂ قیامت (لااقسم) کی مسلسل قرأت کرتا رہے گا اور اس سورے پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس کی قبر سے بہترین صورت پر مبعوث کرے گا اسے بشارت دی جائے گی اور اس کے سامنے اظہار خوشی ہوگا یہاں تک کہ وہ صراط اور میزان سے گزر جائے گا۔[۴]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۷ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۰۲ (۳) عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۴۸۲ ح ۵ باب ۴۲ (۴) ۳ثواب الاعمال ص ۱۱۲ ح ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۳۹۳

presented by Ziaraat.com

سورۂ الانسان

سورۂ الانسان جسے سورۂ الدہر کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے یہ پورا سورۂ مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور کہا گیا ہے کہ مکمّل سورۂ مدینہ منوّرہ میں نازل ہوا اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۳۱ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ① اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ② اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ③ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ④ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ ⑤ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ⑥ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ⑦ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ⑧ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ⑨ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ⑩

اللّٰہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-کیا انسان پر عالم امکان میں ایسا وقت گزرا ہے جب وہ قابل ذکر شے نہ تھا۔ ۲-یقیناً ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے خلق کیا ہے تاکہ اس کا امتحان لیں پھر ہم نے اسے سننے والا اور دیکھنے والا بنا دیا۔ ۳-ہم نے اسے راستا دکھادیا خواہ وہ شکر گزار ہو یا ناشکرا۔ ۴-ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں، طوق اور دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ ۵-بے شک نیکوکار ایسے جام شراب پئیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ ۶-یہ چشمہ ہے جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں بہا کر لے جائیں گے۔ ۷-یہ وہ لوگ ہیں جو نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی۔ ۸-اور وہ طعام کی خواہش کے باوجود مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ۹-اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم تمھیں اللّٰہ کی خاطر کھلا رہے ہیں ہم تم سے کسی جزا یا شکریے کے طلب گار نہیں۔ ۱۰-ہم اپنے رب سے

presented by Ziaraat.com

اس دن کے عذاب سے ڈرتے ہیں جو خستہ وخراب کرنے والا اور مصیبت کا دن ہوگا۔

۱- هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا-

کیا انسان پر عالم امکان میں ایسا وقت گزرا ہے جب وہ قابل ذکر شے نہ تھا۔

حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ زمانے کا ایک حصّہ۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے "كَانَ مَقْدُوراً غَيْرَ مذكُورٍ" وہ قضا وقدر میں تھا ابھی ذکر نہیں کیا گیا تھا۔(۱)

کتاب مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ وہ ایک مقدور شے کی صورت میں تھا اور ابھی وجود میں نہیں آیا تھا۔(۲)

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ وہ شے تھا مگر قابلِ ذکر نہ تھا اور ایسی ہی روایت کتاب المحاسن میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور مجمع البیان میں صادقین علیہما السلام سے ہے کہ علم میں اس کا ذکر ہو چکا تھا لیکن تخلیق میں اس کا ذکر نہ تھا۔(۳)

۲- اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ-

یقیناً ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے خلق کیا ہے۔

نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کے معنیٰ ہیں اَخْلاطِ یعنی ملے جلے نطفے سے۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ مرد کا پانی اور عورت کا پانی دونوں میں ملاپ ہوتا ہے۔(۴)

نَّبْتَلِيْهِ-

تاکہ ہم اس کا امتحان لیں۔

فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا-

پھر ہم نے اُسے سننے والا اور دیکھنے والا بنا دیا۔

تاکہ وہ قدرت حاصل کرے آیتوں کو سُن کر اور دلائل کو دیکھ کر۔

۳- اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ-

ہم نے راستہ دکھا دیا۔

دلائل کو معیّن کر کے اور آیتوں کو نازل کر کے۔

(۱) کافی ج ۱ ص ۱۴۷ ح ۵ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۰۶ (۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۰۶
(۴) المحاسن ج ۱ ص ۳۷۹ ح ۸۳۶/۲۳۸ باب ۲۴ ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۰۶

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں ہے یعنی ہم نے اس کے لیے خیر اور شر کے راستے کو واضح کر دیا۔[۱]

اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا۔ خواہ وہ شکر گزار ہو یا ناشکرا۔

کتاب کافی اور کتاب توحید میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہم نے اسے پہچان لیا یا تو وہ قبول کرنے والا ہے تو وہ شکر گزار ہے یا چھوڑ دینے والا تو وہ ناشکرا ہے۔[۲]

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے پالینے والا ہے تو وہ شاکر ہے یا چھوڑنے والا ہے تو وہ ناشکرا ہے۔[۳]

۴۔ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا۔

ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں، طوق اور دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

(سَلٰسِلَا۠) زنجیروں کے ذریعے انھیں کھینچا جائے گا اور (اغلال) طوق کے ذریعے انھیں قید کیا جائے گا اور (سَعِيْرًا) آگ کے ذریعے انھیں جلایا جائے گا۔

۵۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا۔

بے شک نیکو کار ایسے جامِ شراب پئیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

''مِنْ كَاْسٍ'' سے مراد ''مِنْ خَمْرٍ'' شراب پئیں گے اور دراصل کاس سے مراد ''قدح'' ہے جس میں شراب ہوتی ہے۔

كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا جن میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

اس لیے کہ کافور ٹھنڈا اور شیریں ہوتا ہے اور اس کی خوش بو اچھی ہوتی ہے۔

۶۔ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ۔ یہ ایک چشمہ ہے جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے۔

تفسیر قمی میں ہے ''اَیْ مِنْهَا'' یعنی اس چشمے سے۔[۴]

يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا اور جہاں چاہیں بہا کر لے جائیں گے۔

وہ اسے جاری کر لیں گے جہاں چاہیں گے بہت آسانی کے ساتھ۔

کتاب مجالس میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ چشمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں جاری ہوتا ہے اور انبیاء اور مومنین کے گھروں تک بہہ کر جاتا ہے۔[۵]

۷۔ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نذریں پوری کرتی ہیں۔

اس کا بیان ہے جس کے سبب انھیں یہ عطا کیا گیا ہے اور یہ زیادہ بلیغ ہے ان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہ انھوں نے اپنے واجبات ادا کر دیے ہیں اس لیے کہ اگر کسی شخص نے اسے پورا کر دیا جسے اس نے اپنے اوپر واجب قرار دیا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر جس چیز کو واجب قرار دیا وہ اسے بخوبی پورا کرے گا۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۸ (۲) الکافی ج ۲ ص ۳۸۴ ح ۴ والتوحید ص ۴۱۱ ح ۴ باب ۶۴

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۸ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۸ (۵) الامالی از شیخ صدوق ۲۱۵ ح ۱۱ مجلس ۴۳

presented by Ziaraat.com

وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا– .اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی۔

جس کی سختیاں فاش ہوں گی اور مکمل طور سے ہر طرف پھیلی ہوئی ہوں گی۔

تفسیر قمی میں ہے ''المستطیر'' کے معنیٰ ہیں العظیم بڑا، اور کتاب مجالس میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم ہے ''كَلُوْحاً عَابِسًا'' تیوری چڑھائے ہوئے اور ترش رُو یعنی ناگفتہ بہ، پریشان کُن۔[۱]

۸–وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا–

اور وہ طعام کی خواہش کے باجود مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔

عَلٰى حُبِّهٖ کے معنیٰ ''حُبِّ الطَّعَامَ'' کھانے کی خواہش۔

کتاب مجالس میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ باوجودے کہ انھیں کھانا کھانے کی خواہش ہوتی وہ ایثار سے کام لیتے ہیں۔[۲]

مِسْكِيْنًا– کہا کہ جن مساکین کا تعلق مسلمانوں سے ہے۔[۳]

وَّيَتِيْمًا– فرمایا مسلمانوں میں جو یتیم ہیں۔[۴]

وَّاَسِيْرًا– فرمایا مشرکین میں سے جو قیدی ہیں۔[۵]

۹–اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا–

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم تمھیں اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں ہم تم سے کسی جزا یا شکریے کے طلب گار نہیں ہیں۔

فرمایا کہا جاتا کہ جب انھوں نے اِنھیں کھلایا تو بخدا اُن لوگوں سے یہ کچھ نہیں کہا البتہ انھوں نے اپنے دل میں اس بات کو پوشیدہ رکھا اللہ نے ان کے دل کی پوشیدہ بات کو ظاہر کر دیا وہ کہتے ہیں کہ ہم تم سے کوئی جزا نہیں چاہتے کہ تم اس کے ذریعے ہمیں بدلہ دو اور نہ ہی کسی شکریے کے طالب ہیں کہ تم اس عمل پر ہماری تعریف وتوصیف کرو البتہ ہم نے صرف اللہ کی خاطر اور اسی سے ثواب کی امید میں تمھیں کھانے کھلائے ہیں۔

۱۰–اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا–

ہم اپنے رب سے اس دن کے عذاب سے ڈرتے ہیں جو خستہ وخراب کرنے والا اور مصیبت کا دن ہوگا۔

عَبُوْسًا جس دن چہرے بگڑ جائیں گے، بدمزہ ہوں کے۔

قَمْطَرِيْرًا شدید مصیبت میں مبتلا ہوگا چہرہ بہت زیادہ اترا ہوا اور فق ہوگا۔

تفسیر مجمع البیان میں روایت ہے جسے خاص وعام نے بیان کیا ہے کہ اس سورے کی آیتیں: اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ سے لے کر كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا تک حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کی ایک کنیز جس کا نام فضہ تھا کی شان میں نازل ہوئی ہیں قصہ نہایت طویل

---

(۱)، (۲)، (۳)، (۴) و (۵) الامالی شیخ صدوق ص ۲۱۵ ح ۱۱ مجلس ۴۳

presented by Ziaraat.com

ہے من جملہ یہ کہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام بیمار ہوگئے اُن کے نانا اور عرب کی کچھ نمایاں شخصیات نے ان کی عیادت کی اور انھوں نے کہا اے ابوالحسن اگر آپ اپنے بچوں کے لیے نذر مان لیں تو بہتر ہوگا علی علیہ السلام نے نذر مانی کہ اللہ جب انھیں شفایاب کرے گا تو یہ تین دن کے روزے رکھیں گے اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اور حضرت فضّہ نے بھی نذر مان لی بچّے اچھے ہوگئے اور ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا تو حضرت علی علیہ السلام نے تین صَاع (تقریباً ۹ کلوگرام) جَو یہودی سے ادھار لیے اور یہ بھی روایت ہے کہ اس شرط پر لیے کہ وہ اس کے بدلے میں اون کات کر دیں گے اور وہ جَو حضرت فاطمہ کے پاس لے کر آئے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اس میں سے ایک صَاع (تین کلوگرام) چکّی میں پیسا اور اس کی روٹیاں بنائیں حضرت علی علیہ السلام نے مغرب کی نماز پڑھی، اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے روٹیاں ان کے نزدیک رکھ دیں۔

اتنے میں مسکین آیا ان کے لیے دعا کی اور اُن سے سوال کیا انھوں نے روٹیاں اسے دے دیں اور سوائے پانی کے کچھ نہیں چکھا جب دوسرا دن ہوا پھر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ایک صاع (تین کلوگرام) جو لے کر اسے پیسا اور اس کی روٹیاں پکا کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیں کہ اتنے میں دروازے پر یتیم نے دستک دی اور کھانا طلب کیا ان سب نے روٹیاں اسے دے دیں اور سوائے پانی کے کچھ نہ چکھا جب تیسرا دن ہوا تو حضرت فاطمہ علیہ السلام نے باقی ماندہ جَو کو پیسا اور اس کی روٹیاں تیار کیں اور حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لے کر آئیں کہ اتنے میں دروازے پر قیدی آ گیا اور کھانا طلب کیا انھوں نے وہ روٹیاں اٹھا کر اُسے دے دیں اور سوائے پانی کے کچھ بھی نہ چکھا جب چوتھا دن ہوا اور انھوں نے اپنی نذر پوری کر لی تو حضرت علی علیہ السلام امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان سب پر کمزوری کا غلبہ تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں دیکھ کر گریہ فرمایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۂ ''ھَلْ اَتٰی'' لے کر نازل ہوئے۔[۱]

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مزدوری کی کہ درخت خرما کی رات بھر سینچائی کریں گے تا کہ اس کے بدلے میں جَو مل جائے جب صبح ہوگئی اور انھیں جَو مل گئے تو اس کا ایک تہائی پیسا گیا اور اس میں سے کھانے کے لیے حریرہ بنایا جب حریرہ پک کر تیار ہو گیا تو مسکین آیا سب نے کھانا اُسے دے دیا پھر دوسرا ایک تہائی آٹے سے حریرہ بنایا گیا جب وہ پک گیا تو یتیم آیا انھوں نے اسے یتیم کو کھلا دیا پھر آخری ایک تہائی پیسا گیا اور پکایا گیا جب کھانا پک گیا تو مشرکین میں سے کوئی قیدی آ گیا اس نے سوال کیا ان لوگوں نے اسے کھانا کھلایا اور اپنے دن اسی طرح گزار دیے۔[۲]

تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس جَو تھے انھوں نے اس سے عصیدہ (آٹے اور گھی کا حلوہ) بنایا جب اسے پکایا اور کھانے کے لیے سامنے رکھا کہ مسکین آ گیا اور اس نے کہا ''اللہ تم لوگوں پر رحمت نازل کرے اللہ نے تمھیں جو کچھ مرحمت فرمایا ہے اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۰۴ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۰۴-۴۰۵

presented by Ziaraat.com

تو حضرت علی علیہ السلام اٹھے اور اس میں سے ایک تہائی اُسے دے دیا ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ یتیم آ گیا یتیم نے کہا اللہ کی رحمت تم لوگوں پر نازل ہو علی علیہ السلام اٹھے اور اسے بھی ایک تہائی دے دیا پھر اس کے بعد اسیر (قیدی) آ گیا اور اس نے کہا: رحمکم اللہ اللہ تم لوگوں پر رحمتوں کا نزول کرے تو علی علیہ السلام نے باقی ماندہ ایک تہائی اٹھا کر اسے دے دیا اور اس میں سے بالکل نہ چکھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں آیتیں نازل فرمائیں اور یہ ہر مومن کے لیے جاری رہیں گی جو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے عمل انجام دے گا۔(۱)

کتاب مجالس میں امام صادق علیہ السلام اپنے والد سے اسی سے ملتی جلتی روایت نقل کرتے ہیں جو اس روایت سے قریب ہے جو مجمع البیان میں پہلی روایت بیان کی گئی ہے البتہ اس روایت میں ان کے افعال واقوال کے بارے میں کچھ مزید باتیں ہیں اس روایت میں کہا گیا بچوں نے کہا کہ ہم بھی تین دن روزہ رکھیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں صحت وعافیت عطا کر دی انھوں نے بھی روزے رکھے اور اس روایت کے آخر میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے اہلِ بیت کے بارے میں آپ کو جو مبارک باد دی ہے اسے قبول فرمایئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اے جبریل علیہ السلام میں کیا چیز لے لوں انھوں نے کہا: هَلْ اَتٰی سے لے کر وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا تک۔(۲)

کتاب مناقب میں بیس بڑے بڑے مفسّرین سے زائد لوگوں سے روایت ہے اور اہل بیت میں سے امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے جو مجالس کی بیان کردہ روایت سے قریب ہے البتہ اس میں بچوں کے روزہ رکھنے کا تذکرہ نہیں ہے اور اس روایت کے آخر میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بھوک کی کیفیت سے دوچار دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان کے پاس سونے کا ایک بڑا پیالہ تھا جس میں در اور یاقوت جڑے ہوئے تھے جو ثرید (شوربے میں چُوری ہوئی روٹی) سے پُر تھا اور عَراق (وہ ہڈی جس کا گوشت الگ کر دیا گیا ہو) تھا جس میں سے مُشک اور کافور کی خوش بو آ رہی تھی وہ بیٹھے، انھوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے اور اس میں سے ایک لقمہ بھی کم نہ ہوا اور امام حسین علیہ السلام برآمد ہوئے اور ان کے پاس عَراق کا ایک حصّہ تھا تو ایک یہودی عورت نے آواز دی اے اہل بیت بھوک نے ستایا ہے یہ تم نے کہاں سے پایا ہے ہمیں بھی اس میں سے کھلا دو تو امام حسین علیہ السلام نے ہاتھ بڑھایا تاکہ وہ اس میں سے کھالے حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان کے ہاتھ سے وہ ٹکڑا لے لیا اور بڑا پیالہ لے کر آسمان کی طرف روانہ ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر امام حسین علیہ السلام اس عورت کو حصے میں سے کھلانا نہ چاہتے تو یہ پیالہ میرے اہل بیت علیہ السلام کے پاس چھوڑ دیا جاتا وہ جس میں سے قیامت تک کھاتے رہتے اور ''يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ'' کی آیت نازل ہوئی اور صَدقہ ذی الحجہ کی پچیسویں ۲۵ کی شب میں تھا اور هَلْ اَتٰی پچیسویں کے دن میں نازل ہوا۔(۳)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۸ (۲) الامالی از شیخ صدوق ص ۲۱۲ ح ۱۱ مجلس ۴۳

(۳) المناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۳۷۳-۳۷۵

presented by Ziaraat.com

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا
صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا
شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾
وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا
مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا
زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ
نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾

قرء حفص بغیر الالف فی الوصل فیھما وقف علی الاول بالف وعلی الثانی بغیر الالف ۱۲

۱۱-تو اللہ انھیں اُس دن کی تکلیف سے بچالے گا اور انھیں تازگی اور سُرور سے نوازے گا۔ ۱۲-اور انھوں نے صبر کیا اس کے بدلے میں انھیں جنت اور اس کے ریشمی حُلّے عطا کرے گا۔ ۱۳-وہ اس جنت میں اونچی مسندوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے نہ وہاں دھوپ کی حدّت دیکھیں گے اور نہ ہی سردی کی شدّت۔ ۱۴-اور گھنے درختوں کے سایے ان پر جھکے ہوں گے اور میووں کے گچھے ان کے قریب ان کے اختیار میں ہوں گے۔ ۱۵-اور ان کے سامنے چاندی کے ساغر اور شیشے کے شفاف گلاس کا دور چل رہا ہوگا۔ ۱۶-شیشے بھی جو چاندی کی قسم کے ہوں گے جسے مناسب مقدار میں بھرا گیا ہوگا۔ ۱۷-اور وہاں انھیں ایسی شراب پلائی جائے گی جس میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی۔ ۱۸-بہشت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔ ۱۹-اور ان کے سامنے ایسے نوخیز لڑکے گردش کر رہے ہوں گے جو ہمیشہ ایک ہی حال میں رہیں گے جب تم انھیں دیکھو گے تو سمجھو گے کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ ۲۰-اور جب تم وہاں نظر دوڑاؤ گے تو ہر طرح کی نعمت اور عظیم الشان سلطنت نظر آئے گی۔

۱۱-فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا-

تو اللہ انھیں اس دن کی تکلیف سے بچالے گا اور انھیں تازگی اور سرور سے نوازے گا۔

کتاب مجالس میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے (نَضْرَةً) شادابی و تازگی چہروں میں اور (سُرُوْرًا) مسرت وشادمانی دلوں میں۔[1]

---

(۱) امالی شیخ صدوق ص ۲۱۵ ح ۱۱

presented by Ziaraat.com

۱۲-وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا-

اور انھوں نے جو صبر کیا اس کے بدلے میں انھیں جنت اور اس کے ریشمی حُلّے عطا کرے گا۔

فرمایا جنت جس میں وہ سکونت اختیار کریں گے اور ریشم جسے بچھائیں گے اور اس کے بنے ہوئے لباس زیب تن کریں گے۔(۱)

۱۳-مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ- وہ اس جنت میں اور اونچی مسندوں پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔

فرمایا ''الاریکۃ'' کے معنیٰ ہیں ''مَسند''۔تخت اور اس کے اوپر ''حُجلہ'' (دلہن کے لیے آراستہ کمرا) ہوگا۔(۲)

لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا-

نہ وہاں دھوپ کی حدّت دیکھیں گے اور نہ ہی سردی کی شدّت کہا گیا ہے کہ ان کے پاس سے ایسی ہوا گزرے گی جو معتدل ہوگی۔

نہ تو اس میں جلانے والی گرمی ہوگی اور نہ ہی اذیّت پہنچانے والی ٹھنڈک۔(۳)

۱۴-وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا-

اور گھنے درختوں کے سایے ان پر جھکے ہوں گے۔ان سے قریب ہوں گے۔

وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا-

اور میووں کے گچھے ان کے قریب ان کے اختیار میں ہوں گے۔جن کا حاصل کرنا اور جن تک پہنچ اور رسائی بہت آسان ہوگی۔

تفسیر قمّی میں ہے کہ ان درختوں کے پھل نیچے ان کے پہنچ میں ہوں گے کھڑا ہوا شخص اور بیٹھا ہوا فرد دونوں کے لیے ان کا حاصل کرنا آسان ہوگا۔(۴)

کتاب کافی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے ''وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا'' اور میوں کے گچھے ان کے قریب ہوں گے مومن جس قسم کا پھل کھانا چاہے گا وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے گا جب کہ وہ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا ہوگا۔(۵)

۱۵-وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا-

اور اُن کے سامنے چاندی کے ساغر اور شیشے کے شفاف گلاس کا دَور چل رہا ہوگا۔

تفسیر قمّی میں ہے کہ ''الاکواب'' سے مراد بڑے بڑے ساغر ہیں جن کی ٹونٹیاں اور دستے نہیں ہوں گے۔(۶)

---

(۱) امالی شیخ صدوق ص ۲۱۵ ح ۱۱ (۲) امالی شیخ صدوق ص ۲۱۶ ح ۱۱
(۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۲۶ (۴) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۳۹۹
(۵) الکافی ج ۸ ص ۹۹ ح ۶۹ (۶) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۳۹۹

presented by Ziaraat.com

۱۶–قَوَارِيرَا مِنْ فِضَّةٍ–

شیشے بھی جو چاندی کی قسم کے ہوں گے۔

یعنی جس میں شیشے کی صفائی اور اس کی شفافیت یکجا ہوگی اور چاندی کی سفیدی اور اُس کی نرمی ہوگی۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ جنت کی چاندی میں نگاہیں نفوذ کر جائیں گی جس طرح وہ شیشے میں نفوذ کرتی ہیں۔(۱)

قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا–

جسے مناسب مقدار میں بھرا گیا ہوگا۔

کہا گیا ہے کہ انھوں نے اپنے دلوں میں جن کا تعیّن کر لیا ہوگا تو اس کی مقدار اور اس کی شکلیں ان کی تمناؤں کے عین مطابق ہوں گی یا انھوں نے اپنے اعمال صالحہ سے مطابقت کی ہوگی تو اسی لحاظ سے انھیں ملے گا یا چکّر لگانے والے غلمان ان کی خواہش کے مطابق انھیں شراب مہیا کریں گے۔(۲)

تفسیر قمی میں ہے وہ فرما: ''رہا ہے'' کہ ان کے رتبے اور درجے کے اعتبار سے اُن کے لیے بنائی جائے گی اس میں نہ کمی ہوگی نہ اضافہ۔(۳)

۱۷–وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا–

اور وہاں انھیں ایسی شراب پلائی جائے گی جس میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی۔

مزے میں وہ زنجبیل (سونٹھ) کے مشابہ ہوگی۔

کہا گیا ہے کہ عرب کے باشندے جس شراب میں سونٹھ کی آمیزش ہو اسے نہایت لذیذ گردانتے تھے۔(۴)

۱۸–عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا–

یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ اسے سلسبیل اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حلق میں نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ اتر جاتا ہے اور اس کا بنانا بھی آسان ہے۔(۵)

کتاب خصال میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے پانچ چیزیں عطا کی ہیں اور علی کو بھی پانچ چیزوں سے نوازا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر عطا کیا اور علی کو سلسبیل سے نوازا۔(۶)

۱۹–وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ–

اور ان کے سامنے ایسے نوخیز لڑکے گردش کر رہے ہوں گے جو ایک ہی حال میں رہیں گے۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹–۱۰ ص ۴۱۰ وتفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۹
(۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۶
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۹
(۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۷
(۵) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۷
(۶) الخصال ص ۲۹۳

presented by Ziaraat.com

کہا گیا ہے "مُخَلَّدُوْنَ" یعنی "دائمون" ہمیشہ رہنے والے۔[۱]

اور قمیؒ میں کہا "مستورون" پاک دامن۔[۲]

اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا۔

جب تم انھیں دیکھو گے تو سمجھو گے کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔

اس لیے کہ ان کا رنگ صاف ستھرا ہوگا یعنی وہ گورے چٹے ہوں گے اور مجالس میں پھیلے ہوئے ہوں گے اور ان میں سے ایک دوسرے کی روشنی منعکس ہو رہی ہوگی۔

۲۰۔ وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا۔

اور جب تم وہاں نظر دوڑاؤ گے تو ہر طرح کی نعمت اور عظیم الشان سلطنت نظر آئے گی۔

کتاب کافی میں اور تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے ایک حدیث میں آپ نے مومن کے اوصاف بیان کیے ہیں جب وہ جنتوں اور غرفوں میں داخل ہوگا آپ نے فرمایا کہ اس آیت سے وَلی اللہ کو مراد لیا گیا ہے اور اسے جو کرامت اور نعمت اور ملک عظیم ملے گا وہ مراد ہے اور اللہ کے فرستادہ فرشتے اس سے اجازت طلب کریں گے اور بغیر اجازت اس کے پاس نہیں جائیں ملکِ عظیم سے یہی مقصود ہے اور حدیث کا مکمل حصہ سورۂ رعد کی آیت ۲۴ اور سورۂ فاطر کی آیت ۳۵ اور سورۂ زُمر کی آیت ۲۰ کے ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔[۳]

کتاب مَعانی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے سوال کیا گیا وہ ملک کبیر کیا ہے اللہ نے جس کی بڑائی بیان فرمائی ہے اور اسے کبیر کہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل کرلے گا تو اپنے اولیاء میں ایک ولی کی طرف ایک پیغام رساں کو بھیجے گا تو وہ اس ولی اللہ کے دروازے پر محافظین کو دیکھے گا وہ محافظین اس سے کہیں گے تم یہیں ٹھہرو تا کہ ہم تمھارے لیے اجازت طلب کرلیں تو رب کا پیغام رساں اس کی اجازت کے بغیر اس ولی اللہ تک نہیں پہنچے گا اور اللہ کے قول: وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا سے یہی مراد ہے۔[۴]

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ وہ نعمت نہ زائل ہوگی اور نہ ہی فنا ہوگی۔[۵]

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۷ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۹

(۳) الکافی ج ۸ ص ۹۸۔۹۹ حدیث ۶۹ (۴) معانی الاخبار ص ۲۱۰ ح ۱

(۵) تفسیر مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۱۱ و تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۳۹۹

presented by Ziaraat.com

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ
رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ ع
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ ۚ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ
مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ ۚ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ ۚ وَمِنَ الَّيْلِ
فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ
يَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا
شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى
رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ ۙ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾ ع

۲۱–ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز کپڑے اور اطلس و دیبا کی پوشاک ہوگی انھیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور اُن کا پروردگار انھیں شرابِ طَہُورا پلائے گا۔ ۲۲–یہ تھی تمھاری جزا اور تمھاری سعیِ قابل قدر ہے۔ ۲۳–بے شک ہم نے ہی آپ پر یہ قرآن بتدریج نازل کیا ہے۔ ۲۴–لہٰذا آپ اپنے رب کے حکم پر صبر کیجیے اور ان میں سے کسی خطا کار یا ناشکرے کی بات نہ مانیے۔ ۲۵–اور صبح وشام اپنے رب کے نام کو یاد کیجیے۔ ۲۶–اور رات کے وقت اس کے حضور سجدہ ریز ہوں اور رات گئے تک اس کی تسبیح کرتے رہیں۔ ۲۷–یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور آنے والے سنگین دن کو چھوڑے بیٹھے ہیں۔ ۲۸–ہم نے ہی اُنھیں پیدا کیا ہے اور ان کے اعضاء کو مضبوط بنایا ہے اور ہم جب چاہیں انھیں بدل کر انھی جیسی دوسری قوم لے آئیں۔ ۲۹–بے شک یہ ایک نصیحت ہے اب جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کر لے۔ ۳۰–اور تم کچھ چاہتے ہی نہیں مگر وہی جو اللہ چاہتا ہے بے شک اللہ علیم اور صاحبِ حکمت ہے۔ ۳۱–وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالمین کے لیے اس نے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

presented by Ziaraat.com

۲۱-عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ-

ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز کپڑے اور اطلس ودیبا کی پوشاک ہوگی یعنی ان کے اوپر ہوں گے سبز رنگ کے ریشمی کپڑے جو نہایت باریک ہوں گے اور "اِسْتَبْرَقٌ" جو ذرا دبیز ہوگا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ بلندی پر کپڑے رکھے ہوں گے جنھیں وہ زیب تن کریں گے۔(۱)

وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ-

اور انھیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا-

اور ان کا پروردگار انھیں شراب طہورا پلائے گا۔

کتاب کافی اور تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے حدیثِ سابق میں مروی ہے کہ جنت کے دروازے پر ایک درخت ہے جس کا ایک پتا سایہ کرے گا جس کے سایہ تلے انسانوں میں ہزار شخص ہوں گے اور درخت کے داہنی طرف ایک پاک و پاکیزہ صاف ستھرا چشمہ ہوگا فرمایا وہ لوگ اس چشمے میں سے ایک بار سیر ہو کر پئیں گے تو اس کے سبب اللہ اُن کے دلوں کو حسد سے پاک کر دے گا اور ان کے چہروں سے بال گر جائیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اس پاکیزہ چشمے سے ان کا رب انھیں شراب طہور پلائے گا۔(۲)

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ سوائے اللہ کے انھیں ہر چیز سے دُور کر دے گا۔(۳)

۲۲-اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً-

یہ تو تھی تمھاری جزا جیسا کہ انھوں نے دل میں اس بارے میں سوچا تھا اور اظہار نہیں کیا تھا اسے اللہ نے ظاہر کر دیا۔

وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا- اور تمھاری سعی قابلِ قدر ہے۔

یعنی اللہ اسے ضائع نہیں ہونے دے گا۔

۲۳-اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا-

بے شک ہم نے ہی آپ پر یہ قرآن بتدریج نازل کیا ہے۔

جدا جدا وقفے وقفے سے۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۱۱ وتفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۹ (۲) الکافی ج ۸ ص ۹۶ ح ۶۹ وتفسیر قمی ج ۲ ص ۵

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۱۱-۴۱۲

presented by Ziaraat.com

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ قرآن ولایت علی کے ساتھ نازل ہوا۔ (۱)

۲۴-فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ-

لہٰذا آپ اپنے رب کے حکم پر صبر کیجیے کہ مدد میں آپ کو تاخیر کا سامنا پڑا۔

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا- اور اُن میں سے کسی خطا کار یا ناشکرے کی بات نہ مانیے۔

۲۵-وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا- اور صبح شام اپنے رب کے نام کو یاد کیجیے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا صبح کے وقت اور دوپہر کے وقت۔ (۲)

۲۶-وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا-

اور رات کے وقت اس کے حضور سجدہ ریز ہوں اور رات گئے تک اس کی تسبیح کرتے رہیں۔

لَيْلًا طَوِيْلًا سے مراد ہے نماز شب۔ (۳)

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اس تسبیح سے کیا مراد ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا نمازِ شب۔ (۴)

اور کہا گیا ہے کہ ''بُكْرَةً'' سے مراد نماز فجر ہے اور ''اَصِيْلًا'' سے مراد ظہرین یعنی ظہر وعصر کی نمازیں ہیں اور ''وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ'' سے مغربین ہے یعنی مغرب وعشاء کی نمازیں ہیں ''وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا'' سے مراد نمازِ تہجد ہے یعنی تم رات کے ایک طویل حصے پر مشتمل نماز تہجد قائم کرو۔ (۵)

۲۷-اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ- یقیناً یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں۔

وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا- اور آنے والے سنگین دن کو چھوڑے بیٹھے ہیں۔

وَرَآءَهُمْ کے معنی ہیں اَمَامَهُمْ ان کے سامنے، ان کے آگے۔

اَوْ خَلْفَ ظُهُوْرِهِمْ یا اُن کے پس پُشت۔

يَوْمًا ثَقِيْلًا- شدید دن۔

۲۸-نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ- ہم نے ہی انھیں پیدا کیا ہے اور ان کے اعضاء کو مضبوط بنایا ہے۔

یعنی ان کی ہڈیوں کے جوڑوں کو اعصاب سے مضبوط کر دیا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یعنی ان کی تخلیق نہایت مضبوط اور توانا ہے۔ (۶)

وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا-

اور ہم جب چاہیں انھیں بدل کر ان کی جگہ انھی جیسی دوسری قوم لے آئیں۔

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۴۳۵ ح ۱۹
(۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۹
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۹
(۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۱۳
(۵) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۸
(۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۹۹

presented by Ziaraat.com

ہم انھیں ہلاک کر دیں اور ایسے لوگوں میں تبدیل کر دیں جو خلقت اور مضبوطی میں ان ہی کی طرح ہوں اس سے مراد دوسری تخلیق ہے اور مراد ہے ان کے غیر سے تبدیل کر دینا وہ لوگ جو دنیا میں اطاعت گزار ہوں۔

۲۹-اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا-

بے شک یہ ایک نصیحت ہے اب جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کر لے۔

یعنی اطاعت کے ذریعے اس کا تقرب حاصل کرے۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اس سے مراد ولایت ہے۔(۱)

۳۰-وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ- اور تم کچھ چاہتے ہی نہیں مگر وہی جو اللہ چاہتا ہے۔

کتاب خرائج میں امام قائم علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے مفوضہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ انھوں نے جھوٹ کہا ہے ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی مشیت کے لیے ایک ظرف کی مانند ہیں جب وہ چاہتا ہے ہم چاہتے ہیں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔(۲)

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا- بے شک اللہ علیم اور صاحبِ حکمت ہے۔

وہ وہی چاہتا ہے علم اور حکمت جس کا تقاضا کرتی ہے۔

۳۱-يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ- وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔

ہدایت اور اطاعت کی توفیق دے کر۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اللہ جسے چاہتا ہے ہماری ولایت میں داخل کر دیتا ہے۔(۳)

وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا-

اور ظالمین کے لیے اس نے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص پچاس روز صبح کے وقت سورۂ ''هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ'' پڑھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے آٹھ سو کنواری حوروں سے شادی کرا دے گا اور اسے چار ہزار ثیبہ عورتیں ملیں گی اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگا۔(۴)

کتاب امالی میں امام ہادی علیہ السلام سے مروی ہے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دوشنبہ (پیر) کے شر سے خود کو بچائے تو اسے چاہیے کہ وہ صبح کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ ''هَلْ اَتٰى'' کی تلاوت کرے پھر پڑھے:

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ الخ۔(۵)

---

(۱) الکافی ج ص ۴۳۵ ح ۲۱ (۲) الخرائج والجرائح ج ۱ ص ۴۵۹ حدیث ۴ کے ذیل میں

(۳) الکافی ج ۱ ص ۴۳۵ ح ۹۱ (۴) ثواب الاعمال ص ۱۲۱ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۰۲

(۵) امالی شیخ طوسی ص ۲۲۴ ح ۳۸۹/۳۹ آٹھویں مجلس

presented by Ziaraat.com

سورۂ المرسلات

سورۂ مُرسلات مکی سورہ ہے اور اس میں ۵۰ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا ۙ﴿۳﴾ فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُلۡقِیٰتِ ذِکۡرًا ۙ﴿۵﴾ عُذۡرًا اَوۡ نُذۡرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوۡمُ طُمِسَتۡ ۙ﴿۸﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتۡ ۙ﴿۹﴾ وَ اِذَا الۡجِبَالُ نُسِفَتۡ ۙ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ؕ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ؕ﴿۱۲﴾ لِیَوۡمِ الۡفَصۡلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا یَوۡمُ الۡفَصۡلِ ؕ﴿۱۴﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمۡ نُہۡلِکِ الۡاَوَّلِیۡنَ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتۡبِعُہُمُ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۷﴾ کَذٰلِکَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-قسم ہے ان فرشتوں کی جو پے در پے بھیجے گئے ہیں۔ ۲-قسم ہے ان فرشتوں کی جو سرعت سے احکام انجام دیتے ہیں۔ ۳-قسم ہے ان فرشتوں کی جو وحی الٰہی کو اچھی طرح نشر کرتے ہیں۔ ۴-قسم ہے ان فرشتوں کی جو حق و باطل کو مکمل طور سے جدا کرتے ہیں۔ ۵-اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو ذکر کو بصورت وحی لے کر آتے ہیں۔ ۶-حجت کو تمام کرنے یا تنبیہ کو مکمل کرنے کے لیے۔ ۷-جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا چکا ہے وہ یقیناً واقع ہونے والی ہے۔ ۸-جس وقت ستارے بالکل بے نور کر دیے جائیں گے۔ ۹-اور جب آسمان کو شگافتہ کر دیا جائے گا۔ ۱۰-اور جب پہاڑوں کو اکھیڑ کر اڑا دیا جائے گا۔ ۱۱-اور جب رسولوں کی حاضری کا وقت آ پہنچے گا۔ ۱۲-کس روز کے لیے یہ کام اٹھا رکھا گیا تھا۔ ۱۳-فیصلے کے دن کے لیے۔ ۱۴-تم کیا جانو فیصلے کا دن کیا ہے۔ ۱۵-جس روز جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔ ۱۶-کیا ہم نے پہلے والوں کو ہلاک نہیں کیا تھا؟ ۱۷-پھر ہم بعد میں آنے والوں کو انھیں کے پیچھے لائیں گے۔ ۱۸-ہم مجرمین کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۔

۱-وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا- قسم ہے ان فرشتوں کی جو پے در پے بھیجے گئے۔

۲-فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا- قسم ہے ان فرشتوں کی جو سرعت سے احکام حق انجام دیتے ہیں۔

presented by Ziaraat.com

۳- وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا- قسم ہے فرشتوں کی جو وحی الٰہی کو اچھی طرح نشر کرتے ہیں۔

۴- فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا- قسم ہے ان فرشتوں کی جو حق و باطل کو مکمل طور سے جدا کرتے ہیں۔

۵- فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا- قسم ہے ان فرشتوں کی جو ذکر کو بصورت وحی لے کر آتے ہیں۔

۶- عُذْرًا اَوْ نُذْرًا- حجت کو تمام کرنے یا تنبیہ کو مکمل کرنے کے لیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کے مختلف گروہوں کی قسم کھائی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنھیں اپنے اَوامر و نواہی کے ساتھ بھیجا تھا مجمع البیان میں امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب سے ایسی ہی روایت ہے۔(۱)

کہا گیا ہے کہ ''فَعَصَفْنَ'' سے مراد ہے کہ وہ اللہ کا حکم تسلیم کرتے ہوئے ہواؤں کو تیز تند چلاتے ہیں یا باطل ادیان کو تیزی کے ساتھ مٹا دیتے ہیں اور زمین میں شریعتوں، علوم اور ہدایت کے آثار کو پھیلاتے ہیں تو اس طرح وہ حق و باطل کو ایک دوسرے سے علاحدہ اور جدا کر دیتے ہیں اور انبیاء تک ذکر کو لے کر آتے ہیں صاحبانِ حق کے سامنے حجت کو پیش کرنے اور اہلِ باطل کے سامنے تنبیہ کرنے کے لیے۔ عُذر اور نُذر دونوں مصدر ہیں عذر کے لیے جب وہ برائی کو مٹا دے اور نُذر کے لیے جب وہ ڈرے یا یہ دونوں لفظ عذیر اور نذیر کی جمع ہیں یعنی معذرت اور انذار (ڈرانا) یا وہ عاذر یعنی (عذر خواہی کرنے والا) اور مُنذر (ڈرانے والا) کے معنیٰ میں آئے ہیں۔(۲)

تفسیر قمی میں ''والمرسلات عُرفا'' فرمایا: اس سے مراد آیتیں (نشانیاں) ہیں جو پے در پے آتی رہتی ہیں ''فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا'' سے مراد قبر ہے ''وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا'' سے مردوں کا قبر سے نکالا جانا ہے ''فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا'' سے فرمایا: الدّآبّہ (چوپایہ) مراد ہے ''فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا'' سے مراد فرشتے ہیں ''عُذْرًا اَوْ نُذْرًا'' فرمایا: جو کچھ میں کہہ رہا ہوں میں تمھیں اس میں معذور قرار دے رہا ہوں اور تمھیں تنبیہ کر رہا ہوں اور وہ قسم ہے۔(۳)

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں گویا کہ اس کے ذریعے اشارہ ہے ان فرشتوں کی طرف جنھیں آیاتِ رجعت اور قیامت کی شرطوں اور قبروں سے گرد و غبار کے بلند ہونے اور قبروں میں سے مردوں کے زندہ ہو کر نکلنے اور ''دَآبَّة الارض'' کے برآمد کیے جانے اور مومن و کافر کے علاحدہ ہونے اور انسانوں کے دلوں میں ذکر اِلقا کرنے کے لیے ہے۔

۷- اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ-

جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا چکا ہے وہ یقیناً واقع ہونے والی ہے۔

یہ جواب قسم ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم سے قیامت کے واقع ہونے کا جو وعدہ کیا گیا تھا وہ لامحالہ پورا ہو کر رہے گا۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۱۵ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۹

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۰

presented by Ziaraat.com

۸۔ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ۔ جس وقت ستارے بالکل بے نور کر دے جائیں گے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ اُن کا نور ختم ہو جائے گا۔ (۱)

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے ''طُمُوسُھا'' کے معنیٰ ہیں ''ذِھَابُ ضَوْئِھَا'' اس کی روشنی کا ختم ہو جانا۔ (۲)

۹۔ وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ۔ اور جب آسمان کو شگافتہ کر دیا جائے گا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا پھٹ جائے گا اور شق ہو جائے گا۔ (۳)

۱۰۔ وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ۔ اور جب پہاڑوں کو اکھیڑ کر اڑا دیا جائے گا۔

یعنی پہاڑوں کو ریت کی طرح کر دیا جائے گا تفسیر قمیؒ میں یعنی اکھیڑ دیا جائے گا۔ (۴)

۱۱۔ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ۔ اور جب رسولوں کی حاضری کا وقت آ پہنچے گا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے جنھیں مختلف اوقات میں مبعوث کیا گیا تھا۔ (۵)

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے ایسی ہی روایت ہے اس سے مراد ان کے وقت کا تعیّن کرنا ہے جس میں وہ امتوں کی گواہی دینے کے لیے حاضر کیے جائیں گے۔ (۶)

۱۲۔ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ۔ کس روز کے لیے یہ کام اٹھا رکھا گیا تھا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ مؤخر کہا گیا تھا۔ (۷)

کہا گیا ہے یعنی سوال کیا گیا تھا کہ اسے کس دن کے لیے مؤخر کیا گیا ہے؟

اور ان کے لیے مدّت کی مثال بیان کی گئی ہے ان کے اکھٹے ہونے کی تا کہ وہ امتوں پر گواہ ہوں اور وہ اس دن کی تعظیم ہے اور اس کی ہولناکی پر حیرانی ہے۔

۱۳۔ لِیَوْمِ الْفَصْلِ۔ فیصلے کے دن کے لیے یہ روز مدّت کا بیان ہے۔

۱۴۔ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ۔ تم کیا جانو کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟

۱۵۔ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ۔ جس روز جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔

اس دن کی وجہ سے۔

۱۶۔ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ۔ کیا ہم نے پہلے والوں کو ہلاک نہیں کیا؟

۱۷۔ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ۔ پھر ہم بعد میں آنے والوں کو انھیں کے پیچھے لائیں گے۔

۱۸۔ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ۔ ہم مجرمین کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۔

ہر اس شخص کے ساتھ جو جُرم کا ارتکاب کرتا ہے۔

---

(۱)، (۲) و (۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۰۔۴۰۱ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۱

(۵) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۱۵ (۶) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۰ (۷) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۲

presented by Ziaraat.com

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ
قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۟ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّ
جَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ
ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ
كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾

۱۹-اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔ ۲۰-کیا ہم نے تمھیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟
۲۱-پھر اسے ہم نے ایک محفوظ جگہ ٹھہرائے رکھا۔ ۲۲-ایک مقررہ مدت کے لیے جسے ہم جانتے ہیں۔
۲۳-ہم اس امر پر قادر تھے، ہم کتنی بہترین قدرت رکھتے ہیں۔ ۲۴-اس روز جھٹلانے والوں کے لیے
تباہی ہے۔ ۲۵-کیا ہم نے زمین کو رہائش گاہ قرار نہیں دیا۔ ۲۶-زندہ اور مردہ افراد کے لیے۔
۲۷-اور اس میں بلند وبالا پہاڑوں کو جما دیا اور ہم نے تمھیں آبِ شیریں سے سیراب کیا۔ ۲۸-اس
دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ ۲۹-تم اس چیز کی طرف روانہ ہو جاؤ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔
۳۰-چل پڑو ایسے سائبان کی طرف جو تین حصّوں والا ہے۔ ۳۱-نہ ٹھنڈی چھاؤں والا ہے اور نہ ہی
شعلوں سے بچانے والا ہے۔ ۳۲-یقیناً اس جہنم سے ایسی چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے کوئی محل ہو۔
۳۳-ایسا لگتا ہے گویا کہ وہ پیلے رنگ کے اونٹ ہوں۔

۱۹-وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ-

اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے اس جملے میں تاکید ہے۔

۲۰-اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ-

کیا ہم نے تمھیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟

ایسے نطفے سے جو گندہ اور حقیر تھا۔

تفسیر قمی میں ہے "مُنتِنٌ" یعنی بدبودار۔

۲۱-فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ- پھر اسے ہم نے ایک محفوظ جگہ ٹھہرائے رکھا یعنی رحم میں۔

presented by Ziaraat.com

۲۲-اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ-

ایک مقررہ مدّت تک کے لیے جسے ہم جانتے ہیں۔

وقت کی ایک معلوم مقدار تک اللہ تعالیٰ نے جسے ولادت کے لیے مقرر کر رکھا ہے۔

۲۳-فَقَدَرْنَا ۟ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ-

ہم اس امر پر قادر تھے ہم کیسی بہترین قدرت رکھتے ہیں۔

ہم اس بات پر قادر تھے تو دیکھ لو ہم کیسی بہترین قدرت کے مالک ہیں۔

۲۴-وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ-

اس روز جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔

۲۵-اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا-

کیا ہم نے زمین کو رہائش گاہ قرار نہیں دیا۔

۲۶-اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا-

زندہ اور مردہ افراد کے لیے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا الکفات رہائش گاہیں اور فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے صفین سے واپسی پر قبروں کی طرف دیکھ کر فرمایا: هٰذِهٖ كِفَاتُ الْاَمْوَاتِ یہ مردوں کی رہائش گاہیں ہیں پھر آپ نے کوفے کے گھروں کو دیکھا اور ارشاد فرمایا: هذه كفات الاحیاء یہ زندہ افراد کے مکانات ہیں اور ان کے رہنے کی جگہیں ہیں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔[۱]

کتاب معانی میں امام صادق علیہ السلام سے ایسی ہی روایت ہے۔[۲]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا:

دفن الشّعر و الظفر بالوں اور ناخنوں کا دفن کرنا[۳]

۲۷-وَّ جَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ-

اور ہم نے اس میں بلند و بالا پہاڑوں کو جما دیا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا اونچے اور بلند پہاڑ۔[۴]

وَّ جَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ-

اور ہم نے تمھیں آب شیریں سے سیراب کیا۔

فراتاً کے معنیٰ ہیں ''عذباً'' شیریں اس میں نہریں اور چشمے پیدا کر کے۔

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۰ (۲) معانی الاخبار ص ۳۴۲ ح ۱

(۳) الکافی ج ۶ ص ۴۹۳ ح ۱ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۰

presented by Ziaraat.com

۲۸- وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ- اس روز جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔

اس طرح کی نعمتوں کو جھٹلانے والے۔

۲۹- اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ-

تم اس چیز کی طرف روانہ ہو جاؤ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

ان سے کہا جا رہا ہے عذاب کی طرف چل پڑو تم جسے جھٹلاتے تھے۔

۳۰- اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ-

چل پڑو ایسے سائبان کی طرف جو تین حصّوں والا ہے۔

تفسیر قمّی میں ہے فرمایا اس میں آگ کے تین حصّے ہیں۔[۱]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا ہم تک یہ بات پہنچی ہے۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ کہ جب جہنّمی جہنّم میں جانے سے پہلے جہنّم کی طرف لے جائے جانے کے لیے تیار ہوں گے تو ان سے کہا جائے گا تم ایسے سائبان میں جاؤ جو جہنّم کے دھنویں سے بنا ہوا تین حصّوں والا ہے وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ جنت ہے پھر اس کے بعد فوج در فوج انھیں جہنّم میں داخل کر دیا جائے گا اور یہ دوپہر کا وقت ہوگا اور جنت والوں کے سامنے ان کے من پسند تحفے لائے جائیں گے یہاں تک کہ جنت میں انھیں اُن کی رہائش گاہیں انھیں دوپہر کے وقت دے دی جائیں گی۔[۲]

۳۱- لَّا ظَلِيْلٍ وَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ-

نہ ٹھنڈی چھانو والا ہے اور نہ ہی شُعلوں سے بچانے والا۔

۳۲- اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ-

یقیناً اس جہنّم سے ایسی چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے کوئی محل ہو اپنی عظمت میں۔

تفسیر قمّی میں ہے فرمایا آتشِ جہنّم کے شَرَر (چنگاریاں) محلّات اور پہاڑوں کی مانند ہیں۔[۳]

۳۳- كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ-

جِمٰلَتٌ جمال کی جمع ہے اور جمال جَمَل کی جمع ہے یعنی اونٹ۔

صُفْرٌ پیلے رنگ کے تفسیر قمّی میں ہے یعنی کالے رنگ کے ہیں۔[۴]

کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اونٹ کی سیاہ رنگت کو پہلے سے مثال دی جاتی ہے پہلی تشبیہ عظمت میں دی گئی ہے اور دوسری تشبیہ رنگ میں ہے اور کثرت میں ہے اور پے در پے آنے میں ہے اور مل جانے میں ہے اور بہت جلد متحرک ہو جانے میں ہے۔

---

(۱) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۴۰۰ (۲) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۱۱۳

(۳) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۴۰۰ (۴) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۴۰۰

presented by Ziaraat.com

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ لَا يُؤْذَنُ لَهُمْ
فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ
وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع ۱ ۲۱
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا
هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۲ ۲۲

۳۴-اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ ۳۵-یہ وہ دن ہے جب وہ کچھ نہ بولیں گے۔ ۳۶-اور نہ ہی انھیں اجازت دی جائے گی کہ وہ عذر خواہی کریں۔ ۳۷-اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ ۳۸-یہ فیصلے کا دن ہے جس میں ہم نے تمھیں اور پہلے والوں کو جمع کر دیا ہے۔ ۳۹-پس اگر تمھارے پاس کوئی حیلہ ہے تو مجھ پر آزما کر دیکھ لو۔ ۴۰-اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ ۴۱-بے شک متقین گھنی چھانو اور چشموں میں ہوں گے۔ ۴۲-اور جس پھل کی خواہش کریں گے وہاں موجود ہوگا۔ ۴۳-کھاؤ اور پیو مزے سے ان اعمال کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔ ۴۴-ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ ۴۵-اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ ۴۶-کھاؤ اور کچھ دن اور مزے لوٹ لو تم لوگ تو مجرم ہو۔ ۴۷-اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ ۴۸-اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔ ۴۹-اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ ۵۰-اس قرآن کے بعد کون سا کلام ہوسکتا ہے جس پر یہ ایمان لے آئیں۔

۳۴-وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ- اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔

۳۵-هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ- یہ وہ دن ہے جب وہ کچھ نہ بولیں گے۔
حیرت اور دہشت کی زیادتی کے سبب کچھ مواقف پر جیسا کہ وارد ہوا ہے۔

۳۶-وَ لَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ- اور نہ ہی انھیں اجازت دی جائے گی کہ وہ عذر خواہی کریں۔

presented by Ziaraat.com

فَيَعْتَذِرُوْنَ کا ''عطف يُؤذن'' پر ہے یہ اس کا جواب نہیں ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ ان کے لیے عذر ہے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ بزرگ وبرتر ہے زیادہ صاحب عدل ہے اور بڑی عظمت والا ہے کہ اس کے بندے کا کوئی عذر ہو اور وہ اس کو معذرت پیش کرنے کی اجازت مرحمت نہ فرمائے البتہ یہ کامیابی اور کامرانی ہے لہٰذا اس کی عذرخواہی باقی نہیں رہتی۔[۱]

۳۷-وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ-

اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔

۳۸-هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ-

یہ فیصلے کا دن ہے جس میں ہم نے تمھیں اور پہلے والوں کو جمع کر دیا ہے۔

يَوْمُ الْفَصْلِ یہ صاحبان حق اور اہل باطل کو جدا کرنے کا دن ہے۔

۳۹-فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ-

پس اگر تمھارے پاس کوئی حیلہ ہے تو مجھ پر آزما کر دیکھ لو۔

یہ ان کے لیے تنبیہ ہے اس مکروفریب پر جو وہ مومنین کے ساتھ دنیا میں کیا کرتے تھے اور اس روز یعنی قیامت کے دن ان کی عاجزی کو ظاہر کرنا ہے۔

۴۰-وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ- اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔

اس لیے کہ ان کے ہاں کوئی تدبیر نہیں ہے جو انھیں عذاب سے چھٹکارا دلا سکے۔

۴۱-اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ-

بے شک متقین گھنی چھانو اور چشموں میں ہوں گے۔

۴۲-وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ- اور جس پھل کی خواہش کریں گے وہاں موجود ہوگا۔

وہ مختلف اقسام کی نعمت اور آسائش میں ٹھہرے ہوئے ہوں گے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ نور کے ایسے سایے میں جو سورج سے زیادہ منور وروشن ہوگا۔[۲]

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے فرمایا خدا کی قسم ہم اور ہمارے شیعہ اس سے مراد ہیں ہمارے علاوہ کوئی بھی ملّت ابراہیمی کا پیروکار نہیں ہے دیگر تمام افراد اس سے بیزار ہیں۔[۳]

۴۳-كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ-

کھاؤ پیو مزے سے ان اعمال کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔ یہ ان سے کہا جا رہا ہے۔

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۱۷۸ ح ۲۰۰ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۰

(۳) الکافی ج ۱ ص ۴۳۵ ح ۹۱

presented by Ziaraat.com

۴۴-اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ- ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

۴۵-وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ- اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔

۴۶-كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ- کھاؤ پیو اور کچھ دن اور مزے لوٹ لو تم لوگ مجرم ہو۔

ان سے یہ کہا جا رہا ہے انھیں دنیاوی حالات کو یاد دلانے کے لیے اور انھوں نے جو کچھ اپنے نفس کے خلاف گناہ کا ارتکاب کیا تھا قلیل سرمائے کو دائمی نعمت پر ترجیح دے کر۔

۴۷-وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ- اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔

کیوں کہ انھوں نے خود کو دائمی عذاب کے لیے پیش کر دیا ہے معمولی سے فائدے کے عوض۔

۴۸-وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ-

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔

روایت کی گئی ہے کہ یہ آیت ''ثقیف'' کے بارے میں نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو نماز کا حکم دیا تو انھوں نے جواب دیا ہم جھکنے والے نہیں ہیں۔(۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ گھٹنوں پر نماز کے وقت ہاتھ نہیں رکھیں گے یہ بات ہمارے لیے باعث ننگ وعار ہے۔اسے روایت کیا ہے۔مجمع البیان نے اُس دین میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس میں رکوع اور سجدہ نہیں ہے۔(۲)

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں ''لا نحنّی'' کے معنیٰ ہیں ''لا نعطف ظُهُوْرَنَا'' کہ ہم اپنی پیٹھ نہیں جھکائیں گے اور دوسری روایت کے مطابق ''لا نُجَبِّي'' یعنی ہم اپنے چہرے کے بل نہ رکوع کریں گے اور نہ ہی سجدے میں جائیں گے اور یہ دونوں مفاہیم ایک دوسرے سے بہت نزدیک ہیں۔

تفسیر قمیؒ میں ہے جب اُن سے کہا جاتا ہے تم امام سے ''تولّٰی'' اختیار کرو تو وہ اس سے ''تولّٰی'' نہیں کرتے۔(۳)

۴۹-وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ- اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔

۵۰-فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ-

اس قرآن کے بعد کون سا کلام ہوسکتا ہے جس پر یہ ایمان لے آئیں بعدہ سے مراد ہے ''بعد القرآن'' قرآن (مجید) کے بعد تفسیر قمیؒ میں ہے اے نبی میں نے جو تم سے بات کہی ہے اس کے بعد۔

يُؤْمِنُوْنَ اس پر ایمان لے آؤ گے جب تم اس پر ایمان نہیں لائے۔

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص بھی سورۂ مُرسلات (وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا) پڑھے گا تو خداوند عالم اس شخص کے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تعارف کرا دے گا۔(۴)

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۱۹ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۱۹

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۱ (۴) ثواب الاعمال ص ۱۲۱ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۱۴

presented by Ziaraat.com

سورۂ النبا

سورۂ عَمَّ جس کا نام سورۃ النبا بھی ہے یہ سورۂ مکّۂ مکرمہ میں نازل ہوا اس میں آیتوں کی تعداد ۴۰ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸ وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹ وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱ وَّ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۝۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝۱۶ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝۱۷ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝۱۸

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-یہ لوگ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے دریافت کر رہے ہیں۔ ۲-اس بڑی خبر کے بارے میں۔ ۳-جس سلسلے میں یہ لوگ مختلف رائے رکھتے ہیں۔ ۴-ہرگز نہیں عنقریب وہ جان لیں گے۔ ۵-پھر ہرگز نہیں جلد ہی انھیں پتا چل جائے گا۔ ۶-کیا ہم نے زمین کو گہوارۂ راحت نہیں بنایا؟ ۷-اور پہاڑوں کو میخوں کی صورت میں قائم نہیں کیا؟ ۸-اور ہم نے تمھیں جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا۔ ۹-اور ہم نے تمھاری نیند کو سکون کا ذریعہ بنایا۔ ۱۰-اور ہم نے رات کو لباس جیسا بنا دیا۔ ۱۱-اور ہم نے دن کو معاش کے لیے مقرر کیا۔ ۱۲-اور ہم نے تمھارے اوپر سات مضبوط سائبان بنا دیے۔ ۱۳-اور ہم نے سورج کو روشن چراغ بنایا۔ ۱۴-اور ہم نے ہی بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا۔ ۱۵-تاکہ اس کے وسیلے سے ہم اناج اور سبزیاں اگائیں۔ ۱۶-اور گھنے گھنے باغات پیدا کریں۔ ۱۷-بے شک فیصلے کا دن ایک معیّنہ وقت ہے۔ ۱۸-جس روز صور پھونکا جائے گا تم لوگ فوج در فوج چلے آؤ گے۔

presented by Ziaraat.com

۱-عَمَّ-

کس چیز کے بارے میں دراصل یہ لفظ ''عَنْ ما'' ہے جو مدغم ہو کر ''عَمّا'' بنا اور پھر الف گر گیا اور ''عَمَّ'' بن گیا۔

یَتَسَآءَلُوْنَ-

ایک دوسرے سے دریافت کر رہے ہیں پوچھ رہے ہیں اس استفہام (سوال) میں جس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں اس کی شان کی عظمت کا بیان ہے۔

۲-عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ-

اس بڑی خبر کے بارے میں۔

۳-الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ-

جس سلسلے میں یہ لوگ مختلف رائے رکھتے ہیں۔

بیان ہے عظیم المرتبت شان کا۔ کہا گیا ہے کہ وہ لوگ دوبارہ زندہ کیے جانے کے بارے میں سوال کر رہے تھے۔[۱]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ''اَلنَّبَاُ الْعَظِیْمُ'' سے مراد ولایت ہے۔[۲]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ''عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ'' کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی آیت مجھ سے بڑی نہیں ہے اور بخدا نہ مجھ سے زیادہ باعظمت کوئی اور خبر ہے۔[۳]

تفسیر قمی میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی کوئی خبر مجھ سے زیادہ عظیم نہیں ہے اور اللہ کی کوئی آیت مجھ سے بڑی نہیں ہے گزشتہ امتوں کے سامنے بھی میری فضلیت کو زبانوں کے اختلاف کے باجود پیش کیا گیا ان امتوں نے میری فضلیت کا اقرار نہیں کیا۔[۴]

کتاب عُیُون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے وہ اپنے والد اور اپنے آباؤ اجداد سے روایت کرتے ہیں امام حسین بن علی فرماتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

یَا عَلِیُّ اَنْتَ حُجَّةُ اللهِ، وانتَ بَابُ اللهِ وَاَنْتَ الطَّرِیْقُ اِلَی اللهِ وَاَنْتَ النَّبَاُ الْعَظِیْمُ، وَاَنْتَ الصِّرَاطُ

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۳۲ (۲) الکافی ج ۱ ص ۴۱۸ ح ۳۴

(۳) الکافی ج ۱ ص ۲۰۷ ح ۳ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۱

presented by Ziaraat.com

الْمُسْتَقِيمُ وَاَنْتَ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى (الحدیث)۔

اے علی تم اللہ کی حجّت، اللہ کا دروازہ، اللہ کی طرف جانے کا راستہ نَبَأٍ عظیم، صراطِ مستقیم اور بہت ہی بلند وبالا مثال ہو۔(۱)

کتاب کافی میں خطبۂ وسیلہ میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے: اِنِّی اَلنَّبَأُ الْعَظِيمُ وَعَنْ قَلِيلٍ ستعلمُون مَا تُوعَدُون۔

میں ہی ''نبأ عظیم'' ہوں اور تھوڑے ہی عرصے بعد عن قریب تم جان لوگے جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔(۲)

۴- كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ۔

ہرگز نہیں عنقریب وہ جان لیں گے۔

باہمی دریافت کرنے سے روکنا اور اس پر وعید (دھمکی) ہے۔

۵- ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ۔

پھر ہرگز نہیں جلد ہی انھیں پتا چل جائے گا۔

تاکید کے لیے مکرّر بیان کیا گیا اور لفظ ''ثُمَّ'' اس امر کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے کہ دوسری وعید (دھمکی) زیادہ شدید ہے۔

۶- اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا۔

کیا ہم نے زمین کو گہوارۂ راحت نہیں بنایا؟

انسانوں کے لیے گہوارہ راحت۔

۷- وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا۔

اور پہاڑوں کو میخوں کی صورت میں قائم نہیں کیا؟

اوتاداً للارض زمین کے لیے میخیں بنایا۔

۸- وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا۔

اور ہم نے تمھیں جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا۔

ازواج سے مراد ہے مرد اور عورت۔

۹- وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا۔

اور ہم نے تمھاری نیند کو سکون کا ذریعہ بنایا۔

احساس اور حرکت سے منقطع کر کے اعضائے جسمانی کے لیے سامان استراحت قرار دیا۔

---

(۱) عیون اخبار الرّضا ج ۲ ص ۶ ح ۱۳ باب ۳۰ (۲) الکافی ج ۸ ص ۳۰ ح ۴ خطبۂ الوسیلہ

presented by Ziaraat.com

۱۰-وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا-

اور ہم نے رات کو لباس جیسا بنا دیا۔

ایسا پردہ جو بھی چھپنے کا ارادہ کرے گا وہ اس کے اندھیروں میں پوشیدہ ہو جائے گا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ دن کو لباس پہنا دیتا ہے تو رات ہو جاتی ہے۔(۱)

۱۱-وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا-

اور ہم نے دن کو معاش کے لیے مقرر کیا۔

روزگار حاصل کرنے کا وقت تم جن چیزوں سے زندہ رہتے ہو ان کے حصول کے لیے تم دن بھر اِدھر اُدھر آتے جاتے رہتے ہو۔

۱۲-وَّ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا-

اور ہم نے تمھارے اوپر سات مضبوط سائبان بنا دیے۔

یعنی سات آسمان جو مستحکم ہیں، مضبوط ہیں زمانے کا گزر جانا ان پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

۱۳-وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا-

اور ہم نے (سورج کو) روشن چراغ بنایا۔

جو چمک رہا ہے اور روشنی پھیلا رہا ہے یعنی سورج۔

۱۴-وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا-

اور ہم نے ہی بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا۔

کہا گیا ہے ''سَحَائب'' اس وقت کہتے ہیں جب اسے نچوڑا جائے یعنی قریب ہو کہ ہوا اسے نچوڑے تاکہ وہ برسنے لگے۔(۲)

اور تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا: من المعصرات سے مراد ''من السّحاب'' ہے یعنی بادلوں سے۔(۳)

مَآءً ثَجَّاجًا موسلا دھار بارش، چھاجوں برسنا۔

۱۵-لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا-

تاکہ اس کے وسیلے سے ہم اناج اور سبزیاں اگائیں ''حَبًّا'' اناج جو کھایا جاتا ہے، روزی مہیا کرتا ہے اور نبات جس سے بھوسا اور خشک گھاس مہیا ہوتی ہے جس سے چارہ بنتا ہے۔

۱۶-وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا-

اور گھنے گھنے باغات پیدا کریں۔

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۱ (۲) تفسیر بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۳۳

(۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۱

presented by Ziaraat.com

وہ باغات جو ایک دوسرے سے متصل ہوں۔

۱۷- اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا- بے شک فیصلے کا دن ایک معیّنہ وقت ہے۔

ایک حد ہے جس سے دنیا کا وقت مُعَیّن کیا جاتا ہے اور اسی پر آ کر وقت ختم ہو جاتا ہے یا اس سے مراد مخلوقات کی ایک حد ہے جہاں پر پہنچ کر ان کا سفر ختم ہو جائے گا۔

۱۸- یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا-

جس روز صور پھونکا جائے گا تو تم لوگ فوج در فوج چلے آؤ گے۔

تم قبروں سے محشر کی جانب جماعت کی شکل میں آؤ گے۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میری امّت میں سے اٹھارہ طرح کے لوگ بکھری ہوئی صورت میں محشور ہونگے اللہ نے جنھیں مسلمانوں سے الگ تھلگ کر لیا ہوگا اور ان کی شکلیں تبدیل کر دی گئی ہوں گی ان میں سے کچھ لوگ بندروں کی شکل میں ہوں گے اور کچھ سوروں کی صورت اپنائے ہوئے، اور کچھ الٹے ہوں گے ٹانگیں اوپر اور انکے چہرے نیچے ہوں گے پھر انھیں چہرے کے بل گھسیٹا جا رہا ہوگا اور ان میں سے کچھ اندھے ہوں گے جو کسی بھی چیز کو قبول نہیں کر رہے ہوں گے اور کچھ بہرے اور گونگے ہوں گے جو سمجھ نہیں رہے ہوں گے اور کچھ تو اپنی زبانیں چبا رہے ہوں گے اور ان کے منہ سے قَے بہہ رہی ہوگی لعاب کی شکل میں جس سے اجتماع کے لوگ نفرت کر رہے ہوں گے اور کچھ کے ہاتھ اور پانو کٹے ہوئے ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جنھیں آگ کے ٹہنیوں پر پھانسی پر چڑھا دیا گیا ہوگا اور بعض لوگ مردار سے بھی زیادہ بد بو دار ہوں گے اور کچھ تارکول کے بنے ہوئے جُبّے بدن پر چڑھائے ہوئے ہوں گے جو ان کی کھالوں سے چپک رہا ہوگا۔

وہ لوگ جو بندروں کی شکل میں ہوں گے وہ لوگوں میں چغلیاں کھانے والے اور جو لوگ سوروں کی صورتوں پر ہوں گے تو وہ حرام کی کھانے والے رشوت کے متوالے اور جواری، جن کے سر نچلی طرف ہوں تو وہ سود خور اور اندھے فیصلے میں ظلم کرنے والے اور بہرے گونگے اپنے اعمال پر حیران ہونے والے اور جو اپنی زبانیں چبا رہے تھے وہ علماء اور ایسے قاضی جج جن کے اعمال ان کے اقوال کے خلاف تھے جن کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے وہ لوگ جو پڑوسیوں کو اذیّت دیتے تھے اور آگ کی ٹہنیوں پر سُولی چڑھائے جانے والے تو وہ باشاہ سے چغلی کھانے والے اور مردار سے بھی زیادہ بدبودار وہ لوگ ہوں گے جو شہوتوں اور لذّتوں میں منہمک رہیں گے اور اموال میں سے اللہ کا حق ادا نہیں کریں گے۔ اور جو لوگ جبّے پہنے ہوئے ہوں گے تو وہ اکڑنے اور اترانے والے لوگ ہیں۔[1]

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۲۳

presented by Ziaraat.com

وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّ سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ
جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا
يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾
اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَ كُلَّ شَيْءٍ
اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ ع

۱۹-اور آسمان کو کھول دیا جائے گا تو وہ دروازوں کی صورت ہو جائیں گے۔ ۲۰-اور پہاڑوں کو چلایا جائے گا یہاں تک کہ وہ سَراب ہو جائیں گے۔ ۲۱-بے شک جہنّم ان کی گھات میں ہے۔ ۲۲-جو سرکش لوگوں کا آخری ٹھکانا ہے۔ ۲۳-اس میں وہ کافی عرصے تک پڑے رہیں گے۔ ۲۴-اس میں وہ نہ ٹھنڈک کا مزہ لیں گے اور نہ ہی پانی کا۔ ۲۵-سوائے کھولتے ہوئے پانی اور بہتی ہوئی پیپ کے۔ ۲۶-یہ بدلہ ان کی کارستانیوں کے عین مطابق ہے۔ ۲۷-بہ تحقیق وہ تو کسی حساب کتاب کی توقّع نہیں کر رہے تھے۔ ۲۸-اور وہ تو ہماری نشانیوں کو برملا جھٹلا رہے تھے۔ ۲۹-اور ہم نے ہر شے کو گِن گِن کے لکھ لیا تھا۔ ۳۰-اب مزہ چکھو ہم تمھارے لیے عذاب کے سوا کسی اور چیز میں اضافہ نہیں کریں گے۔

۱۹-وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا-

آسمانوں کو کھول دیا جائے گا تو وہ دروازوں کی صورت ہو جائیں گے کہا گیا ہے کہ وہ شق ہو کر شگافتہ ہو جائیں گے۔[۱]

تفسیر قمّی میں ہے فرمایا کہ جنّتوں کے دروازے کھل جائیں گے۔[۲]

۲۰-وَّ سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا-

اور پہاڑوں کو چلایا جائے گا یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

فرمایا پہاڑ اس طرح چلیں گے جیسے سَراب (ریت جو دھوپ میں پانی جیسی نظر آتی ہے) جو صحرا میں چمکتی ہے۔[۳]

۲۱-اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا-

بے شک جہنّم اُن کی گھات میں ہے۔

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۳۳ (۲) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۴۰۱
(۳) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۴۰۱

presented by Ziaraat.com

مِرْصَادًا۔ رصد گاہ۔ جہاں سے چھپ کر چیزوں کو دیکھا جاتا ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا ''قائمة'' رہائش گاہ ٹھہرنے کی جگہ۔(۱)

۲۲–لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا۔

جو سرکش لوگوں کا آخری ٹھکانا ہے۔

مآب۔ مَرجع اور ''ماوی'' پلٹنے اور پناہ لینے کی جگہ۔

۲۳–لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا۔

اس میں وہ کافی عرصے تک پڑے رہیں گے۔

اَحْقَابًا کے معنیٰ ہیں ''دُهوراً متتابعةً'' پے در پے زمانے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے ''الاحقاب'' کے معنیٰ ہیں بہت سے سال اور حقب ایک سال کو کہتے ہیں اور ایک سال کی تعداد ۳۶۰ دن کے برابر ہے اور وہاں کا ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے جسے تم شمار کرتے ہو۔

کتاب معانی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ ''احقاب'' میں آٹھ حُقب ہوتے ہیں اور حُقب میں اسّی سال ہوتے ہیں اور ایک سال میں ۳۶۰ دن ہوتے ہیں اور وہاں کا ایک دن تمھارے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔(۲)

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو بھی جہنّم میں داخل ہوگا وہاں سے باہر نہیں آئے گا جب تک اس میں احقاب تک نہ رہے اور حقب ساٹھ اور کچھ (۳ سے ۹ تک) سالوں کا ہوتا ہے اور سال میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ دن ہوتے ہیں اور ہر دن تمھارے شمار کے مطابق ایک ہزار کا ہوتا ہے تو کوئی بھروسا نہ کرے کہ وہ جہنّم سے نکل کر باہر آئے گا۔(۳)

تفسیر عیاشی میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو جہنّم سے نکل کر باہر آئیں گے۔(۴)

اور تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے یہ اُن لوگوں کے بارے میں ہے جو جہنّم سے باہر نہیں نکلیں گے۔(۵)

۲۴–لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا۔

اس میں نہ وہ ٹھنڈک کا مزہ لیں گے اور نہ ہی پانی کا۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۱ (۲) معانی الاخبار ص ۲۲۰۔۲۲۱ ح ۱ (۳) تفسیر مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۲۴

(۴) بہ حوالہ تفسیر مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۲۴ میں عیاشی سے نقل کیا گیا ہے۔ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۲

(الف) (بظاہر اس حدیث میں نقل کرتے وقت لفظ لَا یعنی نہیں زیادہ ہوگیا ہے اصل یہ ہے کہ باہر نکلیں گے۔ (مترجم)

presented by Ziaraat.com

۲۵- اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا-

سوائے کھولتے ہوئے پانی اور بہتی ہوئی پیپ کے کہا گیا ہے کہ "بَرْدًا" میں "بَرْد" سے مُراد وہ ہے جو انھیں راحت بخشے اور ان سے آتشِ جہنّم کی حرارت کو کم کرے۔[۱]

تفسیر قمیؒ میں ہے "برداً" سے مراد نوماً یعنی نیند ہے۔

فرمایا: "البردُ النّوم برد" کے معنیٰ ہیں نیند۔[۲]

اور لفظ "غَسّاق" کی تفسیر اس سے پہلے سورۂ "ص" کی آیت ۵۷ کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہے۔

۲۶- جَزَآءً وِّفَاقًا-

یہ بدلہ اُن کی کارستانیوں کے عین مطابق ہے۔

ان کے اعمالِ اور اُن کے عقائد کے عین مطابق ہے۔

۲۷- اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا-

بہ تحقیق وہ تو کسی حساب کتاب کی توقع نہیں کر رہے تھے۔

۲۸- وَّ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا-

اور وہ تو ہماری نشانیوں کو برملا جھٹلا رہے تھے۔

كِذَّابًا کے معنیٰ تکذیباً جھٹلانا۔

کہا گیا ہے کہ "كِذَّابًا" کو تکذیب کی جگہ اس لیے رکھا گیا اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ انھوں نے جھٹلانے میں بھی جھوٹ سے کام لیا۔[۳]

۲۹- وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا-

اور ہم نے ہر شے کو گن گن کے لکھ لیا تھا۔

یہ جملہ معترضہ ہے۔

۳۰- فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا-

اب مزہ چکھو ہم تمھارے لیے عذاب کے سوا کسی اور چیز میں اضافہ نہیں کریں گے۔

اس لیے کہ تم نے حساب کا انکار کر دیا ہے اور تم نے نشانیوں کو جھٹلایا ہے۔

فَذُوْقُوْا کہہ کر متوجّہ کرنے کا انداز اپنانا تاکید کے لیے ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جہنمیوں کے لیے جو آیتیں قرآن میں نازل ہوئی ہیں یہ آیت اُن سب سے زیادہ سخت ہے۔[۴]

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۳۴ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۲

(۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۳۴ (۴) اَلکشاف ج ۴ ص ۶۹۰ وانوار التنزیل ج ۲ ص ۵۳۴

presented by Ziaraat.com

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّ كَاْسًا
دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً
حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ
خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ
الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ
مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَ
يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ ع ۲ ۲

۳۱-بے شک متقین کے لیے کامرانی ہے۔ ۳۲-باغات اور انگور کے خوشے۔ ۳۳-اور ہم سن نوخیز دوشیزائیں۔ ۳۴-اور (شراب کے) چھلکتے ہوئے جام۔ ۳۵-وہاں پر نہ لغو بات سنیں گے نہ ہی جھوٹی بات۔ ۳۶-یہ آپ کے رب کی طرف سے عطا اور مقرر کردہ جزا ہے۔ ۳۷-جو کچھ آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان میں ہے ان سب کے پروردگار رحمان کی جانب سے کسی کو اس سے بات کرنے کا یارانہ ہوگا۔ ۳۸-جس روز روح (الامین) اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی لب کشائی نہ کر سکے گا مگر اللہ جسے اذنِ کلام عطا کرے اور وہ درست بات کہے۔ ۳۹-یہی برحق دن ہے پس جو چاہے اپنے رب تک واپسی کی راہ اپنا لے۔ ۴۰-بے شک ہم نے ہی تمھیں آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے جس روز انسان وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو وہ پہلے بھیج چکا ہے اور کافر یہ کہے گا اے کاش میں مٹی ہوتا۔

۳۱-اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا-

بے شک متقین کے لیے کامرانی ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا "یَفوزُونَ" وہ لوگ کامیاب ہوں گے۔[۱]

اور امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد کرامات ہیں یعنی جن خوبیوں اور کرامتوں سے نوازا گیا ہے۔[۲]

۳۲-حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا-

باغات اور انگور کے خوشے۔

(۱) و (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۶

presented by Ziaraat.com

ایسے باغات جس میں طرح طرح کے پھل دار درخت ہوں گے۔

۳۳-وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا-

اور ہم سن نوخیز دوشیزائیں۔

كَوَاعِبَ ان دوشیزاؤں کو کہتے ہیں جن کے پستان ابھرے ہوئے اور گول ہوں۔

اتراباً جو ہم سن ہوں جن کی عمروں میں تفاوت نہ ہو۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے: و کواعب اتراباً ای الفتیات النّاهِدَات اور كَوَاعِبَ اَتْرَابًا سے مراد وہ جوان لڑکیاں ہیں جن کے پستان ابھرے ہوئے ہوں۔(۱)

۳۴-وَّ كَاْسًا دِهَاقًا-

اور شراب کے چھلکتے ہوئے جام۔

دِهَاقًا بھرا ہوا لبالب۔

۳۵-لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا-

وہاں پر نہ لغو بات سنیں گے نہ ہی جھوٹ بات۔

اس لیے کہ وہاں پر کوئی بھی ایک دوسرے سے جھوٹ نہیں بولے گا۔

۳۶-جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا-

یہ آپ کے رب کی طرف سے عطا اور مقرر کردہ جزا ہے۔

جیسا کہ رب نے وعدہ فرمایا تھا یہ عطائے ربانی کافی ہے۔

کتاب امالی میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے آپ نے فرمایا یہاں تک کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کے حَسَنَات (نیکیاں، اچھائیاں) کو شمار کیا جائے گا پھر اسی کے مطابق انھیں دس گنا بدلہ دے دیا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا اور فرمایا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا (سبا ۳۷) یہی وہ لوگ ہیں جن کے عمل کا دُگنا بدلہ دیا جائے گا۔(۲)

۳۷-رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا-

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور ان کے درمیان میں ہے ان سب کے پروردگار رحمان کی جانب سے کسی کو اس سے بات کرنے کا یارانہ ہوگا۔

یعنی آسمانوں اور زمین کے ساکنین اس سے گفتگو کرنے اور مخاطب ہونے پر قادر نہ ہوں گے اور نہ ہی ثواب یا عذاب کے سلسلے میں اس کی خدمت میں اعتراض کرسکیں گے اس لیے کہ سب کے سب اس کے

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۲ (۲) الامالی شیخ طوسی ص ۲۶ ح ۳۱ مجلسِ اوّل

presented by Ziaraat.com

زیردست اور محکوم ہیں اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتے اور یہ اللہ کے اذن سے شفاعت کیے جانے کے منافی نہیں ہے۔

۳۸-یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا-

جس روز روح (الامین) اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے۔

لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا-

کوئی لب کشائی نہ کر سکے گا مگر اللہ جسے اذنِ کلام عطا کرے اور وہ درست بات کہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا روح ایک فرشتہ ہے جو حضرت جبرئیل اور حضرت میکائل علیہما السلام سے زیادہ باعظمت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ ائمہ علیہم السلام کے ساتھ تھا۔[۱]

اور اسے روایت کیا ہے مجمع البیان میں قمی سے اور قمی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے۔[۲]

اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام اور کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے خدا کی قسم ہمیں قیامت کے دن ان کے لیے اجازت مرحمت فرمائی جائے گی اور ہم صحیح اور درست بات کہیں گے سوال کیا گیا جب آپ گفتگو فرمائیں گے تو کیا کہیں گے انھوں نے جواب دیا ہم اپنے رب کی بزرگی اور بڑائی بیان کریں گے اور ہم اپنے نبی پر درود بھیجیں گے اور ہم اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے اور ہمارا رب ہمیں مسترد نہیں کرے گا۔[۳]

۳۹-ذٰلِكَ الْیَوْمُ الْحَقُّ-

یہی برحق دن ہے جو ہو کر رہے گا۔

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا-

پس جو چاہے اپنے رب تک واپسی کی راہ اپنا لے۔

مَاٰبًا ایمان اور اطاعت کے ساتھ رب کی طرف واپس آئے۔

۴۰-اِنَّاۤ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا-

بے شک ہم نے تمھیں آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے۔

یعنی آخرت کے عذاب سے اور اسے قریباً اس لیے کہا کہ اس کا آنا ثابت ہے اس لیے کہ جو چیز بھی آنے والی ہوتی ہے وہ قریب کہلاتی ہے اور اس لیے بھی کہ اس کا آغاز موت ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۲ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۲۷

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۲۷ والکافی ج ۱ ص ۴۳۵ ح ۹۱

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں ہے فرمایا جہنّم میں۔[۱]

يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ۔

جس روز انسان وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو پہلے بھیج چکا ہے۔

خیر ہو یا شر ہو۔

وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۔

اور کافر یہ کہے گا اے کاش میں مٹّی ہوتا۔

دنیا میں مٹی کی شکل میں ہوتا نہ مجھے پیدا کیا جاتا اور نہ ہی میں مکلّف ہوتا یا آج کے دن میں نہ ہوتا، اور مجھے مبعوث نہ کیا گیا ہوتا۔[۲]

کتاب علل الشرائع میں ابن عباس سے روایت ہے ان سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو ابوتراب کی کنیت سے کیوں پکارا فرمایا اس لیے کہ وہ صاحب الارض اور اُن کے بعد زمین والوں کے لیے اللہ کی حُجّت ہیں اور انھی کے ذریعے سے اس کی بقا ہے اور انھی کی جانب اس کا سکون ہے۔

فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور کافر یہ دیکھے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے علی علیہ السلام کے شیعوں کے لیے کیا کچھ ثواب اور قربت اور کرامت مہیّا کر رکھی ہے تو وہ کہے گا: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا یعنی اے کاش میں بھی علی کا شیعہ ہوتا اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۔[۳]

اور تفسیر قمی میں اسی مفہوم سے ملتی جلتی روایت ہے۔[۴]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی ''عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ'' یعنی سورۂ ''نبا'' پڑھے گا تو ایک سال بھی نہیں گزرے گا اگر وہ ہر روز پڑھتا رہے کہ وہ انشاءاللہ تعالیٰ بیت الحرام کی زیارت سے مشرف ہو جائے گا۔[۵]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۲ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۲

(۳) علل الشرائع ص ۱۵۶ ح ۳ باب ۱۲۵ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۶

(۵) ثواب الاعمال ص ۱۲۱ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۲۰

presented by Ziaraat.com

سورۂ النازعات

سورۂ نازعات مکّی سورہ ہے اور اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۴۶ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ﴿۱﴾ وَّ النّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۙ﴿۲﴾ وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۘ﴿۵﴾ یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ ۙ﴿۶﴾ تَتۡبَعُہَا الرَّادِفَۃُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوۡبٌ یَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَۃٌ ۙ﴿۸﴾ اَبۡصَارُہَا خَاشِعَۃٌ ۘ﴿۹﴾ یَقُوۡلُوۡنَ ءَاِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِی الۡحَافِرَۃِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا کُنَّا عِظَامًا نَّخِرَۃً ؕ﴿۱۱﴾ قَالُوۡا تِلۡکَ اِذًا کَرَّۃٌ خَاسِرَۃٌ ۘ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا ہِیَ زَجۡرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ ۙ﴿۱۳﴾ فَاِذَا ہُمۡ بِالسَّاہِرَۃِ ﴿۱۴﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-قسم ہے ان فرشتوں کی جو ڈوب کر سختی کے ساتھ کھینچتے ہیں۔ ۲-قسم ہے ان فرشتوں کی جو آہستگی کے ساتھ نکال کر لے جاتے ہیں۔ ۳-قسم ہے ان فرشتوں کی جو تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں۔ ۴-قسم ہے اُن فرشتوں کی جو حکم خدا بجا لانے میں سبقت کرتے ہیں۔ ۵-قسم ہے ان فرشتوں کی جو امر خدا کی تدبیر کرتے ہیں۔ ۶-جس روز زمین کو بھونچال آجائے گا۔ ۷-اور اس کے پیچھے ایک اور زبردست جھٹکا لگے گا۔ ۸-اس روز لوگوں کے دل خوف واضطراب سے دھڑکتے ہوں گے۔ ۹-ان کی نگاہیں دہشت کے مارے جھکی ہوں گی۔ ۱۰-وہ کہہ رہے ہوں گے کیا ہمیں پہلی زندگی کی طرف پلٹایا جائے گا؟ ۱۱-کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے؟ ۱۲-ان کا کہنا ہے کہ ایسی صورت میں یہ بڑے خسارے کی واپسی ہوگی۔ ۱۳-بس یہ تو ایک سخت جھڑکی ہوگی۔ ۱۴-پھر وہ ایک کھلے میدان میں آموجود ہوں گے۔

۱-وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًا- قسم ہے ان فرشتوں کی جو ڈوب کر سختی کے ساتھ کھینچتے ہیں۔

۲-وَّ النّٰشِطٰتِ نَشۡطًا- قسم ہے ان فرشتوں کی جو آہستگی کے ساتھ نکال کر لے جاتے ہیں۔

۳-وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًا- قسم ہے ان فرشتوں کی جو تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں۔

۴-فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا- قسم ہے ان فرشتوں کی جو حکمِ خدا بجالانے میں سبقت کرتے ہیں۔

وقف لازم وقف لازم وقف لازم

presented by Ziaraat.com

۵۔فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔

قسم ہے ان فرشتوں کی جو امرِ خدا کی تدبیر کرتے ہیں۔

یہ موت کے فرشتوں کی صفات ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قیامت کے قائم ہونے پر ان کی قسم کھائی ہے اور بعد کی آیتوں میں ''و'' جو قسم کے لیے آتا ہے اسے حذف کر دیا ہے اس لیے کہ مابعد اس کی رہنمائی کر رہا ہے۔ اور یہی وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی ارواح کو ان کے ابدان سے نہایت سختی کے ساتھ نکالتے ہیں۔

غَرْقًا کے معنیٰ ہیں ''اِغراقاً فی النّزع'' نزع کے عالم میں ڈوب کر کھینچتے ہیں جس طرح کمان کھینچنے والا پوری طرح مستغرق ہو کر کمان کھینچتا ہے تو وہ کھینچنے کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور وہ ان کی روحوں کو کھال اور ناخنوں کے درمیان میں سے کھینچتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے اندر سے روح کو نہایت کرب اور غم کے ساتھ نکالتے ہیں اور وہ مومنین کی ارواح کو نہایت نرمی سے ابدان سے باہر نکالتے ہیں پھر اسے چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ استراحت کرلے جیسے تیراک کسی شے کو لے کر پانی میں تیرتا ہے تو وہ مومنین کی ارواح کو لے کر جنت کی طرف جاتے ہیں اور فرشتوں کے تدبّر سے مراد ایک سال سے دوسرے سال تک بندوں کے معاملات میں غور وفکر کرنا ہے ایسا ہی مجمع البیان میں حضرت علی علیہ السّلام سے مروی ہے اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے وہ موت ہے جو نفوس کو کھینچ لیتی ہے۔(۱)

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے: فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا سے مراد مومنین کی روحیں ہیں جو جنت کی طرف جانے میں پہل کرتی ہیں۔(۲)

۶۔یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ۔ جس روز زمین کو بھونچال آجائے گا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ زمین اپنے باشندوں سمیت شق ہو جائے گی۔(۳)

۷۔تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ۔ اور اس کے پیچھے ایک اور زبردست جھٹکا لگے گا۔

فرمایا ''الرادفة'' سے مراد ''الصَّیْحَة'' یعنی چیخ ہے۔(۴)

۸۔قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ۔

اس روز لوگوں کے دل خوف واضطراب سے دھڑکتے ہوں گے۔

دل کی دھڑکن کے سبب نہایت شدید اضطراب ہوگا۔

۹۔اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ۔

ان کی نگاہیں دہشت کے مارے جھکی ہوں گی یعنی ایسے دھڑکتے ہوئے دل والوں کی آنکھیں خوف کی وجہ

---

(۱) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۲۹۔۴۳۰ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۳

(۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۳ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۳

presented by Ziaraat.com

سے جھکی ہوئی ہوں گی اور اسی لیے اسے دل کی جانب اضافت دی ہے۔

۱۰-يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ-

وہ کہہ رہے ہوں گے کیا ہمیں پہلی زندگی کی طرف پلٹایا جائے گا۔

پہلی حالت کی طرف اس سے اُن کی مراد حیات بعد الموت (مرنے کے بعد زندہ ہونا) ہے جیسے ان کا قول ہے "رجع فلان فی حافرتہ"

یعنی وہ راستہ جس سے وہ آیا تھا اسی سے واپس چلا گیا یعنی چل کر اپنے قدموں کے نشانات وہاں ثبت کیے ہیں۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ قریش نے سوال کیا کہ کیا ہم موت کے بعد واپس لوٹ کر آئیں گے۔[۱]

۱۱-ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً- کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے۔

نَخِرة- بالیہ یعنی بوسیدہ۔

۱۲-قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ- ان کا کہنا ہے کہ ایسی صورت میں یہ بڑے خسارے کی واپسی ہوگی۔

خاسرۃ ذات خسران بڑے گھاٹے اور نقصان والی۔

مفہوم یہ ہے کہ اگر یہ بات درست ہے تو ایسی صورت میں جھٹلانے کی وجہ سے ہم سراسر خسارے میں ہوں گے یہ درحقیقت ان کی جانب سے استہزا (مذاق اڑانا) ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا انھوں نے یہ استہزا کی حد تک جا کر کہا ہے۔[۲]

۱۳-فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ- بس یہ تو ایک سخت جھڑکی ہوگی۔

یعنی تم اسے مشکل اور دشوار نہ سمجھو بس یہ تو صرف ایک آواز (چیخ) ہے۔

یعنی دوسری مرتبہ صُور کا پھونکا جانا۔

۱۴-فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ- پھر وہ ایک کھلے میدان میں آموجود ہوں گے۔

پھر اچانک وہ زمین کی سطح کے اوپر زندہ ہوں گے جس طرح وہ زمین کے اندر مردہ تھے اور "ساھرۃ" اس زمین کو کہتے ہیں جو سفید اور ہموار ہو۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا "الزجرۃ" سے مراد دوسری مرتبہ صور کا پھونکا جانا ہے اور "الساھرۃ" شام میں ایک مقام ہے بیت المقدس کے نزدیک اور امام باقر علیہ السلام سے اللہ کے قول: أإنّا لمردودون فی الحافرۃ کے بارے میں جو منقول ہے فرمایا: فی الخلق الجدید "نئی تخلیق میں لے کر آئیں گے" اور اب رہا اللہ کا قول فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ تو ساہرہ سے مراد زمین ہے کہ وہ لوگ قبروں میں مدفون تھے جب انھوں نے "زَجْرَة" (چیخ کی آواز، صور کی آواز) سنی تو وہ اپنی قبروں سے باہر نکل آئے اور زمین پر قرار پالیا۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۳ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۳ (۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۳

presented by Ziaraat.com

وقف لازم

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ
اَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَ عَصٰى ﴿۲۱﴾
ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ
نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾

۱۵-کیا آپ تک موسیٰ کی بات نہیں پہنچی۔ ۱۶-جب ان کے رب نے طوی کی مقدس وادی میں انھیں پکارا تھا۔ ۱۷-جاؤ فرعون کی طرف وہ سرکش ہوگیا ہے۔ ۱۸-اس سے کہو کیا تو پاکیزگی اختیار کرسکتا ہے؟ ۱۹-اور میں تیرے رب کی جانب تیری رہنمائی کردوں تاکہ تو خدا سے ڈرنے لگے۔ ۲۰-موسیٰ نے فرعون کو بڑی نشانی دکھلائی۔ ۲۱-اس نے جھٹلادیا اور نافرمانی کی۔ ۲۲-پھر پلٹا اور ان کے خلاف تگ ودو کرنے لگا۔ ۲۳-اس نے لوگوں کو جمع کیا پھر آواز دی۔ ۲۴-اور کہا میں تمھارا سب سے بڑا رب ہوں۔ ۲۵-آخر کار اللہ نے اُسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں گرفتار کرلیا۔

۱۵-هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى-

کیا آپ تک موسیٰ کی بات نہیں پہنچی؟

کیا آپ کو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے واقعات معلوم نہیں ہوئے کہ آپ کی قوم کے جھٹلانے پر ان واقعات کے ذریعے آپ کو تسلی ہو اور اس کے ذریعے ان لوگوں کو تہدید (تنبیہ، دھمکی) کی گئی ہے کہ جو ان سے زیادہ باعظمت تھا یعنی (فرعون) اسے جس عذاب کا سامنا کرنا پڑا تھا انھیں بھی ویسے عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔

۱۶-اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى-

جب اُن کے رب نے طُوی کی مقدس وادی میں انھیں پکارا تھا اس کا بیان سورہ طہ کی آیت ۱۲ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۱۷-اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى-

جاؤ فرعون کی طرف وہ سرکش ہوگیا ہے۔

۱۸-فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى-

اس سے کہو کیا تو پاکیزگی اختیار کرسکتا ہے؟

presented by Ziaraat.com

کیا تو اس امر کی جانب راغب ہے کہ تو کفر اور سرکشی سے پاکیزگی اختیار کرلے۔

۱۹-وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى-

میں تیرے رب کی جانب تیری رہنمائی کردوں تاکہ تو خدا سے ڈرنے لگے یعنی اللہ کی معرفت تک تیری رہبری کردوں تاکہ تو واجبات کو ادا کر کے اور محرمات کو ترک کر کے خشیت الٰہی اختیار کرلے اس لیے کہ خشیت معرفت کے بعد ہوتی ہے اور گویا کہ یہ وضاحت ہے اللہ کے قول: فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (طہ:۴۴) کی اور اے موسیٰ وہارون تم دونوں اس سے نرم بات کہنا۔

۲۰-فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى-

موسیٰ نے فرعون کو بڑی نشانی دکھلادی۔

یعنی وہ گئے تبلیغ کی پھر اسے بڑا معجزہ دکھلایا۔

۲۱-فَكَذَّبَ وَعَصٰى- اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔

۲۲-ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى- پھر پلٹا اور ان کے خلاف تگ ودو کرنے لگا۔

اس نے اطاعت سے منہ موڑلیا اور اُن کے امر کو باطل کرنے کے لیے سعی کرنے لگا۔

۲۳-فَحَشَرَ فَنَادٰى- اس نے لوگوں کو جمع کیا پھر آواز دی اس نے اپنے لشکر کو جمع کیا۔

۲۴-فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى- اس نے کہا میں تمھارا سب سے بڑا رب ہوں۔

۲۵-فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى- آخر کار اللہ نے اُسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں گرفتار کرلیا۔

تفسیر قمی میں ہے ''النکال'' کے معنیٰ ہیں انجام، سزا اور ''الْاٰخِرَةِ'' سے مراد اس کا قول ''اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى'' کہنا ہے اور ''اَلْاُوْلٰى'' سے مراد ''مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ'' (قصص: ۳۸) (میں تو اپنے سوا کسی اور کو تمھارا معبود، نہیں جانتا) ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں دونوں اقوال کے سبب فرعون کو ہلاک کر ڈالا۔[۱]

کتاب خصال اور مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ان دونوں باتوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔[۲]

اور امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل نے کہا کہ میں نے پروردگار سے عرض کی اے میرے پروردگار کیا تو فرعون کو چھوڑے ہوئے ہے جب کہ اس نے: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا تم جیسا ہی اس بات کو کہہ سکتا ہے جسے چیزوں کے فوت ہونے (ختم ہوجانے) سے ڈر لگتا ہے۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۳ (۲) الخصال ص ۵۳۹-۵۴۰ ح ۱۱ باب ۴۰ ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۳۲

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۳۲ والخصال ص ۳۴۶ ح ۱۵

presented by Ziaraat.com

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾
رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَ اَغْطَشَ لَیْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَ الْاَرْضَ بَعْدَ
ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ مَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾
مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ یَوْمَ یَتَذَكَّرُ
الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ
الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ
نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ
السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا
عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

۲۶-بے شک اِس میں ڈرنے والوں کے لیے سامانِ عبرت ہے۔ ۲۷-کیا تم لوگوں کو پیدا کرنا زیادہ مشکل کام ہے یا آسمان کو۔ ۲۸-(اللہ نے) اس کی چھت کو بلند کیا پھر اس میں اعتدال پیدا کیا۔ ۲۹-اس کی رات کو تاریکی عطا کی اور اس کے دن کو روشن بنایا۔ ۳۰-اور اس کے بعد اس نے زمین کا فرش بچھایا۔ ۳۱-اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا۔ ۳۲-اور اس میں پہاڑ کو گاڑ دیا۔ ۳۳-سامانِ حیات بنا کر تمھارے اور تمھارے مویشیوں کے لیے۔ ۳۴-بس جب بڑی مصیبت کی گھڑی آئے گی۔ ۳۵-جس دن انسان اپنا کیا دھرا یاد کرے گا۔ ۳۶-اور ہر دیکھنے والے کے سامنے جہنّم کو کھول کر رکھ دیا جائے گا۔ ۳۷-پس جس نے بھی سرکشی کی تھی۔ ۳۸-اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی تھی۔ ۳۹-تو یقیناً جہنّم اس کا ٹھکانا ہوگی۔ ۴۰-اور جس نے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری کا خوف رکھا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا۔ ۴۱-تو یقیناً جنت اس کا ٹھکانا ہوگی۔ ۴۲-اے نبی یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ کب آئے گی۔ ۴۳-اس کا وقت بتانا آپ کا کام نہیں۔ ۴۴-اس کے علم کی انتہا تو آپ کے رب کے پاس ہے۔ ۴۵-بلا شبہ آپ ہر اس شخص کو ڈرانے والے

presented by Ziaraat.com

ہیں جو اس کا خوف رکھتا ہے۔۴۶۔جس روز یہ اسے دیکھیں گے تو یوں محسوس ہوگا کہ وہ شام کے ہنگام یا صبح کے وقت ٹھہرے ہیں۔

۲۶-اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی-

بے شک اس میں ڈرنے والے کے لیے سامان عبرت ہے جس کی شان یہ ہو کہ وہ خوف رکھتا ہو۔

۲۷-ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىہَا-

کیا تم لوگوں کو پیدا کرنا زیادہ مشکل کام ہے یا آسمان کو جسے اللہ نے بنایا ہے۔

۲۸-رَفَعَ سَمۡکَہَا فَسَوّٰىہَا-

(اللہ نے) اس کی چھت کو بلند کیا پھر اس میں اعتدال پیدا کیا۔

۲۹-وَ اَغۡطَشَ لَیۡلَہَا وَ اَخۡرَجَ ضُحٰىہَا-

اور اس کی رات کو تاریکی عطا کی اور اس کے دن کو روشن بنایا۔

اَغۡطَشَ کے معنیٰ ہیں تاریک کر دیا۔

وَ اَخۡرَجَ ضُحٰىہَا اور اس کے سورج کی روشنی کو ظاہر کر دیا۔

۳۰-وَ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِکَ دَحٰىہَا-

اور اس کے بعد اس نے زمین کا فرش بچھایا۔ پھیلایا اور رہنے والوں کے لیے بستر بچھایا۔

۳۱-اَخۡرَجَ مِنۡہَا مَآءَہَا وَ مَرۡعٰىہَا-

اور اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا۔چشموں کو جاری کر کے اور زمین سے برآمد کر کے۔

۳۲-وَ الۡجِبَالَ اَرۡسٰىہَا-

اور اس میں پہاڑ کو گاڑ دیا۔''اَرۡسٰىہَا'' یعنی اثبتہا زمین میں گاڑ دیا۔

۳۳-مَتَاعًا لَّکُمۡ وَ لِاَنۡعَامِکُمۡ-

سامان حیات بنا کر تمھارے لیے اور تمھارے مویشیوں کے لیے۔

۳۴-فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّۃُ-

پس جب بڑی مصیبت کی گھڑی آئے گی۔

الطَّآمَّۃُ وہ مصیبت جو تمام مصیبتوں پر حاوی آجائے اور چھا جائے۔

الۡکُبۡرٰی-

وہ جو تمام مصیبتوں سے بڑی ہے۔

کتاب اکمال میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ ''الطَّآمَّۃُ الۡکُبۡرٰی'' سے

presented by Ziaraat.com

مراد ''دَابَّۃ الارض'' کا نکلنا ہے۔(۱)

۳۵—یَوْمَ یَتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ مَاسَعٰی— جس دن انسان اپنا کیا دھرا یاد کرے گا۔

یعنی اسے ایک صحیفے میں مُدَوّن اور تحریر شدہ دیکھے گا جسے وہ غفلت کی زیادتی اور کافی عرصہ گزر جانے کی وجہ سے فراموش کر چکا تھا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا وہ اپنے تمام کام جو انجام دیے تھے اسے یاد کرے گا۔(۲)

۳۶—وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰی—

اور ہر دیکھنے والے کے سامنے جہنّم کو کھول کر رکھ دیا جائے گا۔ فرمایا ''بُرِّزَتِ'' کے معنیٰ ہیں اُحضرت موجود کر دی جائے گی۔(۳)

ہر دیکھنے والے کے سامنے اور وہ کسی پر بھی پوشیدہ نہ رہے گی۔

۳۷—فَاَمَّا مَنْ طَغٰی— پس جس نے بھی سرکشی کی تھی۔

کتاب کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ: مَنْ طَغٰی ضَلَّ عَلٰی عَمْدٍ بِلَا حُجَّۃٍ

جس نے سرکشی کی تو وہ بغیر کسی دلیل کے عمداً گمراہ ہو گیا۔(۴)

۳۸—وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا— اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی تھی۔

یعنی دنیا میں منہمک ہو گیا تھا اور عبادت اور تہذیبِ نفس کے ذریعے اس نے آخرت کی تیاری نہیں کی تھی۔

۳۹—فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی— تو یقیناً جہنّم اس کا ٹھکانا ہوگی۔

۴۰—وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی—

اور جس نے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری کا خوف رکھا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا۔

مَقَامَ رَبِّہٖ سے مراد مبدا اور معاد کے علم کی بنیاد پر تو اس کے رب کے سامنے اس کا مقام ہے۔

اور یہ جان کر کہ خواہشات اسے ہلاک کر دیں گی اپنے نفس کو خواہشات سے دور رکھے۔

۴۱—فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی— تو یقیناً جنت اس کا ٹھکانا ہوگی۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ اس سے مراد وہ عبد ہے جو اللہ کی نافرمانی سے مطّلع ہو جائے اور اس پر قدرت رکھتا ہو پھر وہ اسے خوف خداوندی کی وجہ سے ترک کر دے اور نفس کو اس سے روکے رکھّے تو اس کا انعام جنت ہوگی۔(۵)

---

(۱) اکمال الدین واتمام النعمہ ص ۵۲۷ ح ۱
(۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۳
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۳۔۴۰۴
(۴) الکافی ج ۲ ص ۳۹۴ ح ۱
(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۴

presented by Ziaraat.com

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص یہ جانتا ہو کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور اس کی باتیں سُن رہا ہے اور وہ جانتا ہے کہ خیر یا شر میں سے وہ کس پر عمل پیرا ہے اور یہ سب اعمالِ قبیح سے اس کے لیے رکاوٹ بن جائیں تو یہی وہ شخص ہے جو مقام رب کا خوف رکھتا ہے اور نفس کو خواہشات سے روکتا ہے۔[۱]

۴۲۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا۔

اے نبی یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ کب آئے گی۔

مُرْسٰھَا۔ یعنی کب آئے گی، کس وقت ہوگی، آنے کا وقت کیا ہوگا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا: متی تقوم کب قائم ہوگی۔[۲]

۴۳۔ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِکْرٰھَا۔ اس کا وقت بتانا آپ کا کام نہیں ہے۔

کون سی بات ہے جس کی وجہ سے آپ اُن سے اس کا وقت بیان کریں۔ آپ کا یہ کام نہیں ہے کہ آپ اس کا ذکر کریں اور کسی چیز سے اس کے وقت کی وضاحت کریں۔ یہ وہ ہے اللہ نے جس کا علم اپنے پاس رکھا ہوا ہے

۴۴۔ اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَھٰھَا۔ اس کے علم کی انتہا تو آپ کے رب کے پاس ہے۔

یعنی اس کے علم کی آخری حد۔

تفسیر قمی میں ہے یعنی اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔[۳]

۴۵۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰھَا۔

بلا شبہ آپ ہر اس شخص کو ڈرانے والے ہیں جو اس کا خوف رکھتا ہے۔

۴۶۔ کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَھَا لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوْ ضُحٰھَا۔

جس روز یہ اسے دیکھیں گے تو یوں محسوس ہوگا کہ وہ شام کے ہنگام یا صبح کے وقت ٹھہرے ہیں یعنی دنیا میں رہے ہیں۔

عَشِیَّۃً اَوْ ضُحٰھَا ایک دن کی شام یا اس کی صبح جیسے اس کا قول ہے: اِلَّا سَاعَۃً من نھار دن کی ایک ساعت اسی وجہ سے ''ضحیٰ'' کو ''عَشِیَّۃً'' کی طرف اضافت دی اس لیے کہ وہ ایک ہی دن کے صبح و شام ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا بعض یوم ایک دن کا کچھ حصہ۔[۴]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سُورۂ ''والنازعات'' کو پڑھے گا تو وہ نہیں مرے گا جب تک وہ اچھی طرح سیراب نہ ہو لے اور اللہ اس کو مبعوث نہ کرے گا جب اسے سیراب نہ کر لے اور وہ جنت میں اچھی طرح سیراب ہو کر داخل ہوگا۔[۵]

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۸۰ ح ۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۴
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۴ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۴
(۵) ثواب الاعمال ص ۱۲۱ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۲۸

presented by Ziaraat.com

سورۂ عَبَس

سورۂ عَبَس جس کو سورۂ ''سَفَرَة'' بھی کہا جاتا ہے یہ سورہ مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۴۲ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ۙ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ؕ﴿۲﴾ وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰۤی ۙ﴿۳﴾ اَوۡ یَذَّکَّرُ فَتَنۡفَعَہُ الذِّکۡرٰی ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۵﴾ فَاَنۡتَ لَہٗ تَصَدّٰی ؕ﴿۶﴾ وَ مَا عَلَیۡکَ اَلَّا یَزَّکّٰی ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنۡ جَآءَکَ یَسۡعٰی ۙ﴿۸﴾ وَ ہُوَ یَخۡشٰی ۙ﴿۹﴾ فَاَنۡتَ عَنۡہُ تَلَہّٰی ۚ﴿۱۰﴾ کَلَّاۤ اِنَّہَا تَذۡکِرَۃٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنۡ شَآءَ ذَکَرَہٗ ۘ﴿۱۲﴾ فِیۡ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ ۙ﴿۱۳﴾ مَّرۡفُوۡعَۃٍ مُّطَہَّرَۃٍ ۙ﴿۱۴﴾ بِاَیۡدِیۡ سَفَرَۃٍ ۙ﴿۱۵﴾ کِرَامٍۭ بَرَرَۃٍ ؕ﴿۱۶﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-اس نے ناگواری کا اظہار کیا اور منہ پھیر لیا۔ ۲-کہ اس کے پاس ایک نابینا آ گیا ہے۔ ۳-اور آپ کو کیا معلوم ہوسکتا ہے وہ پاکیزگی اختیار کر لیتا۔ ۴-یا نصیحت کو قبول کرتا اور نصیحت اسے فائدہ پہنچاتی۔ ۵-لیکن جو شخص دین سے بے پروا ہے۔ ۶-آپ اس کے لیے زیادہ اہتمام کر رہے ہیں۔ ۷-اگر وہ پاکیزگی اختیار نہ بھی کرے تو آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ ۸-اور لیکن جو خود ہی آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا ہے۔ ۹-اور وہ خوف خدا بھی رکھتا ہے۔ ۱۰-آپ ایسے شخص سے بے توجہی برتتے ہیں۔ ۱۱-ہرگز نہیں یہ آیات تو نصیحت ہیں۔ ۱۲-پس جو بھی چاہے انھیں قبول کرلے۔ ۱۳-یہ مکرّم صحیفوں میں ہیں۔ ۱۴-جو بلند مرتبہ اور پاکیزہ ہیں۔ ۱۵-ایسے لکھنے والوں کے ہاتھ میں۔ ۱۶-جو عزّت دار اور اطاعت گزار ہیں۔

۱-عَبَسَ وَتَوَلّٰی-

اس نے ناگواری کا اظہار کیا اور منہ پھیر لیا۔

۲-اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی-

کہ اس کے پاس ایک نابینا آ گیا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت بنی امیہ کے ایک شخص کے بارے میں

وقف لازم

presented by Ziaraat.com

نازل ہوئی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں موجود تھا اتنے میں ابن امّ مکتوم تشریف لائے جب اس شخص نے ابن مکتوم کو دیکھا تو اس سے نفرت کا اظہار کیا اور خود کو سمیٹا ناگواری چہرے سے نمایاں ہوگئی اور اس سے منہ موڑ لیا اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو حکایۃً بیان فرمایا اور اس عمل کو ناپسندیدہ قرار دیا۔[۱]

۳-وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ-

اور آپ کو کیا معلوم ہوسکتا ہے وہ پاکیزگی اختیار کرلیتا۔

فرمایا یعنی وہ پاک و پاکیزہ ہوجاتا۔[۲]

۴-أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَىٰ-

یا نصیحت کو قبول کرتا اور نصیحت اسے فائدہ پہنچاتی۔

فرمایا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیحت کرتے۔

۵-أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ-

لیکن جو شخص دین سے بے پروا ہے۔

۶-فَأَنتَ لَهُ تَصَدَّىٰ-

آپ اس کے لیے زیادہ اہتمام کر رہے ہیں۔

آپ اس کا استقبال کر رہے ہیں۔

فرمایا کہ جب کوئی غنی آتا ہے تو آپ اس کے لیے زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور اس کی شان بڑھاتے ہیں۔[۳]

۷-وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ-

اگر وہ پاکیزگی اختیار نہ بھی کرے تو آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

اگر وہ دولت مند ہے تو آپ کو فکر کی ضرورت نہیں کہ وہ پاک تھا یا پاک نہ تھا۔

۸-وَأَمَّا مَن جَاءَكَ يَسْعَىٰ-

اور لیکن جو خود ہی دوڑتا ہوا آپ کے پاس آیا ہے۔

فرمایا اس سے مراد ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں۔[۴]

۹-وَهُوَ يَخْشَىٰ-

اور وہ خوف خدا بھی رکھتا ہے۔

۱۰-فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ-

آپ ایسے شخص سے بے توجہی برتتے ہیں۔

---

(۱) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۳۷ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۵

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۵ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۵

presented by Ziaraat.com

اور اس کی جانب توجہ مبذول نہیں کرتے۔

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ ان آیات کی تنزیل کے بارے میں یہی مشہور ہے کہ یہ آیتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور بنی امیہ کے اس شخص کے بارے میں نہیں ہوئیں تو اس آیت کا سباق اس قسم کے عتابانہ انداز کی نفی کرتا ہے جو منصب نبوت کے لیے سزاوار نہ ہوں اور ان آیتوں کے بعد آخر سورۃ تک جو اسلوب کلام ہے اس سے عارف اچھی طرح اندازہ لگا سکتا ہے ان آیتوں کا تعلق نبی اکرم جو خُلقِ مجسّم تھے ان کی ذات سے نہیں ہوسکتا۔"

۱۱- كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ-

ہرگز نہیں یہ آیات تو نصیحت ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے تذکرہ سے مراد قرآن مجید ہے۔(۱)

۱۲- فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ-

پس جو بھی چاہے انھیں قبول کرلے۔

۱۳- فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ-

یہ مکرّم صحیفوں میں ہیں۔

۱۴- مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ-

جو بلند مرتبہ اور پاکیزہ ہیں۔

مَّرْفُوْعَةٍ فرمایا جو اللہ کے نزدیک بلند منزلت ہیں۔(۲)

مُّطَهَّرَةٍ جو پاکیزہ ہیں کہ شیطان کے ہاتھوں سے دور ہیں۔

۱۵- بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ-

ایسے لکھنے والوں کے ہاتھ میں۔

کہا گیا ہے کہ لکھنے والوں کا تعلق فرشتوں اور انبیاء سے ہے۔(۳)

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ائمہ کے ہاتھوں سے لکھا ہوا۔(۴)

۱۶- كِرَامٍ بَرَرَةٍ-

جو عزّت دار اور اطاعت گزار ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے قرآن کا حفظ کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا ان کاتبین کے ساتھ ہے جو عزّت دار اور اطاعت گزار ہیں۔(۵)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۵ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۵

(۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۰ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۵ (۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۳۸

presented by Ziaraat.com

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ
فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ
اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا
صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّ
عِنَبًا وَّ قَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾
مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

۱۷-انسان ہلاکت میں پڑجائے وہ کتنا ناشکرا ہے۔ ۱۸-ذرا سوچے کہ اللہ نے اسے کس چیز سے خلق فرمایا ہے۔ ۱۹-نطفے سے پیدا کیا پھر اس کی تقدیر بنائی۔ ۲۰-پھر اس کے لیے راستے کی آسانیاں فراہم کردیں۔ ۲۱-پھر اسے موت سے ہم کنار کرکے قبر میں اتار دیا۔ ۲۲-پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ اٹھا لائے گا۔ ۲۳-ہرگز نہیں انسان کو جو حکم دیا تھا اسے اس نے پورا نہیں کیا۔ ۲۴-انسان کو چاہیے کہ اپنی غذا پر نظر کرے۔ ۲۵-ہم نے پانی برسایا جیسا برسانا چاہیے تھا۔ ۲۶-پھر ہم نے ہی زمین کو کماحقہ شق کیا۔ ۲۷-پھر ہم نے اس میں اناج اگائے۔ ۲۸-انگور اور ترکاریاں۔ ۲۹-زیتون اور کھجوریں۔ ۳۰-اور گھنے باغات۔ ۳۱-اور ہر طرح کے پھل اور چارے۔ ۳۲-متاع زیست خود تمھارے لیے اور تمھارے مویشیوں کے لیے۔

۱۷-قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ-

انسان ہلاکت میں پڑجائے وہ کتنا ناشکرا ہے۔

یہ بدترین بددعا ہے اور اس بات پر تعجب کا اظہار ہے کہ وہ انکار کرنے میں حد سے گزر گیا ہے۔

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے۔

ای لُعِنَ الانسان یعنی انسان پر لعنت کی گئی۔[1]

۱۸-مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ-

ذرا سوچیے کہ اللہ نے اسے کس چیز سے خلق فرمایا یہ سوالیہ انداز تحقیر کے لیے ہے۔

۱۹-مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ- نطفے سے اُسے پیدا کیا پھر اس کی تقدیر بنائی۔

---

(۱) احتجاج ج ۱ ص ۴۰۵

presented by Ziaraat.com

فَقَدَّرَهٗ کا مفہوم ہے اس کے لیے مناسب اعضاء موزوں شکل وصورت میں جو اس کے لیے موزوں تھی مختلف مراحل میں اسے عطا فرما دی یہاں تک کہ اس کی تخلیق مکمل ہوگئی۔

۲۰-ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ- پھر اس کے لیے راستے کی آسانیاں فراہم کردیں۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اس کے لیے خیر تک رسائی کا راستا آسان بنا دیا۔(۱)

۲۱-ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ- پھر اسے موت سے ہمکنار کر کے قبر میں اتار دیا۔

۲۲-ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ- پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ اٹھا لائے گا۔

موت اور قبر میں مدفون ہو جانے کو نعمتوں میں سے شمار کیا اس لیے کہ موت فی الجملہ ابدی حیات سے متصل کر دیتی ہے اور خالص لذتوں سے ہم کنار کرتی ہے اور قبر میں دفن ہو جانا عزّت واحترام کے لیے اور درندوں سے حفاظت کی خاطر ہے۔

۲۳-كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ-

ہرگز نہیں انسان کو جو حکم دیا تھا وہ اس نے پورا نہیں کیا۔

كَلَّا حرف ''رَدَع'' ہے انسان جس چیز پر قائم ہے اسے اُس سے روکنا ہے۔

آدم علیہ السلام سے لے کر اس انتہا تک اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو حکم دیا تھا وہ اس نے مکمّل طور سے پورا نہیں کیا اس لیے کہ کوئی شخص بھی کوتاہی سے مُبرّا نہیں ہے۔

۲۴-فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ-

انسان کو چاہیے کہ اپنی غذا پر نظر کرے۔اب ذاتی نعمتوں سے بیرونی نعمتوں کی جانب رُخ کیا ہے۔

۲۵-اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا-

ہم نے پانی برسایا جیسا برسانا چاہیے تھا۔

۲۶-ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا-

پھر ہم نے ہی زمین کو کماحقہ شق کیا۔یعنی نباتات اگا کر زمین کو شق کیا۔

۲۷-فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا- پھر ہم نے اس میں اناج اگائے۔

۲۸-وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا-

اور انگور اور ترکاریاں (اگائیں) ''قَضْب'' کے معنیٰ ہیں تازہ چارہ ساگ پات۔

تفسیر قمی میں فرمایا ''قضب'' سے مراد ہے ''القتُّ'' گھاس پھونس جانوروں کا چارہ۔(۲)

۲۹-وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا- اور زیتون اور کھجوریں۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۵ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۶

presented by Ziaraat.com

۳۰-وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا- اور گھنے باغات، بڑے بڑے باغات۔

حَدَآئِقَ کو غُلْبًا اس لیے کہا کہ وہ بہت گھنے ہوتے ہیں اور اس میں بہت زیادہ درخت پائے جاتے ہیں۔

۳۱-وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا- اور ہر طرح کے پھل اور چارے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا "الاَبُّ" کے معنیٰ ہیں جانوروں کے لیے چارہ۔[1]

۳۲-مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ-

متاع زیست خود تمھارے لیے اور تمھارے مویشیوں کے لیے۔

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا قول "فلینظر الانسان الی طعامہٖ" میں طعام سے کیا مراد ہے۔ فرمایا اس سے مراد وہ علم ہے جو وہ حاصل کرتا ہے کہ وہ کس سے علم حاصل کر رہا ہے۔

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں اس کا سبب یہ ہے کہ طعامِ بدن اور روح دونوں کے طعام پر ایک ساتھ مشتمل ہے تو جس طور اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی غذائے جسمانی کو دیکھے اور یہ سمجھ لے کہ یہ غذا آسمان سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے اس لیے اسی نے پانی برسایا (آخر آیت تک) اسی طرح وہ مامور ہے کہ وہ اپنی روحانی غذا پر نظر کرے جسے علم کہا جاتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بھی آسمان سے اللہ تعالیٰ کے پاس سے نازل ہوا ہے اس لیے کہ وحی کی بارشیں ارض نبوت اور شجرۂ رسالت اور چشم حکمت پر برسیں تو اس سے حقائق کے اناج اور معارف کے میوے برآمد ہوئے تاکہ جو روحیں تربیت کی قابلیت رکھتی ہیں اس کے ذریعے سے ان کی غذا فراہم کر دی جائے امام علیہ السلام کا قول "علمہ الذی یاخذہ عمن یاخذہ" یعنی اس پر لازم ہے کہ وہ علم کو اہلِ بیت نبوت سے حاصل کرے جو نزول وحی کے مقامات ہیں جو حکمت کے چشمے ہیں جو اپنے علوم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اخذ کرتے ہیں تاکہ وہ درست ہو جائے اور ان کی روح کی غذا بن جائے نہ ان کے غیر کی ان لوگوں میں سے جس کا اور اللہ کا کوئی رابطہ نہیں ہے نہ وحی کے ذریعے نہ ہی الہام کے ذریعے بس ان کے علوم یا تو ایسے لوگوں کے حفظ کردہ اقوال ہیں جن کے اقوال میں کوئی حجت نہیں یا جھگڑوں کے آلات ہیں جو حجت نہیں بن سکتے اور ان میں سے کوئی شے بھی اللہ کی جانب سے نہیں ہے بلکہ شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا اس میں روح اور ایمان کی غذا بننے کی صلاحیت نہیں ہے اور جب آیت کی تفسیر ظاہر ہے تو اس سے کوئی تعرض نہیں کیا البتہ اس کی تاویل کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے تحقیق تو یہ ہے لفظ سے پہلی ہی مرتبہ دونوں مفاہیم مراد لیے جا سکتے ہیں۔

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۴۹-۵۰ ح ۸

presented by Ziaraat.com

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾
وَصَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ
يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾
تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ ع ۱ ۵

۳۳-پھر جب کان پھاڑ دینے والی آواز آئے گی۔ ۳۴-جس دن انسان اپنے بھائی سے راہ فرار اختیار کرے گا۔ ۳۵-اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔ ۳۶-اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے۔ ۳۷-اس دن ہر شخص اپنی حالت میں مبتلا ہو کر دوسروں سے بے پروا رہے گا۔ ۳۸-کچھ چہرے اس روز چمک رہے ہوں گے۔ ۳۹-خنداں و شاداں۔ ۴۰-اور کچھ چہرے ایسے ہوں گے جو گرد سے اٹے ہوں گے۔ ۴۱-ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔ ۴۲-یہی تو کفر کرنے والے بدکار لوگ ہیں۔

۳۳-فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ-

پھر جب کان پھاڑ دینے والی آواز آئے گی۔

یعنی نفخہ صور کا پھونکا جانا سنائی دے گا مجازی معنیٰ مراد لیے اس لیے کہ اس آواز سے لوگوں میں شور وغوغا ہوگا۔

۳۴-يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ-

جس دن انسان اپنے بھائی سے راہِ فرار اختیار کرلے گا۔

۳۵-وَاُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ-

اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔

۳۶-وَصَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ-

اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے۔

اس لیے کہ ہر شخص اپنی حالت میں گرفتار اور اپنی نصیحت میں مبتلا ہوگا اور اسے علم ہوگا کہ یہ لوگ کوئی فائدہ پہنچانے والے نہیں ہیں یا اُسے ڈر ہوگا کہ اس نے ان کے حق ادا کرنے میں جو کوتاہی کی تھی کہیں وہ ان کا مطالبہ نہ کردیں جو چیز سب سے زیادہ محبوب ہے اس کا اسی انداز میں ذکر کیا ہے گویا کہ کہا جا رہا ہے وہ راہ فرار اختیار کرے گا اپنے بھائی سے بلکہ اپنے ماں باپ سے بلکہ اپنی بیوی اور بچّوں سے۔

کتاب عُیون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر امیر المومنین علیہ

presented by Ziaraat.com

السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا کہ اس سے کون لوگ مراد ہیں تو آپ نے فرمایا قابیل ہابیل سے بھاگ رہا ہوگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں سے بھاگ رہے ہوں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مُربّی باپ سے بھاگ رہے ہوں گے اور حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیوی سے بھاگ رہے ہوں گے اور حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کنعان سے بھاگ رہے ہوں گے۔[۱]

کتاب خصال میں امام حسین بن علی سے ایسی روایت مروی ہے اور فرمایا کہ حضرت موسیٰ اپنی ماں سے اس لیے فرار اختیار کریں گے کہ کہیں ان کے حق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہوئی اور ابراہیم علیہ اسلام اپنے مُربّی مشرک باپ سے فرار کر رہے ہوں گے خود اپنے والد سے نہیں جن کا نام تارخ تھا۔[۲]

(نوٹ از مترجم: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا جیسا کہ عہد نامہ قدیم سے ثابت ہے اور قرآن میں لفظ آزر آیا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے جنھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن کے لیے مغفرت طلب کی تھی)۔

۳۷-لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ-

اس دن ہر شخص اپنی حالت میں مبتلا ہو کر دوسروں سے بے پروا رہے گا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ اس کی اپنی مصروفیت اسے دوسروں سے غافل کر دے گی۔[۳]

تفسیر مجمع البیان میں سودہ زوجۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو مبعوث کیا جائے گا ننگے پانو، برہنہ ان کے جسم پر بال نہ ہوگا ان پر پسینے کی لگام ہوگی جو کانوں کی لو کو چھو رہی ہوگی حضرت سودہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ ہائے افسوس کیسی بے حیائی ہوگی؟ جب ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے جب وہ آئے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگ اس بات سے غافل ہوں گے اور آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔[۴]

۳۸-وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ-

کچھ چہرے اس روز چمک رہے ہوں گے۔

مُّسْفِرَةٌ کے معنیٰ ہیں ''مُضِيئَة'' چمک دار، روشن۔

۳۹-ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ-

خنداں وشادان۔

ان نعمتوں کی وجہ سے جو انھیں دکھائی دے رہی ہوں گی۔

---

(۱) عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۲۴۵ ح ۱ باب ۲۴ (۲) الخصال ص ۳۱۸ ح ۱۰۲ باب ۵

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۶ (۴) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۴۰

presented by Ziaraat.com

۴۰۔وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ۔

اور کچھ چہرے ایسے ہوں گے جو گرد سے اَٹے ہوں گے۔

ان پر گردوغبار ہوگا اور وہ مٹیالے ہوں گے۔

۴۱۔تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ۔

ان پر سیاہی چھارہی ہوگی۔

اسے ظلمت شب نے ڈھانپ رکھا ہوگا۔

۴۲۔اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ۔

یہی تو کفر کرنے والے اور بدکار لوگ ہیں۔

جو لوگ کفر اور فجور پر متفق ہو گئے ہیں اسی وجہ سے ان کے چہروں کی سیاہی پر گردوغبار کا بسیرا ہے۔

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورۂ ''عَبَسَ وَ تَوَلّٰی'' اور سورۂ تکویر (اذا الشمس کوّرت) پڑھے گا تو وہ جنتوں میں اللہ کے زیر سایہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے سایے اس کی کرامت اور اس کی جنتوں میں ہوگا اور ان شاءاللہ تعالیٰ یہ بات اللہ کے لیے کوئی دشوار اور مشکل نہیں ہے۔(۱)

(۱) ثواب الاعمال ص ۱۲۱ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۳۵

presented by Ziaraat.com

سورۃ التکویر

سورۃ تکویر مکہ مکرمہ میں نازل ہوا اس سورہ میں ۲۹ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝۳ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۵ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝۱۴

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔ ۲-اور جب ستارے گر پڑیں گے۔ ۳-اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ ۴-اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بے پروائی سے چھوڑ دی جائیں گی۔ ۵-اور جب وحشی جانور جمع کیے جائیں گے۔ ۶-اور جب سمندر ابھار دیے جائیں گے۔ ۷-اور جب نفوس کو ایک دوسرے کا ہمسر بنا دیا جائے گا۔ ۸-اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔ ۹-کہ کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا۔ ۱۰-اور جب نامہ اعمال کھول دیے جائیں گے۔ ۱۱-اور جب آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائے گا۔ ۱۲-اور جب جہنم کی آگ بھڑکا دی جائے گی۔ ۱۳-اور جب جنت قریب کر دی جائے گی۔ ۱۴-تو ہر شخص جان لے گا کہ اس نے کیا حاضر کیا ہے۔

۱-اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔

جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔

یعنی اس کی روشنی کو لپیٹ دیا جائے گا تو آفاق میں اس کا پھیلاؤ ختم ہو جائے گا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا وہ سیاہ اور تاریک ہو جائے گا۔[1]

(۱) تفسیر قمی ۲ ص ۴۰۷

presented by Ziaraat.com

۲-وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ-

فرمایا ستاروں کی چمک دمک جاتی رہے گی۔[۱]

۳-وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ- اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

فرمایا انھیں چلایا جائے گا جیسا کہ فرمایا ہے: تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (النمل:۸۸)

آپ پہاڑوں کو دیکھیں گے تو انھیں جامد سمجھیں گے جب کہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہوں گے۔[۲]

۴-وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ-

اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بے پروائی سے چھوڑ دی جائیں گی۔

الْعِشَارُ- وہ اونٹنیاں جو دس ماہ کی حاملہ ہوں یہ ''عُشَرَا'' کی جمع ہے۔

عُطِّلَتْ- چھوڑ دی جائیں گی تفسیر قمی میں ہے کہ جب مخلوقات پر موت طاری ہو جائے گی تو پھر اونٹنیاں بے پروائی کے ساتھ چھوڑ دی جائیں گی کوئی ان کا دودھ دوہنے والا نہ ہوگا۔[۳]

۵-وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ- اور جب وحشی جانور جمع کیے جائیں گے۔

انھیں ہر اطراف سے یکجا کر لیا جائے گا یا دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

۶-وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ- اور جب سمندر ابھار دیے جائیں گے۔

فرمایا کہ دنیا کے ارد گرد تمام سمندروں کو آگ میں تبدیل کر دیا جائے گا۔[۴]

۷-وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ-

جب نفوس کو ایک دوسرے کا ہمسر بنا دیا جائے گا۔

فرمایا (حورُ العین) یعنی بڑی بڑی آنکھوں والی حور سے ان کی شادی کر دی جائے گی۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جنتیوں کو تو ''الخیرات الحِسان'' (خوب صورت اور نیکو کار دوشیزائیں) سے بیاہا جائے گا اب رہے دوزخی تو ان میں سے ہر انسان کے ہمراہ شیطان کر دیا جائے گا یعنی کافروں اور منافقوں کے جوڑی دار شیاطین بنا دیے جائیں گے۔[۵]

۸-وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ-

اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔

۹-بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ- کہ کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا۔

یعنی جسے زندہ دفن کیا گیا ہے اس سے اس کے قتل ہونے کی وجہ معلوم کی جائے گی تا کہ زندہ در گور کرنے والے کی سرزنش کی جائے۔

---

(۱) تفسیر قمی ۲ ص ۴۰۷ (۲) و (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۷

(۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۷ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۷

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ عرب کے باشندے لڑکیوں کو غیرت کے نام پر قتل کر دیتے تھے جب قیامت کا دن ہوگا تو زندہ در گور لڑکی سے دریافت کیا جائے گا کہ اسے کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ ۱

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں اور جسے کسی جہاد میں قتل کیا گیا۔ ۲

اور دوسری روایت میں اس سے مراد وہ ہے جسے ہماری مودت اور ولایت میں قتل کیا گیا۔ ۳

اور تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو ہماری مودّت میں قتل کر دیا گیا۔ ۴

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میں تم سے اس مودّت کے بارے میں سوال کر رہا ہوں جس کی فضلیت تم پر نازل کی گئی یعنی ''ذوی القربیٰ'' کی مودّت بتاؤ تم نے انھیں کس گناہ کی پاداش میں قتل کر ڈالا۔ ۵

اور کتاب مناقب میں امام باقر علیہ السلام سے ایسی ہی روایت منقول ہے۔ ۶

۱۰- وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ-

اور جب نامۂ اعمال کھول دیے جائیں گے۔

الصُّحُفُ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ اس سے مراد ''صُحُفُ الاعمال'' (نامہ اعمال) ہیں۔ ۷

۱۱- وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ-

اور جب آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائے گا۔

اکھاڑ دیا جائے گا، ختم کر دیا جائے گا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے ''اُبطلت'' اسے باطل قرار دیا جائے گا، منسوخ کر دیا جائے گا۔ ۸

۱۲- وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ- اور جب جہنّم کی آگ بھڑکا دی جائے گی۔

اُسے شدید طریقے سے روشن کیا جائے گا۔

۱۳- وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ- اور جب جنت قریب کر دی جائے گی۔

مومنین سے قریب کر دی جائے گی۔

۱۴- عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ- تو ہر شخص جان لے گا کہ اس نے کیا حاضر کیا ہے۔

یہ اذا کا جواب ہے۔

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۷ (۲) و (۳) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۲۲

(۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۷ (۵) الکافی ج ۱ ص ۲۹۵ ح ۳ (۶) المناقب ابن شہر آشوب ج ۴ ص ۸۴

(۷) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۷-۴۰۸ (۸) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۸

presented by Ziaraat.com

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ
اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ
مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ
بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ
رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ
مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ع ۱

۱۵-میں ان ستاروں کی قسم کھاتا ہوں جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ۱۶-جو چلتے چلتے چھپ جاتے ہیں۔ ۱۷-اور رات کی قسم جب اندھیرا چھا گیا۔ ۱۸-اور صبح کی قسم جب اس نے سانس لی۔ ۱۹-اور یقیناً یہ قرآن ایک مکرم پیغام بر کا قول ہے۔ ۲۰-جو صاحب قوّت ہے مالک عرش کے نزدیک بڑی منزلت رکھتا ہے۔ ۲۱-وہاں اس کی اطاعت کی جاتی ہے پھر وہ امانت دار ہے۔ ۲۲-اور تمھارا ساتھی (پیغمبر) دیوانہ نہیں ہے۔ ۲۳-اور بہ تحقیق انھوں نے اس فرشتے کو روشن افق پر دیکھا ہے۔ ۲۴-اور وہ غیب کے معاملے میں بخیل نہیں ہیں۔ ۲۵-اور یہ قرآن کسی شیطانِ مردود کا قول نہیں ہے۔ ۲۶-تم کہاں چلے جارہے ہو؟ ۲۷-یہ تو جملہ عالمین کے لیے پیغام نصیحت ہے۔ ۲۸-اس کے لیے تم میں سے جو سیدھے راستے پر چلنا چاہتا ہے۔ ۲۹-اور تم وہی کچھ چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۵-فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ-

میں ان ستاروں کی قسم کھاتا ہوں جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ میں ''خُنّس'' کی قسم کھاتا ہوں اور ''خُنّس'' ستاروں کا نام ہے۔(۱)

تفسیر مجمع البیان میں ہے یہ وہ سیّارے ہیں جو دن کے وقت چھپ جاتے ہیں اور رات کو ظاہر ہوتے ہیں۔(۲)

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ پانچ سیّارے ہیں زُحَل، مُشْتَرِیْ، مِرّیخ، زُہَرَۃ، عُطَارِدْ۔(۳)

(نوٹ از مترجم، عُطَارِد کو ہندی میں بُدھ اور فارسی میں دبیرِ فلک کہتے ہیں)

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۸ (۲)و(۳) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۴۶

presented by Ziaraat.com

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ اسی وجہ سے لفظ جوار سے ان کی توصیف کی ہے یعنی چلنے والے یقیناً یہ پانچ سیارے واپس لوٹ آنے والے سیارے کہلاتے ہیں۔

''السّیارات الرّواجع'' اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہا گیا ہے کہ لفظ ''خُنَّس رواجع'' (واپس لوٹ آنے والے) کا مفہوم رکھتا ہے یہ لفظ ''خَنَّس'' سے ہے جب پیچھے ہٹ گیا۔ ۱

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ ستارے دن کے وقت چھپ جاتے ہیں لہٰذا دکھائی نہیں دیتے۔ ۲

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ امام ۲۶۰ میں چھپ جائیں گے پھر وہ ظاہر ہوں گے۔

اس شہاب (ٹوٹنے والا ستارہ) کی طرح جو اندھیری رات میں روشن ہوتا ہے اگر تم ان کا زمانہ پاؤ گے تو تمھاری آنکھیں (ان کے دیدار سے) ٹھنڈی ہوں گی۔ ۳

کتاب اکمال میں اسی سے ملتی جلتی روایت ہے۔ ۴

۱۶- اَلْجَوَارِ الْكُنَّسِ-

جو چلتے چلتے چھپ جاتے ہیں

۱۷- وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ-

اور رات کی قسم جب اندھیرا چھا گیا۔

یعنی اس کی تاریکی آگے بڑھی اور پیچھے ہٹی یہ لفظ ''اضداد'' میں سے ہے تفسیر مجمع البیان میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے جب وہ اپنے اندھیرے کے ساتھ پیچھے ہٹ گئی۔ ۵

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا جب رات تاریک ہوگئی۔ ۶

۱۸- وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ-

اور صبح کی قسم جب اس نے سانس لی۔ فرمایا جب وہ بلند ہوئی۔ ۷

کہا گیا ہے تنفس سے صبح کی ٹھنڈی اور روح افزا ہوا کا چلنا مراد ہے۔ ۸

۱۹- اِنَّهٗ- یعنی یہ قرآن کریم۔

لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ-

ایک مکرّم پیغام بر کا قول ہے۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۳ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۸

(۳) الکافی ج ۱ ص ۳۴۱ ح ۲۳ (۴) اکمال الدین واتمام النعمۃ ص ۳۳۰ ح ۱۴ باب ۳۲

(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۴۶ (۶) و (۷) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۰۸ (۸) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۳

presented by Ziaraat.com

یعنی جبرئیل علیہ السّلام انھوں نے اسے اللہ سے لے کر بیان کیا ہے۔

۲۰- ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ-

جو صاحبِ قوت ہے، مالک عرش کے نزدیک بڑی منزلت رکھتا ہے۔

مَکِیْنٍ اللہ کے نزدیک بڑی منزلت کا مالک ہے۔

۲۱- مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ-

وہاں اس کی اطاعت کی جاتی ہے پھر وہ امانت دار ہے۔

مُّطَاعٍ فرشتوں میں اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔

ثَمَّ اَمِیْنٍ پھر وہ وحی کا امانت دار ہے۔ اور "ثَمَّ" کا اتصال ماقبل اور مابعد سے ہونے کا احتمال ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے دریافت کیا تمھارا رب کتنا اچھا ہے اور اُس نے کیسی اچھی تمھاری ثنا کی ہے۔

ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ- (اے جبرئیل تم اللہ کے نزدیک بڑی منزلت رکھتے ہو)

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ (ملائکہ میں تمھاری اطاعت کی جاتی ہے اور تم امین وحی ہو)

تمھاری قوّت کیا تھی اور تمھاری امانت کیا تھی؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا جہاں تک میری قوّت کا تعلّق ہے تو مجھے حضرت لوط علیہ السلام کے مدائن (شہروں) کی طرف بھیجا گیا تھا اور یہ چار مدائن تھے اور ہر مدینہ (شہر) میں چار لاکھ جنگ جو تھے ان کی ذریّت کو چھوڑ کر میں نے انھیں نچلی زمین سے اٹھایا یہاں تک کہ آسمانوں میں رہنے والوں نے مرغ کی آواز اور کتے کے بھونکنے کی صدا تک سنی تھی پھر میں ان سب کو لے کر جھکا اور انھیں پلٹ دیا جہاں تک میری امانت کا تعلّق ہے مجھے جس چیز کا حکم دیا گیا میں نے اس حکم کے غیر سے دشمنی کر لی یعنی صرف اسی حکم کو پہنچایا۔[۱]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا جب یہ آیت:

وما ارسلناك إلّا رحمۃً للعالمین نازل ہوئی اے جبرئیل علیہ السلام کیا تمھیں اس رحمت سے کچھ حصّہ ملا؟

جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں مجھے اپنے انجام کار سے ڈر لگتا تھا جب میں آپ پر ایمان لے آیا تو اللہ تعالیٰ نے میری ثنا کی اپنے قول: ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ سے۔[۲]

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے اللہ کے قول: ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں پھر میں نے دریافت کیا کہ "مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ" سے کیا مراد ہے فرمایا اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہ اپنے رب کے نزدیک مُطاع ہیں (ان کی اطاعت کی

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۴۶ (۲) مجمع البیان ج ۷-۸ ص ۶۷

presented by Ziaraat.com

جاتی ہے)۔

اور روز قیامت تک الامین ہیں یعنی امانت دار ہیں۔[۱]

۲۲-وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ-

اور تمھارا ساتھی (پیغمبر) دیوانہ نہیں ہے۔

فرمایا یعنی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کو انسانوں کے لیے پرچم ہدایت بنا کر مقرر کر دیا تھا۔[۲]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں یہ تردید ہے منافقین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الزام لگایا تھا۔

۲۳-وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ-

اور بہ تحقیق انھوں نے اس فرشتے کو روشن افق پر دیکھا ہے۔

کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔

بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ سورج کے طلوع ہونے کی بلند جگہ پر۔

کتاب خصال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے دریافت کیا گیا کہ "الافق المبین" کیا ہے؟ فرمایا کہ عرش کے سامنے ایک میدان ہے جس میں نہریں جاری ہیں جن میں ستاروں کی تعداد جتنے (قدحان) پیالے ہیں۔[۳]

نوٹ از مترجم (قُدحان ایسے پیالے جن سے دو یا تین آدمی بیک وقت پانی پی سکیں)

۲۴-وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ-

اور وہ غیب کے معاملے میں بخیل نہیں ہیں۔

وَمَا هُوَ کہا گیا ہے کہ وہ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔[۴]

عَلَى الْغَيْبِ۔ وحی کے ذریعے انھیں جن امور سے مطلع کیا جاتا ہے۔

بِضَنِينٍ۔ بخیل نہیں ہیں یعنی وہ تبلیغ و تعلیم میں بخل نہیں کرتے۔

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی پر غیب کے معاملے میں بخیل نہیں ہے۔[۵]

۲۵-وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ-

اور یہ قرآن شیطانِ مردود کا قول نہیں ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۸
(۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۸
(۳) الخصال ص ۵۸۲ ح ۵ باب ۷۰
(۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۳
(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۸

presented by Ziaraat.com

فرمایا کہ اس سے مراد وہ ''کاھنین'' (غیب کی باتیں بتانے والے افراد) ہیں جو قریش میں تھے ان کی باتوں کو شیاطین کے کلام سے منسوب کر دیا جو ان کے ساتھ تھے اور انھی کی زبان میں بولا کرتے تھے فرمایا کہ

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ یعنی ان جیسا کلام نہیں ہے۔[۱]

۲۶-فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ-

فرمایا تم علی علیہ السلام کے بارے میں کہاں جا رہے ہو؟ یعنی ان کی ولایت سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟[۲]

۲۷-اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ-

یہ تو جملہ عالمین کے لیے پیغام نصیحت ہے۔

فرمایا ان لوگوں کے لیے اللہ نے جن سے علی کی ولایت کا میثاق لیا تھا۔[۳]

۲۸-لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ-

اس کے لیے تم میں سے جو سیدھے راستے پر چلنا چاہتا ہے۔

فرمایا حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت اور اُن کے بعد ائمہ علیہم السلام کی اطاعت کر کے۔[۴]

۲۹-وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ-

اور تم وہی کچھ چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

فرمایا اس لیے کہ مشیّت کا تعلّق اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہے انسانوں سے نہیں۔[۵]

امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ خداوند عالم نے ائمہ علیہم السلام کے قلوب کو اپنے ارادوں کا مَوْرِدْ (آنے کی جگہ) قرار دیا ہے لہٰذا جب اللہ کسی چیز کو چاہتا ہے اس کی مشیّت میں آتی ہے تو یہ لوگ بھی وہی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قول: وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ سے یہی مراد ہے۔[۶]

اس سورے کا ثواب سورۂ عبس کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۸

(۲)، (۳) و (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۸

(۵) و (۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۹

presented by Ziaraat.com

سورۂ الانفطار

سورۂ اِنْفَطَرَت جسے سورۂ الانفطار بھی کہا جاتا ہے یہ سورۂ مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۱۹ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۙ﴿۱﴾ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْبِحَارُ
فُجِّرَتْ ۙ﴿۳﴾ وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ؕ﴿۵﴾
يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ
فَعَدَلَكَ ۙ﴿۷﴾ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ؕ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۙ﴿۹﴾
وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۙ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ
الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۚ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۚۖ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ
الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۙ﴿۱۷﴾ ثُمَّ
مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ﴿۱۸﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَ الْاَمْرُ
يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ ع

ع ۱ ۱۹ ۷ الربع

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-جب آسمان شگافتہ ہو جائے گا۔ ۲-اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔ ۳-اور جب سمندر کا پانی ابھر کر بہنے لگے گا۔ ۴-جب قبریں کھول دی جائیں گی۔ ۵-تب ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھا۔ ۶-اے انسان تجھے کس چیز نے تیرے رب کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا۔ ۷-جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے درست کیا اور پھر اعتدال قائم کر دیا۔ ۸-پھر جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔ ۹-ہرگز نہیں بلکہ تم روز جزا کو جھٹلاتے ہو۔ ۱۰-بے شک تم پر حفاظت کرنے والے مقرر ہیں۔ ۱۱-کراماً کاتبین (مُعَزّز لکھنے والے)۔ ۱۲-وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔ ۱۳-بے شک نیکوکار نعمتوں میں ہوں گے۔ ۱۴-اور یقیناً بدکار جہنّم میں جائیں گے۔ ۱۵-وہ روز جزا اس

presented by Ziaraat.com

آگ کو برداشت کریں گے۔ ۱۶-اور وہ سب اس سے بالکل غائب نہ ہوں گے۔ ۱۷-اور کیا تم جانتے ہو کہ روز جزا کیا ہے؟ ۱۸-پھر کیا تمھیں معلوم ہے کہ روز جزا کیا ہے؟ ۱۹-جس روز کوئی شخص کسی کے لیے کچھ بھی اختیار نہ رکھتا ہوگا اور اس روز حکم صرف خدا کا ہوگا۔

۱-اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ-

جب آسمان شگافتہ ہو جائے گا۔

اِنْفَطَرَتْ کے معنیٰ ہیں انشقت۔ پھٹ جانا۔ شگافتہ ہونا۔

۲-وَ اِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ-

اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔

انْتَثَرَتْ تَسَاقَطَتْ متفرقہ۔ متفرق ہو کر مختلف مقامات پر گر جائیں گے۔

۳-وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ-

اور جب سمندر کا پانی ابھر کر بہنے لگے گا۔

فُجِّرَتْ ایک سمندر دوسرے کے لیے کھل جائے گا اس طرح تمام سمندر مل کر ایک بن جائیں گے

۴-وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ- اور جب قبریں کھول دی جائیں گی۔

اس کی مٹی کو الٹ پلٹ کیا جائے گا اور اس کے مُردوں کو نکالا جائے گا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا زمین شگافتہ ہوگی اور اس سے لوگ برآمد ہوں گے۔(۱)

۵-عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ-

تب ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھا یعنی خیر اور شر دونوں کے بارے میں پتا چل جائے گا۔

اور کہا گیا ہے اس نے بعد میں جو اچھا طریقہ چھوڑا ہے جس پر اس کے بعد عمل کیا جا رہا ہے یا وہ برا طریقہ چھوڑ کر آیا ہے اس کے بعد جس پر عمل کیا جا رہا ہے اور وہ ''اذا'' کا جواب ہے۔(۲)

۶-یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ-

اے انسان تجھے کس چیز نے تیرے ربّ کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا کس چیز نے تجھے دھوکے میں ڈالا اور تجھے نافرمانی پر آمادہ کیا اور ہمّت دلائی۔

کہا گیا ہے کہ لفظ الکریم دھوکا کھانے سے روکنے کے بارے میں تاکید کے لیے آیا ہے اور اس امر کی جانب توجہ دلانے کے لیے لایا گیا کہ اسی لفظ کے ذریعے شیطان دھوکا دیتا ہے انسان سے کہتا ہے ''تم جو جی

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۹ (۲) عبداللہ بن مسعود نے کہا جیسا کہ مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۴۹ میں ہے

presented by Ziaraat.com

چاہے کرو تمھارا رب تو بڑا کریم ہے وہ کسی پر عذاب نہیں کرے گا"۔[۱]

اور کہا گیا ہے کہ دیگر اسماء وصفات کو چھوڑ کر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں لفظ کریم کو رکھ دیا ہے گویا کہ اُسے جواب کی تلقین کی ہے یہاں تک کہ وہ کہے گا "غَرَّنِیْ کرمک الکریم" مجھے تو کریم کے کرم نے دھوکے میں رکھا۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کی تلاوت کرتے تھے تو فرماتے تھے اس کی جہالت نے اسے دھوکے میں رکھا۔[۳]

۷-اَلَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ-

جس نے تجھے پیدا کیا تجھے درست کیا۔

یعنی تیرے اعضائے جسمانی کو صحیح وسالم مُعتدل اور ایسا بنایا کہ اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

فَعَدَلَكَ اور پھر اعتدال قائم کردیا۔

تیری بنیاد کو معتدل اور متناسب الاعضاء رکھا ہے یعنی اعضاء میں موزونیت قائم کردی ہے۔

۸-فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ-

پھر جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔

یعنی جس شکل میں چاہا تجھے بنا دیا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو تجھے اس صورت کے علاوہ کسی اور شکل میں مُرکّب کرتا۔[۴]

۹- كَلَّا-

ہرگز نہیں انکار ہے اللہ کے کرم سے دھوکہ کھانے پر۔

بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ-

بلکہ تم لوگ تو روز جزا کو جھٹلاتے ہو دھوکے کی اصلی وجہ بطور مثال پیش کی جارہی ہے۔

اور دین کے معنیٰ ہیں جزا، بدلہ یا اسلام

تفسیر قمی میں ہے فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام کو جھٹلاتے ہو۔[۵]

۱۰-وَ اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ- بے شک تم پر حفاظت کرنے والے مقرر ہیں۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۴

(۲) ابوبکر درّاق نے کہا جیسا کہ مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۴۹ میں ہے

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۴۹

(۴) تفسیر قمی مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۴۹ اور تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۹

(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۰۹

presented by Ziaraat.com

فرمایا حافظین سے مراد وہ فرشتے ہیں جنھیں انسان پر مقرر کیا گیا ہے۔

۱۱- كِرَامًا كَاتِبِيْنَ- معزز لکھنے والے۔

تم جو عمل کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں وہ تمھارے لیے حَسَنات (اچھائیاں) کو لکھنے میں جلدی کرتے ہیں اور تمھارے خلاف جو سیّئات (برائیاں) ہوتی ہیں انھیں تحریر کرنے میں تاخیر کرتے ہیں ہوسکتا ہے کہ تم توبہ کرلو اور مغفرت کرلو۔

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ جب کوئی بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے تو اس کی سانس سے اچھی اور پاکیزہ خوش بو نکلتی ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف والے فرشتے سے کہتا ہے رک جا اس نے اچھائی کا ارادہ کیا ہے اور جب وہ عمل کرلیتا ہے تو اس کی زبان اس کا قلم بن جاتی ہے اور اس کا لعاب دہن اس کی روشنائی اور وہ اس عمل کو لکھ لیتا ہے اور جب وہ بندہ برائی کا قصد کرتا ہے تو اس کی سانس سے بدبو دار ہوا نکلتی ہے تو بائیں ہاتھ والا دائیں ہاتھ والے سے کہتا ہے تم رک جاؤ اس نے برائی کا قصد کیا ہے جب وہ کر لیتا ہے تو اس کا لعاب دہن روشنائی بن جاتا ہے اور اس کی زبان قلم بن جاتی ہے اور وہ نامہ اعمال پر لکھ دیتا ہے۔(۱)

کہا گیا ہے کہ ان لکھنے والے فرشتوں کو کِراماً (باعزّت، مکرّم) اس لیے کہا گیا اس لیے کہ جب وہ حَسَنہ (بھلائی، اچھائی) کو لکھتے ہیں تو وہ آسمان پر بلند ہوجاتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس پر گواہی دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ تیرے فلاں بندے نے نیک عمل انجام دیا ہے یہ اور یہ اور جب وہ کسی بندے کا برا عمل لکھتے ہیں تو آسمان پر اُسے لے کر غم و اَلم کے ساتھ جاتے ہیں تو اللہ اُن سے دریافت کرتا ہے میرے بندے نے کیا کیا ہے تو وہ خاموش رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ دوبارہ اور ہر بار یہی سوال کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں بار الٰہا تو ستّار ہے تو نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالیں تو بھی ان کے عیبوں کو چھپالے اور تو علام الغیوب ہے اور اسی وجہ سے انھیں کراماً کاتبین (معزز و محترم لکھنے والے) کہا جاتا ہے۔(۲)

۱۲- يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ- وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

کتاب الاحتجاج میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا وجہ ہے ان دو فرشتوں کی جو اللہ کے بندوں پر مقرر ہیں اور اُن کا اچھا اور بُرا لکھتے ہیں جب کہ اللہ جانتا ہے کہ کیا پوشیدہ ہے اور کیا چھپا ہوا ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے انھیں اس بات پر اپنا پابند بنایا ہے اور اپنی مخلوقات پر انھیں گواہ قرار دیا ہے تاکہ بندے ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے پابندی کے ساتھ اللہ کی اطاعت پر زیادہ شدید ہوں اور اللہ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو شدّت کے ساتھ سکیڑ لیں اور بہتیرے بندے جو گناہ کا قصد کرتے ہیں اور ان دونوں فرشتوں کی وجہ سے گناہ سے باز رہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں میرا خدا دیکھ رہا ہے اور میرے

(۱) الکافی ج ۲ ص ۴۲۹ ح ۳ (۲) ریاض السالکین ج ۲ ص ۲۴۱

presented by Ziaraat.com

نگہبان (کراماً کاتبین) اس پر گواہ ہیں۔[۱]

۱۳-اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ- بے شک نیکو کار نعمتوں میں ہوں گے۔

۱۴-وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ- اور یقیناً بدکار جہنّم میں جائیں گے۔

بیان ہے کہ فرشتوں نے جو تحریر کیا ہے اس کی وجہ سے ایسا ہوگا۔

۱۵-یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ- وہ روزِ جزا اس آگ کو برداشت کریں گے۔

۱۶-وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ-

اور وہ سب اس سے بالکل غائب نہ ہوں گے۔

اس لیے کہ وہ اس جہنّم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اور کہا گیا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ جہنّم سے کبھی غائب نہیں رہیں گے۔

اس لیے کہ وہ اس سے پہلے اس کی زہریلی ہوائیں قبر میں پاتے تھے۔[۲]

۱۷-وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ- اور کیا تم جانتے ہو کہ روز جزا کیا ہے؟

۱۸-ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ- پھر کیا تمھیں معلوم ہے کہ روز جزا کیا ہے؟

اس دن کی شان پر حیرت کا اظہار اور عظمت کا بیان ہے یعنی اس کی حقیقت اور ماہیت سے کوئی واقف نہیں عقل وفہم کے ذریعے یہ بات سمجھ میں نہیں آسکتی ہے۔

۱۹-یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْـًٔا ؕ وَ الْاَمْرُ یَوْمَىٕذٍ لِّلّٰهِ-

جس روز کوئی شخص کسی کے لیے کچھ بھی اختیار نہ رکھتا ہوگا اور اس روز حکم صرف خدا کا ہوگا۔

یہ بیان ہے اس دن کی ہولناکی کی شدّت اور امر کی عظمت کا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو تمام حکمران ظاہر ہوں گے سوائے اللہ کے کوئی حاکم باقی نہ رہے گا۔[۳]

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی ان دونوں سورتوں یعنی ''اذا السماء انفطرت'' (سورۂ الانفطار) اور ''اذا السّماء اُنشقّت'' (سورۂ الانشقاق) کو واجب اور نافلہ نمازوں میں پڑھے گا اور انھیں اپنا نصب العین قرار دے گا تو کسی حاجت کے وقت اللہ اس سے پوشیدہ نہ ہوگا اور کوئی رکاوٹ اسے اللہ تک پہنچنے سے مانع نہ ہوگی اور وہ مسلسل اللہ کی طرف نظر کرے گا اور اللہ اس کی جانب نظر کرم کرے گا یہاں تک کہ اللہ انسانوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔[۴]

---

(۱) الاحتجاج ج ۲ ص ۹۵ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۵

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۵۰ (۴) ثواب الاعمال ص ۱۲۱ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۴۷

presented by Ziaraat.com

سورۂ المطففین

سورۂ مطففین کو سورۂ تطفیف بھی کہا جاتا ہے یہ سورہ مکّۂ مکرمہ میں نازل ہوا اور کہا گیا ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے سوائے ۸ آیتوں کے اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا سے آخری آیت تک۔ اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۳۶ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ؕ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ﴿۶﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِىْ سِجِّيْنٍ ؕ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ؕ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ؕ﴿۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۙ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ؕ﴿۱۳﴾ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ؕ﴿۱۴﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔ ۲-جو لوگ دوسروں سے لیتے ہیں تو پورا تول کر لیتے ہیں۔ ۳-اور جب انھیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ ۴-کیا یہ لوگ اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ انھیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ ۵-نہایت عظیم دن کے لیے۔ ۶-جس روز لوگ ربّ العالمین کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔ ۷-ہرگز نہیں فاجروں کا نامۂ اعمال ''سجّین'' میں ہے۔ ۸-اور کیا آپ کو علم ہے کہ 'سجّین' کیا ہے؟ ۹-ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ ۱۰-اس روز تباہی ہے جھٹلانے والوں کے لیے۔ ۱۱-جو لوگ روز جزا کو جھٹلا رہے ہیں۔ ۱۲-اور اسے وہی جھٹلا سکتا ہے جو حد سے گزر جانے والا اور خطا کار ہو۔ ۱۳-اور جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ سابقہ لوگوں کی داستانیں ہیں۔ ۱۴-ایسا ہرگز نہیں ان کے دلوں پر بدعملی کا زنگ چڑھ گیا ہے۔

presented by Ziaraat.com

۱-وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ-

تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔

مُطَفِّفِيْن۔ کم تولنے والے اور کم ناپنے والے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔[۱]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے اور مدینہ کے لوگ ان دنوں ناپ تول میں سب سے برے تھے اس کے بعد ان کے ناپ تول کے کام میں بہتری آ گئی جہاں تک ''تاویل'' کا تعلق ہے تو ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ یہ جہنّم کا ایک کنواں ہے۔[۲]

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ناپ تول کے بارے میں نازل ہوا: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ اور اللہ نے کسی ''پرویل'' کو نازل نہیں فرمایا جب تک اسے کافر نہ کہہ دیا ارشاد باری عزّ اسمہ ہے:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (مریم: ۳۷) چناں چہ ان لوگوں کے لیے تباہی ہے جنھوں نے یوم عظیم کی پیشی کا انکار کیا ہے۔[۳]

۲-اَلَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ-

جو لوگ دوسروں سے لیتے ہیں تو پورا تول کر لیتے ہیں۔

یعنی جب لوگوں سے ان کے حقوق لیتے ہیں تو اسے پورا پورا لیتے ہیں۔

۳-وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ-

اور جب انھیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔

یعنی جب لوگوں کے لیے ناپ تول کرتے ہیں تو کم کرتے ہیں۔

۴-اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ-

کیا یہ لوگ اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ انھیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

کیا انھیں اس بات کا یقین نہیں ہے کہ انھیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ امیر المومنین علیہ السلام سے ایسا ہی مروی ہے جیسا کہ احتجاج میں روایت ہے۔[۴]

۵-لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ-

نہایت عظیم دن کے لیے۔

اسے عظیم قرار دیا اس لیے کہ اس دن نہایت عظیم بات ہوگی۔

---

(۱)و(۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۱۰ (۳) الکافی ج ۱ ص ۳۲ ح ۱ باب ۱ (۴) الاحتجاج ج ۱ ص ۳۷۲

presented by Ziaraat.com

۶- يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ-

جس روز لوگ ربّ العالمین کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔

اس کے حکم کی بنیاد پر کھڑے ہوں گے۔

مجمع البیان میں ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ اپنے پسینے میں کھڑے ہوں گے جو ان کے کانوں کی لوؤں کو چھو رہا ہوگا۔[۱]

دوسری روایت میں ہے وہ کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ پسینہ کانوں کے دونوں طرف پہنچ جائے گا۔[۲]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ لوگوں کی مثال قیامت کے دن جب وہ ربّ العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے ایسی ہی ہوگی جیسے تیر ترکش میں رکھا ہوا ہو بس زمین پر صرف قدم رکھنے کی جگہ ہو اور وہ جیسے تیر چمڑے کے ترکش میں ہو نہ اس طرف جھک سکتا ہے اور نہ ہی اُس طرف۔[۳]

۷- كَلَّآ- ایسا ہرگز نہیں

یہ کلمۂ انکار ہے کم تولنے اور دوبارہ اٹھائے جانے اور اچھائی سے غفلت برتنے پر۔

اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ-

فاجروں کا نامۂ اعمال ''سجین'' میں ہے۔

۸- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ-

اور کیا آپ کے علم میں ہے کہ ''سجّین'' کیا ہے؟

۹- كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ-

ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اللہ نے ان کے لیے جو بھی عذاب مقرر کیا ہے اسے ''سجّین'' میں لکھ دیا ہے۔[۴]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''سجّین'' ساتویں زمین ہے۔

اور ''عِلِّیُّون'' ساتواں آسمان ہے۔[۵]

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جہاں تک مومنین کا تعلّق ہے تو ان کے اعمال اور اُن کی ارواح کو آسمان کی جانب بلند کیا جائے گا تو ان کے لیے دروازوں کو کھول دیا جائے گا اور اب رہا کافر تو اس کے عمل اور اس کی روح کو بلند کیا جائے گا جب وہ آسمان تک پہنچے گی تو ایک منادی پکار کر کہے گا کہ اسے ''سجّین'' میں لے کر جاؤ اور ''سجّین'' حضرموت میں ایک وادی ہے اسے ''بَرَہُوت'' بھی کہا جاتا ہے۔[۶]

---

(۱) و(۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۵۲ (۳) الکافی ج ۸ ص ۱۴۳ ح ۱۱۰

(۴) و(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۰ (۶) مجمع البیان ۳-۴ ص ۴۱۸

presented by Ziaraat.com

کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اللہ تعالیٰ کے قول ''اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ'' یعنی سجین کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے ائمہ علیہم السلام کے حق میں تجاوز کیا اور ان پر زیادتی کی۔[1]

۱۰-وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ-

اس روز تباہی ہے جھٹلانے والوں کے لیے۔

۱۱-الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ-

جو لوگ روزِ جزا کو جھٹلا رہے ہیں۔

۱۲-وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ-

اور اسے وہی جھٹلا سکتا ہے جو حد سے گزر جانے والا اور خطا کار ہو۔

۱۳-اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ-

اور جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ سابقہ لوگوں کی داستانیں ہیں۔

۱۴-كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ-

ایسا ہرگز نہیں! ان کے دلوں پر بدعملی کا زنگ چڑھ گیا ہے۔

اس قول کا انکار ہے۔

کتاب کافی اور تفسیر عیاشی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ ہر عبد مومن کے دل میں ایک سفید نکتہ ہوتا ہے جب وہ گناہ کرتا ہے تو اس نکتہ سے سیاہ نکتہ برآمد ہوتا ہے اب اگر وہ توبہ کر لے تو وہ نکتہ ختم ہو جاتا ہے اور اگر وہ شخص گناہوں پر مُصر رہتا ہے تو یہ کالا پن بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ سفیدی کو چھپا لیتا ہے اور جب سفیدی چھپ جاتی ہے تو پھر یہ بندہ خیر کی طرف واپس نہیں لوٹتا اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ-[2]

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۴۳۵ ح ۹۱ کے ذیل میں

(۲) الکافی ج ۲ ص ۲۷۳) ح ۲ و تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۳۲۱ ح ۱۱۰

presented by Ziaraat.com

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿۱۶﴾
ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ
عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ
الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾

۱۵-ہرگز نہیں بے شک انھیں رب کے دیدار سے پس پردہ کر دیا جائے گا۔ ۱۶-پھر وہ جہنّم میں جھونک دیے جائیں گے۔ ۱۷-پھر ان سے کہا جائے گا یہ وہی ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ۱۸-ہرگز نہیں نیکو کاروں کے نامۂ اعمال عِلّیین میں ہوں گے۔ ۱۹-اور آپ کو کیا پتا علیّین کیا ہے؟ ۲۰-ایک لکھی ہوئی کتاب۔ ۲۱-مقرب لوگ اس کا مشاہدہ کریں گے۔ ۲۲-بے شک نیکو کار نعمتوں میں ہوں گے۔
۲۳-اونچی مسندوں پر بیٹھے ہوئے محوِ نظّارہ ہوں گے۔

۱۵-كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ-

ہرگز نہیں بے شک انھیں رب کے دیدار سے پس پردہ کر دیا جائے گا۔

کتاب عیُون اور توحید میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی مکان کے ساتھ موصوف نہیں کیا جا سکتا جہاں پر وہ اتر کر آئے اور وہاں وہ لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے البتہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے رب کے ثواب سے پردے میں ہیں۔[۱]

تفسیر مجمع البیان میں امیرا المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس کے ثواب سے اور اس کی کرامت کے گھر سے محجوب ہیں۔[۲]

۱۶-ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ-

پھر وہ جہنّم میں جھونک دیے جائیں گے۔

جہنّم میں داخل ہوں اور اس کی آگ میں جلیں گے۔

۱۷-ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ-

پھر اُن سے کہا جائے گا یہ وہی ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

---

(۱) عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۱۲۵ ج ۱۹ باب ۱۱ والتوحید ص ۲۶۵ ح ۵ باب ۳۶) (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۵

presented by Ziaraat.com

کتاب کافی میں امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا یعنی امیرالمومنین علیہ السلام کو جھٹلایا کرتے تھے۔[۱]

۱۸-كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ-

ہرگز نہیں نیکوکاروں کے نامۂ اعمال ''علیین'' میں ہوں گے۔

تفسیر قمی میں ہے یعنی ان کے لیے جو ثواب لکھا جا چکا ہے۔[۲]

۱۹-وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ-

اور آپ کو کیا پتہ ''علیین'' کیا ہے؟

۲۰-كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ-

یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔

۲۱-يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ-

مقربّ لوگ اس کا مشاہدہ کریں گے۔

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں اعلیٰ ''علیین'' سے پیدا کیا اور ہمارے شیعوں کے دلوں کو اسی سے پیدا کیا جس سے ہمیں خلق فرمایا تھا اور ان کے ابدان دوسری چیز سے خلق ہوئے ہیں اور ان کے دل ہماری جانب مائل ہوتے ہیں کیوں کہ انھیں اسی چیز سے خلق فرمایا گیا جس سے ہماری خلقت ہوئی پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ

اور ہمارے دشمنوں کو ''سجین'' سے پیدا کیا اور انکے پیروکاروں کے دلوں کو اسی سے پیدا کیا اور ان کے ابدان اس کے علاوہ کسی اور چیز سے پیدا ہوئے لہٰذا اُن کے دل انھی کی طرف مائل ہوتے ہیں کیوں کہ وہ اسی سے پیدا ہوئے جس سے انھیں پیدا کیا گیا تھا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝[۳]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں بار بار کی جانے والی کارکردگی اور نفوس میں راسخ ہو جانے والے اعتقادات ایسے ہی ہیں جیسے الواح میں تحریری نقوش اب اگر اس کی معلومات امور قدسیہ ہیں اور اس کے اخلاق پاکیزہ ہیں اور اعمال صالحہ ہیں تو اس کا نامۂ اعمال داہنی طرف سے آئے گا یعنی اس طرف جو زیادہ طاقت ور اور روحانی ہے اور یہ ''علیین'' کی جہت ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی کتاب الواح عالیہ کے جنس سے ہے اور وہ صحیفۂ جو محترم

---

(۱) ۱۲ الکافی ج ۱ ص ۴۳۵ ح ۹۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۱

(۳) الکافی ج ۱ ص ۳۹۰ ح ۴ باب خلق ابدان الائمہ وارواحھم وقلوبھم

presented by Ziaraat.com

بلند اور پاکیزہ ہیں بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ۔(عبس ۱۵۔۱۶)ایسے لکھنے والوں کے ہاتھ میں جو عزت دار اور اطاعت گذار ہیں۔

(ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں جو معزز اور نیکو کار ہیں) (یَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ) (مطففین:۲۱) (مقرب لوگ اس کا مشاہدہ کریں گے)اور جس کی معلومات جرم کی باتوں پر منحصر ہوں جس کے اخلاق بُرے ہوں جس کے اعمال ناپاک ہوں تو اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں جانب سے آئے گا یعنی اس طرف سے جو جسم کا کمزور ترین پہلو ہے اور وہ سجّین کی سمت سے ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی کتاب سفلی اوراق کے جنس سے ہےاور ایسے مخصوص صحیفے ہیں جو جلا دینے کے قابل ہیں بلا شبہ وہ جہنّم میں مُعذّب ہوگا اور ارواح اس طرف پلٹ جائیں گی جس چیز سے پیدا ہوتی تھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ (اعراف:۲۹)

(جیسے اس نے تمھیں پہلے پیدا کیا ویسے تم اس کی طرف لوٹو گے) لہٰذا جو ''علیین'' سے خلق ہوا ہے اس کی کتاب ''علیّین'' میں ہے اور جو ''سجّین'' سے خلق ہوا ہے اس کی کتاب ''سجّین'' میں ہے۔

۲۲۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ۔

بے شک نیکو کار نعمتوں میں ہوں گے۔

۲۳۔ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ۔

اونچی مسندوں پر بیٹھے ہوئے محوِ نظّارہ ہوں گے۔

وہ مسندوں پر آراستہ حُجلوں میں متمکّن ہوں گے اور نعمتوں میں سے مسرّت انگیز چیزوں کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

presented by Ziaraat.com

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ
مِسْكٌ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾
عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى
اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ
مَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ
يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا
يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع

۲۴-ان کے چہروں سے نعمتوں کی تازگی جھلک رہی ہوگی۔ ۲۵-انھیں مُہر بند خالص شراب پلائی جائے گی۔
۲۶-جس پر مُشک کی مہر لگی ہوگی اس میں آگے بڑھنے والوں کو سبقت لے جانی چاہیے۔ ۲۷-اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ ۲۸-ایسا چشمہ جس سے مقربین سیراب ہوں گے۔
۲۹-بلاشبہ مجرمین، مومنین کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ۳۰-اور جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تھے تو آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔ ۳۱-اور جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تھے تو اتراتے ہوئے آتے تھے۔ ۳۲-اور جب مومنین کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ لوگ یقیناً گم راہ ہیں۔ ۳۳-حال آں کہ انھیں مومنین کا نگہ بان نہیں بنایا گیا۔ ۳۴-تو آج کے دن مومنین، کُفار کی ہنسی اڑائیں گے۔ ۳۵-اور اونچی مسندوں پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہوں گے۔ ۳۶-سو کیا کافروں کو ان کے مذاق اڑانے کا پورا بدلہ مل گیا؟

۲۴-تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ-
ان کے چہروں سے نعمتوں کی تازگی جھلک رہی ہوگی۔
نعمتوں کی خوب صورتی، تر و تازگی اور چمک دمک جھلک رہی ہوگی۔

۲۵-يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ-
انھیں مہر بند خالص شراب پلائی جائے گی۔
رَّحِيْقٍ کے معنیٰ ہیں خالص شراب جس میں کسی اور چیز کی آمیزش نہ ہو۔

presented by Ziaraat.com

۲۶- خِتٰمُهٗ مِسْكٌ-

جس پر مُشک کی مہر لگی ہوگی۔

کہا گیا ہے کہ شراب کی بوتلیں اور ظروف مٹی کی جگہ مشک سے مہر بند ہوں گے اور ہوسکتا ہے نفاست کی وجہ سے یہ مثال دی گئی ہو۔[۱]

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ وہ پانی ہے جب مومن اسے پیے گا تو اس میں مُشک کی خوش بُو ہوگی۔[۲]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ شاید اس سے یہ مراد ہے کہ وہ آخری گھونٹ میں یہ محسوس کرے گا۔

وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ-

اور اس میں آگے بڑھنے والوں کو سبقت لے جانی چاہیے۔

اور جنھیں اس جانب رغبت ہے انھیں راغب ہونا چاہیے۔

۲۷- وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ-

اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔

تَسْنِيْمٍ ایک چشمے کا نام ہے اسے تسنیم اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ بلند مقام پر واقع ہے یا اس کی شراب بڑھیا اور اعلیٰ ہے۔

کہا گیا ہے یہ مصدر ہے ''سَنَّمَهٗ'' یعنی جب اسے رفعت بخشی اس لیے کہ یہ جنت والوں کی بلند مرتبہ شراب ہے یا اس وجہ سے کہ یہ ان کے پاس بلندی سے آتی ہے۔[۳]

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ جنت والوں کی اشرف ترین شراب بلندی سے ان کے پاس آئے گی اور ان کے منازل میں اُن کے سامنے پیش کی جائے گی۔[۴]

۲۸- عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ-

ایسا چشمہ جس سے مقربین سیراب ہوں گے۔

فرمایا کہ وہ آل محمد صلوٰت اللہ علیہ ہیں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ (الواقعہ: ۱۰-۱۱) سبقت لے جانے والے سبقت لے جانے والے وہی لوگ تو مقربین ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا اور علی ابن ابی طالب علیہ السّلام اور ان کی ذرّیتیں ہیں جو ان سے ملحق ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (الطّور: ۲۱) ہم نے اُن کی ذرّیت کو ان سے ملحق کر دیا ہے اور مقربین تسنیم سے خالص شراب پئیں گے اور دیگر مومنین ایسی شراب پئیں گے جس میں آمیزش (ملاوٹ) ہوگی۔[۵]

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۷ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۱

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۱ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۱ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۱-۴۱۲

presented by Ziaraat.com

کہا گیا ہے کہ وہ اس لیے خالص شراب پئیں گے کہ انھوں نے غیرُ اللہ سے تعلّق قائم نہیں کیا۔[۱]

۲۹-اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا کَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ-

بلا شبہ مجرمین، مومنین کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

یَضْحَکُوْنَ کے معنیٰ ہیں ہنسی اُڑاتے ہیں، استہزاء کرتے ہیں۔

۳۰-وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ-

اور وہ جب ان کے پاس سے گزرتے تھے تو آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔

وہ ایک دوسرے کی طرف آنکھوں سے اشارے کیا کرتے تھے۔

۳۱-وَ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِیْنَ-

اور جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تو اتراتے ہوئے آتے تھے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی، ہوا یہ کہ مسلمانوں میں کچھ افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو منافقین نے ان کا مذاق اڑایا ان کی ہنسی اڑانے لگے اور آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارے کرنے لگے پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس گئے تو انھوں نے کہا کہ آج ہم نے ''الا صلع'' کو دیکھا تو ہم نے ان کا مذاق اڑایا تو قبل اس کے علی اور ان کے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچیں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔[۲]

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا سے مراد قریش کے منافقین ہیں اور وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔[۳]

۳۲-وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ-

اور جب مومنین کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ لوگ یقیناً گم راہ ہیں۔

یعنی وہ مومنین کو دیکھتے تھے تو انھیں گم راہوں سے نسبت دیتے تھے۔

۳۳-وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ-

حال آں کہ انھیں مومنین کا نگہ بان نہیں بنایا گیا۔

کہ وہ ان مومنین کے اعمال کے نگہ بان ہوں اور گواہی دیں کہ وہ ہدایت یافتہ اور گم راہ ہیں۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۷ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۵۷

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ۴۵۷

(الف) (اَصْلَعْ عموماً اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں اس لیے کہ ان کے سر پر بال کم تھے اس لیے انھیں اَصْلَعْ کہا جاتا ہے جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء ص ۱۲۹ پر لکھا ہے کان علی شَیخا سمَیناً، اصلع، کثیر الشَّعرِ اعلی بزرگ مرتبہ فربہ سر پر بال کم لیکن جسم پر بال زیادہ تھے) ازمترجم

presented by Ziaraat.com

۳۴- فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ-

تو آج کے دن مومنین کفار کی ہنسی اڑائیں گے۔

جب انھیں دیکھیں گے ذلیل وخوار آگ میں گرفتار اور روایت کی گئی ہے کہ ان کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا ادھر نکل آؤ اور جب وہ وہاں پہنچیں گے تو وہ دروازہ ان کے سامنے سے بند کر دیا جائے گا تو مومنین ان پر ہنسیں گے۔(۱)

۳۵- عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ-

اونچی مسندوں پر بیٹھے ہوئے نظارہ کر رہے ہوں گے۔

۳۶- هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ-

سو کیا کافروں کو ان کے مذاق اڑانے کا پورا بدلہ مل گیا۔

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص بھی نماز واجب میں سورۂ ''ویل للمطففین'' پڑھے گا تو خداوند عالم اُسے روزِ قیامت جہنّم سے امن عطا فرمائے گا وہ آتشِ جہنّم کو دیکھے گا بھی نہیں اور نہ ہی اسے جہنّم کے پُل سے گزرنا ہوگا اور ان شاءاللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کا حساب کتاب نہ ہوگا۔(۲)،(۳)

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۵۷ وانوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۷

(۲) ثواب الاعمال ص ۱۲۲ ح ۱

(۳) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۵۱

presented by Ziaraat.com

سورۂ الانشقاق

سورۂ انشقاق جسے سورۂ انشقّت بھی کہا جاتا ہے یہ سورۂ مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۲۵ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ۙ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّہَا وَ حُقَّتۡ ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ۙ﴿۳﴾ وَ اَلۡقَتۡ مَا فِیۡہَا وَ تَخَلَّتۡ ۙ﴿۴﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّہَا وَ حُقَّتۡ ۵ یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا فَمُلٰقِیۡہِ ۚ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیۡنِہٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوۡفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیۡرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ یَنۡقَلِبُ اِلٰۤی اَہۡلِہٖ مَسۡرُوۡرًا ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَہۡرِہٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوۡفَ یَدۡعُوۡا ثُبُوۡرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یَصۡلٰی سَعِیۡرًا ﴿۱۲﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-جب آسمان شق ہو جائے گا۔ ۲-اور اپنے پروردگار کے حکم کو بجا لائے گا اور یہی حق ہے۔ ۳-اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔ ۴-اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے باہر نکال کر خالی ہو جائے گی۔ ۵-اور وہ اپنے پروردگار کا حکم تسلیم کرے گی اور یہی لازم ہے۔ ۶-اے انسان تو اپنے رب کی جانب کھنچا چلا جا رہا ہے اور اس سے ملنے والا ہے۔ ۷-پس جس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ۸-تو امید ہے کہ اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ ۹-اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس شاداں و فرحاں لوٹے گا۔ ۱۰-اور جس کا نامہ عمل اس کے پس پشت سے دیا جائے گا۔ ۱۱-تو وہ موت کو آواز دے گا۔ ۱۲-اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا گرے گا۔

۱-اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ-

جب آسمان شق ہو جائے گا۔

کہا گیا ہے بادلوں کے ساتھ شق ہوگا اللہ کا قول ہے: یَوۡمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالۡغَمَامِ (الفرقان ۲۵)

جس دن آسمان بادلوں کے ساتھ پھٹ جائے گا۔ [۱]

(۱) مجمع البیان ج ۵-۶ ص ۳۲۴

presented by Ziaraat.com

اور حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہکشاں سے پھٹ جائے گا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا قیامت کے دن شق ہوگا۔

۲-وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ۔

اور وہ اپنے پروردگار کے حکم کو بجا لائے گا اور یہی حق ہے اور اس کی بات سنے گا یعنی اس کی قدرت کے اثر کو قبول کرنے کے لیے مطیع ومنقاد ہوگا جب وہ اسے شق کرنا چاہے گا اس اطاعت گزار کی طرح جو اپنے امیر کے حکم کا منتظر ہوتا ہے اور اس کا فرماں بردار ہوتا ہے۔

وَحُقَّتْ یعنی وہ غور سے سن کر اور اطاعت کر کے اسے حقیقت بنا دے گا۔

۳-وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ۔

اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔

اس طرح پھیلائی جائے گی کہ اس کے پہاڑ اور ٹیلوں کو زائل کر دے گا۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا کہ یہ زمین دوسری زمین اور آسمان دوسرے آسمان سے بدل دیے جائیں گے انھیں پھیلا دیا جائے گا اور اسے کھینچا جائے گا جیسے اَدیمِ عُکاظی (دَباغت شدہ چمڑا) کو پھیلایا جاتا ہے نہ تم اس میں کوئی کجی دیکھو گے اور نہ ہی اونچی جگہ۔

۴-وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ۔

اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے باہر نکال کر خالی ہو جائے گی۔

فِيْهَا جو کچھ اس کے اندر ہے خزانے اور مُردے۔

وَتَخَلَّتْ۔ اور وہ خالی کرنے کے لیے اپنی انتہائی جدو جہد کرے گی کہ وہ مکمل طور پر خالی ہو جائے اور اُس کے اندر کوئی بھی شے باقی نہ رہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا زمین پھیل جائے گی پھر وہ شق ہو جائے گی اور اس میں انسان نکل کر باہر آئیں گے۔[1]

۵-وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ۔

اور وہ اپنے پروردگار کا حکم تسلیم کرے گی اور یہی حق ہے کسی چیز کو پھینکنے اور خالی کرنے میں۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۲

(الف) (عکاظ مکہ کے قریب ایک بازار کا نام ہے اس مقام پر ہر سال لوگ جمع ہوتے تھے اور ایک مہینہ یہاں ٹھہرتے تھے اشعار پڑھتے اور فخر و مباہات کرتے تھے اس مہینہ میں قیمتی چیزوں کی خرید و فروخت بھی ہوتی تھی اسی کی طرف نسبت دی گئی ہے ''ادیم عکاظی'' جب اسلام آیا تو اس نے اس بازار کو منہدم کر دیا (مجمع البحرین ج ۴ ص ۲۸۷)

presented by Ziaraat.com

۶-یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ-

اے انسان تو اپنے رب کی جانب کھنچا جا رہا ہے اور اس سے ملنے والا ہے تو اس کی طرف جانے کی سعی کر رہا ہے تاکہ تجھے اپنے کیے کی جزا مل جائے گی۔

۷-فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ-

پس جس کا نامۂ عمل اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

۸-فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا-

تو امید ہے کہ اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

بالکل آسان اس میں کسی قسم کی مناقشت نہ ہوگی تفصیلی حساب نہیں لیا جائے گا کتاب معانی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر حساب دینے والا ''مُعذّب'' ہوگا تو کہنے والے نے اُن سے کہا یا رسول اللہ پھر اللہ تعالیٰ کا قول کہاں گیا: ''فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا'' فرمایا یہ ''عَرض'' ہے یعنی درگزر کرنا۔[۱]

کتاب جوامع میں ہے روایت کی گئی ہے کہ ''الحساب الیَسیر (آسان حساب) سے مراد نیکیوں پر ثواب دینا اور برائیوں سے درگزر کرنا ہے اور جس سے حساب میں جھگڑا یا طولانی حساب ہوگا تو پھر اس پر عذاب کیا جائے گا۔[۲]

۹-وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا-

اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس شاداں وفرحاں لوٹے گا اپنے مومنین رشتہ داروں کے پاس اور حُورالعین کے پاس۔

۱۰-وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ-

اور جس کا نامۂ عمل اس کے پس پشت سے دیا جائے گا۔

کہا گیا ہے یعنی اس کا نامۂ عمل پیٹھ کے پیچھے سے اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔[۳]

اور کہا گیا ہے کہ اس کا دایاں ہاتھ گردن سے باندھ دیا جائے گا اور بایاں ہاتھ اس کے پس پشت ہوگا۔[۴]

۱۱-فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا-

تو وہ موت کو آواز دے گا۔

ثُبُوْرًا وہ ہلاک ہو جانے کی تمنا کرے گا اور کہے گا ''واثبوراہ'' اور اس سے مراد ہلاکت ہے۔

تفسیر قمی میں ہے ''الثبور'' سے مراد ''ویل'' ہے یعنی تباہی۔[۵]

۱۲-وَّ یَصْلٰى سَعِیْرًا- اور وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جا گرے گا۔

---

(۱) معانی الاخبار ص ۲۶۲) ح ۱ (۲) جوامع الجامع ص ۵۳۵

(۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۸ (۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۴۸ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۲

presented by Ziaraat.com

اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۚۛ﴿۱۴﴾ بَلٰٓى ۚۛ اِنَّ رَبَّهٗ
كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ؕ﴿۱۵﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾ وَ الْقَمَرِ اِذَا
اتَّسَقَ ۙ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ
عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۩ؕ﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۖۚ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا يُوْعُوْنَ ۖۚ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ ع

معانقة ۱۷ — السجدة ۱۳ — ع ۲۵ ۹

۱۳-یہ شخص اپنے گھر والوں میں خوش وخُرّم تھا۔ ۱۴-اس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں۔ ۱۵-ایسا نہیں بلکہ اس کا رب اسے اچھی طرح دیکھ رہا تھا۔ ۱۶-میں قسم کھاتا ہوں شَفَق کی۔ ۱۷-اور میں قسم کھاتا ہوں رات کی اور جنھیں وہ سمیٹ لیتی ہے۔ ۱۸-اور میں قسم کھاتا ہوں چاند کی جب وہ بدر کامل بن جاتا ہے۔ ۱۹-تم یقیناً ایک حصے سے دوسرے حصے تک سوار ہو کر جاؤ گے۔ ۲۰-پھر انھیں کیا ہو گیا وہ ایمان نہیں لاتے۔ ۲۱-اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ ریز نہیں ہوتے۔ ۲۲-بلکہ کافر لوگ تو اسے جھٹلانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ ۲۳-یہ لوگ اپنے نامہ اعمال میں جو کچھ جمع کر رہے ہیں اللہ اسے بخوبی جانتا ہے۔ ۲۴-اے نبی آپ انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجیے۔ ۲۵-سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے ان کے لیے ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔

۱۳-اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا-

یہ اپنے گھر والوں میں خوش وخُرّم تھا۔

وہ اپنے مال اور جاہ ومنزلت پر اترا رہا تھا اسے آخرت کی کوئی فکر نہ تھی۔

۱۴-اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ-

اس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں۔

یعنی وہ مرنے کے بعد دوبارہ پلٹ کر آئے گا۔

۱۵- بَلٰٓى ۚۛ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا-

ہاں وہ واپس آئے گا، اس کا رب اسے اچھّی طرح دیکھ رہا ہے وہ اس کے اعمال سے باخبر ہے وہ اسے مہلت نہیں دے گا بلکہ اسے لوٹائے گا اور اسے سزا دے گا۔

presented by Ziaraat.com

۱۶- فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ-

میں قسم کھاتا ہوں شفق کی۔

تفسیر قمی میں ہے شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو سورج ڈوب جانے کے بعد ہوتی ہے۔[۱]

۱۷- وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ-

میں قسم کھاتا ہوں رات کی اور جنھیں وہ سمیٹ لیتی ہے۔

وَمَا وَسَقَ جنھیں رات جمع کرتی اور چھپا دیتی ہے۔

۱۸- وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ-

اور میں قسم کھاتا ہوں چاند کی جب وہ بدر کامل بن جاتا ہے۔

اتَّسَقَ کے معنیٰ ہیں جمع ہوا اور مکمل ہو کر بدر کامل بن گیا۔

۱۹- لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ-

تم یقیناً ایک حصے سے دوسرے حصّے تک سوار ہو کر جاؤ گے۔

طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ایک حالت کے بعد دوسری حالت میں جو پہلے کی طرح ہو۔

کتاب اکمال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے یعنی ''لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ'' یعنی تم اپنے ماقبل والوں کی طرح چلو گے۔[۲]

تفسیر جوامع میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں۔

اوّلین میں سے تم انھیں کے طریقوں اور حالات کے مطابق عمل کرو گے۔[۳]

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے تم اپنے سے پہلے گزرنے والی قوموں کا راستا اپناؤ گے کہ انھوں نے انبیاء کے بعد اوصیاء سے جو سلوک کیا تھا تم بھی ویسا ہی کرو گے۔[۴]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں تم ان کے نقش قدم پر بالکل اسی کے مطابق چلو گے تم ان کے راستے کو بالکل نہ چھوڑو گے اور ایک بالشت بھی ایک ہاتھ بھی اور ایک گز بھی یہاں تک کہ اگر تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اگر گوہ کے بل میں داخل ہوتے تھے تو تم بھی اس میں داخل ہو جاؤ گے انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کی مراد یہود و نصاریٰ سے ہے فرمایا میں اسے مراد لے رہا ہوں جو اسلام کی قبا کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا سب سے پہلی چیز جو تم دین میں توڑو گے وہ امانت ہے اور آخری چیز نماز ہے۔[۵]

۲۰- فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ-

پھر انھیں کیا ہو گیا کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۲۔ ۴۱۳ (۲) اکمال الدین واتمام النعمہ ص ۴۸۱۔ ۴۸۲ ح ۶ باب ۴۴

(۳) جوامع الجامع ص ۵۳۵ (۴) الاحتجاج ج ۱ ص ۳۶۹ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۳

presented by Ziaraat.com

۲۱-وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ-

اور جب اُن کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ ریز نہیں ہوتے اس کے سامنے سر نہیں جھکاتے یا اس کی تلاوت کے لیے سجدہ ریز نہیں ہوتے۔ تفسیر جوامع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب ایک دن آپ نے واسجد واقترب کی تلاوت کی تو آپ نے خود اور جتنے مومنین آپ کے ساتھ تھے سب نے سجدہ کیا اور قریش ان کے سروں پر تالی بجا رہے تھے اور سیٹیاں بجا رہے تھے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

۲۲-بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ-

بلکہ کافر لوگ تو اسے جھٹلانے پر تُلے ہوئے ہیں۔

۲۳-وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ-

یہ لوگ اپنے نامۂ اعمال میں جو کچھ جمع کر رہے ہیں اللہ اسے بہتر جانتا ہے کہ انھوں نے اپنے سینوں میں جو کچھ کفر اور دشمنی کو چھپا رکھا ہے۔

۲۴-فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ-

اے نبی آپ انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجیے یہ ان سے بطورِ استہزاء (مذاق اڑانا، ہنسی اڑانا) کہا جا رہا ہے۔

۲۵-اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ-

سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے یہ استثناء منقطع یا مُتصل ہے۔

اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے توبہ کی اور ان میں سے جو لوگ ایمان لے آئے۔

لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ-

ان کے لیے ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔

اجر کا سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں یا ان پر اس کا اجر ختم ہونے والا نہیں ہے۔

اور اس سورہ کی قرأت کا ثواب اس سے پہلے سورۂ الانفطار میں بیان کیا جا چکا ہے۔

---

(۱) جوامع الجامع ص ۵۳۵

presented by Ziaraat.com

سورۂ البروج

سورۂ بروج مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں ۲۲ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ ۙ﴿۳﴾ قُتِلَ
اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ﴿۵﴾ اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى
مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ؕ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ
الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ؕ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا
فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ؕ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ
بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۚ﴿۱۳﴾ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ
الْوَدُوْدُ ۙ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ؕ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ
الْجُنُوْدِ ۙ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ؕ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۙ﴿۱۹﴾ وَّ اللّٰهُ مِنْ
وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۚ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

اللّٰہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔ ۲۔اور اس دن کی قسم جس کا وعدہ کیا جا چکا ہے۔ ۳۔اور قسم ہے دیکھنے والے اور دیکھی جانے والی چیز کی۔ ۴۔اصحاب اخدود ہلاک کر دیے گئے۔ ۵۔آگ سے بھری ہوئی خندقوں والے۔ ۶۔جب کہ وہ اس کے کناروں پر بیٹھے تھے۔ ۷۔اور وہ مومنین سے جو سلوک کیا کرتے تھے اُسے دیکھ رہے تھے۔ ۸۔مومنین سے انتقام لینے کی یہی وجہ تھی کہ وہ اس اللّٰہ پر ایمان لائے تھے جو غالب اور قابلِ ستائش ہے۔ ۹۔وہ اللّٰہ جس کے لیے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللّٰہ ہر شے

presented by Ziaraat.com

پر گواہ ہے۔ ۱۰-بے شک جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر توبہ بھی نہیں کی تو ان کے لیے جہنّم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلائے جانے کا عذاب ہے۔ ۱۱-یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجالائے ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ۱۲-بہ تحقیق آپ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ ۱۳-بلا شبہ وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ خلق فرمائے گا۔ ۱۴-اور وہ بخشنے والا، بہت محبت فرمانے والا ہے۔ ۱۵-وہ عرشِ مجید کا مالک ہے۔ ۱۶-وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ ۱۷-کیا آپ کے ہاں لشکروں کی خبر پہنچی ہے۔ ۱۸-فرعون کی اور ثمود کی۔ ۱۹-بلکہ کافر لوگ تو جھٹلانے ہی کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ ۲۰-اور اللہ ان کے گردو پیش انھیں گھیرے ہوئے ہے۔ ۲۱-بلکہ وہ قرآنِ مجید ہے۔ ۲۲-جو لوحِ محفوظ میں تحریر شدہ ہے۔

۱-وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ-

قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔

یعنی بارہ برجوں کی اور ان برجوں کا بیانِ سورۂ حجر کی آیت ۱۶ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۲-وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ-

اور اس دن کی قسم جس کا وعدہ کیا جا چکا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یعنی روز قیامت۔[۱]

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ "یوم الموعود" سے مراد روز قیامت ہے اور تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے۔

یہ وہ دن ہے جب مخلوقات کو بدلہ دیا جائے گا اور اس روز معاملات کا فیصلہ کیا جائے گا۔[۲]

۳-وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ-

اور قسم ہے دیکھنے والے اور دیکھی جانے والی چیز کی تفسیر قمی میں ہے کہ "اَلشَّاهِدُ" سے مراد روز جمعہ ہے اور "مَشْهُوْدٍ" سے مراد روز قیامت ہے۔[۳]

کتاب معانی میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے دریافت کیا تم سے اس بارے میں کیا کہا گیا ہے تو سائل نے جواب دیا انھوں نے کہا ہے کہ شاہد سے مراد روز جمعہ ہے اور مشہود روز عرفہ ہے تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا کہا گیا بلکہ "اَلشَّاهِدُ" یوم عرفہ ہے اور "اَلْمَشْهُوْدُ" روزِ قیامت ہے کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۳ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۶۶

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۳

presented by Ziaraat.com

النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ (ہود: ۱۰۳) جب سب لوگ جمع کیے جائیں گے اور وہ ایسا دن ہے جب سب حاضر کیے جائیں گے۔[۱]

اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''الشاهد'' روز جمعہ ہے اور ''مشهود'' روزِ عرفہ ہے اور ''الموعود'' روزِ قیامت ہے۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''شاهد'' سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ''مشهود'' سے مراد روز قیامت ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا (الاحزاب: ۴۵)

اے نبی ہم نے آپ کو شاہد خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے) اور فرمایا: ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ (ہود: ۱۰۳) (جس دن سب لوگ جمع کیے جائیں گے اور وہ ایسا دن ہے جب سب حاضر کیے جائیں گے)۔[۳]

کتاب کافی میں اور معانی الاخبار میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔[۴]

۴-قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ-

اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ہلاک کر دیے گئے۔

اَلْاُخْدُوْدِ یعنی الخَدُّ اور وہ زمین کا کھودنا ہے اور زمین کا شق کرنا ہے۔

۵-النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ- آگ سے بھری ہوئی خندقوں والے۔

۶-اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ- جب کہ وہ اس کے کناروں پر بیٹھے تھے۔

۷-وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ-

اور وہ مومنین سے جو سلوک کیا کرتے تھے اُسے دیکھ رہے تھے۔

۸-وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ-

اور مومنین سے انتقام لینے کی یہی وجہ تھی کہ وہ اس اللہ پر ایمان لائے تھے جو غالب اور قابل ستائش ہے۔

وَمَا نَقَمُوْا کے معنیٰ ہیں انھوں نے مومنین کو اس لیے مجرم گردانا، انھیں ستایا کہ وہ اللہ پر ایمان لائے تھے۔

۹-الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ-

وہ اللہ جس کے لیے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ ہر شے پر گواہ ہے۔

---

(۱) معانی الاخبار ص ۲۹۹ ح ۵ باب معنی الشاهد والمشهود (۲) معانی الاخبار ص ۲۹۹ ح ۳

(۳) مجمع البیان ج ۹-۴۶۶-۴۶۷ (۴) الکافی ج ۱ ص ۴۲۵ ح ۶۹ ومعانی الاخبار ص ۲۹۹ ح ۷

presented by Ziaraat.com

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السّلام کو نجران کے اُسقف (بشپ) کے پاس بھیجا گیا آپ اس سے ''اصحابُ الاُ خدود'' کے بارے میں دریافت کر رہے تھے اس نے حضرت علی علیہ السلام کو کچھ چیزیں بتلائیں تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا تم نے ذکر کیا ہے البتہ میں تمھیں اُن کے بارے میں بتلاؤں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک حبشی شخص کو نبی بنا کر بھیجا تھا اور جن کے درمیان بھیجا تھا وہ لوگ حبشی تھے ان لوگوں نے اس نبی کو جھٹلا دیا اس نبی نے ان سے قتال کیا ان لوگوں نے اس کے ساتھیوں سے قتال کیا اور اس نبی اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا پھر انھوں نے اس نبی کے لیے ایک گڑھا تیار کیا پھر اسے آگ سے بھر دیا پھر انھوں نے لوگوں کو جمع کیا ان سے کہا جو شخص ہمارے دین اور ہمارے امر پر ہے وہ کنارہ کش ہو جائے اور جو ان لوگوں کے دین پر ہو تو وہ خود کو آگ میں ڈال دے تو اس نبی کے اصحاب نے خود کو آگ میں گرانا شروع کر دیا تو ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ ایک ماہ کا بچّہ تھا جب وہ آگ کے قریب پہنچی تو وہ آگ سے خوف زدہ ہوئی اور اسے اپنے بچے پر رحم آیا تو اس کے بچّے نے کہا مادرِ گرامی ڈریں نہیں بلکہ مجھے اور خود کو آگ کے سپرد کر دیں یہ بات اللہ کی راہ میں بہت کم ہے تو پھر اس عورت نے خود کو اور اپنے بچے کو آگ میں پھینک دیا اور یہ بچہ ان بچوں میں سے تھا جو آغوشِ مادر میں گویا ہوئے تھے۔ اور کتاب المحاسن میں امام باقر علیہ السلام سے اسی مفہوم کی روایت ہے۔

تفسیر قمّی میں ہے فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ جس نے حبشہ کو یمن سے جنگ کرنے کے لیے بھڑکایا وہ ذونواس تھا اور وہ حمیر کا آخری بادشاہ ہے جس نے یہودیت اختیار کر لی تھی اور حمیر اس کے ساتھ یہودیت پر مجتمع ہو گئے تھے اور اس نے اپنا نام یوسف رکھ لیا تھا اور وہ ایک عرصے تک اس پر باقی رہا۔ پھر اسے خبر دی گئی کہ نجران میں ایک قوم نصرانیت کے دین پر باقی ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے اور انجیل کے حکم پر چل رہے تھے اور اس دین کا سربراہ عبد اللہ بن بریاس تھا ذونواس کے پیروکاروں نے اسے آمادہ کیا کہ وہ نجران روانہ ہو اور انھیں یہودیت کی طرف دعوت دے اور اس مذہب کے پیروکار بنائے وہ روانہ ہوا یہاں تک کہ نجران پہنچا اور اس نے ان تمام لوگوں کو جمع کیا جو نصرانیت پر عمل کر رہے تھے پھر ان کے سامنے یہودیت کو پیش کیا اسے قبول کرنے کی دعوت دی انھوں نے اس مذہب کو قبول کرنے سے انکار کیا اس نے ان لوگوں سے جدال کیا اور یہودیت کو ان کے سامنے پیش کیا اور اس نے پورے داؤ پیچ آزمالیے ان لوگوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور یہودیت کو قبول نہیں کیا اور قتل ہونا منظور کر لیا ذونواس نے ان کے لیے ایک گڑھا کھدوایا اور اس میں لکڑیاں جمع کرائیں اور اس میں آگ جلائی ان میں سے کچھ لوگوں کو آگ میں جلایا اور ان میں سے کچھ کو تلوار سے قتل کر ڈالا اور ان میں سے ہر ایک کے اعضائے جسمانی کو کاٹا گیا جن لوگوں کو قتل کیا گیا اور آگ میں جلایا گیا ان کی تعداد بیس ۲۰ ہزار افراد تھی ان میں سے ایک شخص چھپ گیا تھا جس کا نام ''دوس ذوبغلتان'' تھا وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگائی انھوں نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ اس نے انھیں ریت میں تھکا ڈالا

presented by Ziaraat.com

اور ذونواس اپنے لشکر کی چھاؤنی تک واپس آ گیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ سے اللہ کے قول الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ تک۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا اس کا ایک جادوگر تھا جب جادوگر بیمار ہوا تو اس نے کہا میری موت کا وقت آ پہنچا ہے تم ایک لڑکے کو میرے پاس لاؤ تا کہ میں اسے جادو سکھا دوں بادشاہ نے ایک لڑکے کو اس کے حوالے کر دیا وہ لڑکا اس کے پاس آنے جانے لگا جادوگر اور بادشاہ کے درمیان ایک راہب (عیسائی سادھو) تھا یہ لڑکا راہب کے پاس سے گزرا تو اس کی باتوں اور معاملات نے اس لڑکے کو متاثر کیا یہ لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھنے لگا جب وہ ساحر کے پاس دیر سے پہنچتا تو ساحر اسے مارتا اور جب وہ گھر والوں کے پاس دیر سے آتا تو وہ اسے مارتے اس نے راہب سے اس بات کی شکایت کی راہب نے اُس سے کہا اے میرے بیٹے تم ساحر کے پاس دیر سے پہنچو تو کہنا کہ میرے گھر والوں نے مجھے روکے رکھا اور جب گھر دیر سے پہنچو تو یہ کہنا مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ اس نے دیکھا کہ لوگوں کو ایک بڑے چوپائے نے گھیر لیا اس لڑکے نے کہا آج میں معلوم کر کے رہوں گا کہ جادوگر کا معاملہ زیادہ بہتر ہے یا راہب کا اس نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا یا اللہ اگر تجھے راہب کا معاملہ زیادہ پسند ہے تو اس جانور کو قتل کر دے اس نے پتھر پھینکا اور اسے قتل کر دیا لوگ چلے گئے اس نے راہب کو یہ بات بتلائی اس نے کہا اے میرے بیٹے عنقریب تمھاری آزمائش ہوگی جب تمھارا امتحان ہو تو تم کسی کو میری جانب رہنمائی نہ کرنا فرمایا وہ لوگوں کا علاج کرنے لگا اس نے کوڑھی اور مبروص کو اچھا کر دیا ابھی وہ یہ سب کچھ کر رہا تھا کہ بادشاہ کا ایک جلیس (ہم نشین) اندھا ہو گیا وہ اس کے پاس آیا اور بہت سا مال لے کر آیا اور کہا تم مجھے شفا یاب کرو اور جو کچھ یہاں ہے وہ سب تمھارا ہوگا۔

اس لڑکے نے کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا البتہ اللہ شفا دیتا ہے اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ تو میں اللہ سے دُعا کروں گا اور وہ تمھیں شفا دے گا فرمایا وہ ایمان لایا اس لڑکے نے دعا طلب کی اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو شفا دے دی وہ گیا بادشاہ کے پاس بیٹھا بادشاہ نے اُس سے پوچھا اے فلانے تجھے کس نے شفا دی کہا میرے رب نے اس نے کہا ''میں نے'' اس نے کہا نہیں میرے اور تمھارے رب نے بادشاہ نے پوچھا کیا میرے علاوہ بھی تمھارا کوئی رب ہے اس نے کہا ہاں میرا اور تمھارا رب اللہ ہے بادشاہ نے اسے گرفتار کر لیا یہاں تک کہ اس نے لڑکے تک رہنمائی کی بادشاہ نے لڑکے کو آدمی بھیج کر بلوایا بادشاہ نے اس سے پوچھا مجھے پتا چلا ہے کہ تم کوڑھی اور مبروص کو شفا دیتے ہو لڑکے نے کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا البتہ میرا رب شفا عطا کرتا ہے بادشاہ نے دریافت کیا کہ کیا میرے علاوہ بھی تمھارا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا ہاں میرا اور تمھارا رب اللہ ہے یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ اس لڑکے نے راہب کی طرف رہنمائی کی بادشاہ نے آرا رکھ کر اس راہب کو چیر ڈالا بادشاہ نے لڑکے سے کہا تم اپنے دین سے پلٹ جاؤ اس نے انکار کیا بادشاہ نے اس کے ساتھ کچھ لوگوں کو بھیجا اور کہا فلاں اور فلاں پہاڑ پر اسے

presented by Ziaraat.com

چڑھاؤ اگر اپنے دین سے پلٹ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے اس پہاڑ سے لڑھکا دو فرمایا کہ انھوں نے اس لڑکے کو پہاڑ پر چڑھایا۔

اس لڑکے نے کہا ''اَللّٰھُمَّ اکفِیْنَھُم بِمَا شِئتَ'' جیسا تو چاہے میرے لیے ان سے نمٹ لے تو بھونچال آیا اور وہ سب کے سب پہاڑ سے لڑھک گئے اور وہ لڑکا بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے پوچھا تیرے ساتھیوں نے کیا کیا تو لڑکے نے کہا اللہ نے مجھے اُن سے بچا لیا بادشاہ نے دوبارہ اسے بھیجا اور کہا کہ اسے لے کر جاؤ اور سمندر کی موجوں کے سپرد کر دو اگر موجوں سے بچ کر واپس آجائے تو اسے ڈبو دو وہ لوگ اسے لے کر ایک بڑے جہاز میں روانہ ہوئے جب وہ سمندر کے درمیان میں پہنچے اس نے دُعا طلب کی ''اللّٰھم اکفینھم بما شئت'' پروردگارا جیسا تو چاہتا ہے مجھے ان سے بچا لے تو جہاز ان سب کو لے کر ڈوب گیا اور یہ لڑکا آکر بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو گیا بادشاہ نے کہا تمھارے ساتھیوں نے کیا کیا تو لڑکے نے کہا اللہ نے مجھے اُن سے بچا لیا پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا تو مجھے ہرگز قتل نہ کر سکے گا جب تک وہ نہ کرے جیسا میں کہتا ہوں لوگوں کو جمع کر پھر مجھے ایک ٹہنی پر سُولی لٹکا پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے پھر اسے کمان میں ڈال اور یہ کہہ اس لڑکے کے رب کے نام سے ایسی صورت میں تو مجھے قتل کر دے گا۔

امام نے کہا کہ بادشاہ نے لوگوں کو جمع کیا اسے سُولی پر لٹکایا پھر اس کے ترکش سے تیر لیا اور اسے کمان میں جوڑا اور کہا اس لڑکے کے رب کے نام سے تیر اس کی کنپٹی پر لگا اور وہ مر گیا لوگوں نے کہا کہ ہم لڑکے کے رب پر ایمان لاتے ہیں اس سے کہا گیا تم جس چیز سے خوف زدہ تھے وہی چیز تمھارے سامنے آگئی لوگوں نے ایمان قبول کر لیا پھر اس نے گڑھا کھودنے کا حکم دیا تو راستوں کے کناروں پر گڑھے کھودے گئے پھر ان میں آگ روشن کی گئی بادشاہ نے حکم دیا کہ جو اپنے دین سے پلٹ جائے اسے چھوڑ دو اور جو انکار کرے اسے آگ میں جھونک دو لوگوں نے آگ میں ڈالنا شروع کر دیا اور ایک عورت آئی جس کا ایک بیٹا بھی تھا اس بیٹے نے ماں سے کہا مادرِ گرامی صبر کیجیے اس لیے کہ آپ حق پر ہیں ابن المُسَیَّب کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن الخطاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ اطلاع ملی کہ لوگوں نے زمین کھودی تو اس لڑکے کو پایا اور وہ اپنا ہاتھ اپنی کنپٹی پر رکھے ہوا تھا جب بھی اس کے ہاتھ کو ہٹایا جاتا تو واپس کنپٹی تک چلا جاتا حضرت عمر نے خط لکھ کر بھیج دیا کہ تم نے جہاں سے پایا ہے اسے وہیں دفن کر دو، چھپا دو۔[1]

۱۰۔ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا۔

بے شک جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر توبہ بھی نہیں کی۔

فَتَنُوْا کے معنیٰ ہیں اذیت دے کر آزمایا۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۶۴۔۴۶۵ فی قصۃ اصحاب الاخدود

presented by Ziaraat.com

فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ-

تو ان کے کفر کی وجہ سے ان کے لیے جہنّم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلائے جانے کا عذاب ہے۔

وہ عذاب جو ان کی آزمائش کے سبب انھیں زیادہ جلائے اور کہا گیا ہے:

''اَلَّذِيْنَ فَتَنُوْا'' سے مراد ''اَصْحَابُ الْاُخْدُوْد'' ہیں۔

اور عَذَابُ الْحَرِيْقِ سے مراد جیسا کہ روایت کی گئی کہ آگ ان پر منقلب ہوگئی اور انھیں جلا ڈالا۔[۱]

۱۱- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ-

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ- وہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس لیے کہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں اس کے سامنے چھوٹی اور ہیچ نظر آتی ہیں۔

۱۲- اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ-

بہ تحقیق آپ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

اس کی سختی بڑھی ہوئی ہے اس لیے کہ ''بطش'' کے معنیٰ ہیں سختی کے ساتھ پکڑنا۔

۱۳- اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ-

بے شک وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ خلق فرمائے گا۔

خلق کا آغاز کیا اور اسے لوٹائے گا۔

۱۴- وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ-

اور وہ بخشنے والا، بہت محبت فرمانے والا ہے جو توبہ کرے اسے بخش دیتا ہے اور جو اطاعت کرے اسے دوست رکھتا ہے۔

۱۵- ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ- وہ عرش مجید کا مالک ہے۔

وہ اپنی ذات اور صفات سے صاحب عظمت ہے۔

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے اللہ کے قول: ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ کی تفسیر میں مروی ہے فرمایا: فهوا الله الكريم المجيد وہ اللہ کریم اور مجید ہے۔[۲]

۱۶- فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ- وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

اس کے لیے مراد (جس چیز کا ارادہ کیا) محال نہیں ہے۔

۱۷- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ- کیا آپ کے پاس لشکروں کی خبر پہنچی ہے۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۴

presented by Ziaraat.com

۱۸—فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ— فرعون اور ثمود کی۔

اس سے مراد فرعون اور اس کی قوم ہے مفہوم یہ ہے کہ آپ نے جان لیا کہ انھوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور ان پر جو عذاب آیا تھا لہٰذا اے نبی آپ تسلّی کریں اور اپنی قوم کے جھٹلانے پر صبر سے کام لیں اور انھیں اس عذاب سے ڈرائیں جو فرعون کی قوم اور قوم ثمود پر آیا تھا۔

۱۹—بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ تَکْذِیْبٍ—

بلکہ کافر لوگ تو جھٹلانے ہی کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اس سے باز نہیں آتے۔ انجام پر غور نہیں کرتے۔

۲۰—وَّاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِہِمْ مُّحِیْطٌ—

اور اللہ ان کے گرد و پیش سے انھیں گھیرے ہوئے ہے۔

انھیں چھوڑتا نہیں وہ اس سے بچ نہیں سکتے۔

۲۱—بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ— بلکہ وہ تو قرآن مجید ہے۔

بلکہ انھوں نے جسے جھٹلایا وہ بہترین کتاب ہے نظم و ترتیب اور مفہوم و معنیٰ میں یکتا اور منفرد ہے۔

۲۲—فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ— جو لوح محفوظ میں (تحریر شدہ) ہے۔

جو تحریف اور تبدیلی سے محفوظ ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اس اثنا میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور اُن کے پاس جبرئیل علیہ السّلام تھے کہ جبرئیل نے آسمان کی طرف ایک نظر ڈالی یہاں تک کہ جبرئیل نے کہا یہ اسرافیل علیہ السلام ہیں رب کے دربان اور مخلوقات میں اس سے سب سے قریب اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سرخ یاقوت کی ایک لوح ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ وحی کے ذریعے گفتگو فرماتا ہے تو لوح اس کی پیشانی پر ضرب لگاتی ہے اور اس میں دیکھتی ہے پھر اسے ہماری طرف القا کیا جاتا ہے اور ہم اس کے ذریعے آسمانوں اور زمین میں کوشش کرتے ہیں۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا لوح کے دو طرف ہوتے ہیں اس کا ایک حصہ عرش کے دائیں طرف ہے اور اسرافیل کی پیشانی پر ہے جب ربّ کریم جل جلالہ وحی کے ذریعے گفتگو فرماتا ہے تو لوح اسرافیل کی پیشانی پر ضربت لگاتی ہے تو وہ لوح میں دیکھتا ہے تو جو کچھ لوح میں ہے اسے جبرئیل علیہ السّلام کی طرف وحی کی جاتی ہے۔[۲]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو بھی ''والسماء ذات البروج'' اپنی فرض نمازوں میں پڑھتا ہے تو چوں کہ یہ انبیاء کی سورت ہے اس لیے اس کا حشر اور موقف (ٹھہرنے کی جگہ) بھی ان شاء اللہ تعالیٰ انبیاء اور مرسلین اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۷۔۴۲۸ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۴۔۴۱۵

(۳) ثواب الاعمال ص ۱۲۲ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۵۸۔

presented by Ziaraat.com

سورۂ الطّارق

سورۂ طارق مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۱۷ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾ النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾ اِنۡ
كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ؕ﴿۴﴾ فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ
دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ ؕ﴿۸﴾
يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ؕ﴿۱۰﴾ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ
الرَّجۡعِ ۙ﴿۱۱﴾ وَ الۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ۙ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ
بِالۡهَزۡلِ ؕ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّ اَكِيۡدُ كَيۡدًا ۚ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ
اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ؕ﴿۱۷﴾ ع ۱۱/۱۷

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-آسمانوں کی قسم اور رات کو نمودار ہونے والے کی قسم۔ ۲-اور آپ کو کیا معلوم رات کو نمودار ہونے والا کیا ہے۔ ۳-وہ روشن ستارہ ہے۔ ۴-کوئی نفس ایسا نہیں جس پر کوئی نگہ بان نہ ہو۔ ۵-انسان کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ ۶-اسے اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ ۷-جو پانی پشت اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ ۸-یقیناً وہ خالق اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔
۹-جس روز تمام راز منکشف کر دیئے جائیں گے۔ ۱۰-اس وقت اس کا نہ کوئی زور چلے گا نہ ہی کوئی مددگار ہوگا۔ ۱۱-قسم ہے آسمان کی جس سے بارشیں نازل ہوتی ہیں۔ ۱۲-اور قسم ہے زمین کی جو شگافتہ ہو کر نباتات اگاتی ہے۔ ۱۳-یہ ایک فیصلہ کن بات ہے۔ ۱۴-اور یہ ہنسی مذاق نہیں ہے۔ ۱۵-یہ لوگ پُرفریب تدبیروں میں لگے ہوئے ہیں۔ ۱۶-اور میں بھی اپنی تدبیر کر رہا ہوں۔ ۱۷-اے نبی آپ ان کافروں کو تھوڑی مہلت دے کر ان کے حال پر چھوڑ دیجیے۔

presented by Ziaraat.com

۱-وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ-

آسمان کی قسم اور (الطارق) رات کو نمودار ہونے والے کی قسم۔

الطّارق: وہ ستارہ جو رات کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔

۲-وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ- اور آپ کو کیا معلوم طارق کیا ہے؟

۳-النَّجْمُ الثَّاقِبُ- وہ روشن ستارہ ہے۔

الثّاقِبُ- روشن گویا کہ وہ اپنی روشنی سے افلاک میں سوراخ کر کے اس سے باہر نکل جائے گا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ الطّارق النجم الثاقب وہ عذاب کا تارہ اور قیامت کا تارہ ہے اور وہ اعلیٰ منازل میں زُحل ہے۔(۱)

کتاب خصال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے یَمَن کے رہنے والے ایک شخص سے پوچھا کہ تمھارے نزدیک ستاروں میں زُحل کی کیا حیثیت ہے؟

تو یمنی شخص نے کہا وہ منحوس ستارہ ہے تو امام علیہ السّلام نے فرمایا ایسا نہ کہو یہ تو امیر المومنین علیہ السلام کا ستارہ ہے اور وہ اوصیاء کا ستارہ ہے اور وہ النجم الثاقب روشن ستارہ ہے جس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے تو یمنی شخص نے اُن سے کہا کہ پھر ثاقب سے مراد کیا ہے امام علیہ السّلام نے فرمایا اس لیے کہ اس کا مطلع (طلوع ہونے کی جگہ) ساتویں آسمان پر ہے اس نے اپنی روشنی کے ذریعے سوراخ کر دیا یہاں تک کہ وہ آسمان دنیا پر بھی روشن ہوگیا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام النجم الثاقب رکھا ہے۔(۲)

۴-اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ-

کوئی نفس ایسا نہیں جس پر نگہ بان نہ ہو یہ جواب قسم ہے کہ ہر نفس کی یہ شان ہے کہ اس پر نگہبان اور نگران مقرر ہے "اِنْ مخففه" ہے "لام" فاصلہ کے لیے ہے اور "ما" مزید ہے اور "لمّا" بمعنی اِلّا ہے اور اس میں "اِن" نافیہ ہے۔

تفسیر قمی میں ہے "حَافِظٌ" کہا اس سے مراد الملائکۃ یعنی فرشتے ہیں۔(۳، ۴، ۵)

۵-فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ-

انسان کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔

تا کہ اسے واپس آنے کی درستی کا یقین ہو جائے تو وہ اپنے محافظین فرشتوں کو وہی لکھوائے گا جو اس کی عاقبت میں کام آئے گا اور منفعت بخش ہوگا۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۵ (۲) الخصال ص ۴۸۹-۴۹۰ ح ۶۸ باب ۱۲

(۳)، (۴) و (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۵

presented by Ziaraat.com

۶-خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ- اُسے اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے

الدفق کے معنیٰ ہیں اچھلنا

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ اس سے مراد وہ نطفہ ہے جو قوت و طاقت سے نکلتا ہے (یعنی اچھل کر باہر آتا ہے)۔[۱]

۷-یَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَیۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ-

جو پانی پشت اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے، مرد کے صلب اور عورت کے سینوں کے درمیان سے نکلتا ہے اور یہ سینوں کی ہڈیاں ہوتی ہیں۔

تفسیر قمیؒ میں ہے "الصُّلۡبِ" سے مراد مرد اور "التَّرَآئِبِ" سے مراد عورت ہے اور یہ اُس کا سینہ ہوگا ہے۔[۲]

۸-اِنَّهٗ عَلٰی رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ- یقیناً وہ خالق اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

فرمایا جس طرح اُس نے اِسے نطفے سے پیدا کیا ہے وہ اللہ قادر ہے کہ اسے دنیا میں پلٹا دے اور قیامت میں لے آئے۔

۹-یَوۡمَ تُبۡلَی السَّرَآئِرُ- جس دن تمام راز منکشف کر دیے جائیں گے۔

حقیقت حال سے واقفیت حاصل کی جائے گی، پہچانا جائے گا اور تمیز حاصل کی جائے گی کہ اُن میں سے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ اس سے پردہ ہٹا دیا جائے گا۔[۳]

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ وہ کون سے راز ہیں اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے بندوں کو جن میں مبتلا کرے گا اور ان کے ذریعے امتحان لے گا، تو فرمایا "سَرَائِرُكُمۡ" سے مراد تمھارے اعمال ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، وضو اور غسل جنابت اور ہر فریضہ اس لیے کہ تمھارے تمام اعمال پوشیدہ راز ہیں اگر کوئی شخص چاہے تو یہ کہے کہ میں نے نماز پڑھی ہے جب کہ نماز نہ پڑھی ہو اور اگر چاہے تو کہے کہ میں نے وضو کیا ہے خواہ اس نے وضو نہ کیا ہو اللہ کے قول: یَوۡمَ تُبۡلَی السَّرَآئِرُ سے یہ مراد ہے۔[۴]

۱۰-فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ-

اس وقت نہ اس کا کوئی زور چلے گا اور نہ ہی اس کا کوئی مددگار ہوگا۔

فَمَا لَهٗ- یعنی انسان کے لیے نہیں ہے۔

مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ- نہ کوئی طاقت نہ ہی مددگار۔

تفسیر قمیؒ میں ابوبصیر سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ انسان کے پاس ایسی قوت نہیں ہے جس سے وہ اپنے خالق پر طاقت پا سکے اور نہ ہی اللہ کی جانب سے کوئی ناصر ہے جو اس کی مدد کرے اگر وہ اس سے کسی سوء

---

(۱)،(۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۱۵ (۳) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۱۵

(۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۷۲

presented by Ziaraat.com

(ناشائستہ فعل) کا ارادہ کرے۔[۱]

۱۱-وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ- قسم ہے آسمان کی جس سے بارشیں نازل ہوتی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ وہ ہر دورہ میں اس جگہ پہنچ جاتا ہے جہاں سے اس نے حرکت کی تھی۔[۲]

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے بارش ہوتی ہے۔[۳]

کہا گیا ہے کہ بارش کو "رجعاً وَاَوْبًا" اسی لیے کہا گیا کہ اللہ اسے وقتاً فوقتاً واپس لاتا اور لوٹاتا ہے۔[۴]

۱۲-وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ- اور قسم ہے زمین کی جو شگافتہ ہو کر نباتات اگاتی ہے۔

ذَاتِ الصَّدْعِ کے معنیٰ ہیں "ذات النبات" نباتات والی۔[۵]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں یعنی وہ نباتات کے ذریعے شگافتہ ہوتی ہے اور اسے شگافتہ کر کے چشمے نکلتے ہیں۔

۱۳-اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ- یہ ایک فیصلہ کن بات ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے جو ہر ایک کو واضح کرنے کے بعد جو حق و باطل کے مابین فصل قائم کرتا ہے۔[۶]

۱۴-وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ- اور یہ ہنسی مذاق نہیں ہے۔

بلکہ یہ مکمل طور سے عالی مرتبت ہے۔

۱۵-اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا- یہ لوگ پُرفریب تدبیروں میں لگے ہوئے ہیں۔

۱۶-وَّاَكِيْدُ كَيْدًا- اور میں بھی اپنی تدبیر کر رہا ہوں۔

میں اپنی تدبیر سے انھیں ڈھیل دے کر ان کا مقابلہ کر رہا ہوں اور میں ایسا انتقام لے رہا ہوں انھیں جس کا شعور بھی نہیں ہے۔

۱۷-فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا-

اے نبی آپ کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں یعنی ان سے انتقام لینے میں مصروف نہ ہوں اور ان کی ہلاکت میں جلدی نہ کیجیے۔

اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا- تفسیر قمی میں ہے انھیں تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دیجیے۔[۷]

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو بھی اپنی فرض نمازوں میں "والسماء والطارق" کا سورہ پڑھے گا تو اللہ کے نزدیک اس کی وجاہت اور منزلت ہوگی اور وہ جنت میں انبیاء کے اصحاب اور ان کے رفقاء میں شامل ہوگا۔[۸]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۶ (۲) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۳ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۶
(۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۳ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۶ (۶) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۷۲
(۷) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۶ (۸) ثواب الاعمال ص ۱۲۲ ح ۱ مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۲۹

presented by Ziaraat.com

سورۂ الاعلیٰ

سورۂ اعلیٰ مکّی سورۂ ہے مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اس سورہ میں ۱۹ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی ۪ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِیۡ قَدَّرَ فَہَدٰی ۪ۙ﴿۳﴾
وَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ۪ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحۡوٰی ؕ﴿۵﴾ سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ۙ﴿۶﴾
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ یَعۡلَمُ الۡجَہۡرَ وَ مَا یَخۡفٰی ؕ﴿۷﴾ وَ نُیَسِّرُکَ لِلۡیُسۡرٰی ۚ﴿۸﴾
فَذَکِّرۡ اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّکۡرٰی ؕ﴿۹﴾ سَیَذَّکَّرُ مَنۡ یَّخۡشٰی ۙ﴿۱۰﴾ وَ یَتَجَنَّبُہَا
الۡاَشۡقَی ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِیۡ یَصۡلَی النَّارَ الۡکُبۡرٰی ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا وَ لَا یَحۡیٰی ؕ﴿۱۳﴾
قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی ۙ﴿۱۴﴾ وَ ذَکَرَ اسۡمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ؕ﴿۱۵﴾ بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ
الدُّنۡیَا ۖ﴿۱۶﴾ وَ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ؕ﴿۱۷﴾ اِنَّ ہٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ۙ﴿۱۸﴾
صُحُفِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی ﴿۱۹﴾

ع ۱ ۹ ۱۲

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-اے نبی تسبیح کیجیے اپنے ربِ اعلیٰ کی۔ ۲-جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا۔ ۳-اور جس نے اندازہ مقرر کیا پھر راہ دکھائی۔ ۴-اور وہ جس نے چارہ اگایا۔ ۵-پھر اسے خشک سیاہ خس وخاشاک بنا دیا۔ ۶-عنقریب ہم آپ کو اس طرح پڑھائیں گے کہ آپ بھولیں گے نہیں۔ ۷-مگر جو اللہ چاہے، وہی ظاہر اور مخفی کو جانتا ہے۔ ۸-اور ہم آپ کو آسانی کی توفیق دیں گے۔ ۹-آپ نصیحت کرتے رہیے بشرطے کہ وہ سودمند ہو۔ ۱۰-البتہ وہی نصیحت قبول کرے گا جو خوف خدا رکھتا ہے۔ ۱۱-اور بد بخت اس نصیحت سے کنارہ کشی کرتا رہے گا۔ ۱۲-جو شخص سب سے بڑی آگ میں داخل ہوگا۔ ۱۳-پھر وہ اس آگ میں نہ مرے گا اور نہ جیے گا۔ ۱۴-بے شک فلاح پا گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔ ۱۵-اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نمازیں پڑھتا رہا۔ ۱۶-تمھیں کیا ہوگیا تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دے رہے ہو۔ ۱۷-حال آں کہ آخرت سب سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ ۱۸-یقیناً یہ بات پہلے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔

presented by Ziaraat.com

۱۹-ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

۱-سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى-

اے نبی تسبیح کیجیے اپنے ربّ اَعلیٰ کی۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ کہیے: سُبحانَ ربّیَ الاعلیٰ۔[۱]

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ جب تم سورۂ ''سبح اسم ربك الاعلیٰ'' پڑھو تو کہو: سبحان اللہ ربّی الاعلیٰ۔[۲]

اور اسی طرح حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے۔[۳]

کتاب تہذیب اور عیاشی میں عقبہ بن عامر جہنی سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ جب ''فسبّح باسم ربك العظیم'' نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے اپنے رکوع میں قرار دو (یعنی سبحان ربّی العظیم کہو) اور جب ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا تم اسے اپنے سجدوں میں قرار دو (یعنی سبحان ربّی الاعلیٰ کہو)۔[۴]

کہا گیا ہے کہ وہ لوگ رکوع میں کہا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ لك رکعتُ پروردگارا میں تیرے لیے رکوع کیا اور سجدے میں کہتے تھے اَللّٰھُمَّ لك سجدتُ اے اللہ میں نے تجھے سجدہ کیا۔[۵]

۲-الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى-

جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا۔

ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی تخلیق میں تناسب پیدا کیا یعنی اسے ایسی چیزوں سے نوازا جس کے ذریعے وہ کمال پیدا کر سکے اور اپنی معاش کو مکمّل کر سکے۔

۳-وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى-

اور جس نے اندازہ مقرر کیا پھر راہ دکھائی۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا کہ اس نے پہلی تقدیر پر چیزوں کا اندازہ مقرر کیا پھر جسے چاہا اس کی جانب رہنمائی کر دی۔[۶]

۴-وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى-

اور وہ جس نے چارہ اگایا۔

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۱۶
(۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ۴۷۴
(۳) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ۴۷۳
(۴) تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۳۱۳ ح ۱۲۷۳/۱۲۹ باب ۱۵
(۵) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۳
(۶) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۱۶

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں ہے یعنی نبات۔[۱]

۵- فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی-

پھر نکالنے کے بعد اسے خشک سیاہ خس وخاشاک بنا دیا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ کمال اور پختگی تک پہنچنے کے بعد وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور سیاہ پڑ جاتا ہے۔[۲]

۶- سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓی-

عنقریب ہم آپ کو اس طرح پڑھائیں گے کہ آپ بھولیں گے نہیں۔

فرمایا: سَنُقْرِئُكَ کے معنیٰ ہیں ہم پڑھائیں گے۔[۳]

۷- اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ-

مگر جو اللہ چاہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ پھر اللہ نے مستثنیٰ کیا اس لیے نسیان کے بارے میں ضمانت نہیں دی جا سکتی کیوں کہ جو نہیں بھولتا وہ اللہ ہے۔[۴]

تفسیر مجمع البیان میں ابن عباس سے مروی ہے فرمایا کہ جب جبرئیل امین وحی لے کر نازل ہوتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پڑھا کرتے تھے اس ڈر سے کہ اسے بھول نہ جائیں جب جبرئیل وحی کے آخری الفاظ سے فارغ ہوتے تو نبی اوّل سے اس وحی کو پڑھا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ نے کسی شے کو بھی فراموش نہیں کیا۔[۵]

اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰی-

وہی ظاہر اور مخفی کو جانتا ہے۔

وہ تمھارے تمام حالات سے آشنا ہے خواہ وہ ظاہر ہوں یا باطن۔

۸- وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰی-

اور ہم آپ کو آسانی کی توفیق دیں گے۔

حفظ وحی کے لیے آسان طریقے کی جانب رہنمائی کریں گے۔

۹- فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی-

آپ نصیحت کرتے رہیے بشرطے کہ وہ سود مند ہو۔

۱۰- سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰی-

البتہ وہی نصیحت قبول کرے گا جو خوف خدا رکھتا ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۶ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۳

(۳) و (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۷ (۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۷۵

presented by Ziaraat.com

وہی نصیحت قبول کرے گا اور اس سے فائدہ اٹھائے گا جو خوفِ خدا رکھتا ہے۔

۱۱- وَ یَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَی۔

اور بدبخت اس نصیحت سے کنارہ کش رہے گا۔

۱۲- الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْكُبْرٰی۔

جو شخص سب سے بڑی آگ میں داخل ہوگا۔

تفسیر قمیؒ میں فرمایا روز قیامت کی آگ۔[۱]

۱۳- ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰی۔

پھر وہ اُس میں نہ مرے گا اور نہ جیے گا۔

نہ مرے گا کہ مرنے کے بعد چین پا جائے اور نہ ہی زندہ رہے گا جس زندگی کا اسے فائدہ پہنچے وہ ایسا ہوگا جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَیِّتٍ (ابراہیم: ۱۷)

اور ہر طرف سے موت اس کی طرف بڑھے گی جب کہ وہ مرے گا نہیں)۔

۱۴- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰی۔

بے شک فلاح پا گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔

وہ شرک اور معصیت (نافرمانی) سے پاک ہوگیا۔

۱۵- وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی۔

اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نمازیں پڑھتا رہا۔

اس نے اپنے دل اور زبان سے اپنے رب کا نام لیا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰی سے مراد نماز عید ادا کرنے سے پہلے زکاتِ فطرہ ادا کرنا ہے ''وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی'' فرمایا اس سے مراد نماز عید الفطر اور نماز عیدُ الاضحیٰ ہے۔[۲]

کتاب فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اللہ تعالیٰ کے قول ''قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰی'' کے بارے میں سوال کیا گیا فرمایا کہ جو شخص فطرہ نکالے پھر پوچھا گیا اور ''ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی'' فرمایا کہ وہ صحرا کی طرف جائے اور نماز پڑھے۔[۳]

کتاب کافی میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا آپ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ''وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی'' کا کیا مفہوم سمجھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ جب بھی اللہ کے نام کو یاد کرے

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۱۷ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۱۷

(۳) من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۳۲۳ حدیث ۱۳۷۸/ ۲۲ باب ۷۹

presented by Ziaraat.com

کھڑا ہو جائے اور نماز ادا کرے تو امام علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ نے ایسا کیا ہے تو یہ تکلیف شرعی حق سے بعید ہے اس نے دریافت کیا پھر کیا ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی اللہ کے نام کا ذکر ہو اور یاد آئے تو اسے چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجے۔[1]

۱۶-بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا-

تمھیں کیا ہوگیا ہے تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دے رہے ہو۔

۱۷-وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى-

حال آں کہ آخرت سب سے بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

اس کے نعمتیں بغض وکینہ سے خالی ہیں اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

۱۸-اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى-

یقیناً یہ بات پہلے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔

۱۹-صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى-

ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

اشارہ ہے اللہ کے اس قول کی طرف جو اس سے پہلے ''قد افلح'' میں گزر چکا۔

کتاب خصال میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں نازل کیں ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک سو چار کتابیں نازل ہوئیں اللہ نے پچاس صحیفے حضرت شیث پر نازل کیے اور حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس ۳۰ صحیفے نازل ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیس صحیفوں کا نزول ہوا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے توریت، انجیل زبور اور فرقان کو نازل فرمایا۔

ابوذر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحف ابراہیم علیہ السلام میں کیا تھا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ پورا صحیفہ امثال پر مشتمل تھا اور اس میں تھا اے بادشاہ جو متاثر اور مغرور ہے میں نے تجھے اس لیے نہیں بھیجا کہ ادھر اُدھر سے دنیا کو اکٹھا کر لے لیکن اس غرض سے بھیجا تھا تا کہ تو میری جانب سے مظلوم کی دُعا کو رد نہ کرنا اس لیے کہ میں مظلوم کی دُعا کو رد نہیں کرتا خواہ کافر ہی کی جانب سے کیوں نہ ہو اور عاقل پر لازم ہے جب تک وہ مغلوب نہ ہو یہ کہ اس کے پاس تین ساعتیں ہونی چاہئیں ایک ساعت جب وہ اپنے رب سے مناجات کرے اور ایک ساعت جب وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایک ساعت جس میں اللہ تعالیٰ کی کاریگری پر تفکّر کرے اور ایک ساعت جب وہ حلال ذریعے سے لطف اٹھائے یہ ساعت ان ساعتوں کے لیے مددگار ہوگی اور دلوں کو سکون بخشے گی اور اطمینان کا باعث ہوگی۔

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۴۹۴-۴۹۵ ح ۸۱

presented by Ziaraat.com

عقل مند کو چاہیے کہ اپنے زمانے کی بصیرت رکھتا ہو اور اپنی حالت سے آگاہ ہو اپنی زبان کا محافظ ہو جو شخص اپنے کلام کو اپنے عمل کا حصہ شمار کرے گا تو اس کی گفتگو میں کمی واقع ہو جائے گی الا یہ کہ با مقصد گفتگو ہو اور عاقل کے لیے ضروری ہے کہ تین چیزیں حاصل کرے معاش کی فکر، معاد کے لیے زاد اور جائز طریقے سے لذّت کا حُصول۔

ابوذر نے کہا میں نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے میں کیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام عبرتوں سے بھرا ہوا تھا اور اس میں تھا مجھے تعجب ہے کہ جسے موت کا یقین ہے وہ کس طرح خوش ہوتا ہے اور جسے آتش جہنّم کا یقین ہے وہ کیسے ہنستا مسکراتا ہے اور جو یہ دیکھتا ہے کہ دنیا، دنیا دار کو لے کر منقلب ہو رہی ہے وہ اس سے کیسے مطمئن ہوتا ہے اور جو قدر (خدائی اندازہ اور فیصلہ) پر ایمان رکھتا ہے کیسے غمگین ہوتا ہے اور جسے حساب کا یقین ہے وہ عمل کیوں نہیں کرتا۔

ابوذر نے کہا کہ کیا ہمارے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی چیزوں میں جو کچھ اللہ نے آپ پر نازل فرمایا ہے اور جو کچھ حضرت ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں تھا وہ موجود ہے؟

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر تم سورۂ ''قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى'' آخر تک پڑھو۔ (۱)

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام کو جو کچھ عطا کیا تھا وہ سب کچھ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ سب کچھ عطا فرمایا گیا جو تمام انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوا تھا اور ہمارے پاس وہ صحیفے ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ''صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى'' پوچھا گیا کیا یہ الواح ہیں فرمایا ہاں۔ (۲)

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' واجب نماز یا نافلہ نماز میں پڑھے گا تو اس پڑھنے والے سے روز قیامت کہا جائے گا کہ تم جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ان شاء اللہ (۳)

اور امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر مومن پر واجب ہے اگر وہ ہمارا شیعہ ہے تو ہر شب جمعہ سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى کو پڑھا کرے۔ (۴)

---

(۱) الخصال ص ۵۲۴۔۵۲۵ ح ۱۳ باب ۲۰ (۲) الکافی ج ۱ ص ۲۲۵ ح ۵

(۳) ثواب الاعمال ص ۱۲۲ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۷۳ فی فضلها

(۴) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۲۸۳ باب فضل قرأۃ سورۃ الجمعہ

presented by Ziaraat.com

سورۂ الغاشیہ

سورۂ غاشیہ مکّیہ ہے مکّۂ مکرمہ میں نازل ہوا اس سورہ میں چھبیس ۲۶ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝١ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝٢ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝٣ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝٤ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝٥ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝٦ لَّا يُسْمِنُ وَ لَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝٧ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝٨ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝٩ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝١٠ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝١١ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝١٢ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝١٣ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝١٤ وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝١٥ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝١٦

وقف لازم

اللّٰہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-کیا آپ کو ڈھانک لینے والی مصیبت کی خبر پہنچی ہے۔ ۲-اس دن بہت سے چہرے ذلیل وخوار ہوں گے۔ ۳-سخت مشقت میں مبتلا تھکے ماندے۔ ۴-دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ ۵-کھولتے ہوئے پانی کے چشمے سے سیراب کیے جائیں گے۔ ۶-ان کے لیے خاردار خشک زہریلی جھاڑی کے سوا کوئی اور غذا نہ ہوگی۔ ۷-جو نہ موٹا کرے گی نہ ہی بھوک مٹائے گی۔ ۸-کچھ چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے۔ ۹-اپنی کاوشوں کے باعث خوش وخرم رہیں گے۔ ۱۰-عالی شان جنت میں مقیم ہوں گے۔ ۱۱-وہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔ ۱۲-اس میں چشمے رواں ہوں گے۔ ۱۳-وہاں اونچی اونچی مسندیں سجی ہوں گی۔ ۱۴-اور ساغر رکھے ہوئے ہوں گے۔ ۱۵-اور گاؤ تکیے قطار سے لگے ہوں گے۔ ۱۶-اور نرم ونفیس فرش بچھے ہوں گے۔

۱-هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ- کیا آپ کو ڈھانک لینے والی مصیبت کی خبر پہنچی ہے۔
وہ مصیبت جو اپنی سختیوں کے ساتھ لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے یعنی روزِ قیامت۔

۲-وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ- اس دن بہت سے چہرے ذلیل وخوار ہوں گے۔

۳-عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ- سخت مشقت میں مبتلا ہوں گے۔
وہ عمل کریں گے اور ایسے کام میں مشقت میں مبتلا ہوں گے جو اس روز فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

presented by Ziaraat.com

۴—تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً— دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔
جو حرارت میں اپنی انتہا کو پہنچی ہوگی۔

۵—تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ—
کھولتے ہوئے پانی کے چشمے سے سیراب کیے جائیں گے۔

۶—لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ—
ان کے لیے خاردار، خشک زہریلی جھاڑی کے سوا کوئی اور غذا نہ ہوگی۔

۷—لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ— جو نہ موٹا کرے گی نہ ہی بھوک مٹائے گی۔

کہا کہ اس طعام سے مراد جہنّم والوں کا پسینہ اور جو کچھ زانیہ عورتوں کی شرم گاہ سے نکلتا ہے وہ پانی ہے۔[۱]

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ''ضَرِيْعٌ'' ایک چیز ہے جو آگ میں ہوتی ہے جو کانٹے کی طرح ہے ایلوے سے زیادہ کڑوی ہے مُردار سے زیادہ بدبودار ہے اور جہنّم کی آگ سے زیادہ گرم ہے اللہ نے اس کا نام ضَریع رکھا ہے۔[۲]

قمّی کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام سے مروی ہے کہ اگر ضریع کا ایک قطرہ دنیا والوں کے مشروب پر ٹپکا دیا جائے تو اس کی بدبو سے دنیا والے مرجائیں۔[۳]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''نَاصِبِیْ'' (دشمن اہل بیت) کو کوئی پروا نہیں ہوتی کہ اس نے نماز پڑھی یا زنا کیا یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی: عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً۔[۴]

امام صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ہر ناصبی خواہ وہ عبادت کرے اور جدو جہد کرے وہ اس آیت سے نسبت رکھتا ہے: عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ۔[۵]

اور کتاب مجالس اور مجمع البیان میں بھی امیر المومنین علیہ السلام سے ایسی ہی روایت ہے۔[۶]

اور قمّی کی روایت میں ہے جو بھی تمھاری مخالفت کرے خواہ وہ عبادت اور جدو جہد کرے۔[۷]

کتاب کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے قول: هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ کے بارے میں فرمایا: يغشاهم القائم بِالسَّيْفِ قائم علیہ السلام انھیں تلوار سے ڈھانپ دیں گے ''خَاشِعَة'' فرمایا کوئی روکنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوگا ''عاملة'' اس نے اللہ کے حکم کے خلاف عمل کیا ہوگا ''نَّاصِبَةٌ'' اللہ کے حکم کے خلاف حاکموں کو مقرر کیا ہوگا ''تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً'' اہلِ قائم کے خلاف دنیا میں جنگ کی آگ بھڑکائی ہوگی اور آخرت میں آتشِ جہنّم ہوگی۔[۸]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۸ (۲) مجمع البیان ج ۹—۱۰ ص ۴۷۹ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۸۱
(۴) الکافی ج ۸ ص ۱۶۰—۱۶۱ ح ۱۲۶ (۵) الکافی ج ۸ ص ۲۱۲—۲۱۳ ح ۲۵۹ (۶) امالی شیخ طوسی ص ۵۰۰—۵۷۵ مجلس ۹۰ ومجمع البیان ج ۹—۱۰ ص ۴۷۹ (۷) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۹ (۸) الکافی ج ۸ ص ۵۰ ح ۱۳

presented by Ziaraat.com

اور ایک روایت میں ہے ''اَلْغَاشِیَۃِ'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو امام علیہ السلام کو ڈھانپ لیں گے ''لَا یُسْمِنُ وَ لَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ'' فرمایا نہ تو انھیں داخل ہونا فائدہ پہنچائے گا اور نہ ہی بیٹھ رہنا انھیں مستغنی کرے گا۔ ۱

۸—وَ نُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰی— کچھ چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے۔

نَاعِمَۃٌ ذات بَہْجَۃٍ۔ تروتازگی والے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ وہ امیر المومنین علیہ السلام کے پیروکار ہوں گے۔ ۲

۹—لِّسَعْیِہَا رَاضِیَۃٌ— اپنی کاوشوں کے باعث خوش وخُرّم رہیں گے۔

فرمایا وہ جس بارے میں سعی کریں گے اللہ اس سے راضی ہوگا۔ ۳

۱۰—فِیْ جَنَّۃٍ عَالِیَۃٍ— عالی شان جنت میں مقیم ہوں گے۔

۱۱—لَّا تَسْمَعُ فِیْہَا لَاغِیَۃً— وہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔

لَاغِیَۃً بکے بارے میں فرمایا غیر سنجیدہ ہنسی مذاق کی گفتگو اور جھوٹ۔ ۴

۱۲—فِیْہَا عَیْنٌ جَارِیَۃٌ— اس میں چشمے رواں ہوں گے۔

ان کی روانی منقطع نہ ہوگی۔

۱۳—فِیْہَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَۃٌ— وہاں اونچی اونچی مسندیں سجی ہوں گی۔

مَّرْفُوْعَۃٌ۔ جو بلند وبالا ہوں گی یا قدرو قیمت میں زیادہ ہوں گی۔

۱۴—وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَۃٌ— اور ساغر رکھے ہوئے ہوں گے۔

اَكْوَابٌ۔ ایسا برتن جس میں ٹونٹی نہ ہو۔

۱۵—وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَۃٌ— اور گاؤ تکیے قطار سے لگے ہوں گے۔ ۵

۱۶—وَّ زَرَابِیُّ مَبْثُوْثَۃٌ— اور نرم ونفیس فرش بچھے ہوں گے۔

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن چیزوں کو جنت میں خلق فرمایا ہے اُن کی مثال دنیا میں موجود ہے سوائے زرابی کے اس بارے میں معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہے۔ ۶

اور کہا گیا ہے ''النمارق'' سے مراد مسندیں ہیں اور ''زرابی'' سے مراد عمدہ فرش ہیں یہ زربیّہ کی جمع ہے۔

مَبْثُوْثَۃٌ کے معنیٰ ہیں ''مَبْسُوْطَۃٌ'' بچھا ہوا۔ ۷

تفسیر مجمع البیان میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے اسے مقدر نہ کر دیا ہوتا تو وہ کچھ بھی دیکھتے آنکھیں جسے دیکھ کر چکا چوند ہو جاتیں۔ ۸

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۲۰۱۔۲۰۲ ح ۲۰۱۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۸

(۳) و (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۸ (۵) و (۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۸۔

(۷) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۵ (۸) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۴۸۰

presented by Ziaraat.com

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾
وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ ؕ
اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ؕ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ﴿۲۳﴾
فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا
حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

ع ۱ ۱۳ ۲۶ النصف

۱۷-کیا یہ لوگ اونٹوں کی بناوٹ پر غور نہیں کرتے کہ انھیں کیسا بنایا گیا ہے۔ ۱۸-اور آسمان پر نظر نہیں کرتے اسے کیسی رفعت عطا کی گئی ہے۔ ۱۹-اور پہاڑوں کی جانب توجہ مبذول نہیں کرتے انھیں کیسے نصب کیا گیا ہے۔ ۲۰-اور زمین کو نہیں دیکھتے اسے کس طرح بچھایا گیا ہے۔ ۲۱-اے نبی آپ نصیحت کرتے رہیے آپ کا کام ہی نصیحت کرنا ہے۔ ۲۲-آپ ان پر جابر و قاہر بن کر نہیں آئے ہیں۔
۲۳-البتہ جس نے روگردانی کی اور کفر کیا۔ ۲۴-تو اللہ اُسے عذاب اکبر سے دوچار کرے گا۔ ۲۵-ان لوگوں کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ ۲۶-پھر ان کا حساب کتاب ہمارے ہی ذمے ہے۔

۱۷-اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ۔

کیا یہ لوگ اونٹوں کی بناوٹ پر غور نہیں کرتے کہ انھیں کیسا بنایا گیا ہے۔

يَنْظُرُوْنَ۔ عبرت کی نظر سے دیکھنا۔

ایسی تخلیق جو اللہ کے کمالِ قدرت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور اس کے حسن تدبیر کا پتا دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ دور دراز شہروں تک بھاری بوجھ کھینچ کر لے جائے لہٰذا اس کو عظیم بوجھ اٹھانے والا بنایا جو بیٹھ جاتا ہے تاکہ اس پر بوجھ لادا جائے اس کے کندھے کے حصے ابھرے ہوئے ہیں بوجھ اٹھانے کے لیے جو بھی چاہے اس کی نکیل تھام کر اسے ہنکالے، اس کی گردنیں لمبی ہیں تاکہ وہ وزنی بوجھ کو برداشت کر سکے ہر اگنے والی شے کو چر لیتا ہے اور پیاس کو برداشت کرتا ہے تاکہ صحرا اور بیابان کو طے کرنا اس کے لیے آسان بن جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ (النحل: ۷)
وہ تمھارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں جہاں تم جسمانی مشقت کے بغیر نہ پہنچ پاتے) اس کے علاوہ بھی اونٹوں کے بہت سے فائدے ہیں۔

۱۸-وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ۔

اور آسمان پر نظر نہیں کرتے اسے کیسی رفعت عطا کی گئی بغیر ستون کے بنایا ہے۔

presented by Ziaraat.com

۱۹-وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ-

اور پہاڑوں کی جانب توجہ مبذول نہیں کرتے انھیں کیسے نصب کیا گیا۔ ایسا جما ہوا کہ جھکتا نہیں۔

۲۰-وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ-

اور زمین کو نہیں دیکھتے اسے کس طرح بچھایا گیا ہے۔

اسے پھیلا دیا یہاں تک کہ وہ بستر اور ہموار میدان بن گئی۔

۲۱-فَذَكِّرْ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ-

اے نبی آپ نصیحت کرتے رہیے آپ کا کام ہی نصیحت کرنا ہے اگر وہ ان چیزوں کی طرف نہیں دیکھتے اور ان میں غور وفکر نہیں کرتے تو یہ آپ کی ذمہ داری نہیں ہے بس آپ کا کام تو پیغام پہنچا دینا ہے۔

۲۲-لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ-

آپ اُن پر جابر وقاہر بن کر نہیں آئے ہیں۔

یعنی ان پر مسلّط ہو جانے کے لیے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا نہ آپ اُن کے محافظ ہیں اور نہ ہی ان پر لازم قرار دینے والے ہیں۔(۱)

۲۳-اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ-

البتہ جس نے روگردانی کی اور کفر کیا۔

اِلّا کے معنیٰ ہیں لیکن، البتہ۔

۲۴-فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ-

تو اللہ اُسے عذاب اکبر سے دوچار کردے گا۔

ایسا عذاب جو تند وتیز، سخت اور دائمی ہوگا۔

۲۵-اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ-

بے شک ان لوگوں کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

پلٹنا اور موت کے بعد واپس جانا ہے۔

۲۶-ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ-

پھر ان کا حساب کتاب ہمارے ذمے ہے۔

یعنی ان کے اعمال کی جزا ہمارے ذمے ہے۔

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ اوّلین

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۹

presented by Ziaraat.com

اور آخرین کو جمع فرمائے گا حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن بات کے لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام کو بلوایا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سبز حُلّہ پہنایا جائے گا جس سے مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہو جائے گی اور حضرت علی علیہ السلام کو بھی ویسا ہی لباس پہنایا جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گلابی رنگ کا حُلّہ پہنایا جائے گا جو مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے کو روشن بنا دے گا اور حضرت علی علیہ السلام کو بھی ویسا ہی حُلّہ پہنایا جائے گا وہ اس کے نزدیک بلندی پر ہوں گے امام علیہ السلام نے فرمایا پھر ہمیں طلب کیا جائے گا اور تمام لوگوں کا حساب ہمارے سپرد کر دیا جائے گا تو خدا کی قسم ہم جنت والوں کو جنت میں اور جہنّم والوں کو جہنّم میں داخل کریں گے۔ (۱)

امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے یہ مخلوق ہماری طرف پلٹ کر آئے گی اور ان کا حساب ہمارے ذمّے ہوگا اب ان کا جو گناہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوگا تو ہم اللہ سے سفارش کریں گے کہ وہ ہماری وجہ سے اس کا مؤاخذہ نہ کرے تو اللہ ہماری بات کو قبول کر لے گا اور جو گناہ اُن کے اور لوگوں کے درمیان ہوگا تو ہم لوگوں سے اس کو بخشوا لیں گے اور لوگ ہماری بات قبول کریں گے اور اللہ تعالیٰ انھیں اس کے بدلے میں کچھ اور عطا فرما دے گا۔ (۲)

کتاب امالی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں شیعوں کا حساب کرنے کے لیے مقرر فرما دے گا اب جو کچھ اللہ کے ذمے ہے ہم اللہ سے سوال کریں گے کہ وہ ہمیں مَوْہبَت دے وہ ان کا ہو جائے گا اور جو ہمارے لیے ہوگا تو وہ ان کا ہوگا۔ (۳)

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی پابندی کے ساتھ ''هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ'' فرض یا نافلہ نماز میں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اپنی رحمت میں اسے ڈھانپ لے گا اور روزِ قیامت اُسے ان شاء اللہ تعالیٰ عذاب جہنّم سے امن عطا فرمائے گا۔ (۴)

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۱۵۹ ح ۱۵۴ (۲) الکافی ج ۸ ص ۱۶۲ ح ۱۶۷

(۳) امالی شیخ طوسی ص ۴۰۶ ح ۹۱۱/۵۹ مجلس ۱۴

(۴) ثواب الاعمال ص ۱۲۲ ح ۱ باب ثواب قرأت سورۂ غاشیہ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۷۷

presented by Ziaraat.com

سورۂ الفجر

سورۂ فجر مکّہ مکرّمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں ۳۰ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۚ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ
ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ؕ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ
الْعِمَادِ ۙ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ﴿۸﴾ وَ ثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ
بِالْوَادِ ۙ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ﴿۱۱﴾ فَاَكْثَرُوْا
فِيْهَا الْفَسَادَ ۙ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۚ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾

اللّٰہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔قسم ہے فجر کی۔ ۲۔اور قسم ہے دس راتوں کی۔ ۳۔اور قسم ہے شفع اور وتر کی۔ ۴۔اور قسم ہے رات کی جب وہ رخصت ہو رہی ہو۔ ۵۔کیا اس میں صاحبِ عقل کے لیے کوئی قسم ہے۔ ۶۔کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا؟ ۷۔اِرم ستونوں والے دراز قد افراد۔
۸۔ان جیسے لوگ دنیا میں کہیں پیدا نہیں کیے گئے۔ ۹۔اور قوم ثمود جنھوں نے وادی میں چٹانیں تراش کر مکان بنائے تھے۔ ۱۰۔اور میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا کیا؟ ۱۱۔یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دنیا میں سرکشی کی تھی۔ ۱۲۔اور ان میں بڑا فساد برپا کیا تھا۔ ۱۳۔تو آپ کے رب نے ان پر عذاب کے تازیانے برسائے۔ ۱۴۔بے شک آپ کا رب سرکشوں کی تاک میں لگا ہے۔

۱۔وَالْفَجْرِ۔
قسم ہے فجر کی۔
۲۔وَلَيَالٍ عَشْرٍ۔ اور قسم ہے دس راتوں کی۔
اللّٰہ تعالیٰ نے صبح کے نمودار ہونے کی قسم کھائی ہے۔
تفسیر قمی میں ہے فرمایا دس راتوں سے ذی الحجہ کی دس راتیں مراد ہیں۔[۱]

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۹

presented by Ziaraat.com

۳-وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ- اور قسم ہے شفع اور وتر کی۔

شَفْع جفت اور جوڑے کو اور ''وَتْر'' ۔ طاق اور اکہرے کو کہتے ہیں۔

کہا گیا ہے تمام چیزیں یا تو جفت ہیں یا طاق ان سب کی قسم کھائی گئی ۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا الشفع سے دو رکعت نمازیں اوز وتر سے ایک رکعت نماز مراد ہے فرمایا اور دوسری حدیث میں ہے فرمایا شفع سے مراد امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السّلام ہیں اور وَتر سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر اور امام صادق علیہ السّلام مروی ہے الشفع سے یومِ ترویہ (الف) اور وَتر سے یومِ عرفہ مراد ہے۔[۳]

۴-وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ- اور قسم ہے رات کی جب وہ رخصت ہو رہی ہو۔

اذا یسر کے معنیٰ ہیں جب وہ گزر رہی ہو جیسے اللہ کا قول ہے: وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ (مدثر: ۳۳)

(اور قسم ہے رات کی جب وہ پلٹتی ہے)

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اس سے مراد جمع ہونے کی رات ہے۔

۵-هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ- کیا اس میں صاحب عقل کے لیے کوئی نصیحت ہے۔

جس سے وہ عبرت حاصل کرے۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں لذی حجر سے مراد ذی عقل ہے یعنی عقل والا۔[۴]

۶-اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ-

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے قومِ عاد کے ساتھ کیا کیا۔

یعنی اولادِ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام ہُود کی قوم کا نام ان کے باپ کے نام پر رکھا گیا ایسا ہی کہا گیا ہے۔[۵]

۷-اِرَمَ-

عاد کا عطف بیان ہے اس صورت میں یہ ''سِبْطِ ارم'' یا ''اِهل ارم'' ہوگا۔

ذَاتِ الْعِمَادِ- ستونوں والے دراز قد۔

بڑی اور اونچی عمارتیں بنانے والے یا طویل القامت اشخاص۔

۸-الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ- ان جیسے لوگ دنیا میں کہیں پیدا نہیں کیے گئے۔

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۶ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۹

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۸۵ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۹

(۵) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۷ (الف) یوم الترویہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ جس ون حاجی حج کے لیے نکلتے ہیں۔

presented by Ziaraat.com

کہا گیا ہے کہ عاد کے دو بیٹے تھے شداد اور شدید ان دونوں نے حکومت کی اور غلبہ حاصل کیا پھر شدید مر گیا تو حکومت کا مالک تنہا شدّاد ہوگیا اس نے آبادیوں پر حکمرانی کی اور بادشاہ اس کے زیرنگیں ہو گئے تو اس نے جنت کا ذکر سنا تو اس نے اسی طرح کی جنت عدن کے صحراؤں میں بنائی جس کا نام اِرم رکھ دیا۔ جب جنت مکمل ہوگئی اور وہ اس جنت سے ایک دن اور رات کے فاصلے پر تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن پر آسمان سے ایک صیحہ (چیخ) کو بھیج دیا اس سے وہ سب ہلاک ہو گئے۔[۱]

۹- وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ-

اور قوم ثمود جنھوں نے وادی میں چٹانیں تراش کر مکان بنائے تھے۔

پہاڑوں کو کاٹا تھا اور اس کو مکانات میں تبدیل کر دیا جیسا کہ اللہ کا قول ہے:

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا (الشعراء: ۱۴۹)

بِالْوَادِ- یعنی وادیِ قُریٰ۔

۱۰- وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ- اور میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا کیا۔

فرعون کو ذی الاوتاد کیوں کہا گیا اس کی وجہ تسمیہ سورۂ ''ص'' کی آیت ۱۲ کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہے۔

۱۱- الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ- یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دنیا میں سرکشی کی تھی۔

۱۲- فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ- اور اُن میں بڑا فساد برپا کیا تھا۔

کفر اور ظلم کی وجہ سے۔

۱۳- فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ-

تو آپ کے رب نے ان پر عذاب کے تازیانے برسائے۔

۱۴- إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ-

بے شک آپ کا رب سرکشوں کی تاک میں لگا ہے۔

المرصاد- وہ جگہ جہاں پر گھات میں بیٹھ کر انتظارِ شکار کیا جاتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کا رب قدرت رکھتا ہے کہ گناہ گاروں کو ان کے عصیان کا بدلہ دے دے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا المرصاد صراط پر ایک پُل ہے اس سے وہ بندہ نہیں گزر سکتا جس نے کسی بندے سے کوئی چیز ظالمانہ طریقے سے چھینی ہو۔[۳]

اور اس سلسلے میں دوسری حدیث بھی آئے گی۔[۴]

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۷ (۲)، (۳) و (۴) مجمع البیان ۹-۱۰ ص ۴۸۷

presented by Ziaraat.com

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْۤ
اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْۤ
اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾
وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّاۤ اِذَا
دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِايْٓءَ
يَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ
يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا يُوْثِقُ
وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً
مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾ ع

۱۵-مگر جب انسان کو اس کے رب نے آزمائش میں ڈالا اسے عزّت بخشی اسے نعمت عطا کی تو وہ کہتا ہے اے میرے رب تو نے مجھے عزّت بخشی ہے۔ ۱۶-اور جب وہ اسے آزمائش میں ڈال کر اس کے رزق میں تنگی پیدا کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے اے میرے رب تو نے مجھے ذلّت سے دوچار کر دیا۔ ۱۷-ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی تکریم نہیں کرتے۔ ۱۸-اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں ابھارتے۔ ۱۹-اور میراث کا سب مال ہڑپ کر جاتے ہو۔ ۲۰-اور مال و دولت کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو۔ ۲۱-ہرگز نہیں جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی۔ ۲۲-اور آپ کے رب کا حکم اور فرشتے قطار اندر قطار آئیں گے۔ ۲۳-اور اس دن جہنّم سامنے کر دی جائے گی اور اس روز انسان کو ہوش آئے گا لیکن اب نصیحت کس کام کی۔ ۲۴-وہ کہے گا اے کاش میں نے اصلی زندگی کے لیے کچھ پہلے بھیج دیا ہوتا۔
۲۵-اس روز اللہ جیسا عذاب دے گا ویسا عذاب دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ ۲۶-اور نہ ہی اس کے جکڑنے کی طرح کوئی جکڑے گا۔ ۲۷-اے نفسِ مُطمئنّہ۔ ۲۸-تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ تو اس کی رضا کا طالب ہو اور اسکی رضا کا مطلوب بھی۔ ۲۹-تو میرے مخصوص بندوں میں شامل ہوجا۔ ۳۰-اور میری جنت میں داخل ہوجا۔

presented by Ziaraat.com

۱۵-فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ-

مگر جب انسان کو اس کے رب نے آزمائش میں ڈالا۔

یعنی اسے دولت مندی کے ذریعے اور آسانی دے کر آزمایا۔

فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ-

اسے عزّت بخشی اور اسے نعمت عطا کی۔

یعنی جاہ ومنزلت اور مال و دولت عطا کردی۔

فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ-

تو وہ کہتا ہے اے میرے رب تو نے مجھے عزّت بخشی ہے۔

۱۶-وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ-

اور جب وہ اسے آزمائش میں ڈال کر اس کے رزق میں تنگی پیدا کردیتا ہے۔

یعنی اس کا امتحان فقر و فاقہ اور رزق میں تنگی سے لیتا ہے اور اس پر رزق کو تنگ کر دیتا ہے۔

فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ-

تو وہ کہتا ہے اے میرے رب تو نے مجھے ذلّت سے دو چار کر دیا اپنی نظر کی کوتاہی اور اپنے فکر کی خرابی کے سبب وہ یہ کہتا ہے اس لیے کہ رزق میں تنگی سعادتِ دارَین تک پہنچا دیتی ہے اور رزق میں وسعت دشمنوں تک لے جانے کا ذریعہ اور دنیا میں منہمک ہونے کا وسیلہ قرار پاتی ہے لہٰذا انسان کی دونوں باتوں کی مذمّت کی ہے اور اسے باز رکھنے کی کوشش کی ہے۔

۱۷- كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ-

ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی تکریم نہیں کرتے۔

۱۸- وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ-

اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں ابھارتے۔

یعنی ان کا عمل ان کے قول سے بھی زیادہ برا ہے اور رہنمائی کرتا ہے کہ وہ مال کے کتنے حریص ہیں کہ وہ اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور یتیم پر مال کو خرچ نہیں کرتے اور ان پر احسان نہیں کرتے اور انھیں سوال کرنے کی ذلّت سے نہیں بچاتے اور اپنے اہل وعیال کو مسکینوں کو کھانا کھلانے پر نہیں ابھارتے چہ جائے کہ اپنے غیر سے کہیں۔

۱۹- وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا- اور میراث کا سب مال ہڑپ کر جاتے ہو۔

یعنی جسے حلال وحرام طریقے سے جمع کیا تھا۔ وہ لوگ عورتوں اور بچوں کو میراث میں حصہ نہیں دیتے تھے اور اُن کا مقرر کردہ حصّہ بھی کھا جاتے ہیں یا وارث بنانے والے نے جو کچھ حلال وحرام جمع کیا تھا جان بوجھ کر اسے کھا جاتے ہیں۔

presented by Ziaraat.com

۲۰- وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا- اور مال و دولت کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو۔

جماً کے معنیٰ ہیں زیادہ حرص اور خواہش کے ساتھ۔

۲۱- كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا-

ہرگز نہیں جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کردی جائے گی۔

كَلَّآ حرف ردع ہے ان کے لیے اس بات سے انکار ہے اور اس کے بعد کا جملہ ان کے خلاف وعید (دھمکی) ہے۔

دَكًّا دَكًّا یعنی "دكاً بعد دك" یعنی ایک دفعہ کے بعد دوبارہ کوٹ کر ہموار کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑوں اور ٹیلوں سے بے حد پست ہو جائے گی یا بکھرے ہوئے ذرّات میں تبدیل ہو جائے گی۔

تفسیر قمی میں ہے امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا اس سے مراد زلزلہ ہے۔(۱)

۲۲- وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا-

اور آپ کے رب کا حکم اور فرشتے قطار اندر قطار آئیں گے۔

جَآءَ رَبُّكَ سے مراد ہے آپ کے رب کا حکم آئے گا کتاب توحید میں ایسا ہی ہے۔(۲)

اور کتاب العُیون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے اللہ کی قدرت کی نشانیاں۔

اور اس کے غلبے کے آثار ظاہر ہوں گے۔

جب کوئی بادشاہ کے سامنے آتا ہے تو اس کی ہیبت اور اُس کا انتظام وانصرام جو کچھ ظاہر ہوتا ہے امرِ رب کو اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔

وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا اور فرشتے بھی اپنی منزلت اور مرتبے کے اعتبار سے قطار اندر قطار آئیں گے۔

۲۳- وَجِايْٓءَ يَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ- اور اس دن جہنّم سامنے کر دی جائے گی۔

جیسے اللہ کا قول ہے: وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ (الشعراء:۹۱ والنازعات:۳۶) (اور جہنّم ظاہر کر دی جائے گی)

تفسیر قمی امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "وَجِايْٓءَ يَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ" نازل ہوئی تو اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے روح الامین نے خبر دی ہے کہ بے شک اللہ ہے اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے جب وہ مخلوقات کو باہر نکالے گا اور اوّلین اور آخرین کو یکجا کرے گا تو اس وقت جہنّم کو لایا جائے گا اسے ہزار لگاموں سے کھینچا جائے گا ہر لگام کو ایک لاکھ فرشتے کھینچ رہے ہوں گے جو طاقت ور اور سخت ہوں گے جہنّم میں دھماکا ہوگا، غضب ہوگا گدھے کی طرح چیخنا اور دھاڑنا ہوگا اور یہ کہ آگ کے بھڑکنے کی آواز سنائی دے گی اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو عذاب کے لیے مؤخر نہ کر دیا ہوتا تو یہ جہنّم سب کو ہلاک کر دیتی۔ پھر اس میں سے ایک گردن نکلے گی وہ تمام مخلوقات کا احاطہ کرلے گی خواہ وہ نیکوکار ہو یا بدکار اللہ تعالیٰ

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۰ (۲) التوحید ص ۲۶۶ ح ۵ باب ۳۶

presented by Ziaraat.com

نے جتنے بندوں کو خلق فرمایا ہے خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی وہ یہ ندا دیتا نظر آئے گا "رَبِّ نَفْسِی نَفْسِی" میرے پروردگار مجھے بچالے۔ اور آپ اے اللہ کے نبی پکار رہے ہوں گے "اُمَّتِی اُمَّتِی" اے میرے رب میری امّت کو بچالے میری امّت کو بچالے۔ پھر اس جہنّم پر صراطِ کو رکھ دیا جائے گا جو بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار کی دھار سے تیز دھار والا ہوگا اس جہنّم پر تین پُل ہوں گے پہلے پُل پر امانت اور رحم (قرابت ورشتہ) کو رکھ دیا جائے گا۔

دوسرے پُل پر نماز کو رکھ دیا جائے گا اور تیسرے پل پر ربّ العزّت ہوگا اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے۔ گزرنے والوں کو اس پر سے گزارا جائے گا تو رحم (قرابت ورشتہ) اور امانت انھیں روک لیں گے اگر وہاں سے نجات پا گئے تو نماز انھیں روکے گی اگر اس سے نجات پا گئے تو پھر ربّ العالمین تک جا کر رکیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔ (الفجر: ۱۴) اور لوگ صراط پر ہوں گے وہ ہاتھ سے لٹکے ہوں گے اور ان کا ایک پاؤں پھسل رہا ہوگا اور ایک جما ہوا ہوگا اور فرشتے ان کے اطراف میں پکار رہے ہوں گے: یَا حَلِیْم اُعْفُ اے حلیم (اللہ کا نام بردبار) اسے معاف کر دے، گناہوں سے درگزر کر دے اور اپنے فضل کا برتاؤ کر اور جب کوئی نجات پانے والا اللہ کی رحمت سے نجات پا جائے گا تو وہ اس پُل سے گزرے گا اور کہہ رہا ہوگا:

الحمدللہ وبنعمتہ تتم الصّالحات وتزکو الحسنات والحمدللہ الذی نجّانی منك بعد ایاس بمنّہٖ وفضلہ انّ ربّنا لَغَفُورٌ شَکُوْر اللہ کے فضل وکرم سے صالح امور پایۂ تکمیل کو پہنچے اور حَسَنات پاکیزہ قرار پائیں اور خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اے جہنّم تجھ سے نجات دی مایوسی کے بعد اپنے لطف واحسان اور فضل وانعام سے بے شک ہمارا رب بخشنے والا اور قدردان ہے۔[۱]

اور کتاب کافی میں اسی مفہوم سے متعلق روایت موجود ہے۔[۲]

۲۳- یَوْمَئِذٍ یَّتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰی لَهُ الذِّکْرٰی-

اس روز انسان کو ہوش آجائے گا لیکن اب نصیحت کس کام کی۔

ذِکری۔ یعنی نصیحت کا فائدہ کیا ہوگا۔

۲۴- یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ -

وہ کہے گا اے کاش میں نے اصلی زندگی کے لیے کچھ پہلے بھیج دیا ہوتا۔

یعنی اس زندگی کے لیے یا جب میں دنیا میں زندگی گزار رہا تھا تو اس وقت اعمال صالحہ بھیج دیا ہوتا۔

۲۵- فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ-

اس روز اللہ جیسا عذاب دے گا ویسا عذاب دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

یعنی اللہ کے عذاب جیسا عذاب کوئی نہیں دے گا۔

۲۶- وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ- اور نہ ہی اس کے جکڑنے کی طرح کوئی جکڑے گا۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۱ (۲) الکافی ج ۸ ص ۳۱۲۔ ۳۱۳ ح ۴۸۶

presented by Ziaraat.com

۲۷-یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ- اے نفس مطمئنہ یہ وہ نفس ہے جو حق کی طرف جا کر مطمئن ہوتا ہے۔

۲۸-اِرْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ- تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ جیسا اس سے آغاز ہوا تھا۔

رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً- تو اس کی رضا کا طالب ہو اور اس کی رضا کا مطلوب بھی۔

۲۹-فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ- تو میرے مخصوص بندوں میں شامل ہو جا۔

۳۰-وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ- اور میری جنّت میں داخل ہو جا۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا مومن اپنی روح کے قبض کیے جانے کو ناپسند کرتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے اس لیے کہ جب ملک الموت اس کے پاس آتے ہیں تا کہ اس کی روح کو قبض کریں تو وہ اس وقت جزع وفزع کرتا ہے تو ملک الموت اس سے فرماتے ہیں اے اللہ کے دوست تجھے رونے گڑ گڑانے کی ضرورت نہیں اس ہستی کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا میں تم پر زیادہ مہربان اور زیادہ شفیق ہوں اس مہربان باپ سے اگر وہ تمھارے پاس موجود ہوتا۔تم اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو امام علیہ السلام نے فرمایا اس کی نگاہوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین اور حضرت فاطمہ علیہ السلام امام حسن علیہ السلام ، امام حسین علیہ السلام ان کی ذرّیت ہے ائمہ علیہم السلام مجسّم ہو کر آجائیں گے اس شخص سے کہا جائے گا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ امیر المومنین علیہ السلام ہیں یہ فاطمہ علیہ السلام ہیں اور یہ حسن اور حسین ہیں اور یہ ائمہ علیہم السلام یہ سب تیرے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد وہ اپنی آنکھیں کھولے گا تو اللہ تعالیٰ کے جانب سے ایک منادی اس کی روح کو پکار کر کہے گا: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اے نفسِ مطمئنہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ کی جانب ''اِرْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً'' تو ولایت پر راضی ہو کر اپنے رب کی طرف آجا اور ''مَّرْضِیَّةً بالثواب'' اور ثواب کو پسندیدہ قرار دے ''فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ'' یعنی میرے بندوں! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت میں شامل ہو جا ''وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ'' اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ تو اس کے بعد اس شخص کے نزدیک روح کے قبض کیے جانے اور ندا کرنے والے کے ساتھ ملحق ہو جانے سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی چیز نہ ہوگی۔[۱]

تفسیر قمی نے بھی اسی مفہوم کو مختصر طور سے بیان کیا ہے۔[۲]

اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت سے مراد امام حسین بن علی علیہما السلام ہیں۔[۳]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ تم لوگ اپنی واجب نمازوں اور نوافل میں سورۂ الفجر پڑھو اس لیے کہ یہ سورۂ حسین بن علی علیہما السلام ہے اور جو بھی اس سورہ کو پڑھے گا وہ روز قیامت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنت میں اُن کے درجے میں ہوگا۔[۴]

---

(۱) الکافی ج ۳ ص ۱۲۷-۱۲۸ ح ۲ (۲)و(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۲

(۴) ثواب الاعمال ص ۱۲۳ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۸۱

presented by Ziaraat.com

سورۂ البلد

سورۂ بلد مکّہ مکرّمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں ۲۰ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَاۤ اُقۡسِمُ بِہٰذَا الۡبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَ اَنۡتَ حِلٌّۢ بِہٰذَا الۡبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾
لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ اَیَحۡسَبُ اَنۡ لَّنۡ یَّقۡدِرَ عَلَیۡہِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾
یَقُوۡلُ اَہۡلَکۡتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَیَحۡسَبُ اَنۡ لَّمۡ یَرَہٗۤ اَحَدٌ ؕ﴿۷﴾ اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ
عَیۡنَیۡنِ ۙ﴿۸﴾ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیۡنِ ۙ﴿۹﴾ وَ ہَدَیۡنٰہُ النَّجۡدَیۡنِ ۚ﴿۱۰﴾ فَلَا اقۡتَحَمَ
الۡعَقَبَۃَ ۚ﴿۱۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡعَقَبَۃُ ؕ﴿۱۲﴾ فَکُّ رَقَبَۃٍ ۙ﴿۱۳﴾ اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ
مَسۡغَبَۃٍ ۙ﴿۱۴﴾ یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَۃٍ ۙ﴿۱۵﴾ اَوۡ مِسۡکِیۡنًا ذَا مَتۡرَبَۃٍ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیۡنَ
اٰمَنُوۡا وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَۃِ ؕ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ؕ﴿۱۸﴾ وَ
الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِنَا ہُمۡ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ؕ﴿۱۹﴾ عَلَیۡہِمۡ نَارٌ مُّؤۡصَدَۃٌ ﴿۲۰﴾

وقف لازم

ع ۱۵/۲۰

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔میں اس شہر مکّہ کی قسم کھاتا ہوں۔ ۲۔اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ ۳۔اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور قسم ہے اولاد کی۔ ۴۔یقیناً ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔ ۵۔کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا۔ ۶۔اور وہ کہتا ہے کہ میں نے بے انتہا دولت برباد کر دی۔ ۷۔کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے یہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ۸۔کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ ۹۔اور اسے زبان اور دو ہونٹ نہیں بخشے۔ ۱۰۔اور ہم نے اسے دونوں راستے دکھا دیے۔ ۱۱۔وہ تو دشوار گزار گھاٹی میں داخل ہی نہیں ہوا۔ ۱۲۔اور آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ ۱۳۔وہ کسی گردن کو غلامی سے آزاد کرانا ہے۔ ۱۴۔یا فقر و فاقے کے دن کھانا کھلانا ہے۔ ۱۵۔ایسے یتیم کو جو قریبی رشتہ دار ہو۔ ۱۶۔یا مسکین کو جو خاک نشین ہو۔ ۱۷۔پھر یہ کہ وہ شخص ان لوگوں میں سے ہو جو ایمان لائے اور انھوں نے صبر کی تلقین کی اور باہم رحمت و شفقت کی تاکید کرتے رہے۔ ۱۸۔یہی لوگ دائیں طرف والے ہیں۔

presented by Ziaraat.com

۱۹-اور جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ بائیں طرف والے ہیں۔ ۳۰-ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی۔

۱-لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ-

میں اس شہرِ مکّہ کی قسم کھاتا ہوں۔

۲-وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ-

اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔

کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بلد حرام یعنی محترم شہر مکّہ کی قسم اس لیے کھائی ہے کہ اس شہر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقیم ہیں۔[۱]

فرمایا کہ قریش شہر مکّہ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے کچھ چیزوں کو حلال گردانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس شہر مکّہ کی قسم کھاتا ہوں اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف رکھتے ہیں اللہ چاہتا ہے کہ قریش نے آپ کی نسبت سے اس شہر میں کچھ چیزوں کو اپنے لیے جائز اور حلال سمجھ لیا ہے وہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں اور آپ کو دشنام دے رہے ہیں اور شہر مکّہ میں کوئی شخص اپنے باپ کے قاتل کو بھی نہیں پکڑتا تھا اور وہ حرم کے درخت کی چھال کو گلے میں ڈال لیتے تھے تو اس قلاوے کی وجہ سے امن پا جاتے تھے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے اس چیز کو حلال سمجھ لیا تھا جو ان کے غیر کے لیے حلال نہ تھا تو اللہ نے انھیں اس بات پر عتاب کیا۔[۲]

اور کتاب کافی میں امام صادق علیہ السّلام سے اسی سے ملتی جلتی روایت منقول ہے۔[۳]

تفسیر قمّی میں ہے کہ ''البلد'' سے مراد مکّہ ہے اور: وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ

اور اے نبی آپ اس شہر میں رہتے ہیں فرمایا قریش اس بات کو جائز اور حلال نہیں سمجھتے تھے کہ اس شہر میں کسی پر ظلم کریں اور وہ اس شہر مکہ میں آپ پر ظلم کرتے ہیں اور اسے درست گردانتے ہیں۔[۴]

۳-وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ-

اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور قسم ہے اولاد کی۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے یعنی اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ما ولد سے مراد ان کے اولاد میں آنے والے تمام انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام اور ان کے پیروکار ہیں۔[۵]

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۹۲-۴۹۳
(۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۹۳
(۳) الکافی ج ۷ ص ۴۵۰ ح ۴
(۴) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۴۲۲
(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۹۳

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمیؒ میں بھی ایسی ہی روایت موجود ہے۔[۱]

کتاب کافی میں مرفوع روایت ہے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ''وَمَا وَلَدَ'' سے ائمہ علیہم السلام مراد ہیں۔[۲]

۴- لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ-

یقیناً ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔

کہا گیا ہے یعنی تکلیف اور مشقت میں اس لیے کہ وہ دنیا کے مصائب وشدائد کو برداشت کرتا ہے اور آخرت کی تکلیفیں بھی اٹھاتا ہے۔[۳]

تفسیر قمیؒ میں یعنی اسے سیدھا کھڑا کیا۔[۴]

کتاب علل الشرائع میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے دریافت کیا گیا کہ ہم جانوروں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے اگلے پانؤ کے اندرونی دو پیوند ہوتے ہیں جیسے داغ دیا گیا ہو یہ کیا ہے اور کیوں ہے آپ نے فرمایا کہ ماں کے پیٹ میں وہیں اس کی تھوتھنی اور ناک رہتی ہے سوائے اولادِ آدم کے وہ اپنی ماں کے شکم میں استادہ رہتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: لقد خلقنا الانسان فی کبد (ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا) اور وہ ابن آدم کے برابر نہیں ہے کہ جس کا سر اس کے دبر کی جانب ہوتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے سامنے ہوتے ہیں۔[۵]

۵- اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ-

کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا کہ وہ اس سے انتقام لے۔

۶- یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا-

اور وہ کہتا ہے کہ میں نے بے انتہا دولت برباد کردی۔

لُبَدًا کسی شے کو زیادہ جمع کر لینا اکھٹا کر لینا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے: لُبَدًا یعنی مُجْتَمِعًا یکجا اکھٹی۔[۶]

اور حدیث سابق میں ہے فرمایا یعنی اس سے مراد وہ سامانِ سفر ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیشِ عُسرت میں کیا تھا۔[۷]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اس سے مراد عمرو بن عبدود ہے جس وقت حضرت علی ابن ابی

---

(۱) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۲۲ (۲) الکافی ج ۱ ص ۴۱۴ ح ۱۱

(۳) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۹ (۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۲۲

(۵) علل الشرائع ص ۴۹۵ ح ۱ باب ۲۴۷ (۶) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۲۳ (۷) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۲۳

presented by Ziaraat.com

طالب علیہ السلام نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا خندق کی جنگ کے موقع پر تو اس نے کہا کہ میں نے تمھارے درمیان جو مالِ کثیر خرچ کیا وہ کہاں چلا گیا اس نے اللہ کے راستے سے روکنے کے لیے کافی مال خرچ کیا تھا اسے علی علیہ السلام نے قتل کر ڈالا۔ (۱)

۷-اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ-

کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے یہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اس فساد میں جو اس کے دل میں تھا۔ (۲)

۸-اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ-

کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں۔

جن سے وہ دیکھتا ہے۔

۹-وَلِسَانًا-

اور اسے زبان عطا کی جس سے وہ مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے۔

وَّ شَفَتَیْنِ-

اور دو ہونٹ عنایت کیے جن سے وہ اپنے منہ کو چھپاتا ہے۔

اور ان کی مدد سے بولتا اور کھاتا پیتا ہے۔

۱۰-وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ-

اور ہم نے اُسے دونوں راستے دِکھا دیے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا خیر اور شر کا راستہ۔ (۳)

تفسیر مجمع البیان میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ خیر کا راستہ اور شر کا راستہ۔ (۴)

اور امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے کہا گیا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''هَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ'' میں نجدین سے مراد ''الشدیان ہیں'' یعنی دو پستان امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا نہیں ''نجدین'' سے مراد خیر و شر ہیں۔ (۵)

۱۱-فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ-

وہ تو دشوار گزار گھاٹی میں داخل ہی نہیں ہوا۔

یعنی اس نے ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا کہ وہ عقبہ میں گھس گیا اور عقبہ امر شدید میں داخل ہونا ہے۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۲ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۳

(۳) الکافی ج ۱ ص ۱۶۳ ح ۴ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۹۴

(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۹۴

presented by Ziaraat.com

کہا گیا ہے عقبہ پہاڑ میں جو راستہ ہوتا ہے اسے کہا جاتا ہے اُسے بطورِ استعارہ بیان کیا گیا جب اس کی تفسیر غلام کو غلامی سے چھڑانے اور کھانا کھلانے کے لیے کی گئی۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا "العقبہ" سے مراد "ائمہ" ہیں جو اس پر بلند ہوگیا تو اس کی گردن جہنّم کی آگ سے آزاد ہوگئی۔[۲]

۱۲-وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ-

اور آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔

۱۳-فَكُّ رَقَبَةٍ-

وہ کسی گردن کو غلامی سے آزاد کرانا ہے۔

۱۴-اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ-

یا فقر و فاقے کے دن بھوکے کو کھانا کھلانا ہے۔

۱۵-يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ-

ایسے یتیم کو جو قریبی رشتہ دار ہو۔

۱۶-اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ-

یا مسکین کو جو خاک نشین ہو۔

ذَا مَتْرَبَةٍ۔ فقر و فاقے میں گرفتار ہو۔

تفسیر قمی میں ہے کہ کوئی شے اسے مٹی سے بچانے والی نہ ہو۔[۳]

کتاب کافی میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپ کھانا تناول فرماتے تھے تو آپ کے دسترخوان کے قریب ایک بڑا پیالہ رکھ دیا جاتا تھا تو آپ کے پاس جو بہترین کھانا لایا جاتا تو آپ اُس میں سے ہر چیز میں سے لے کر اس پیالے میں ڈال دیتے پھر حکم دیتے کہ یہ مساکین کو دے دیا جائے پھر اس آیت کی تلاوت فرماتے "فلا اقتحم" پھر فرماتے اللہ جانتا ہے کہ ہر شخص غلام آزاد کرنے پر قدرت نہیں رکھتا لہٰذا اُس نے جنت میں جانے کے لیے یہ راستہ دکھا دیا۔[۴]

امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو بھی کسی مومن کو کھانا کھلاتا ہے یہاں تک کہ اسے سیر کرا دیتا ہے تو مخلوقات خدا میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ آخرت میں اس کا اجر کتنا ہے نہ ہی اس کی خبر کسی مقرب فرشتے کو ہے اور نہ ہی کسی نبی مرسل کو سوائے اللہ کے جو ربّ العالمین ہے۔ پھر آپ نے فرمایا مغفرت کے اسباب میں

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۰ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۲

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۲-۴۲۳ (۴) الکافی ج ۴ ص ۵۲ ح ۱۲

presented by Ziaraat.com

سے بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا ہے پھر آپ نے تلاوت فرمائی اَوْ اِطْعَامٌ۔ ۱

اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے جس شخص کو ہماری ولایت سے مکرم بنایا ہے تو گویا کہ اس نے عقبہ کو عُبور کر لیا اور ہم ہی وہ عقبہ ہیں جو اس میں داخل ہوگیا وہ نجات پا گیا پھر فرمایا تمام انسان جہنّم کے ادنیٰ بندے ہیں سوائے تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے اس کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھاری گردنوں کو ہم اہل بیت کی ولایت کے سبب جہنّم سے آزاد کر دیا ہے۔ ۲

اور بحار الانوار اور قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے ہماری وجہ سے اور ہماری معرفت کے سبب گردنوں کو آزادی ملتی ہے اور بھوک والے دن ہم ہی لوگوں کو کھانا کھلائیں گے۔

اور وہ ''المسغبه'' یعنی بھوک کا دن ہے۔ ۳

۱۷-ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ۔

پھر یہ کہ وہ شخص اُن لوگوں میں سے ہو جو ایمان لائے اور انھوں نے صبر کی تلقین کی۔

اور باہم رحمت وشفقت کی تاکید کرتے رہے۔

۱۸-اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ۔ یہی لوگ دائیں طرف والے ہیں۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا اصحاب امیر المومنین علیہ السلام۔ ۴

۱۹-وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ۔ اور جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا۔

فرمایا جنھوں نے امیر المومنین علیہ السلام کی مخالفت کی۔ ۵

هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ۔ وہ بائیں طرف والے ہیں۔

فرمایا اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ وہ آل محمد علیہم السلام کے دشمن ہیں۔ ۶

۲۰-عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ۔ ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی۔

فرمایا یعنی ''مُطبِقَة'' انھیں ڈھانپے ہوئے ہوگی۔ ۷

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو اپنی فرض نماز میں ''لا اقسم بهذا البلد'' پڑھے گا تو وہ دنیا میں شہرت یافتہ ہوگا اور اس کا تعلق صالحین سے ہوگا اور آخرت میں بھی اس کی شہرت ہوگی اور اللہ کے نزدیک اس کی منزلت اور مقام ہوگا اور وہ قیامت کے دن انبیاء شُہدا اور صالحین کے رفیقوں میں سے ہوگا۔ ۸

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۲۰۱ ح ۶ (۲) الکافی ج ۱ ص ۴۳۰-۴۳۱ ح ۸۸

(۳) بحار الانوار ج ۶۹ ص ۳۶۴ وتفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۳ (۴)، (۵)، (۶) و (۷) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۳

(۸) ثواب الاعمال ص ۱۲۳ ح ۱ وتفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۹۰

presented by Ziaraat.com

سورۂ الشّمس

سورۂ شمس مکّی سورہ ہے مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۱۵ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا ۝۱ وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲ وَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳ وَ
الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَ مَا طَحٰىهَا ۝۶ وَ
نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ
زَكّٰىهَا ۝۹ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ
اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا
فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَ لَا يَخَافُ عُقْبٰىهَا ۝۱۵

ع ۱ ۱۵ ۱۲

اللّٰہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی قسم۔ ۲۔اور چاند کی قسم جب کہ وہ اس کے پیچھے آتا ہے۔ ۳۔اور دن کی قسم جب وہ سورج کو ظاہر کردے۔ ۴۔اور رات کی قسم جب وہ سورج کو ڈھانپ دے۔ ۵۔اور آسمان کی قسم اور اس کے بنانے والے کی قسم۔ ۶۔اور زمین کی قسم اور اس کے بچھانے والے کی قسم۔ ۷۔اور نفس انسانی کی قسم اور اسے استوار کرنے والے کی قسم۔ ۸۔اس نفس کو الہام کر دیا کہ بدکاری اور پرہیزگاری کیا ہے۔ ۹۔یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے نفس کو پاکیزہ رکھا۔ ۱۰۔اور وہ ناکام رہا جس نے اُسے آلودہ کر لیا۔ ۱۱۔قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی بنیاد پر جھٹلایا۔ ۱۲۔جب ان میں سے ایک شقی آدمی اٹھا۔ ۱۳۔تو ان لوگوں سے اللّٰہ کے رسول نے کہا! خبردار اللّٰہ کے ناقے کو ہاتھ نہ لگانا اور اس کی سیرابی میں رکاوٹ نہ بننا۔ ۱۴۔انھوں نے نبی کو جھٹلا دیا اور ناقے کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے گناہ کی پاداش میں اللّٰہ نے ان پر ہلاکت نازل کردی اور بستی کو برابر کر دیا۔ ۱۵۔اور اللّٰہ کو اس کے انجام کا کوئی اندیشہ نہیں۔

۱۔ وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا۔ سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی قسم۔
ضحاھا کے معنیٰ ہیں اس کی روشنی کا بڑھنا، اس کا پھیلنا اور اس کا چمکنا۔

۲۔ وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا۔ اور چاند کی قسم جب کہ وہ اس کے پیچھے آتا ہے۔

presented by Ziaraat.com

جو سورج کے غروب ہوتے ہی طلوع ہوتا ہے اور اُسی سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

۳- وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا- اور دن کی قسم جب وہ سورج کو ظاہر کردے۔

جب روشنی پھیلتی ہے تو سورج چمکتا ہے۔

۴- وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا- اور رات کی قسم جب وہ سورج کو ڈھانپ لے۔

آفاق میں اندھیرا چھا جاتا ہے اور اسے سیاہ لباس پہنا دیتا ہے۔

کتاب کافی اور تفسیر قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا کہ شمس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں انھی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے اُن کے دین کو واضح کیا اور قمر سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے آئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں علم سے مالا مال کر دیا اور رات سے مراد وہ ظلم کے قائدین ہیں جنھوں نے آلِ رسول کے امر پر قبضہ کرلیا اور آلِ رسول جس جگہ کے حق دار تھے وہ وہاں بیٹھ گئے انھوں نے اللہ کے دین کو ظلم و جور سے ڈھانپ دیا اللہ نے اسی کی حکایت کی ہے: وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا سائل نے کہا میں نے سوال کیا ''وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا'' سے کیا مراد ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ذریّت میں آنے والے ائمہ کرام علیہم السلام ہیں جب اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ سائل کو جواب سے مطمئن کر دیتے ہیں اور واضح جواب دیتے ہیں تو اللہ نے حکایت کی ہے اور فرمایا: والنهار اذا جلّاها۔[۱]

۵- وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا- اور آسمان کی قسم اور اس کے بنانے والے کی قسم۔

وہ صاحب قدرت جس نے اُسے بنایا ہے۔

۶- وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا- اور زمین کی قسم اور اس کے بچھانے والے کی قسم۔

وہ صانع جس نے اسے بچھایا ہے۔

۷- وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا- اور نفس انسانی کی قسم اور اسے استوار کرنے والے کی قسم۔

وہ خالق جس نے اس نفس کو استوار کیا ہے یعنی اس کی تخلیق میں اعتدال کو قائم کر دیا ہے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا اسے پیدا کیا اور اس کی تصویر بنادی۔[۲]

۸- فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا-

اس نفس کو الہام کر دیا کہ بدکاری اور پرہیز گاری کیا ہے۔

فرمایا کہ اسے پہنچوایا اور اس نفس کو الہام کیا پھر اسے مختار بنایا تو اس نے اختیار کرلیا۔[۳]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اس پر واضح کیا کہ کیا بجا لائے اور کس چیز کو

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۴ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۴ . (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۴

presented by Ziaraat.com

ترک کردے۔[۱]

۹-قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا- یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے نفس کو پاکیزہ رکھا۔

۱۰-وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا-

اور وہ ناکام رہا جس نے اُسے آلودہ کرلیا۔

تفسیر مجمع البیان میں صادقین علیہما السلام سے ویسا ہی مروی ہے جیسا کہ کافی میں ہے البتہ اس میں یہ اضافہ ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَطَاعَ وَقَدْ خَابَ مَنْ عَصٰى یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے اطاعت کی اور وہ ناکام رہا جس نے نافرمانی کی۔[۲]

تفسیر قمی میں ہے: مَنْ زَكّٰىهَا یعنی اس نے اپنے نفس کو پاک بنالیا۔

''مَنْ دَسّٰىهَا'' یعنی اسے دھوکا دیا، گم راہ کیا۔[۳]

اور کہا گیا ہے کہ یہ جواب قسم ہے اور لام کو طوالت کی وجہ سے محذوف کردیا۔[۴]

اور کہا گیا ہے بلکہ نفس کا احوال اس انداز سے بیان کیا ہے کہ دوسرا مضمون لازم آجاتا ہے۔

اور اس کا جواب محذوف ہے اور اس کا اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار مکہ کو ضرور بالضرور ہلاک کردے گا اس لیے کہ انھوں نے اللہ کے رسول کو جھٹلایا ہے جس طرح اللہ نے قوم ثمود کو ہلاک کردیا تھا کیوں کہ انھوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا۔[۵]

۱۱-كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ-

قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی بنیاد پر جھٹلایا۔

تفسیر قمی میں ہے امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ان کی سرکشی نے انھیں جھٹلانے پر آمادہ کیا۔[۶]

۱۲-اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا- جب ان میں سے ایک شقی آدمی اُٹھا۔

اور وہ قوم ثمود کا بدترین شخص قِدار بن سالف تھا۔

تفسیر قمی میں ہے جس نے ناقے کو پے کردیا تھا۔[۷]

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا یہ بتاؤ سابقہ لوگوں میں سب سے زیادہ بد بخت شخص کون تھا تو امیر المومنین نے فرمایا ناقے کا پے کرنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ کہا اب یہ بتاؤ آخرین میں سب سے زیادہ بد بخت کون ہے؟

---

(۱) الکافی ج ۱ ص ۱۶۳ ح ۳ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۹۸

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۴ (۴) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۱

(۵) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۱ (۶) و(۷) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۴

presented by Ziaraat.com

تو علی علیہ السلام نے فرمایا یا رسول اللہ میرے علم میں نہیں فرمایا کہ جو شخص اس پر تمھیں ضربت لگائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کے سر کے اوپری حصّے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا۔[۱]

۱۳- فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا۔

تو ان لوگوں سے اللہ نے کہا! خبردار اللہ کے ناقے کو ہاتھ نہ لگانا اور اس کی سیرابی میں رکاوٹ نہ ڈالنا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ یہاں پر اللہ کے رسول سے مراد حضرت صالح علیہ السلام ہیں۔

نَاقَةَ اللّٰهِ یعنی اللہ کے ناقے کو چھوڑ دو اور اسکے پَے (ذبح کرنا) کرنے سے بچو۔

وَسُقْيٰهَا اور خبردار پانی کو اس سے دور نہ کرنا۔

۱۴- فَكَذَّبُوْهُ۔ انھوں نے نبی کو جھٹلایا۔

نبی نے انھیں ڈرایا تھا کہ اگر انھوں نے ایسا کیا تو ان پر عذاب نازل ہوگا۔

فَعَقَرُوْهَا ۚ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا۔

اور ناقے کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے گناہ کی پاداش میں اللہ نے ان پر ہلاکت نازل کر دی اور بستی کو برابر کر دیا۔

ہلاکت نے انھیں برابر کر دیا نہ چھوٹے کو چھوڑا نہ ہی بڑے کو۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا انھیں اچانک لے لیا اور رات کے وقت جب وہ غافل تھے۔[۲]

۱۵- وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا۔ اور اللہ کو اس کے انجام کا کوئی اندیشہ نہیں۔

کہا گیا ہے یعنی تباہی کے انجام کا۔[۳]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ہم نے جنھیں ہلاک کر دیا ان کے بعد میں آنے والے نہیں ڈرتے۔[۴]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ جو شخص بھی سورۂ والشمس، سورہ واللیل، سورہ والضحیٰ اور سورۂ الم نشرح کی دن اور رات کے اوقات میں زیادہ تلاوت کرے گا تو اس کے سامنے ہر شے قیامت کے دن اُس کی گواہی دے گی یہاں تک کہ اس کے بال اس کی کھال، اس کا گوشت، اس کا خون، اس کی رگیں، اس کے پٹھے اس کی ہڈیاں اور وہ تمام چیزیں زمین نے جنھیں سنبھال رکھا ہے اور اللہ فرما رہا ہوگا میں نے تمھاری گواہی کو اپنے بندے کے لیے قبول کر لیا اور اسے اُس کی جزا دے دی تم سب اسے لے کر میری جنت کی جانب روانہ ہو جاؤ تا کہ وہ جنت میں جہاں رہنا پسند کرے وہ خود اپنے لیے منتخب کر لے تم اسے وہ بغیر کسی احسان کے عطا کر دو البتہ میری رحمت میرا فضل وکرم اور مبارک باد میرے بندے کے لیے ہے۔[۵]

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۹۹ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۵ (۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۲
(۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۵ (۵) ثواب الاعمال ص ۱۲۳ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۴۹۶

presented by Ziaraat.com

سورۂ الّیل

سورۂ لَیل مکّی سورہ ہے اور اس میں آیتوں کی تعداد ۲۱ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ﴿۱﴾ وَ النَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ﴿۲﴾ وَ مَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰۤی ۙ﴿۳﴾
اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰی ۙ﴿۵﴾ وَ صَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۶﴾
فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَ اسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۸﴾ وَ کَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۹﴾
فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ؕ﴿۱۰﴾ وَ مَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُ مَالُہٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَیۡنَا
لَلۡہُدٰی ۖ﴿۱۲﴾ وَ اِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَۃَ وَ الۡاُوۡلٰی ﴿۱۳﴾ فَاَنۡذَرۡتُکُمۡ نَارًا تَلَظّٰی ۚ﴿۱۴﴾ لَا
یَصۡلٰىہَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَی ۙ﴿۱۵﴾ الَّذِیۡ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ؕ﴿۱۶﴾ وَ سَیُجَنَّبُہَا الۡاَتۡقَی ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِیۡ
یُؤۡتِیۡ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ۚ﴿۱۸﴾ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنۡدَہٗ مِنۡ نِّعۡمَۃٍ تُجۡزٰۤی ۙ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابۡتِغَآءَ
وَجۡہِ رَبِّہِ الۡاَعۡلٰی ۚ﴿۲۰﴾ وَ لَسَوۡفَ یَرۡضٰی ﴿۲۱﴾ ع

ع ۱ ۲۱ ۱۷

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-رات کی قسم جب وہ ڈھانک لے۔ ۲-اور دن کی قسم جب وہ آشکار ہو جائے۔ ۳-اور اس کی قسم جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا۔ ۴-بے شک تمھاری کوشش مختلف انداز کی ہے۔ ۵-لیکن جس نے راہ خدا میں مال دیا اور پرہیز گاری اختیار کی۔ ۶-اور نیکی کو سچ جانا۔ ۷-تو ہم اسے آسانی کے اسباب فراہم کریں گے۔ ۸-اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی کی۔ ۹-اور نیکی کو جھٹلا دیا۔ ۱۰-تو ہم اسے مشکلات کی سہولتیں میسر کردیں گے۔ ۱۱-اور اس کا مال اس کے کسی کام نہ آئے گا جب وہ ہلاکت میں پڑے گا۔

۱۲-بے شک ہدایت و رہنمائی ہماری ذمہ داری ہے۔ ۱۳-اور یقیناً ہم ہی آخرت اور دنیا کے مالک ہیں۔ ۱۴-سو میں نے تمھیں جہنّم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے خبردار کردیا۔ ۱۵-جس میں سوائے بد بخت کے کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ ۱۶-جس نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ ۱۷-اور اس آگ سے بچا لیا جائے گا ایسے پرہیز گار کو۔ ۱۸-جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ وہ پاک ہو جائے۔ ۱۹-اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ

presented by Ziaraat.com

دیا جا رہا ہو۔ ۲۰-وہ تو محض اپنے ربّ اعلیٰ کی رضا جوئی کی خاطر یہ عمل انجام دیتا ہے۔ ۲۱-اور عنقریب وہ راضی ہو جائے گا۔

۱-وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى-

رات کی قسم جب وہ ڈھانک لے۔

سورج کو ڈھانپ لیتی ہے یا دن کو۔

۲-وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى-

اور دن کی قسم جب وہ آشکار ہو جائے۔

ظلمتِ شب کے زائل ہونے کے بعد ظاہر ہو جائے۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا ''النَّهَارِ'' سے قائم علیہ السلام مراد ہیں جن کا ہم اہل بیت علیہ السلام سے تعلق ہے جب وہ قیام کریں گے تو باطل کی حکومت پر غالب آجائیں گے فرمایا کہ قرآن کریم میں لوگوں کے لیے طرح طرح کی مثالیں بیان کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس بارے میں خطاب فرمایا اور ہمیں بھی اسے ہمارے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا۔[۱]

۳-وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى-

اور اس کی قسم جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے اس سے مراد وہ ہستی ہے جس نے مرد اور عورت یعنی نر و مادہ کو پیدا کیا ہے۔[۲]

کتاب مناقب میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''الذَّكَرَ'' سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔اور ''الْاُنْثٰى'' سے حضرت فاطمہ علیہا السلام ہیں۔[۳]

۴-اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى-

بے شک تمھاری کوشش مختلف انداز کی ہے۔

یعنی تمھاری کوششیں مختلف انداز کی ہیں۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ وہ جواب قسم ہے فرمایا تم میں سے وہ ہے جو خیر کے بارے میں سعی کرتا ہے اور تم میں سے وہ ہے جو شر میں سعی کرتا ہے۔[۴]

۵-فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى-

لیکن جس نے راہ خدا میں مال دیا اور پرہیز گاری اختیار کی۔

---

(۱) و(۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۲۵ (۳) المناقب ابن شہر آشوب ج ۲ ص ۴۴۵

(۴) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۲۵

presented by Ziaraat.com

جس نے اطاعت کرتے ہوئے عطا کیا اور معصیت سے بچا۔

۶-وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی-

اور نیکی کو سچ جانا۔

بِالْحُسْنٰی سے مراد ہے اچھے کلمات سے اور اللہ سے ثواب حاصل کرنے کے لیے۔

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے ہے فرمایا مراد ولایت ہے۔(۱)

۷-فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى-

تو ہم اسے آسانی کے اسباب فراہم کریں گے۔

ہم اسے توفیق عطا کریں گے یہاں تک کہ اطاعت کرنا اس کے نزدیک سب سے آسان کام ہوگا۔

۸-وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى-

جو حکم دیا گیا اسے بجالانے میں بخل سے کام لیا اور آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کی خواہشات کو کافی سمجھا۔

۹-وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى-

اور نیکی کو جھٹلا دیا۔

۱۰-فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى-

تو ہم اسے مشکلات کی سہولتیں میسّر کردیں گے۔

ہم اسے تنہا چھوڑ دیں گے یہاں تک کہ اطاعت اس کے لیے مشکل ترین چیز ہو جائے گی۔

۱۱-وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى-

اور اس کا مال اُس کے کسی کام نہ آئے گا جب وہ ہلاکت میں پڑ جائے گا۔

تَرَدّٰى کے معنیٰ ہیں ہلاک ہوگا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ یہ انصار کے ایک شخص کے بارے میں ہے جس کا ایک کھجور کا درخت ایک شخص کے گھر میں تھا اور وہ شخص بغیر اجازت کے اس کے گھر جاتا تھا اس شخص نے اس بات کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درختِ خرما کے مالک سے کہا کہ تم یہ درخت مجھے جنت میں درخت خرما کے عوض بیچ دو اس نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اسے جنت کے ایک باغ کے عوض مجھے بیچ دو اس شخص نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا اور واپس چلا گیا ابوالدحداح اس کے پاس گئے اور اس سے وہ درخت خرما خرید لیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے کہا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ خُذْهَا وَاجْعَلْ لِيْ فِي

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۶

presented by Ziaraat.com

الجنّة الحديقة التی قُلتَ لِهٰذَا یا رسول اللہ آپ یہ لے لیجیے اور مجھے اس کے عوض جنت میں باغ مرحمت فرما دیجیے جیسا کہ آپ نے اس شخص سے فرمایا تھا اور اس نے قبول نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمھارے لیے جنت میں باغات ہیں تو اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی یعنی ابو الدحداح۔[۱]

اور قرب الاسناد میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے اور اس روایت میں ہے کہ ابوالدحداح نے اس درخت کو احاطے سمیت خرید لیا تھا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا تھا اس کے بدلے میں تمھارے لیے جنت میں کھجور کا درخت ملے گا فرمایا ''فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی'' سے مراد نخلہ (کھجور کا درخت) ہے۔

اور ''صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی'' سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدے کو سچا سمجھنا۔[۲]

اور مجمع البیان میں ابن عباس سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ ایک شخص کا کھجور کا درخت تھا جس کی شاخ ایک محتاج عیال دار شخص کے گھر میں تھی اور وہ شخص جب آتا تھا تو گھر میں داخل ہوتا اور درخت خرما پر چڑھ جاتا تاکہ اس سے کھجوریں حاصل کرے کبھی کوئی کھجور گر جاتی تھی تو اس محتاج شخص کے بچے اسے اٹھا لیتے تھے تو وہ شخص درخت خرما سے اتر کر ان کے ہاتھوں سے کھجور چھین لیتا تھا اور اگر کوئی بچہ منہ میں ڈال لیتا تو وہ انگلی ڈال کر اس کے منہ سے وہ نکال دیتا تھا اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی پھر حدیث کا سلسلہ یہاں تک پہنچا کہ فرمایا کہ اس شخص سے ابو الدحداح نے یہ درخت چالیس کھجور کے درختوں کے عوض خرید لیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ یہ درخت خرما اب میری ملکیت ہے اور یہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر والے کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ یہ درخت خرما اب تمھارے اور تمھارے اہل وعیال کے لیے ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ ''وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی'' نازل فرمائی۔[۳]

کتاب کافی اور جوامع میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے ''فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی'' جس نے عطا کر دیا جو کچھ اللہ نے اُسے دیا تھا۔

''وَاتَّقٰی'' اور تقویٰ اختیار کر لیا ''وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی'' اور نیکی کو سچ جانا کہ اللہ ایک کے بدلے میں دس سے لے کر ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا کرے گا۔

فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی جب بھی وہ کسی خیر کی چیز کا ارادہ کرے گا تو اللہ اُس کے لیے وہ آسان بنا دے گا۔

اَمَّا مَنْ بَخِلَ لیکن اللہ نے جو کچھ اُسے دیا ہے کہ اگر وہ اس میں کنجوسی سے کام لے گا۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۵۔۴۲۶ (۲) قرب الاسناد ص ۳۵۵۔۳۵۶ ح ۱۳۷۳

(۳) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۵۰۱

presented by Ziaraat.com

وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى اور نیکی کو جھٹلائے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے میں دس سے لے کر ایک لاکھ تک عطا کرے گا۔

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى تو اگر وہ برائی کی کسی بھی چیز کا ارادہ کرے گا تو اس کے لیے اسے آسان بنا دیا جائے۔

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى فرمایا بخدا وہ کسی پہاڑ سے گر کر اور کسی باغ میں آ کر ہلاک نہیں ہوا اور نہ ہی کسی کنویں میں گر کر ہلاک ہوا البتہ وہ آتش جہنّم میں گر کر ہلاکت میں پڑ گیا۔[۱]

کتاب مناقب میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے "فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى" پس جس نے راہ خدا میں مال دیا اور پرہیزگاری اختیار کی یعنی اپنی روزی پر ترجیح دے دی اور روزہ رکھا یہاں تک کہ اپنی نذر کو پورا کیا اور اپنی انگوٹھی حالتِ رکوع میں خیرات کر دی اور اپنے نفس کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہوئے مقداد کو دینار عطا کر دیا۔

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى جو جنت اور اللہ کی جانب سے ثواب کی صورت میں ہے۔

فَسَنُيَسِّرُهٗ ہم اس کے لیے آسانی فراہم کریں گے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے خیر میں امام، رہنما اور ائمہ کا باپ بنا کر اس کے لیے آسانیاں فراہم کر دیں۔[۲]

۱۲- اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى-

بے شک ہدایت و رہنمائی ہماری ذمہ داری ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ہم پر لازم ہے کہ ہم ان پر واضح کر دیں۔[۳]

۱۳- وَ اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى- اور یقیناً ہم ہی آخرت اور دنیا کے مالک ہیں۔

ہم جسے چاہیں اور جو چاہیں دونوں جہان میں عطا فرما دیں۔

۱۴- فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى- سو میں نے تمھیں بھڑکتی ہوئی آگ سے خبردار کر دیا۔

تلظّٰی جس آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔

۱۵- لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى- جس میں سوائے بد بخت کے کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔

۱۶- الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى-

جس نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے جیسا کہ سابقہ بیان کردہ روایت میں ہے اس سے مراد کھجور کے درخت کا مالک ہے۔[۴]

اور تفسیر قمی میں ہے کہ وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کنجوسی کی۔[۵]

---

(۱) الکافی ج ۴ ص ۴۶-۴۷ (۲) مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۳۲۰
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۶ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۱ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۶

presented by Ziaraat.com

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جہنّم میں ایک وادی ہے جس میں آگ ہی آگ ہے اس میں وہ جائے گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی اور اُن کی ولایت کے بارے میں جھٹلایا ہے پھر فرمایا کہ آگ کے بعض حصّے بعض کے نیچے ہوں گے

اور اس وادی میں ''نَوَاصِبْ'' (الف) کے لیے آگ روشن ہوگی۔[۱]

۱۷-وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى-

اور اس آگ سے بچا لیا جائے گا ایسے پرہیز گار کو۔

۱۸-الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى-

جو اپنا مال دیتا ہے تا کہ وہ پاک ہو جائے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ابو الدحداح[۲]

اور ایسا ہی مجمع البیان کی سابقہ روایت میں ہے۔[۳]

۱۹-وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى-

اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو۔

تا کہ اسے دے کر اس کا بدلہ چاہا جائے۔

۲۰-اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى-

وہ تو محض اپنے رب اعلیٰ کی رضا جوئی کی خاطر یہ عمل انجام دیتا ہے۔یعنی وہ اسے خالصۃً اخلاص کے ساتھ اللہ کے لیے لے کر آیا ہے۔

۲۱-وَلَسَوْفَ يَرْضٰى-

اور عنقریب وہ راضی ہو جائے گا جب اللہ اسے جنت میں داخل کر دے گا۔

اس سورت کے پڑھنے کا ثواب سورۂ شمس کے ذیل میں بیان ہو چکا ہے۔

---

(۱) و (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۶ (۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۱

(الف:۔نواصب ناصبی کی جمع ہے ایک ایسا فرقہ جو حضرت علی علیہ السلام کا سخت مخالف ہے۔)

presented by Ziaraat.com

سورۂ الضحیٰ

سورۂ ضحیٰ مکّی سورہ ہے اور اس میں ۱۱ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾ وَ لَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ﴿۴﴾ وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ؕ﴿۵﴾ اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ۪﴿۶﴾ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَہَدٰی ۪﴿۷﴾ وَ وَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡہَرۡ ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ ؕ﴿۱۰﴾ وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾ ع ۱۱/۱۸

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-قسم ہے روزِ روشن کی۔ ۲-اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔ ۳-آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی وہ آپ سے ناراض ہوا ہے۔ ۴-اور یقیناً بعد کا دور آپ کے پہلے دور کی بہ نسبت بہتر ہے۔ ۵-اور عنقریب آپ کا رب آپ کو وہ کچھ عطا کرے گا جس سے آپ راضی ہو جائیں گے۔

۶-کیا اس نے یتیم پا کر آپ کو پناہ نہ دی؟ ۷-اور اس نے آپ کو حیران پایا تو راستا دکھایا۔ ۸-اور اس نے آپ کو محتاج پایا تو غنی بنا دیا۔ ۹-لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ کسی یتیم پر سختی نہ کریں۔ ۱۰-اور کسی سائل کو نہ جھڑکیں۔ ۱۱-اور اپنے رب کی نعمت کا برملا اظہار کریں۔

۱-وَالضُّحٰی- قسم ہے روز روشن کی۔

قسم کھائی ہے اس وقت کی جب سورج بُلند ہو جاتا ہے۔

۲-وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی- اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔

اور رات کی قسم جب اہل شب کو سکون میسّر آ جائے اور رات کا اندھیرا اپنی جگہ ٹھہر جائے اور رُک جائے۔

۳-مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی-

آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی وہ آپ سے ناراض ہوا ہے۔

یعنی اس نے ایسا قطع تعلّق نہیں کیا ہے جس قطع تعلّق میں الوداع کہہ دیا جائے اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا ہے۔

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے میں تاخیر کی اور سب سے پہلے جو سورۂ نازل ہوا وہ ''اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ'' تھا پھر نزول وحی میں

presented by Ziaraat.com

تاخیر ہوئی تو حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے کہا شاید آپ کے رب نے آپ کو چھوڑ دیا ہے اسی لیے آپ پر وحی نہیں آئی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔ (۱)

تفسیر جوامع میں ہے روایت کی گئی ہے کہ کچھ دنوں تک وحی کا سلسلہ رک گیا تو مشرکین نے کہنا شروع کیا کہ محمد کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور وہ ناراض ہو گیا ہے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲)

۴- وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ اور یقیناً بعد کا دور آپ کے پہلے دور کی بہ نسبت بہتر ہے۔

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا "الاٰخرۃ یعنی الکرّۃ" دوبارہ آنا۔ (۳)

۵- وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

اور عنقریب آپ کا رب آپ کو وہ کچھ عطا کرے گا جس سے آپ راضی ہو جائیں گے۔

فرمایا آپ کو جنت میں سے وہ کچھ دے گا جس سے آپ راضی ہو جائیں گے۔ (۴)

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے وہ اونٹ کے اون کی چادر اوڑھے ہوئے تھیں اور اپنے ہاتھوں سے آٹا پیس رہی تھیں اور اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہ السلام سے فرمایا اے میری پارۂ جگر تم دنیا کی تلخی کو آخرت کی شیرینی کے عوض برداشت کرلو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ (۵)

کتاب مناقب میں امام صادق علیہ السلام ایسی ہی روایت منقول ہے اور اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول بحلاوۃ الاٰخرہ کے بعد یہ ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا شکر ہے اس کی عطا کردہ نعمتوں پر تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ (۶)

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ میرے جد اس بات پر راضی ہوئے کہ کوئی "موحّد" جہنّم میں باقی نہ رہے۔ (۷)

حضرت محمد بن علی یعنی ابن الحنفیہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا اے عراق والو! تم یہ سمجھتے ہو کہ سب سے زیادہ امید افزا آیت قرآن کریم میں: يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا (زُمر: ۵۳) اے میرے بندو! جنھوں نے زیادتی کی ہے۔ اور ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ امید اَفزا آیت کتابِ خدائے متعال میں: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ہے خدا کی قسم یہ شفاعت ہے جو اہل "لا الٰہ الّا اللہ" کے بارے میں عطا ہوئی ہے یہاں تک کہ رسول اللہ یہ کہیں گے: يَارَبِّ رَضِيْتُ اے میرے رب میں راضی ہو گیا۔ (۸)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۸ (۲) جوامع الجامع ص ۵۴۴ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۷
(۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۷ (۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۵
(۶) مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۳۴۲ (۷) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۵ (۸) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۵

presented by Ziaraat.com

۶-اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی-

کیا اس نے یتیم پا کر آپ کو پناہ نہیں دی۔

۷-وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی-

اور اس نے آپ کو حیران پایا تو راستا دکھایا۔

۸-وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰی-

اور اس نے آپ کو محتاج پایا تو غنی بنا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو نعمتیں عطا کی ہیں اُن کا پے در پے ذکر ہے اور اس بات سے آگاہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ نے جس طرح ان کی گزشتہ زندگی میں بہترین سلوک کیا وہ مستقبل میں بھی ان کے ساتھ بہترین سلوک روا رکھے گا اور بظاہر یہی معنیٰ ظاہر ہیں۔

تفسیر عیاشی میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے "یتیماً" یعنی منفرد بے مثل جس کی مخلوقات میں کوئی مثال نہ ہو اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں نے آکر آپ کے پاس پناہ لی

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا آپ کو ایسی قوم میں گم شدہ پایا جو آپ کی فضلیت کو نہیں پہچانتی تھی اللہ نے آپ کی طرف اُن کی رہنمائی کی۔

وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا اور آپ نے علم سے اقوام کی کفالت کی تو اللہ نے آپ کے ذریعے انھیں غنی بنا دیا۔(۱)

تفسیر قمی میں ہے فرمایا یتیم وہ ہے جو بے مثال ہو اسی لیے کہا جاتا دُرِّ یتیم نایاب موتی اس لیے کہ وہ بے مثال ہوتا ہے "وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰی" فرمایا کہ آپ کو وحی سے غنی بنا دیا آپ کسی چیز کے بارے میں کسی اور سے سوال نہیں کرتے "وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی" آپ کو ایسی قوم میں حیران وشش در پایا جو آپ کی نبوت کی فضلیت کو نہیں پہچانتے تھے اللہ نے آپ کی طرف ان کی رہنمائی کردی۔(۲)

کتاب عُیُون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے عصمت انبیاء علیہم السلام کے بارے میں۔

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی فرما رہا ہے "اَلَمْ یَجِدْكَ وحیداً" کیا آپ کو تنہا اور منفرد پا کر لوگوں کو آپ کی طرف پناہ نہیں دی "وَوَجَدَكَ ضَآلًّا" اور آپ کو آپ کی قوم میں ناشناختہ پایا "فَهَدٰی" تو اللہ نے انھیں آپ کی معرفت کی ہدایت کردی "وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰی" فرما رہا ہے کہ آپ کی دُعا کو مستجاب (قبول شدہ) قرار دیا۔(۳)

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ پر اپنا کرم کیا او روہ صاحبِ کرم واحسان ہے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماں باپ کی طرف سے کیوں

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۵۰۶۱۰ میں عیاشی سے منقول ہے

(۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۷ (۳) عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۱۹۹-۲۰۷ ح ۱ باب ۱۵

presented by Ziaraat.com

یتیم رکھا گیا فرمایا تا کہ کسی مخلوق کا ان کے اوپر حق نہ رہے۔[۱]

۹-فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ-

لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ کسی یتیم پر سختی نہ کریں۔

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ نا انصافی نہ کریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے لیکن دراصل تمام لوگ اس کے مخاطب ہیں۔[۲]

۱۰-وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ- اور کسی سائل کو نہ جھڑکیں۔

فَلَا تَنْهَرْ کے معنیٰ ہیں "لا تطرد"۔ انھیں نہ ڈانٹیے نہ جھڑکیے نہ دھتکاریے۔

۱۱-وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ-

اور اپنے رب کی نعمت کا برملا اظہار کریں۔

فرمایا اللہ نے آپ پر جو کچھ نازل فرمایا ہے اور آپ کو حکم دیا ہے نماز اور زکوٰۃ، روزہ اور حج اور ولایت کا اور اللہ نے جس چیز سے آپ کو فضلیت بخشی ہے آپ اُسے بیان فرمایئے۔[۳]

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے اسی مفہوم کی روایت ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ عطا فرمایا ہے آپ کو فضلیت بخشی ہے آپ کو رزق مرحمت فرمایا ہے آپ اسے بیان فرمایئے آپ سے حسن سلوک کیا ہے اور آپ کی رہنمائی کی ہے۔[۴]

کتاب محاسن میں امام حسین ابن علی علیہما السلام سے مروی ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اللہ نے اُن پر جو انعام فرمایا ہے دین کی نعمت عطا کر کے اُسے بیان کریں۔[۵]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ اپنے دین کے بارے میں بیان کیجیے اور جو کچھ اللہ نے عطا فرمایا ہے اور جو آپ پر انعام فرمایا ہے اس کا تذکرہ کیجیے۔[۶]

اور امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے پر اپنی نعمت نازل فرماتا ہے اور وہ اپنی نعمت کا اظہار کرتا ہے تو اس کا نام "حَبِیب اللّٰہ" یعنی اللہ کی نعمت کو ظاہر کرنے والا رکھ دیا جاتا ہے اور جب اللہ اپنے بندے کو نعمت سے نوازتا ہے اور وہ اسے ظاہر نہیں کرتا تو اس کا نام "بَغِیْض" اللہ (اللہ سے دشمنی کرنے والا) اور اللہ کی نعمت کو جھٹلانے والا رکھ دیا جاتا ہے۔[۷]

اس سورے کے پڑھنے کا ثواب سورۂ شمس کے ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۶ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۷
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۸ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۸
(۵) المحاسن ج ۱ ص ۳۴۴ (۶) الکافی ج ۲ ص ۹۴ ح ۵ (۷) الکافی ج ۶ ص ۴۳۸ ح ۲

presented by Ziaraat.com

سورۂ الانشراح

سورۂ انشراح جسے سورۂ الم نشرح بھی کہتے ہیں مکی سورہ ہے اور اس میں آیتوں کی تعداد ۸ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ﴿۱﴾ وَ وَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ۙ﴿۳﴾ وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-کیا ہم نے آپ کے سینے کو کشادہ نہیں کیا؟ ۲-اور ہم نے آپ کا بوجھ آپ سے اتار دیا۔ ۳-جس نے آپ کی کمر کو شکستہ کر رکھا تھا۔ ۴-اور ہم نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا کی۔ ۵-بہ تحقیق تکلیف کے ساتھ آرام ہے۔ ۶-بے شک ہر دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ ۷-لہٰذا جب آپ فراغت حاصل کرلیں تو نصب فرمادیں۔ ۸-اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔

۱-اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ۔

کیا ہم نے آپ کے سینے کو کشادہ نہیں کیا۔

کہا گیا ہے کیا ہم نے آپ کے سینے کو علم، حکمت وحی کو قبول کرنے اور مصائب وشدائد اور اذیتوں پر صبر کرنے کے لیے کشادہ نہیں کر دیا۔ یہاں تک مناجات حق اور دعوت خلق نے وسعت پالی اور جو چیز غائب تھی وہ حاضر ہوگئی۔[۱]

تفسیر قمی میں علی علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ ہم نے علی کو آپ کا وصی بنا دیا فرمایا کہ جب مکہ فتح ہوگیا اور قریش اسلام میں داخل ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے کو کشادہ کر دیا اور اُن کے راز کو فاش کر دیا۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا شرح صدر ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ اس کا کوئی نشان ہے جس سے اُسے پہچانا جائے فرمایا ہاں غرور کے گھر سے دوری ''دارِ خلود'' (ہمیشہ رہنے والے گھر) کی طرف واپسی اور موت کے نازل ہونے سے پہلے اس کی تیاری۔[۳]

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۵ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۸ (۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۸

presented by Ziaraat.com

۲-وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ-

اور ہم نے آپ کا بوجھ آپ سے اتار دیا۔

جس بوجھ کا اٹھانا آپ کے لیے دشوار تھا۔

۳-الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ-

جس نے آپ کی کمر کو شکستہ کر رکھا تھا۔

کہا گیا ہے جس نے آپ کی کمر کو بوجھل کر دیا تھا یہاں تک آپ نے اُسے اٹھا لیا باوجود ے کہ کمر شکستہ ہو رہی تھی (اس کے لیے لفظ "نقض" استعمال کیا گیا)

جو درحقیقت بوجھ کی شدّت کے سبب انسان کی آواز ہوتی ہے۔[۱]

اور یہ اس ضرب المثل سے ملتا جلتا ہے "لو کان حملاً لسمع نقیض ظھرہ"

اگر اس کا وزن ہوتا تو اس کے کمر کی شکستگی سنائی دیتی۔

۴-وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ-

اور ہم نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا کی۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ جب ذکر کیا جاتا ہے تو آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔

اور وہ انسانوں کا یہ قول ہے: اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ وَاَنَّ محمداً رَسُولُ اللہ ۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِی جب بھی میرا ذکر کیا جاتا ہے تو میرے ساتھ ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔[۳]

۵-فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا-

بہ تحقیق تکلیف کے ساتھ آرام ہے۔

مَعَ الْعُسْرِ تکلیف کے ساتھ سینے کی تنگی کی وجہ سے اور ایسا بوجھ جس نے پشت کو خمیدہ کر دیا قوم کی گم راہی اور ان کی ایذا رسانی کے سبب۔

يُسْرًا آسانی یعنی شرح صدر، بوجھ کا اتار دینا اور قوم کو اطاعت اور ہدایت کی توفیق فراہم کرنا لہٰذا اے نبی جب آپ کے سامنے وہ چیز آجائے جو آپ کو غمگین کر دے تو اس وقت آپ اللہ کی رحمت (مہربانی) سے نا امید نہ ہوں۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۵ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۸

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۸

presented by Ziaraat.com

۶- اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا-

بے شک ہر دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔

یہ جملہ تاکید ہے یا از سرِ نو دوسری آسانی کا وعدہ ہے جیسے آخرت کا ثواب۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ خوش وخرم اور ہنستے ہوئے باہر نکلے اور وہ فرما رہے تھے کہ دو آسانیوں کے مقابلے میں تکلیف ہرگز غلبہ نہ پا سکے گی فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا- اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا-[۱]

کہا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے ''عُسر'' پر الف لام ہے یعنی ''العُسر'' ہے تو وہ کئی نہیں ہو سکتے خواہ الف لام عہد کا ہو یا جنس کے لیے اور لفظ ''یُسر'' نکرہ لایا گیا ہے تو پہلا یسر اور ہوگا اور دوسرا ''یُسر'' پہلے کے علاوہ ہوگا۔[۲]

۷- فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ- لہٰذا جب آپ فراغت حاصل کرلیں تو نصب فرمادیں۔

یعنی جب آپ اپنے رب کی ایک عبادت سے فارغ ہوں تو دوسری عبادت شروع کردیں۔

اور ایک عبادت کو دوسرے سے متصل کردیں اور اپنا کوئی وقت اپنے اوقات میں خالی نہ رکھیں جس میں آپ عبادت میں مشغول نہ ہوں۔[۳]

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپ واجب نمازوں سے فارغ ہوں تو پھر اپنے رب سے دُعا طلب کریں اور اس سے سوال کریں وہ آپ کو عطا فرمادے گا۔[۴]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد نماز کے آخر میں بیٹھے ہوئے اللہ سے دُعا طلب کرنا ہے۔[۵]

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: فاذا فرغت من نبوتك جب آپ نبوت کے کاموں سے فارغ ہوجائیں۔

فانصب علیاً تو علی کو مقرر کردیں۔ وَ اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ اور اس بارے میں اپنے رب کی طرف راغب ہوجائیں۔[۶]

۸- وَ اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ- اور اپنے رب کی طرف راغب ہوجائیں۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ''فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ'' کہ جب آپ فارغ ہوجائیں تو آپ اپنا پرچم نصب فرمادیں اور اپنے وصی کا اعلان فرمادیں اور آپ اُن کی فضلیت کا برملا اعلان کرکے لوگوں کو اس سے آگاہ کردیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من کنتُ مولاہ فعلیّ مولاہ فرمایا کہ یہ اس وقت کیا جب آپ کو اپنی موت کا علم ہوگیا اور ان کے نفس

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۹ (۲) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۵

(۳) آلوسی روح المعانی ج ۳۰ ص ۷۱-۷۲ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۵

(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۰۹ (۶) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۹

presented by Ziaraat.com

نے انھیں موت کی خبر دی۔[۱]

ان احادیث اور روایات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اے نبی تبلیغِ رسالت کا جو کام آپ کو سونپا گیا ہے اور آپؐ کو شریعت کے جن احکام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے جب آپ اس سے فارغ ہو جائیں تو اپنا پرچم بلند کردیں یعنی انسانوں کے لیے پرچم ہدایت کو بلند فرمادیں یعنی اپنا خلیفہ، جانشیں اور قائم مقام مقرر فرمادیں جو آپ کے بعد انسانوں کو احکام کی تبلیغ کرے اور ہدایت کا فریضہ انجام دے تاکہ اللہ اور بندوں کے مابین یہ رشتہ منقطع نہ ہونے پائے اور ہدایت کا سلسلہ جاری وساری رہے ایک امام کے بعد دوسرا امام آتا رہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے۔

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں تبلیغِ رسالت کے بعد یا عبادت سے فراغت کے بعد امامت کا اعلان اور خلیفہ کا نصب کرنا امر معقولی ہے بلکہ واجب ہے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد لوگ حیرت اور گم راہی میں نہ رہیں تو درست بات یہی ہے کہ خلیفہ یا امام کو مقرر کیا جائے جہاں تک بغضِ علی ہے تو تبلیغ رسالت یا عبادت سے اس کا کیا تعلق ہے اور یہ کون سی معقول وجہ ہے جب کہ عام مسلمانوں کی کتابیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبتِ علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بھری ہوئی ہیں اور آپ نے زندگی پھر حضرت علی علیہ السلام کی فضلیت کو ظاہر فرمایا ہے اور یہ کہ علی کی محبت ایمان اور اُن سے بغض کفر ہے۔(الف)

اس سے پہلے اس سورت کے پڑھنے کا ثواب بیان کیا جا چکا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں عیاشی سے اور وہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کسی ایک رکعت میں دو سورتیں ایک ساتھ نہیں پڑھی جاتیں سوائے سورۂ الضحیٰ اور الم نشرح اور الم ترکیف اور لا یلاف قریش کے۔[۲]

نوٹ از مترجم! یہ سورۂ الحمد کے علاوہ ہے اس لیے کہ سورۂ الحمد (فاتحہ) کے بغیر کوئی نماز درست نہیں ہوتی۔

(الف) سورہ شوریٰ کی آیت ۲۳ کے ذیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے آگاہ ہو جاؤ جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرا وہ شہید ہوا جو آل محمد کی محبت میں مرا وہ بخشا گیا، جو آل محمد کی محبت میں مرا وہ تائب ہوا جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرا وہ مومن مستکمل الایمان ہو کر مرا جو آل محمد کی محبت میں مرا تو ملک الموت اسے جنت کی بشارت دیتا ہے پھر منکر نکیر بھی، جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرا اُسے جنت کی طرف ایسے سنوار کر سجا کر لے جایا جائے گا جیسے دلہن کو شوہر کے گھر لے جایا جاتا ہے جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرا تو اس کی قبر میں جنت کی طرف دو دروازے کھول دیے جائیں گے جو آل محمد کی محبت میں مرا اللہ اُس کی قبر کو فرشتوں کی زیارت گاہ بنادے گا جو آل محمد کی محبت میں مرے گا وہ سنت والجماعت پر مرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغض میں مرے گا جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا اللہ کی رحمت سے ناامیدی جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغض میں مرے گا وہ کافر مرے گا جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغض میں مرے گا وہ جنت کی خوش بو نہیں سونگھے گا۔

(۱) الکافی ج ۱ ص ۲۹۴ ح ۳ (۲) زمخشری نے تفسیر کشاف ج ۴ ص ۲۲۰۔۲۲۱

presented by Ziaraat.com

سورۂ التّین

سورۂ تین مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں ۸ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالتِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ ہٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ؕ﴿۶﴾ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۸﴾ ع

اللّٰہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔انجیر کی قسم اور زیتون کی قسم۔ ۲۔اور طورِ سینا کی قسم۔ ۳۔اور اس امن والے شہر کی قسم۔ ۴۔بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر خلق فرمایا۔ ۵۔پھر ہم نے اُسے پست سے پست حالت پر لوٹا دیا۔ ۶۔سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے تو ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔ ۷۔تو پھر کون ہے جو اس کے بعد بھی آپ کو روز جزا کے بارے میں جھٹلاتا ہے۔ ۸۔کیا اللّٰہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

۱۔وَالتِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ۔

انجیر کی قسم اور زیتون کی قسم۔

کہا گیا ہے پھلوں میں ان دو پھلوں کو قسم کے لیے مخصوص کیا اس لیے کہ تین (انجیر) پاکیزہ پھل ہے اس کا فضلہ نہیں ہوتا اور ایسی لطیف غذا ہے جو جلدی سے ہضم ہو جاتی ہے۔ اور ایسی دوا ہے جس کے بہت سے فائدے ہیں وہ مزاج کو نرم بناتی ہے۔ بلغم کو تحلیل کرتی ہے۔ گردوں کو صاف رکھتی ہے۔ مثانے کی ریت کو زائل کرتی ہے۔ جگر اور طحال کے سُدّے (رکاوٹ) کو کھول دیتی ہے اور جسم کو فربہ بناتی ہے۔[۱]

اور ایک روایت میں ہے کہ انجیر بواسیر کو ختم کرتی ہے اور گٹھیا میں فائدہ مند ہے اور زیتون پھل ہے سالن ہے اور دوا ہے اور اس کا تیل نہایت لطیف اور بہت ہی منفعت والا ہے۔[۲]

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۶ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۶

presented by Ziaraat.com

۲-وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ- اور طورِ سینا کی قسم۔

کہا گیا ہے اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر چڑھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے مناجات کی تھی اور سینین اور سینا دونوں اس جگہ کے نام ہیں جہاں یہ پہاڑ واقع ہے۔[۱]

۳-وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ- اور اس امن والے شہر کی قسم۔

الْاَمِيْنِ سے مراد ہے امن والا یعنی مکہ مکرمہ۔

کتاب خصال اور معانی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہروں میں سے چار کا انتخاب کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالتِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْنِ-وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ-

''التِّيْنِ'' سے مراد مدینہ منورہ ہے ''الزَّيْتُوْنِ'' سے مراد بیت المقدس ہے۔

اور ''طُوْرِ سِيْنِيْنَ'' سے مراد کوفہ ہے اور هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔[۲]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ''التِّيْنِ'' سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ''الزَّيْتُوْنِ'' سے امیر المومنین علیہ السلام ''طُوْرِ سِيْنِيْنَ'' سے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام ہیں اور ''هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ'' سے ائمہ علیہم السلام مراد ہیں۔[۳]

کتاب مناقب میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''التِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْنِ'' امام حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام اور ''طُوْرِ سِيْنِيْنَ'' علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ''هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ'' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔[۴]

۴-لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ- بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر خلق فرمایا۔

تقویم کے معنیٰ میں تعدیل اعتدال قائم کرنا اس لیے کہ انسان مُستوی القامت ہوتا ہے سیدھا کھڑا ہوتا ہے، حسن صورت رکھتا ہے اور کائنات کی تمام خاصیتیں اس میں یکجا ہوتی ہیں اور تمام موجودات کی مثالیں اس میں پائی جاتی ہیں۔

۵-ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ-

پھر ہم نے اُسے پست سے پست تر حالت پر لوٹا دیا۔

کہا گیا ہے کہ ہم نے اسے جہنّمیوں میں سے قرار دیا ہے۔[۵]

۶-اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ-

سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجالائے تو ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

فرمایا اجر غیر ممنون سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں۔[۶]

---

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۶ (۲) الخصال ص ۲۲۵ ح ۵۸ باب ۴ ومعانی الاخبار ص ۳۶۴-۳۶۵ ح ۱
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۲۹ (۴) مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۳۹۳-۳۹۴
(۵) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۵۶ (۶) مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۳۹۴

presented by Ziaraat.com

۷- فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ-

تو پھر کون ہے جو اُس کے بعد بھی آپ کو روز جزا کے بارے میں جھٹلاتا ہے۔

تو پھر اے محمد کون سی ایسی چیز ہے جو آپ کو جھٹلاتی ہے دلالت (حُجّت ودلیل) یا نُطق (گویائی، بات) کے اعتبار سے ان دلائل وبراہین کے آجانے کے بعد ایسا ہی کہا گیا۔[۱]

بِالدِّيْنِ کے بارے میں مناقب میں ایک حدیث ہے کہ اس سے مراد ولایتِ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے۔[۲]

اور کہا گیا ہے جزا کے بارے میں ہے۔[۳]

تفسیر قمی میں ہے ''اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا'' فرمایا وہ امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور ''بِالدِّيْنِ'' کے بارے میں فرمایا یعنی امیر المومنین علیہ السلام کا انکار ''فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ'' تو ان کے لیے بھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے یعنی اس کے ذریعے ان پر احسان نہیں کیا جا سکتا۔[۴]

۸- اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ-

کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

ماسبق کو ثابت کرنا مقصود ہے یعنی جس نے خلق کیا اور ''اسفل سفالین'' تک پہنچایا جس نے یہ سب کچھ انجام دیا کیا وہ کاریگری اور تدبیر کے لحاظ سے احکم الحاکمین نہیں ہے اور جو ایسا ہوگا تو پھر وہ دوبارہ پلٹانے اور جزا دینے پر بھی قدرت رکھتا ہوگا۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور کتاب العُیون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ ان دونوں نے اس سورہ کو مکمل کرنے کے بعد یہ کہا: بَلیٰ وَاَنا علیٰ ذلك من الشاهدين۔

ہاں اور بے شک میں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔[۵]

اور کتاب خصال میں اسی جیسی روایت امیر المومنین علیہ السلام سے ہے جو آپ نے اپنے صحاب کو تعلیم دی۔[۶]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص بھی سورہ ''والتین'' اپنی واجب اور نافلہ نمازوں میں پڑھے گا تو اُسے جنت میں سے وہ کچھ دیا جائے گا جس سے وہ راضی ہو جائے۔[۷]

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۶ (۲) المناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۳۹۴
(۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۲ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۰
(۵) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۱۲ وکتاب عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۱۸۳ ح ۵ باب ۴۴
(۶) الخصال ص ۶۲۹ ح ۱۰ باب ۴۰۰ (۷) ثواب الاعمال ص ۱۲۳ ح ۱ ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۱۰

presented by Ziaraat.com

سورۂ العلق

سورۂ علق مکّی سورہ ہے اور اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۱۹ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ
الۡاَکۡرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴿۵﴾ کَلَّاۤ اِنَّ
الۡاِنۡسَانَ لَیَطۡغٰۤی ۙ﴿۶﴾ اَنۡ رَّاٰہُ اسۡتَغۡنٰی ؕ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجۡعٰی ؕ﴿۸﴾ اَرَءَیۡتَ
الَّذِیۡ یَنۡہٰی ۙ﴿۹﴾ عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی ؕ﴿۱۰﴾ اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَانَ عَلَی الۡہُدٰۤی ۙ﴿۱۱﴾ اَوۡ
اَمَرَ بِالتَّقۡوٰی ؕ﴿۱۲﴾ اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ؕ﴿۱۳﴾ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ
یَرٰی ؕ﴿۱۴﴾ کَلَّا لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ ۙ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِیَۃِ ۙ﴿۱۵﴾ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ۚ﴿۱۶﴾
فَلۡیَدۡعُ نَادِیَہٗ ۙ﴿۱۷﴾ سَنَدۡعُ الزَّبَانِیَۃَ ۙ﴿۱۸﴾ کَلَّا ؕ لَا تُطِعۡہُ وَ اسۡجُدۡ وَ اقۡتَرِبۡ ۩ ع ۱۹ ۲۱ السجدۃ ۱۴

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ ۲-اس نے انسان کو علق (جونک) سے خلق فرمایا۔ ۳-پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ ۴-جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ ۵-انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ جانتا نہ تھا۔ ۶-ایسا ہرگز نہیں انسان تو بڑا ہی سرکش ہے۔ ۷-یہ کہ وہ خود کو مستغنی پاتا ہے۔ ۸-بے شک آپ کے رب کی طرف بازگشت ہے۔ ۹-کیا آپنے اُسے دیکھا جو روکتا ہے۔ ۱۰-بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ ۱۱-آپ نے دیکھا کہ اگر وہ ہدایت یافتہ ہوتا۔ ۱۲-یا تقویٰ کا حکم دیتا۔ ۱۳-اب بتلایئے اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی ہے۔ ۱۴-کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ ۱۵-ہرگز نہیں اگر یہ شخص باز نہ آیا تو ہم ضرور بالضرور اسے پیشانی کے بالوں سے گھسیٹیں گے۔ ۱۶-وہ پیشانی جو جھوٹی اور خطا کار ہے۔ ۱۷-پس وہ اپنے ہم مشربوں کو بلالے۔ ۱۸-ہم بھی عنقریب دوزخ پر معیّن فرشتوں کو بلالیں گے۔ ۱۹-ایسا ہرگز نہیں! آپ اس کی بات نہ مانیے سربسجود رہیے اور قریب تر ہوتے جایئے۔

presented by Ziaraat.com

۱-اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ-

پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

اس نے تمام مخلوقات کو اپنی حکمت کے تقاضوں کے مطابق زیورِ تخلیق سے آراستہ کیا اور اپنی کمال قدرت سے انھیں عدم سے نکال کر وجود میں لایا۔

تفسیر قمی میں ہے امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ پہلا سورہ ہے جو نازل ہوا جبرئیل امین علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور اُن سے کہا یا محمد اقرأ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا مَا اَقْرَءُ میں کیا پڑھوں تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ اپنے رب کے نام سے پڑھیے یعنی جس نے آپ کے قدیمی نور کو ہر شے سے پہلے پیدا کیا۔[۱]

۲-خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ-

اُس نے انسان کو علق (جونک) سے خلق فرمایا۔

عَلَقٍ نطفے کے بعد جو خون جم جاتا ہے اسے علق کہتے ہیں۔

۳-اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ-

پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔

۴-الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ-

جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ انسان کو کتابت سکھائی جس سے دنیا کے تمام مشرقوں اور تمام مغربوں میں جملہ دنیاوی امور پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔[۲]

۵-عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ-

انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ جانتا نہ تھا۔

ہدایت اور بیان کی تمام قسمیں

تفسیر قمیؒ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا ''علی'' کو آپ کے لیے کتابت سکھائی جو وہ اس سے پہلے نہیں جانتے تھے۔[۳]

کہا گیا ہے کہ سبحانہ وتعالیٰ نے امر انسان کے آغاز و انجام کو شمار کیا اس نے انسان پر جو انعام کیا ہے اسے ظاہر کرنے کے لیے اسے پست ترین مراتب سے اعلیٰ مراتب پر منتقل کیا اپنی ربوبیت کو تحریری اعتبار سے ثابت کرنے کے لیے اور اپنی اکرمیت کو متحقق کرنے کے لیے۔[۴]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۰ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۰

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۰ (۴) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۷

presented by Ziaraat.com

۶- كَلَّآ-

ایسا ہرگز نہیں۔

اس شخص کو روکنا ہے جو اپنی سرکشی کی وجہ سے اللہ کی نعمت کا انکار کر رہا ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى-

انسان تو بڑا ہی سرکش ہے۔

۷- اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى-

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى یہ کہ وہ خود کو مستغنی پاتا ہے۔

یعنی وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھ رہا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ انسان جب مستغنی ہو جاتا ہے کفر کرتا ہے سرکشی کرتا ہے اور رب کی جانب واپسی کا انکار کرتا ہے۔(۱)

۸- اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى-

بے شک آپ کے رب کی طرف بازگشت ہے۔

انسان سے خطاب ہے تہدیدی انداز میں ملتفت کرنے کے لیے اور سرکشی کے انجام سے ڈرانے کے لیے۔

۹- اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى-

کیا آپ نے اُسے دیکھا جو روکتا ہے۔

۱۰- عَبْدًا اِذَا صَلّٰى-

بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

کہ ایسے شخص کو کیا سزا ملنی چاہیے اور اس کا حال کیا ہونا چاہیے تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ ولید بن مغیرہ لوگوں کو نماز سے روکتا تھا اور اس بات سے روکتا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی جائے تو فرمایا:

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى- عَبْدًا اِذَا صَلّٰى-(۲)

تفسیر مجمع البیان میں ایک روایت میں آیا ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ کیا محمد تمھارے سامنے اپنا چہرہ خاک پر رکھتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں تو ابوجہل نے کہا تو جس کی قسم کھائی جاتی ہے اس کی قسم اگر میں نے انھیں ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو میں اُن کی گردن کو پیروں سے روندوں گا تو اس سے کہا گیا دیکھو وہ وہاں پر نماز پڑھ رہے ہیں تو وہ چلاتا کہ ان کی گردن کو پامال کرے لوگوں نے دیکھا کہ پیچھے کی طرف آ رہا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے خود کو بچا رہا ہے لوگوں نے پوچھا اے ابوالحکم تمھیں کیا ہو گیا تو اس نے جواب دیا کہ میرے اور اُن کے

---

(۱) و (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۰

presented by Ziaraat.com

درمیان آگ کی ایک خندق ہے اور خوف ناک چیز ہے اور پرندے کے بازو ہیں اور اللہ کے نبی نے فرمایا جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم اگر وہ میرے نزدیک آتا تو فرشتے اسے اچک کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى آخر سورہ تک۔[1]

۱۱-اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى-

آپ نے دیکھا اگر وہ ہدایت یافتہ ہوتا۔

یعنی وہ جو بندۂ خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز سے روک رہا ہے وہ ہدایت پر ہوتا۔

۱۲-اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى-

یا تقویٰ کا حکم دیتا۔

شرک سے بچنے کا حکم دیتا یعنی حکم دیتا اخلاص اور توحید خداوند عالم سے ڈرنے کا تو پھر اس کا حال کیا ہوگا جو انھیں نماز سے روک رہا ہے اور ان کی زجر و توبیخ کر رہا ہے۔

۱۳-اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى-

اب بتلایئے اگر اس نے جھٹلا دیا ہے اور روگردانی کی ہے۔

اِنْ كَذَّبَ وہ اسے جھٹلا رہا ہے جسے وہ روک رہا تھا۔

وَتَوَلّٰى اور ایمان سے روگردانی کر رہا ہے اور اسے قبول نہیں کر رہا ہے اور نہ ہی اس کی باتیں غور سے سُن رہا ہے تو بھلا ایسا شخص کس قسم کے عذاب کا حق دار ہوگا۔

۱۴-اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى-

کیا اُسے معلوم نہیں کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

کہ وہ کیا کر رہا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے۔

۱۵-كَلَّا-

ایسا ہرگز نہیں یہ روکنے والے کے لیے کلمۂ ردع۔ انکار کا کلمہ ہے۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ-

یہ شخص جو کچھ کر رہا ہے اگر اُس سے باز نہ آیا۔

لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ-

تو ہم ضرور بالضرور اسے پیشانی کے بالوں سے گھسیٹیں گے۔

ہم اسے اس کے پیشانی کے بالوں سے پکڑیں گے اور اسے جہنّم میں قید کر دیں گے۔

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۱۵

presented by Ziaraat.com

اور لفظ ''سفع'' کے معنیٰ ہیں کسی چیز کو پکڑنا اور اسے شدّت کے ساتھ کھینچنا۔

۱۶-نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ-

وہ پیشانی جو جھوٹی اور خطا کار ہے۔

۱۷- فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ-

پس وہ اپنے ہم مشربوں کو بلا لے۔

نَادِيَهُ اس مجلس کو کہا جاتا ہے جس میں قوم کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔

روایت ہے کہ ابو جہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے گزرا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے کہا کیا میں نے تمھیں منع نہیں کیا تھا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تند خوئی سے بات کی تو ابو جہل نے کہا کیا تم مجھے دھمکا رہے ہو اور میں اس وادی میں سب سے زیادہ حمایتی رکھتا ہوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ جب حضرت ابو طالب علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو ابو جہل اور ولید نے آواز دی آؤ لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دو جو ان کی نصرت کیا کرتا تھا وہ مر گیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ۔[2]

۱۸-سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ-

ہم بھی عنقریب دوزخ پر معیّن فرشتوں کو بلائیں گے۔

تا کہ اُسے آتش جہنّم میں گھسیٹ کر لے جائیں۔

زبانیّۃ درحقیقت سپاہیوں کو کہا جاتا ہے اس کا واحد زَبنیّہ ہے۔

۱۹-كَلَّا-

یہ ''حرفِ ردع'' ہے روکنے والے کے لیے۔

لَا تُطِعْهُ-

آپ اُس کی بات نہ مانیے۔

آپ اپنے رب کی عبادت پر ثابت قدم رہیے۔

وَاسْجُدْ- اور سربسجود رہیے۔

یعنی دائمی طور سے سجدہ کرتے رہیے۔

وَاقْتَرِبْ-

اور قریب تر ہوتے جایئے۔

یعنی اپنے رب سے قربت حاصل کر لیجیے۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۶۸ (۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۳۱

presented by Ziaraat.com

کتاب کافی اور کتاب عُیُون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اس وقت زیادہ قریب ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول ''وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ'' سے ثابت ہے۔(۱)

کتاب فقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے۔(۲)

اور تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی مفہوم کی روایت پائی جاتی ہے۔(۳)

کتاب خصال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ عزائم چار ہیں ''اقراء باسم ربّك الذی خلق'' اور ''النجم'' اور ''تنزیل السّجدہ'' اور ''حٰم سجدہ'' اور مجمع البیان میں یہ اضافہ ہے اور اس کے علاوہ قرآن مجید میں جن مقامات پر سجدے ہیں وہ سنت ہیں فرض نہیں ہیں۔(۴)

کتاب عُیُون میں امام رضا علیہ السلام اپنے والد سے اور وہ اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ پہلی سورت جو نازل ہوئی وہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ'' ہے اور جو آخری سورہ نازل ہوا وہ ''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ'' ہے۔(۵)

اور کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے ایسی ہی روایت ہے۔(۶)

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص دن کے وقت یا رات کے وقت سورۂ ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ'' پڑھے گا اور وہ اس روز یا اس شب میں مر جائے گا تو وہ شہید ہوگا اور اللہ اسے شہید کی حیثیت سے مبعوث کرے گا اور اسے شہید کی طرح زندہ رکھے گا اور اس کی مثال اس شخص جیسی ہوگی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی میں اللہ کی راہ میں تلوار چلائی ہو۔(۷)

---

(۱) الکافی ج ۳ ص ۲۶۴۔۲۶۵ ح ۳ وکتاب عیون اخبار الرّضا ج ۲ ص ۷ ح ۱۵ باب ۳۰

(۲) من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۳۴۱ ح ۶۲۸ / ۷ باب ۳۰

(الف) عزائم وہ سورتیں جن میں سجدے واجب ہیں ہماری فقہ میں انھیں واجب نمازوں میں پڑھنا جائز نہیں۔

(۱) سورہ العلق ۹۶ آیت ۱۹ (۲) سورۂ النجم ۵۳ آیت ۶۲ (۳) سورۂ السجدہ ''الم تنزیل'' ۳۲ آیت ۱۵ (۴) حٰم سجدہ ۴۱ سے فصّلت بھی کہا جاتا ہے ۳۷۔۳۸

(۳) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۵۱۶

(۴) الخصال ص ۲۵۲ ح ۱۲۴ باب ۴ ومجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۵۱۶ (۵) عُیُون اخبار الرضا ج ۲ ص ح ۱۲ باب ۳۰

(۶) وکتاب الکافی ج ۲ ص ۶۲۸ (۷) ثواب الاعمال ص ۱۱۲۴ ومجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۵۱۲

presented by Ziaraat.com

سورۂ القدر

سورۂ قدر مکّی سورہ ہے اور کہا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں نازل ہوا اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۵ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۛ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ ۲-اور تم کیا جانو شبِ قدر کیا ہے؟ ۳-شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ۴-فرشتے اور روح (القدس) اس شب میں اپنے رب کے اذن سے ہر امر کو لے کر نازل ہوتے ہیں۔ ۵-یہ رات طلوع فجر تک سراسر سلامتی ہے۔

۱-اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ-

بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔

۲-وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ-

اور تم کیا جانو شب قدر کیا ہے؟

اس میں اس شب کی عظمت کا تذکرہ ہے اور اسے ''لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ'' اس لیے کہ گیا کہ اسی شب میں اس سال ہونے والے تمام امور متعیّن کیے جاتے ہیں سابقہ سالوں کی طرح۔

کتاب مَعانی میں امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے علی کیا تم جانتے ہو لیلۃُ القدر کا مفہوم کیا ہے میں نے جواب دیا نہیں یا رسول اللہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شب میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اسے مقدر کر دیا ہے چیزیں معیّن کی ہیں اُن میں تمھاری ولایت اور قیامت تک تمھاری اولاد میں آنے والے ائمہ علیہم السلام کی ولایت ہے۔[1]

۳-لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ-

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(۱) معانی الاخبار ص ۳۱۵ ح ۱ باب معنی لیلۃ القدر

presented by Ziaraat.com

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں یہ دکھلایا گیا کہ بنی امیہ اُن کے بعد اُن کے منبر پر بلند ہو رہے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر کے سیدھے راستے سے الٹے پاؤں لوٹا رہے ہیں۔ تو یہ خواب دیکھ کر آنحضرت ملول وحزین ہوگئے تو جبرئیل امین نازل ہوئے انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو ملول وحزین پاتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے رات کے وقت خواب میں دیکھا کہ میرے بعد بنو امیہ میرے منبر پر بلند ہو کر لوگوں کو گم راہ کر کے سیدھے راستے سے لوٹا رہے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا اس کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے مجھے اس بات کا کچھ علم نہیں وہ آسمان کی طرف بلند ہوئے اور تھوڑی ہی دیر میں ان کی دل جوئی کے لیے قرآن کی یہ آیات لے کر نازل ہوئے:

اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۙ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۙ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ (الشعراء: ۲۰۵-۲۰۷) بھلا دیکھو تو اگر ہم ان کو برسوں فائدے دیتے رہے۔ پھر ان پر وہ عذاب واقع ہو گیا جس کا وعدہ کیا جاتا رہا جو یہ فائدے اٹھا رہے ہیں اُن کے کس کام آئیں گے اور آنحضرت پر نازل فرمایا: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے شب قدر کو اپنے نبی کے لیے بنی امیہ کی ہزار مہینے کی حکومت سے بہتر قرار دیا۔ (۱)

اور اسی مفہوم سے متعلق دوسری روایات دیگر کتب میں موجود ہیں۔ (۲)

تفسیر قمی میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خواب میں دیکھا کہ کچھ بندر ہیں جو ان کے منبر پر چڑھ گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دیکھ کر غمگین ہوگئے تو اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ القدر یعنی: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ نازل فرمائی وہ ہزار مہینے جن میں بنی امیہ حکم ران رہے اُن میں شبِ قدر نہیں ہے۔ (۳)

تفسیر مجمع البیان میں ابن عباس سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا گیا بنی اسرائیل کے ایک شخص کے بارے میں کہ اس نے اللہ کی راہ میں ہزار مہینے تک اپنے کندھے پر تلوار کو اٹھائے رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات سُن کر بڑا تعجب ہوا اور آپ نے تمنّا کی کہ اے کاش وہ شخص آپ کی امّت میں سے ہوتو آپ نے فرمایا اے میرے رب تو نے میری امّت کے لوگوں کی عمریں دوسری امّت والوں کی عمروں سے کم رکھی ہیں اور ان کے اعمال میں بھی کمی کر دی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب قدر مرحمت فرمادی اور فرمایا: لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس اسرائیلی شخص سے جس نے اللہ کی راہ میں تلوار اٹھائی یہ شب آپ کے لیے اور آپ کی امّت کے لیے آپ کے بعد قیامت تک ہر رمضان

---

(۱) الکافی ج ۴ ص ۱۵۹ ح ۱۰ (۲) الکافی ج ۸ ص ۲۴۲-۲۴۳ ح ۲۸۰ ومن لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۱۰۱ ح ۴۵۳/۸ باب ۵۳ والاحتجاج ج ۱ ص ۴۰۱-۴۱۱ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۱

presented by Ziaraat.com

میں ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔[۱]

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اللہ تعالیٰ کے قول:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (الدخان: ۳) (ہم نے اس قرآن کو ایک بابرکت رات میں نازل کیا)

فرمایا ہاں اس سے مراد شب قدر ہے اور یہ ہر سال رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں آتی ہے جان لو کہ قرآن نازل نہیں ہوا مگر شب قدر میں۔[۲]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اسے اکیسویں شب یا تیئیسویں شب میں تلاش کرو۔[۳]

اور ایک روایت میں ہے انیسویں شب، اکیسویں شب اور تیسویں شب میں تلاش کرو پوچھا گیا اگر کوئی انسان کوتاہی کرے یا بیمار ہو جائے تو پھر ان شبوں میں سے کس شب پر اعتماد کرے تو فرمایا تیئیسویں شب۔[۴]

صادقین میں سے ایک سے روایت ہے کہ شب قدر کی نشانی یہ ہے کہ یہ خوش بودار ہوتی ہے اگر سردی کے موسم میں ہو تو گرم کرتی ہے اور اگر گرمی کے موسم میں ہو تو ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔[۵]

عامہ کی روایت میں ہے کہ نہ گرمی ہوتی ہے نہ سردی شبِ قدر کی صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی کرنیں نہیں ہوتیں۔[۶]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے شب قدر میں عمل کرنا ایسے ہزار مہینوں میں عمل کرنے سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔[۷]

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ حضرات شب قدر کی معرفت رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا بھلا ہم کیسے معرفت نہ رکھیں گے جب کہ اس شب میں فرشتے ہمارے ساتھ طواف کرتے ہیں۔[۸]

۴- تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ-

فرشتے اور روح (القدس) اس شب میں اپنے رب کے اذن سے ہر امر کو لے کر نازل ہوتے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ فرشتے اور روح القدس امام زمانہ پر نازل ہوتے ہیں اور جو کچھ تحریر ہوتا ہے وہ اُن کے سُپرد کرتے ہیں۔[۹]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ جب شبِ قدر ہوتی ہے تو اس وقت تمام فرشتے روح القدس

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۲۰ (۲) الکافی ج ۱ ص ۱۵۷ ح ۶ (۳) الکافی ج ۴ ص ۱۵۶ ح ۱
(۴) من لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۱۰۳ ح ۴۶۰ / ۱۵ باب ۵۳ (۵) الکافی ج ۴ ص ۱۵۷ ح ۳
(۶) و (۷) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۲۰ (۸) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۲ (۹) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۱

presented by Ziaraat.com

اور تحریر کرنے والے فرشتے دنیاوی آسمان پر نازل ہوتے ہیں اور اس سال ہونے والے اللہ تعالیٰ کے تمام فیصلے رقم کرتے ہیں۔[۱]

اور سورۂ رعد کی آیت ۳۹ کے ذیل میں اور کتاب کافی میں اسی مفہوم سے متعلق روایت موجود ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ روح جبرئیل علیہ السّلام سے زیادہ باعظمت ہے اور جبرئیل علیہ السّلام کا تعلق فرشتوں سے ہے اور روح ایسی مخلوق ہے جو فرشتوں سے زیادہ عظیم ہے کیا خداوند عالم نے نہیں فرمایا تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ۔[۳]

۵۔ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

یہ رات طلوعِ فجر تک سراسر سلامتی ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ایک تحفہ ہے جسے طلوعِ فجر تک امام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔[۴]

کتاب کافی میں امام سجاد علیہ السلام سے مروی ہے اللہ فرما رہا ہے اے محمد میرے فرشتے اور روح جو میری جانب سے نازل ہوئی تم کو سلام کر رہے ہیں جس وقت سے وہ نازل ہوئے ہیں طلوع فجر تک میرا سلام ہے۔[۵]

اور ماہ رمضان المبارک کے داخل ہوتے وقت کی دعا میں امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا:

سلامٌ دائم البرکۃ الی طلوع الفجر علی من یشاء من عبادہ بما احکم من قضائہ۔

طلوع فجر تک ایسا سلام جس کی برکت دائمی ہے اللہ جس بندے پر چاہتا ہے بھیجتا ہے اور قضا وقدر کا جو فیصلہ کیا ہے اس سے مطلع فرماتا ہے۔[۶]

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جو شخص بھی سورۂ ''اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ'' جہری طور سے پڑھے گا تو وہ اس شخص کی مانند ہوگا جس نے اللہ کی راہ میں تلوار سونت رکھی اور جو بھی اس سورہ کو مخفی طور پڑھے گا تو اس کی مثال اس شخص جیسی ہوگی جو اللہ کی راہ میں اپنے خون میں لت پت ہو اور جو شخص دس مرتبہ یہ سورہ پڑھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے گناہوں میں سے ہزار گناہوں کو مٹا دے گا۔[۷]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۶۶ (۲) الکافی ج ۴ ص ۱۵۷ ح ۳
(۳) الکافی ج ۱ ص ۳۸۶۔۳۸۷ ح ۱ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۱
(۵) الکافی ج ۱ ص ۲۴۸ ح ۴ (۶) صحیفہ سجادیہ ص ۲۱۳۔ ۲۱۴ دعا ۴۴
(۷) ثواب الاعمال ص ۱۲۴ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۵۱۶

presented by Ziaraat.com

سورۂ البیّنۃ

سورۂ البیّنۃ کا دوسرا نام ''لَمْ یَکُنِ'' ہے اور اسے سورۂ بَرِیّہ اور سورۂ قیامۃ بھی کہا جاتا ہے یہ سورۂ مدینہ منورہ میں نازل ہوا اور کہا جاتا ہے کہ یہ مکّی سورہ ہے اس سورۂ میں آیتوں کی تعداد ۸ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ؕ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ؕ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ؕ﴿۷﴾ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿۸﴾

اللّٰہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔اہلِ کتاب میں سے جو کافر ہو گئے اور مشرکین اس وقت تک کفر سے جدا ہونے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آجاتی۔ ۲۔یعنی اللّٰہ کی طرف سے ایک رسول جو پاکیزہ صحیفے کی تلاوت کرتا۔ ۳۔جس میں درست اور محکم احکام درج ہیں۔ ۴۔اور جنھیں کتاب دی گئی وہ متفرق نہیں ہوئے تھے مگر اس وقت جب ان کے پاس واضح دلیل آچکی تھی۔ ۵۔اور انھیں حکم نہیں دیا گیا مگر یہی کہ وہ اللّٰہ کی عبادت کریں اور اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے پوری یکسوئی کے ساتھ اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی مستحکم اور مضبوط دین ہے۔ ۶۔اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور مشرکین آتشِ جہنم میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہی بدترین مخلوق ہیں۔ ۷۔بے شک جو لوگ ایمان

presented by Ziaraat.com

لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے یہی لوگ درحقیقت تمام مخلوقات سے بہتر ہیں۔ ۸-ان لوگوں کی جزا اُن کے رب کے پاس ایسی جنّتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہیں یہ اس کا مقام ہے جو اپنے رب سے خائف رہا۔

۱-لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ-

اہل کتاب میں سے جو کافر ہو گئے اور مشرکین اس وقت تک کفر سے جدا ہونے والے نہ تھے۔

حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ- جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آجاتی۔

تفسیر قمّی میں ہے اس سے مراد قریش ہیں فرمایا کہ وہ کفر اختیار کیے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ''بیّنہ'' (دلیل، ثبوت) آ گیا۔[۱]

امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ''بیّنہ'' سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ تَاْتِیَهُمُ مستقبل کا پتا دیتا ہے لیکن یہاں پر گزشتہ یعنی ماضی کے معنی میں ہے۔[۳]

۲-رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً-

یعنی اللہ کی طرف سے ایک رسول جو پاکیزہ صحیفے کی تلاوت کرتا۔

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بیّنہ کا بیان ہے۔

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً وہ صحیفے جو آسمان میں ہیں جنھیں صرف پاکیزہ فرشتے ہاتھ لگا سکتے ہیں۔

۳-فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ-

جس میں درست اور محکم احکام درج ہیں ایسی تحریریں ہیں جو مستقیم ہیں مبنی بر عدل ہیں جن میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ وہ باطل سے پاک ہیں اور صحیفوں سے مراد وہ صحیفے ہیں جن میں کچھ لکھا جاتا ہے اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوح قلب پر دیکھ کر پڑھا کرتے تھے وہ کسی کتاب سے نہیں پڑھتے تھے لیکن جب تلاوت فرماتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ صحیفے میں دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔[۴]

۴-وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ-

اور جنھیں کتاب دی گئی وہ متفرق نہیں ہوئے تھے مگر اس وقت جب اُن کے پاس واضح دلیل آ چکی تھی کہا گیا ہے کہ اہلِ کتاب مسلسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے پر مجتمع تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں مبعوث فرمایا جب وہ تشریف لائے تو اہلِ کتاب نے اس معاملے میں تفرقہ کیا اور اختلاف کرنے لگے ان میں سے کچھ

---

(۱) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۴۳۲ (۲) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۴۳۲ (۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۲۳

(۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۲۳ وانوار التنزیل ج ۲ ص ۵۷۰ والکشاف ج ۴ ص ۷۸۲ وروح المعانی ج ۳۰ ص ۲۰۱

presented by Ziaraat.com

ایمان لے آئے اور دوسروں نے انکار کر دیا۔ ۱

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس قرآن لے کر آئے تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی اور ان کی تشریف آوری کے بعد افتراق کا شکار ہو گئے۔ ۲

۵-وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ- اور انھیں حکم نہیں دیا گیا مگر یہی کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے پوری یکسوئی کے ساتھ۔

یعنی اس کی ذات میں کسی کو شریک قرار نہ دیں گے اور گمراہ کن عقائد سے کنارہ کشی اختیار کریں۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے فرمایا پاک و پاکیزہ رہیں۔ ۳

وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ-

اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی مستحکم اور مضبوط دین ہے۔

دِيْنُ الْقَيِّمَةِ کا مفہوم ہے ملّتِ قیمہ کا دین مضبوط اور مستحکم ملّت کا دین۔

۶-اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا-

اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور مشرکین آتشِ جہنم میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُن پر قرآن کو نازل فرمایا۔

وہ لوگ مرتد ہو گئے اور انھوں نے کفر کیا اور نافرمانی کا ارتکاب کیا۔ ۴

اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ- وہی بدترین مخلوق ہیں۔

۷-اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ-

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجا لائے یہی لوگ درحقیقت تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا یہ آیت آل محمد علیہ السّلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ۵

کتاب امالی میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہم نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام وہاں تشریف لے آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمھارے پاس میرا بھائی آ گیا پھر کعبہ کی جانب متوجّہ ہوئے اور اپنے ہاتھ سے علی کو تھپتھپایا پھر فرمایا جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اُس کی قسم یہ اور اس کے شیعہ ہی یقیناً روز قیامت کامیاب ہیں پھر فرمایا کہ یہ علی وہ ہیں جو تم لوگوں میں سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے، تم لوگوں سے زیادہ عہد الٰہی کو پورا کیا تم سے زیادہ اللہ

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ۵۲۳ انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۷۰ کشاف ج ۴ ص ۷۸۲ وروح المعانی ج ۳۰ ص ۳۰۲

(۲) و(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۳ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۲ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۲

presented by Ziaraat.com

کے امر پر قائم رہے تم سے زیادہ رعیت سے انصاف کیا، تم سے زیادہ برابری سے تقسیم کی اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم فضیلت کے مالک ہیں فرمایا تو اس وقت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ فرمایا کہ جب بھی حضرت علی علیہ السّلام تشریف لایا کرتے تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے تھے:

جَاءَ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ تمام مخلوقات میں سب سے بہترین شخص آ گیا۔[۱]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے علی تم اور تمھارے شیعہ سب کے سب خدا کی قسم کل حوض پر تمھارا ان سے ملاپ ہوگا وہ روشن چہرے والے اور تاج پہنے ہوئے ہوں گے۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں اسی مفہوم کی روایت ہے۔[۳]

کتاب محاسن میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا وہ ہم اہل بیت کے شیعہ ہوں گے۔[۴]

۸- جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا-

ان لوگوں کی جزا اُن کے رب کے پاس ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ- اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

اس لیے کہ اُس نے انھیں ان کی آرزوؤں کی انتہائی منزل تک پہنچا دیا ''ذلك لمن خشی ربّهٗ'' یہ اس کا مقام ہے جو اپنے رب سے خائف رہا۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السّلام سے مروی ہے آپ نے شیعوں میں ایک شخص سے فرمایا کہ تم لوگ اللہ جل ذکرہ کی جانب سے اہلِ الرّضا ہو اس لیے کہ وہ تم سے راضی ہے اور فرشتے خیر میں تمھارے بھائی ہیں جب تم دشواری میں ہو تو دعا طلب کرو اور اگر غافل ہو جاؤ تو جستجو کرو تم ہی بہترین مخلوق ہو تمھارا گھر تمھارے لیے جنت ہے، تمھاری قبریں تمھارے لیے جنت ہیں تم جنت کے لیے خلق کیے گئے ہو اور جنت میں تمھارے لیے طرح طرح کی نعمتیں ہیں اور تم جنّت کی جانب روانہ ہو رہے ہو۔[۵]

کتاب ثواب الاعمال میں اور تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص بھی سورۂ ''لَمْ یَكُنِ'' پڑھے گا تو وہ شرک سے بری ہو جائے گا اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں داخل کر دیا جائے گا اور اللہ اُسے مومن کی حیثیت سے مبعوث کرے گا اور اس سے بہت آسان حساب لے گا۔[۶]

---

(۱) امالی شیخ طوسی ص ۲۵۱-۲۵۲ ح ۴۴۸/۴۱ مجلس نویں

(۲) الامالی شیخ طوسی ص ۴۰۵-۴۰۶ ح ۹۰۹/۵۷ چودھویں مجلس

(۳) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۲۴

(۴) المحاسن ج ۱ ص ۲۷۵ ح ۵۳۷/۱۴۲ باب ۳۶

(۵) الکافی ج ۸ ص ۳۶۵-۳۶۶

(۶) ثواب الاعمال ص ۱۲۴ ح و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۲۱

presented by Ziaraat.com

سورۂ الزلزال

سورۂ زلزال اسے سورۂ ''زلزلہ'' بھی کہتے ہیں ابن عباس اور قتادہ کے نزدیک یہ مدنی سورۂ ہے اور ضحاک اور عطا اسے مکّی کہتے ہیں اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۸ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ﴿۱﴾ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ﴿۲﴾ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا ۚ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؕ﴿۶﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؕ﴿۷﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۧ﴿۸﴾

ع ۱/۲۴

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-جب زمین میں پوری شدّت کے ساتھ زلزلہ آجائے گا۔ ۲-اور زمین اپنے بوجھ کو نکال باہر کرے گی۔ ۳-اور انسان کہے گا اسے کیا ہو رہا ہے۔ ۴-جس روز وہ آپ بیتی سنائے گی۔ ۵-اس لیے کہ آپ کے رب نے اسے اس بات کا حکم دیا ہوگا۔ ۶-جس روز لوگ گروہ در گروہ قبر سے برآمد ہوں گے تاکہ اپنے اعمال کو دیکھ لیں۔ ۷-پس جس نے بھی ذرّہ برابر خیر کیا ہوگا وہ اسے دیکھے گا۔ ۸-اور جس نے بھی ذرّہ برابر شر کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا۔

۱-اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا-

جب زمین میں پوری شدّت کے ساتھ زلزلہ آجائے گا۔

زلزال- کے معنیٰ ہیں اضطراب۔

۲-وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا-

اور زمین اپنے بوجھ کو نکال باہر کرے گی۔

اثقال یعنی دفن شدہ اشیاء یا مردہ لوگ یہ ثقل کی جمع ہے۔

اور گھر کے سرمایے کو بھی ثقل کہتے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ''من الناس'' انسانوں میں سے۔[۱]

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۳

presented by Ziaraat.com

۳-وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا-

اور انسان کہے گا اسے کیا ہو رہا ہے۔

کہا انسان سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں یہ امیر المومنین علیہ السلام نے کہا۔[۱]

۴-یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا-

جس روز وہ آپ بیتی سنائے گی۔

کتاب خرائج میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ سورۂ امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ انسان میں ہوں اور خاص طور سے مجھ سے زمین اپنا احوال بیان کرے گی۔[۲]

کتاب علل میں تمیم بن حاتم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم جب بصرہ جا رہے تھے تو اس وقت ہم حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھے ابھی ہم اتر رہے تھے کہ اتنے میں زمین مضطرب ہوئی اور ہلنے لگی تو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دستِ مبارک سے اسے تھپتھپایا اور اس سے کہا تجھے کیا ہوگیا؟ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہم نے کہا اگر یہ وہ زلزلہ ہوتا جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے تو یہ زمین یقیناً مجھے جواب دیتی لیکن یہ وہ زلزلہ نہیں ہے۔[۳]

کتاب کافی میں اسی مفہوم کی روایت موجود ہے۔[۴]

کتاب علل میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے مروی ہے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں لوگوں کو زلزلے کا جھٹکا محسوس ہوا لوگ ڈر کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس گئے انھوں نے یہ دیکھا کہ وہ دونوں خوف زدہ ہوکر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے ہیں لوگ ان کے پیچھے پیچھے حضرت علی علیہ السلام کے گھر کے دروازے تک پہنچے حضرت علی علیہ السلام نہایت اطمینان کے ساتھ گھر سے برآمد ہوئے اور وہاں سے روانہ ہوکر ایک ٹیلے تک پہنچے اس پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی ان کے اردگرد بیٹھ گئے اور وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ مدینہ کی دیواریں جیسے حرکت کرتے ہوئے آرہی یا جارہی ہوں تو حضرت علی علیہ السلام نے ان لوگوں سے فرمایا غالباً تمھیں جو کچھ دکھائی دے رہا ہے تم اس سے خوف زدہ ہو گئے ہو انھوں نے جواب دیا ہم کیوں نہ ڈریں ہم نے اس سے پہلے ایسا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی پھر زمین کو اپنے دست مبارک سے تھپتھپایا اور فرمایا اے زمین تجھے کیا ہو گیا ساکت ہو جا تو زمین اللہ کے حکم سے ساکت ہوگئی تو لوگوں کو زلزلے سے زیادہ اس بات سے حیرانی ہوئی حضرت علی علیہ السلام ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمھیں میرے اس عمل پر حیرت ہوئی انھوں نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا میں ہی وہ شخص ہوں جس کے

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۳ (۲) الخرائج ج ۱ ص ۱۷۷ ح ۱۰ باب ۲

(۳) علل الشرائع میں ۵۵۵ ح ۵ باب ۳۴۳ (۴) الکافی ج ۸ ص ۲۵۵-۲۵۶ ح ۳۶۶

presented by Ziaraat.com

بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا ۚ میں ہی وہ انسان ہوں جو اس سے کہے گا اے زمین تجھے کیا ہو گیا۔

یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا اس روز وہ اپنے احوال بیان کرے گی۔[۱]

تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا تم لوگ جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی خبریں یہ ہوں گی کہ زمین گواہی دے گی ہر بندے اور کنیز کے لیے کہ اس نے روئے زمین پر کون سا عمل انجام دیا ہے وہ کہے گی کہ اس نے یہ عمل کیا ہے اور فلاں فلاں روز کیا ہے یہ ہیں اُس کی خبریں۔[۲]

۵-بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔

اس لیے کہ رب نے اُسے اس بات کا حکم دیا ہوگا یعنی وہ اس وحی کی وجہ سے گفتگو کرے گی جو آپ کے رب نے اسے کی ہوگی یا اس کے لیے آپ کے رب کی وحی ہوگی۔

۶-یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا۔

جس روز لوگ گروہ در گروہ قبر سے برآمد ہوں گے۔

قبروں سے ٹھہرنے اور حساب کی جگہ تک۔

اَشْتَاتًا۔ بکھرے ہوئے، الگ الگ اپنے مراتب اور مدارج کے اعتبار سے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا مومنین اور کافرین اور منافقین الگ الگ گروہوں میں زندہ ہوں گے۔[۳]

لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ۔

تا کہ وہ اعمال کو دیکھ لیں۔

فرمایا کہ جو کچھ انھوں نے کیا ہے اس سے واقفیت حاصل کر لیں۔[۴]

۷-فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ۔

پس جس نے ذرّہ برابر خیر کیا ہوگا وہ اُسے دیکھے گا۔

۸-وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ۔

اور جس نے ذرّہ برابر شر کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا۔

کہا گیا ہے کہ یہ قرآن مجید کی نہایت محکم آیت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے جامعہ کہا کرتے تھے۔[۵]

---

(۱) علل الشرائع ص ۵۵۶ ح ۸ ص ۳۴۳ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۲۶
(۳) و (۴) ؟؟؟؟ ج ۲ ص ۴۳۳ (۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۷)

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر وہ اہلِ جہنّم میں سے ہوگا اور اس نے ذرّہ برابر نیک عمل کیا ہوگا تو وہ روزِ قیامت اُسکی طرف حسرت ویاس سے دیکھے گا کہ اس نے وہ عمل خیر خدا کے لیے انجام دیا تھا اور ''جس نے ذرّہ برابر بُرا عمل انجام دیا ہوگا'' فرمایا کہ اللہ فرما رہا ہے کہ اگر اس کا تعلق اہل جنت سے ہوگا اور اس نے برا انجام دیا ہوگا تو وہ روز قیامت اس برے عمل کو دیکھے گا پھر اسے معاف کر دیا جائے گا۔[۱]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ تم لوگ سورۂ ''اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ'' پڑھتے ہوئے اکتاہٹ کا شکار نہ ہونا اس لیے کہ جو بھی اسے اپنے نوافل میں یہ سورۂ پڑھے گا تو اس تک کبھی بھی زلزلے کو نہیں پہنچائے گا اور اس کی موت زلزلے سے واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی آسمانی بجلی سے وہ مرے گا اور نہ ہی دنیاوی آفات میں سے کسی آفت کا شکار ہوگا جب اس کی موت واقع ہوگی تو اسے جنت میں لے جائے جانے کا حکم ہوگا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے میرے بندے میں نے اپنی جنت کو تیرے لیے مباح کر دیا اس میں تو جہاں چاہے اور جس طرح چاہے سکونت اختیار کر لے نہ تجھے کسی قسم روک ہوگی نہ ٹوک ہوگی۔[۲]

کتاب کافی میں اسی مفہوم کو کچھ اضافے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔[۳]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۳۔ ۴۳۴

(۲) ثواب الاعمال ص ۱۲۴۔ ۱۲۵

(۳) الکافی ج ۲ ص ۶۲۶ ح ۲۴

presented by Ziaraat.com

سورۂ العادیات

سورۂ عادیات ابن عباس اور قتادہ کے نزدیک مدنی سورۂ ہے اور کہا گیا ہے کہ مکّی سورۂ ہے اس سورہ میں آیتوں کی تعداد ۱۱ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۙ﴿۲﴾ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ ۚ﴿۶﴾ وَ اِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ ۚ﴿۷﴾ وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ ؕ﴿۸﴾ اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ۙ﴿۹﴾ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّہُمۡ بِہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ ۚ﴿۱۱﴾

ع ۱۱/۲۵

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم۔ ۲۔جو پتھروں پر سُم مار کر چنگاریاں نکالتے۔ ۳۔پھر صبح ہوتے ہی دشمن پر یلغار کرتے ہیں۔ ۴۔پھر اس جگہ سے وہ گردوغبار اڑاتے ہیں۔ ۵۔پھر اسی حالت میں کسی مجمع کے اندر در آتے ہیں۔ ۶۔بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ ۷۔اور یہ کہ وہ اس ناشکری پر خود ہی گواہ ہے۔ ۸۔اور یہ کہ وہ مال ودولت کی محبت میں بڑا حریص ہے۔ ۹۔کیا وہ نہیں جانتا کہ قبروں میں جو دفن ہیں جب انھیں نکالا جائے گا۔ ۱۰۔اور سینوں میں جو راز ہیں انھیں ظاہر کر دیا جائے گا۔ ۱۱۔بے شک ان کا رب اس دن ان کے اعمال سے اچھی طرح باخبر ہوگا۔

۱۔وَالۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا۔ سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم۔

کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے جنگ کرنے والوں کے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے جو دوڑتے ہیں تو اس کے بعد وہ پیٹ سے آوازیں نکالتے ہیں اور وہ دوڑتے وقت ان کے سانس لینے کی آواز ہوتی ہے۔(۱)

تفسیر مجمع البیان میں حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد اونٹ ہیں جب وہ غزوۂ بدر کی طرف گئے تھے تو چلتے وقت ان کی گردنیں آگے کی طرف پھیلی ہوئی ہوتی تھیں اور وہ آوازیں نکال رہے تھے۔(۲)

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۲۷ (۲) مجمع البیان ج ۹۔۱۰ ص ۵۲۹

presented by Ziaraat.com

اور دوسری روایت میں امام علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ اونٹ میں جو عرفہ سے مُزدَلفہ اور مُزدَلفہ سے منیٰ تک جاتے ہیں۔[۱]

۲- فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا- جو پتھروں پر سُم مار کر چنگاریاں نکالتے ہیں۔

زمینی پتھروں پر سُموں کو مار کر ان سے چنگاریاں نکالتے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ان کے شہروں میں پتھر تھے اور جب گھوڑوں کے کھروں کے کنارے اسے پامال کرتے تھے اس سے آگ بھڑکتی تھی۔[۲]

۳- فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا- پھر صبح ہوتے ہی دشمن پر یلغار کرتے ہیں۔

مُغیرات یعنی وہ لوگ دشمن پر حملہ کرتے ہیں۔

صُبْحًا صبح کے وقت تفسیر قمی میں ہے کہ ان پر صبح کے وقت حملہ کیا۔[۳]

۴- فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا- پھر اس جگہ سے وہ گرد و غبار اڑاتے ہیں۔

تو اس وقت وہ غبار اڑاتے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ گھوڑوں کے ایڑ لگانے سے غبارات ہر طرف پھیل جاتے ہیں۔[۴]

۵- فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا- پھر اسی حالت میں وہ کسی مجمع کے اندر دَر آتے ہیں۔

جَمْعًا- دشمنوں کی جماعت۔

تفسیر قمی میں ہے کہ وہ مشرکین کی جماعت کے اندر چلے جاتے ہیں۔[۵]

یعنی مشرکین کا احاطہ کر لیتے ہیں۔

۶- اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ- بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

یہ قسم کا جواب ہے اور ''کنود'' کے معنیٰ ہیں ناشکرا۔

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ''کنود'' کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا کہ ''کنود'' وہ ہے جو تنہا کھاتا ہے اور مدد سے روکتا ہے اور غلام کو مارتا ہے۔[۶]

۷- وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ- اور یہ کہ وہ اس ناشکری پر خود ہی گواہ ہے۔

کہا گیا ہے وہ اپنے نفس کے خلاف اپنی ناشکری کی گواہی پیش کرتا ہے اس لیے کہ اس کے اثرات اس پر ظاہر ہوتے ہیں یا یہ کہ اللہ اس کی ناشکری پر گواہ ہے۔[۷]

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۲۹ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۹
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۹ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۹
(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۲ (۶) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۳۰ (۷) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۷۲

presented by Ziaraat.com

۸۔ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ۔

اور یہ کہ وہ مال و دولت کی محبت میں بڑا حریص ہے۔

حُبُّ الخیر سے مراد مال و دولت ہے۔[۱]

اور کہا گیا ہے کہ حیات اور زندگی ہے۔[۲]

لَشَدِیْدٌ کے معنیٰ ہیں بخیل ہے یا طاقت ور ہے اور اس میں حد سے گزر گیا ہے۔

۹۔ اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ۔

کیا وہ نہیں جانتا کہ قبروں میں جو دفن ہیں جب انھیں نکالا جائے گا۔

بُعْثِرَ مبعوث کیا جائے گا۔

مَا فِی الْقُبُوْرِ۔ قبروں میں جو لوگ مردہ صورت میں ہوں گے۔

۱۰۔ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ۔

اور سینوں میں جو راز ہیں انھیں ظاہر کر دیا جائے گا۔

حُصِّلَ جمع کیا جائے گا اور ظاہر کر دیا جائے گا۔

۱۱۔ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ۔

بے شک ان کا رب اُس دن اُن کے اعمال سے اچھی طرح باخبر ہوگا۔

وہ جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور جو کچھ چھپاتے ہیں اللہ اسے اچھی طرح جانتا ہے وہ اسی کے مطابق انھیں جزا دے گا۔

کتاب امالی میں صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس سورۂ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک صحابی کو ایک سریہ لے کر بھیجا وہ شکست کھا کر واپس آئے وہ اصحاب کو بزدل اور اصحاب انھیں بزدل قرار دے رہے تھے جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی اب تم لشکر کو لے کر جاؤ گے لہٰذا تم تیاری کرو اور مہاجرین وانصار کے شہ سواروں میں سے جنھیں چاہو ساتھ لے جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں روانہ کر دیا اور اُن سے فرمایا کہ تم دن کے وقت پوشیدہ رہنا اور رات کو سفر جاری رکھنا، نگہباں تمھیں چھوڑ کر نہیں جائیں گے فرمایا علی علیہ السلام وہاں پر پہنچ گئے جہاں جانے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں حکم دیا تھا علی علیہ السلام اُن کی جانب روانہ ہوگئے اور جب صبح کا وقت ہوا تو اُن پر حملہ کر دیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۂ ''والعادیات'' نازل فرمایا۔[۳]

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ سورۂ وادی یابس کے لوگوں کے لیے نازل ہوئی جو

---

(۱) طبرسی مجمع البیان ۹۔۱۰ ص ۵۳۰ انوار بیضاوی ج ۲ ص ۵۷۲ وروح المعانی ج ۳۰ ص ۲۱۸۔۲۱۹

(۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۹ (۳) امالی شیخ طوسی ص ۴۰۷ ح ۹۱۳/۱۶ مجلس چودھویں

presented by Ziaraat.com

بارہ ہزار سواروں کے ساتھ جمع ہوئے اور انھوں نے باہمی عہد و پیمان کیا اور اس امر پر معاہدہ کیا کوئی شخص دوسرے سے پیچھے رہے گا اور نہ ہی کسی کو تنہا چھوڑے گا اور نہ ہی راہ فرار اختیار کرے گا جب تک سب کے سب جان نہ دے دیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موت سے ہمکنار کر دیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف اپنے اصحاب کی معیّت میں لشکر روانہ کیا مگر وہ کامیاب نہ ہوئے آخر کار حضرت علی علیہ السلام کو روانہ کیا حضرت علی مہاجرین وانصار کے ساتھ روانہ ہوئے حضرت علی علیہ السلام نے سفر میں سختی کی یہاں تک کہ لوگ تھک گئے اور سواریاں بھی، حضرت علی علیہ السلام نے اُن سے فرمایا تم ڈرو نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں فتح سے نوازے گا۔

وہ لوگ تھکا دینے والا سفر کرتے رہے یہاں تک کہ وہاں پہنچ گئے جہاں سے یہ اپنے دشمنوں کو دیکھ سکیں آپ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ اتر پڑیں اور وادی یابس کے لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کے آمد کی خبر سنی تو وہ ان کی جانب دو سو افراد کے ساتھ مسلح ہو کر نکلے جب علی نے انھیں آتے ہوئے دیکھا۔ تو آپ کچھ افراد کے ساتھ نکل گئے اُن لوگوں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ کہاں کے رہنے والے ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں جانے کا قصد ہے؟

آپ نے کہا میں علی ابن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کا فرزند ہوں اور اُن کا بھائی ہوں اور اُن کی طرف سے تمھارے پاس پیغام لے کر آ رہا ہوں اور میں تم لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ: اشھدان لا الہ الّا اللہ وانّ محمدًا عَبْدُہٗ ورسولہ کہو اگر تم اسلام لے آئے تو تمھارے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو مسلمانوں کے ساتھ ہوتا ہے اور تم پر وہی ذمہ داری ہے جو خیر و شر کے اعتبار سے دیگر مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔

انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ ہم نے آپ کا ہی ارادہ کیا اور آپ ہی ہمارا مقصود ہیں اور ہم نے آپ کی بات سُن لی اب آپ اپنی حفاظت کیجیے اور جنگ کے لیے تیار ہو جائیے اور جان لیجیے کہ ہم آپ سے قتال کریں گے اور آپ کے اصحاب کے ساتھ جنگ کریں گے اور کل صبح ہمارے اور آپ کے درمیان معینہ وقت ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان جو کچھ ہوگا ہم اُس کے لیے معذرت خواہ ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے اُن سے کہا تم پر وائے ہو تم اپنی کثرت اور جمعیت سے ہمیں ڈراتے ہو میں اللہ اور فرشتوں اور مسلمانوں سے تمھارے خلاف مدد کا طلب گار ہوں "ولا حول ولا قوّۃ الّا باللہ العلی العظیم" وہ لوگ اپنے مراکز پر واپس چلے گئے اور علی علیہ السلام اپنے مرکز پر واپس لوٹ آئے جب رات چھا گئی تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنے چوپایوں سے اچھا سلوک کریں انھیں چارہ کھلائیں اور زین کس لیں جب پو پھٹ گئی تو آپ نے اندھیرے ہی میں نماز فجر ادا کی پھر آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا انھیں پتا بھی نہ چلا یہاں تک کہ انھوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی اور اُن کے آخری ساتھی تک پہنچے اور ان سے معرکہ

presented by Ziaraat.com

آرائی کی اور انھیں قتل کیا اور اُن کی اولاد کو قید کر لیا اور اُن کے اموال کو مباح قرار دیا اور ان کی بستی کو اجاڑ دیا اور قیدیوں اور اموال کو اپنے ساتھ لے آئے۔

جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی علیہ السلام اور مسلمانوں کو فتح یابی اور کامیابی سے مطلّع کیا اور یہ بھی بتایا کہ ان کے صرف دو آدمی مارے گئے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مدینے والوں کے ساتھ تین میل کے فاصلے پر حضرت علی اور اصحاب سے ملاقات کی جب علی علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں تو آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور نبی بھی اپنی سواری سے اترے علی کو چمٹالیا اور ان کی پیشانی کا بوسہ لیا مسلمانوں کی جماعت بھی اپنی اپنی سواریوں سے اتر پڑی اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سواری سے اتر گئے تھے اور قیدیوں اور غنیمت کو لایا گیا جو اللہ تعالیٰ نے انھیں وادی یابس سے دلایا تھا۔

جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ مسلمانوں نے سوائے خیبر کے اتنا مالِ غنیمت پھر کہیں سے نہیں پایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی دن کے لیے سورۂ ''والعادیات'' کو نازل فرمایا تھا ''والعادیات ضبحاً'' یعنی قسم ہے ان سرپٹ گھوڑوں کی جو مرَدوں کو لے کر دوڑتے ہیں اور ضَبح کا مفہوم عنان اور لگام کے ساتھ گھوڑے کا آواز نکالنا ''فالموریاتِ قدحاً۔ فالمغیرات صُبحاً'' آپ کو مطلّع کیا کہ وہ انھوں نے صبح کے وقت دشمنوں پر حملہ کیا ''فاثرن به نقعًا'' یعنی گھوڑوں نے وادی میں ہر طرف غبار پھیلا دیا ''فوسطن به جمعاً ان الانسان لربه لکنود'' کنود کے معنیٰ ہیں کفور، ناشکرا

وانه علی ذلك لشهید۔ وانه لحب الخیر لشدید۔

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ ''والعادیات'' پڑھے گا اور دائمی طور سے پڑھتا رہے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے قیامت کے دن خاص طور سے علی علیہ السلام کے ساتھ مبعوث کرے گا اور وہ شخص اُن کے ساتھ اور اُن کی رفاقت میں ہوگا۔ ۲

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۳۴۔ ۴۳۵

(۲) ثواب الاعمال ص ۱۲۵ اح ۱ و مجمع البیان ج ۹۔ ۱۰ ص ۵۲۷

presented by Ziaraat.com

سورۂ القارعۃ

سورۂ القارعہ مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں گیارہ ۱۱ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ۢ﴿۱۱﴾ ع ۱ ۱ ۲۶

اللّٰہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-عظیم حادثہ۔ ۲-وہ عظیم حادثہ کیا ہے؟ ۳-اور آپ کو کیا معلوم کہ عظیم حادثہ۔ ۴-جس دن تمام انسان بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے۔ ۵-اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی مانند۔ ۶-پس جس کے اعمال کے پلڑے بھاری ہوں گے۔ ۷-تو وہ من پسند زندگی گزارے گا۔ ۸-اور جس کے اعمال کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ ۹-تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔ ۱۰-اور آپ کو کیا معلوم کہ ہاویہ کیا ہے؟ ۱۱-ایک بھڑکتی ہوئی آگ۔

۱-اَلْقَارِعَةُ۔

عظیم حادثہ۔ جو حادثے کے لیے انسان کو کھٹکھٹاتا ہے اور اجسام پھٹ جاتے ہیں اور بکھر جاتے ہیں۔

۲-مَا الْقَارِعَةُ۔ وہ عظیم حادثہ کیا ہے۔

وہ کیا ہے یعنی وہ کس وجہ سے ہے؟ لفظ ما اس کی عظمت شان اور اس کی ہولناکی کو بیان کرنے کے لیے لایا گیا لہٰذا دوبارہ لفظ القارعۃ کو بیان کیا گیا اس لیے کہ یہ لفظ ہولناکی کو زیادہ واضح کر رہا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے اللّٰہ تعالیٰ نے دوبارہ اس لفظ کو اس لیے بیان فرمایا ہے کہ وہ حادثہ بہت خوفناک ہے اور لوگ اس سے خوف زدہ ہیں۔ (۱)

۳-وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ عظیم حادثہ کیا ہے؟

اور جس چیز نے آپ کو آگاہ کیا ہے کہ وہ کیا ہے؟ یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اُس کی حقیقت سے ناآشنا ہیں اس لیے کہ وہ حادثہ کسی کی بھی سمجھ سے بالاتر ہے۔

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۰

presented by Ziaraat.com

۴-يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ- جس دن تمام انسان بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے۔
اپنی کثرت کی وجہ سے اور اپنی پستی کے سبب اور اپنے منتشر ہونے اور مضطرب ہونے کی بنیاد پر۔

۵-يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ- اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی مانند ہوں گے۔
مختلف رنگوں کی اون جو دھنکی ہوئی ہو اس کے اجزاء کے جدا جدا ہونے کے سبب اور فضاؤں میں اڑنے کی وجہ سے۔

۶-فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ- پس جس کے اعمال کے پلڑے بھاری ہوں گے۔
مَوَازِيْنُهٗ- حَسَنات (نیکیوں) کے پلڑے یعنی اس کے مختلف النوع حَسَنات مقدار کے اعتبار سے وزنی ہوں گے۔

۷-فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ- تو وہ من پسند زندگی گزارے گا۔
عِيْشَةٍ- زندگی میں جینے میں رَّاضِيَةٍ پسندیدہ۔

۸-وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ- اور جس کے اعمال کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔
یعنی اس کی نیکیاں کم ہوں گی یعنی ایسی نیکیاں نہیں ہوں گی جن کو اہمیّت دی جائے یا یہ کہ اس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب آجائیں گی اور وزن اور میزان کے بارے میں تحقیق سورۂ اعراف کی آیت ۱۴۴-۱۴۵ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

۹-فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ- تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔
اس کا ٹھکانا جہنّم ہوگا وہ اس کی طرف ایسے ہی پناہ لے گا جیسے بچّہ اپنی ماں کی گود میں پناہ لیتا ہے اور ہاویہ جہنّم کے ناموں میں سے ایک نام ہے تفسیر قمی میں ہے فرمایا اس سے مراد ''اُمّ الرّاس'' کھوپڑی ہے وہ سر کے بل جہنّم میں لوٹتا رہے گا۔(۱)
میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں کہ وہ سر کے بل اس میں لڑھکتا رہے گا۔

۱۰-وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ- اور آپ کو کیا معلوم کہ ہاویہ کیا ہے؟

۱۱-نَارٌ حَامِيَةٌ- ایک بھڑکتی ہوئی آگ۔
حَامِيَةٌ ذات حمیٔ یعنی شدید حرارت والی آگ۔

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو بھی سورۂ القارعۃ پڑھتا ہے اور اکثر پڑھا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے فتنہ دجّال کو تسلیم کرنے سے محفوظ رکھے گا اور روز قیامت جہنّم کی تپش سے بچائے گا۔(۲)

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۰ (۲) ثواب الاعمال ص ۱۲۵ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۳۰

presented by Ziaraat.com

سورۂ التّکاثُر

سورۂ تکاثر مدینہ منورہ میں نازل ہوا اور کہا گیا ہے کہ یہ سورۂ مکیہ ہے اس سورہ میں ۸ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ ﴿۸﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-تم کو بُہتات نے غافل کر دیا۔ ۲-یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔ ۳-ہرگز نہیں تم عنقریب جان لوگے۔ ۴-ہرگز نہیں جلد ہی تمھیں پتا چل جائے گا۔ ۵-اے کاش تم یقینی علم کے ساتھ اسے جان لیتے۔ ۶-تم ضرور بالضرور جہنّم کو دیکھو گے۔ ۷-پھر اس جہنّم کو چشم یقین سے دیکھو گے۔ ۸-پھر اس روز نعمتوں کے بارے میں تم سے ضرور بالضرور سوال کیا جائے گا۔

۱-اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ-

تم کو بہتات نے غافل کر دیا۔

کثرت پر فخر و مباہات نے تمھیں غافل بنا دیا ہے۔

۲-حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ-

یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے۔

جب تم نے زندوں کو شمار کرنا شروع کیا تو گنتے گنتے تم قبروں تک جا پہنچے تو مردوں کو ملا کر تمھاری تعداد بڑھ گئی۔ مردوں کو یاد کرنے کو قبروں کی زیارت کرنے سے تعبیر کیا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مال و دولت اور اولاد کی کثرت نے تمھیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم مرکھپ کر قبر میں چلے گئے تم نے اپنی عمریں طلب دنیا میں ضائع کر دیں اس کے مقابل میں جو تمھارے لیے زیادہ اہم تھا یعنی آخرت کے لیے سعی کرنا تو اس صورت میں زیارت قبور موت سے کنایہ ہوگی۔ یعنی مرنے کے بعد تم قبروں میں دفن کر دیے گئے۔[۱]

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۷۴

presented by Ziaraat.com

اور نہج البلاغہ میں اسی پہلے مفہوم کی تائید ہو رہی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ یہ اپنے باپ اور داداؤں کی لاشوں پر فخر کرتے ہیں۔ یا ہلاک ہونے والوں کی تعداد سے اپنی کثرت میں اضافہ محسوس کرتے ہیں۔[۱]

فرمایا وہ سبب افتخار بننے سے زیادہ سامان عبرت بننے کے قابل ہیں۔ ان کی وجہ سے عجز و فروتنی کی جگہ پر اترنا عزت و سرفرازی کے مقام پر ٹھہرنے سے زیادہ مناسب ہے۔[۲]

کتاب روضۃ الواعظین میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جو دوسرے مفہوم پر دلالت کرتا ہے فرمایا کہ آپ نے سورۂ "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" کی تلاوت فرمائی اور اس کے بعد فرمایا مال کی کثرت نے انھیں غافل کر دیا جسے ناحق طور پر جمع کیا اور جس کا حق تھا اُسے ادا نہ کیا اور اُسے صندوق میں بند کر کے رکھا۔

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ یہاں تک کہ تم اپنی قبروں میں داخل ہو گئے۔[۳]

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اس سورہ کی تلاوت فرمائی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔

یا ابن اٰدم مالی مالی ومالك من مالك لك اِلّا ما اَكلتَ وَاَفنَيْتَ اولبستَ فابليتَ او تصدقت فأمضيتَ

اے ابن آدم میرا مال میرا مال ہے اور تیرا مال تیرے مال میں سے ہے مگر جسے تو نے کھایا اُسے فنا کر دیا یا پہنا تو اسے پرانا بنا دیا یا صدقہ دیا تو وہ تیرے ہاتھوں سے جاتا رہا۔[۴]

۳- كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ-

ہرگز نہیں تم عنقریب جان لوگے۔

اور روضۃ الواعظین کا سابقہ حدیث میں ہے فرمایا جب تم اپنی قبروں میں جاؤ گے۔[۵]

۴- ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ-

پھر ہرگز نہیں جلد ہی تمھیں پتا چل جائے گا۔

فرمایا جب تم قبروں سے نکل کر محشر کی طرف روانہ ہو گے۔[۶]

۵- كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ-

اے کاش تم یقینی علم کے ساتھ اُسے جان لیتے۔

فرمایا اور یہ اس وقت ہوگا جب صراط پر لایا جائے گا جسے جہنّم کے پُل کے درمیان نصب کر دیا جائے گا۔[۷]

---

(۱) و (۲) نہج البلاغہ خطبہ ۲۲۱/۲۱۸ (۳) روضۃ الواعظین ص ۴۹۳

(۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۳۴ (۵)، (۶) و (۷) روضۃ الواعظین ص ۴۹۳ ذکر القبر

presented by Ziaraat.com

کتاب محاسن میں امام صادق علیہ السّلام سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے قول: لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ کے ذیل میں فرمایا اس سے مراد آنکھوں سے دیکھنا ہے۔[۱]

۶-لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ-

تم ضرور بالضرور جہنّم کو دیکھو گے۔

۷-ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ-

پھر اس جہنّم کو چشمِ یقین سے دیکھو گے۔

اور غالباً یہ اُس وقت ہوگا جب وہ جہنّم میں وارد ہوں گے۔

۸-ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ-

پھر اس روز نعمتوں کے بارے میں تم سے ضرور بالضرور سوال کیا جائے گا۔

کتاب روضہ الواعظین میں سابقہ روایت میں ہے فرمایا پانچ چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا شکموں کو پُر کرنے، ٹھنڈا پانی پینے، نیند سے لطف اٹھانے، مکانات کے سایہ دار ہونے اور خلقت کے معتدل ہونے کے بارے میں۔[۲]

تفسیر مجمع البیان میں صادقین علیہما السلام سے مروی ہے کہ امن اور صحت کے بارے میں سوال ہوگا۔[۳]

کتاب العُیون میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کھجوروں اور ٹھنڈے پانی کے بارے میں سوال ہوگا۔[۴]

کتاب فقیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر نعمت کے بارے میں جسے نعمت ملی ہے اس سے سوال کیا جائے گا سوائے اس نعمت کے جو غزوہ میں یا حج کے دوران ملی ہو۔[۵]

کتاب مجالس میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ جو شخص کھانا کھانے سے قبل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اس طعام کی نعمت کے بارے میں اُس سے سوال نہیں کیا جائے گا۔[۶]

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس امّت سے ان تمام نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے جن نعمتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُن کے اہل بیت کے ذریعے سے عطا کیا ہے۔[۷]

کتاب احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصفیاء اللہ میں سے جو ان کے قائم مقام ہوں گے وہ ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ

---

(۱) المحاسن ج ۱ ص ۳۸۵ ح ۸۵۲ / ۲۵۴ باب ۲۹ (۲) روضہ الواعظین ص ۴۹۳
(۳) تفسیر مجمع البیان ۹-۱۰ ص ۵۳۴ (۴) عُیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۳۸ ح ۱۱۰ باب ۳۱
(۵) من لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۱۴۲ ح ۶۲۰ / ۷ باب ۶۲ (۶) امالی شیخ صدوق ص ۴۲۶ ح ۳ مجلس ۴۹
(۷) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۰

presented by Ziaraat.com

نے ان کے ذریعے ان کے اولیاء میں سے جنھوں نے اُن کا اتباع کیا ہے ان پر نعمتیں نازل فرمائی ہیں۔[۱]

کتاب عیاشی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت ابو حنیفہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ یہ بتایئے کہ اے نعمان آپ کے نزدیک نعمت سے کیا مراد ہے؟ تو انھوں نے کہا غذا کا کھانا، اور ٹھنڈا پانی پینا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ آپ کو قیامت کے دن اپنے سامنے کھڑا کرے گا تو کیا وہ ہر کھانے اور پینے کے بارے میں سوال کرے گا تو اس طرح تو آپ کا وقوف اس کے سامنے نہایت طویل ہو جائے گا ابو حنیفہ نے استفسار کیا آپ فرمایئے نعیم سے کیا مراد ہے تو امام عالی مقام نے فرمایا ہم اہل ○ بیت وہ نعمت ہیں اللہ نے ہمارے ذریعے جسے بندوں کو عطا فرمایا ہے اور لوگ باہمی اختلاف کا شکار تھے ہمارے ذریعے سے وہ ایک دوسرے سے رشتہ الفت میں منسلک ہو گئے اور ہمارے ہی وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں الفت پیدا کر کے ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا جب کہ وہ ایک دوسرے کے دشمن تھے اور ہمارے ہی واسطے سے اللہ نے انھیں اسلام کی راہ دکھائی اور یہ وہ نعمت ہے جو منقطع نہ ہوگی اور اللہ اُن سے اس نعمت کے حق کے بارے میں سوال کرے گا جو ان کو عطا کی ہیں اور وہ نعمت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی عترت ہے۔[۲]

اور ایک روایت میں ہے امام صادق علیہ السلام نے حضرت ابو حنیفہؒ سے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اس آیت میں نعیم کی تفسیر طعام اور خوشبو اور گرم دنوں میں ٹھنڈے پانی سے کرتے ہیں انھوں نے جواب دیا ہاں تو امام علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر آپ کو کوئی شخص دعوت دے اور آپ کو بہترین کھانا کھلائے اور آپ کو ٹھنڈا پانی پلائے پھر آپ پر احسان جتلائے تو آپ اسے کس سے نسبت دیں گے انھوں نے فرمایا بخیلی سے منسوب کروں گا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ بخل کرتا ہے؟ امام ابو حنیفہؒ نے پوچھا تو پھر وہ نعیم کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ہم اہل بیت علیہ السلام کی محبت[۳]

کتاب عُیُون میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ دنیا میں کوئی حقیقی نعمت موجود نہیں تو جو فقہاء امام علیہ السلام کی خدمت میں تشریف رکھتے تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ کیا یہ دنیاوی نعمت ٹھنڈے پانی کی شکل میں نہیں ہے تو امام رضا علیہ السلام نے اُس سے فرمایا اور آپ کی آواز بلند ہوئی تم نے اس آیت کی ایسی ہی تفسیر کی ہے اور اس کی مختلف اقسام بنا دی ہیں ایک گروہ کہتا ہے وہ ٹھنڈا پانی ہے دوسرے نے کہا وہ لذیذ اور عمدہ کھانا ہے اور کچھ نے کہا وہ پرسکون نیند ہے اور مجھ سے بیان کیا میرے والد نے انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے امام حسین علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اُن کے سامنے یہ تمام اقوال اللہ تعالیٰ کے قول: ''ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ'' کے بارے میں بیان کیے گئے تو آپ غضب ناک ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جو فضل وکرم کیا ہے اس کے بارے

---

(۱) الاحتجاج ج ۱ ص ۳۷۵ (۲) یہ روایت مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۳۴ میں عیاشی سے منقول ہے

(۳) بحار الانوار ج ۱۰ ص ۲۲۰-۲۲۱ ح ۲۰

presented by Ziaraat.com

میں سوال نہیں کرے گا اور اس بارے میں ان پر احسان نہیں جتلائے گا بلکہ انعام دے کر احسان جتلانا تو مخلوقین کے لیے ناپسندیدہ ہے تو بھلا اُس کی نسبت خالق عزّوجل کی طرف کیسے دی جا سکتی ہے جس سے کوئی مخلوق بھی راضی نہ ہوگی البتہ نعیم سے مراد ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت اور موالات (دوستی کرنا۔ اور مدد کرنا) ہے توحید اور نبوت کے بعد اللہ اس بارے میں سوال کرے گا اس لیے کہ بندہ جب یہ عہد پورا کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے ایسی جنت تک پہنچا دیتا ہے جو زوال پذیر نہیں ہے۔[۱]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں مروی ہے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ زیادہ مکرّم ومحترم ہے اس امر سے کہ وہ تمھیں کھانا کھلائے اور تم اسے بآسانی نگل جاؤ پھر وہ اس کے بارے میں تم سے سوال کرے البتہ وہ تم سے اُن نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا اس نے جنھیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام کے ذریعے سے تم کو عطا فرمایا ہے۔[۲]

اور ایک روایت میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے وہ تم سے اس بارے میں سوال کرے گا تم حق میں جس بات پر قائم ہو"[۳]

کتاب محاسن میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں بندۂ مومن سے ان کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا وہ جو کھانا کھاتا ہے وہ جو لباس پہنتا ہے اور زوجۂ صالحہ جو اس شخص سے تعاون کرتی ہے اور اسے گناہوں سے روکتی ہے۔[۴]

اور ایک روایت میں ہے فرمایا اللہ اس بات سے مکرّم ومحترم ہے کہ وہ کسی مومن سے اس کے کھانے اور پینے کے بارے میں سوال کرے۔[۵]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں غالباً مختلف روایات میں اس طرح موافقت ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ کسی شخص سے اس خوراک اور لباس کے لیے سوال نہیں کیا جائے گا جو ضروری اور لازمی ہو بلکہ اس کا سوال ہوگا جو ضرورت سے زیادہ ہو اور جو حق کے مخالف ہو اور صاحب حق سے سوال نہیں کیا جائے گا مگر اسی حق کا جو اللہ نے اسے بطور نعمت عطا فرمایا ہے۔

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ "الھاکم التکاثر" کو اپنی فرض نمازوں میں پڑھے گا تو اللہ اُس کے نامۂ اعمال میں سو شہیدوں کا اجر لکھ دے گا اور جو اس سورہ کو اپنی نافلہ نمازوں میں پڑھے گا تو اس کے لیے پچاس شہیدوں کا اجر لکھ دیا جائے گا اور اس کے ساتھ اس کی فرض نماز میں ان شاء اللہ فرشتوں کی چالیس ۴۰ صفیں نماز پڑھیں گی۔[۶]

---

(۱) عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۱۲۹ ح ۸ باب ۳۵ (۲) الکافی ج ۶ ص ۲۸۰ ح ۳
(۳) الکافی ج ۶ ص ۳۸۰ ح ۵ (۴) و(۵) المحاسن ج ۲ ص ۱۶۲ ح ۱۴۴۵ / ۱۴۴۶ و ۸۲ / ۸۳ باب ۶
(۶) ثواب الاعمال ص ۱۲۵ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۲۳-۵۲۴

presented by Ziaraat.com

سورۂ العصر

سورۂ عصر مکّہ مکرّمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں ۳ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ الْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

ع ۱/۲۸

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔قسم ہے عصر کی۔ ۲۔بے شک یقیناً تمام انسان خسارے میں ہیں۔ ۳۔سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجالائے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

۱۔وَ الْعَصْرِ۔

قسم ہے عصر کی۔

۲۔اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔

بے شک یقیناً تمام انسان خسارے میں ہیں۔

کہا گیا ہے کہ نمازِ عصر کی قسم کھائی ہے یا عصرِ نبوت کی قسم ہے کہ یقیناً تمام انسان اپنی مساعی (کوششوں، کاوشوں) میں اور اپنی عمروں کو اپنے مطالب کو حاصل کرنے کے لیے صرف کرکے نقصان اور گھاٹے میں ہیں۔[۱]

۳۔اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجالائے۔

انھوں نے آخرت کو دنیا کے عوض خرید لیا ہے لہٰذا وہ ابدی زندگی میں کامیاب ہوگئے ہیں اور انھوں نے سرمدی سعادت حاصل کرلی ہے۔

وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ۔

اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی۔

حق یعنی جو چیز ثابت ہوچکی ہے اعتقاد سے اس کا تعلق ہو یا عمل سے اس کا انکار ممکن نہیں ہے۔

(۱) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۷۴

presented by Ziaraat.com

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ-

اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

انھوں نے گناہوں، اطاعتوں اور مصائب پر صبر کیا اور یہ خاص کا عطف عام پر ہے۔

کتاب اکمال میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا العصر سے مراد قائم علیہ السلام کا ظہور فرمانا ہے

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ یعنی ہمارے اعدا سراسر گھاٹے اور خسارے میں ہیں۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مگر وہ لوگ جو ہماری واپسی (رَجعت) پر ایمان لائے۔

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور برادرانِ ایمانی کے ساتھ مواسات (مال دے کر ہمدردی کرنا) کے ذریعے اعمالِ صالحہ بجالائے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ اور ایک دوسرے کو حق یعنی امامت کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر یعنی عترت کی تاکید کرتے رہے۔[۱]

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے منتخب افراد کو مستثنیٰ کر دیا ہے اور فرمایا: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وہ فرما رہا ہے کہ تم ولایتِ امیر المومنین علیہ السلام پر ایمان لاؤ۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ اور حق کی تلقین کرو یعنی اُن کی اِن کی ذریات اور جو ان کے بعد آئے ہیں اُن کی ولایت کی تلقین کرو اور اس پر صبر کرو۔[۲]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی نافلہ نمازوں میں سورۂ ''وَالْعَصْرِ'' کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت کے دن روشن چہرے کے ساتھ مبعوث کرے گا، وہ مسکراتا ہوگا اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔[۳]

---

(۱) اکمال الدین واتمام النعمۃ ص ۶۵۶ ح ۱ باب ۵۸

(۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۱

(۳) ثواب الاعمال ص ۱۲۵-۱۲۶ ح ۱ و تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۳۵

presented by Ziaraat.com

سورۂ الھُمزۃ

سورۂ ہُمزہ مکّی سورت ہے اور اس سورہ میں ۹ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۱ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ ۲ یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ ۳ کَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ ۴ وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحُطَمَۃُ ۵ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ ۶ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ۷ اِنَّہَا عَلَیۡہِمۡ مُّؤۡصَدَۃٌ ۸ فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ۹

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت مشفق ہے۔

۱-ہر اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو طعنہ زن اور عیب جُو ہے۔ ۲-جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ ۳-وہ سمجھ رہا ہے کہ اس کا مال اسے دوام بخشے گا۔ ۴-ایسا ہرگز نہیں ہم ضرور بالضرور اسے حُطَمہ میں ڈالیں گے۔ ۵-اور آپ کو کیا معلوم کہ حُطَمہ کیا ہے؟ ۶-وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ ۷-جو بڑھ کر دلوں تک پہنچ جائے گی۔ ۸-وہ آگ ان لوگوں پر ہر طرف سے بند کر دی جائے گی۔ ۹-بڑے بڑے اونچے ستونوں کی شکل میں ہوگی۔

۱-وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ-

ہر اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو طعنہ زن اور عیب جُو ہے۔

ہُمَزَۃٍ- ھَمز کے اصلی معنیٰ ہیں توڑنا اور ''اللّمز'' کا مفہوم طعنہ زنی اور یہ دونوں لفظ عزّت و آبرو کو طعنہ زنی اور عیب جوئی سے ختم کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

تفسیر قمّی میں ہے فرمایا ''ھُمَزَۃٍ'' وہ شخص ہے جو لوگوں پر طعنہ زنی کرتا ہے آوازیں کستا ہے اور آنکھوں اور پلکوں سے اشارے کرتا ہے اور محتاجوں کی ذلّت وحقارت کا خواہاں ہوتا ہے اور اللہ کا قول ''لُّمَزَۃٍ'' وہ شخص جو اپنی گردن اور سر کو حرکت دیتا ہے اور جب کسی فقیر یا سائل کو دیکھتا ہے تو آگ بگولا ہو جاتا ہے۔[1]

(۱) تفسیر قمّی ج ۲ ص ۴۴۱

presented by Ziaraat.com

۲-اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ-

جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا اس مال کو حادثات کے لیے ذخیرہ بنا لیا ہے یا ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ اسے ذخیرہ بناتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اُس نے اسے گنا اور شمار کیا اور رکھ دیا۔[۱]

۳-یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ- وہ سمجھ رہا ہے کہ اس کا مال اسے دوام بخشے گا۔

اسے دنیا میں ہمیشہ کے لیے رہنے دے گا۔

۴-كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ- ایسا ہرگز نہیں ہم ضرور بالضرور اُسے ''حُطَمہ'' میں ڈالیں گے۔

تفسیر قمی میں ہے ''اَلْحُطَمَةِ'' وہ آگ جو ہر شے کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گی۔[۲]

۵-وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ- اور آپ کو کیا معلوم ''حُطَمہ'' کیا ہے؟

۶-نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ- وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔

جسے اللہ تعالیٰ نے خود روشن کیا ہے اور اللہ نے جسے روشن کر دیا اس کا غیر اسے بجھانے اور خاموش کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

۷-اَلَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ- جو چڑھ کر دلوں تک پہنچ جائے گی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ وہ آگ دلوں پر بھڑک رہی ہے۔[۳]

۸-اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ-

وہ آگ ان لوگوں کے لیے ہر طرف سے بند کر دی جائے گی۔

فرمایا ''مطبقة'' وہ اوپر سے ڈھانک دی جائے گی۔[۴]

۹-فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ- بڑے بڑے ستونوں کی شکل میں ہوگی۔

یعنی ان لوگوں کو بڑے بڑے ستونوں میں مضبوطی سے باندھ دیا جائے گا تفسیر قمی میں ہے فرمایا جب ستونوں کو اُن پر پھیلا دیا جائے گا تو بخدا وہ دائم رہے گا۔[۵]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص بھی سورۂ ''وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ'' اپنی فرض نمازوں میں سے کسی فرض نماز میں پڑھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے فقر و فاقے سے دور رکھے گا اور اس کے رزق کو فراواں کر دے گا اور وہ اس سے بری قسم کی موت کو دور کر دے گا۔[۶]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۱

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۱ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۲

(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۲ (۶) ثواب الاعمال ص ۱۲۶ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۳۶

presented by Ziaraat.com

سورۂ الفیل

سورۂ فیل مکّۂ مکرمہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں ۵ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ﴿۱﴾ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ﴿۲﴾ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ﴿۳﴾ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ﴿۴﴾ فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ﴿۵﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا؟ ۲-کیا ان کے مکروفریب کو باطل نہیں کیا۔ ۳-اور اُس نے اُن پر پرندوں کے جھُنڈ کے جھُنڈ بھیج دیے۔ ۴۔ جو ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔ ۵-پھر انھیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح بنا دیا۔

۱-اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ-

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا؟

۲-اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ- کیا ان کے مکروفریب کو باطل نہیں کر دیا۔

کہ وہ کعبہ کو منہدم کرنا چاہتے تھے اللہ نے انھیں تباہ و برباد کر دیا اور کعبہ کی شان کو محترم و معظّم رکھا۔

تَضۡلِیۡلٍ کے معنیٰ ہیں برباد کرنا اور باطل قرار دینا۔

۳-وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ- اور اُس نے ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھُنڈ بھیج دیے۔

اَبَابِیۡلَ کے معنیٰ ہیں جماعت۔ جھُنڈ۔

۴-تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ- جو ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔

سِجِّیۡلٍ ایسی مٹی جو پختہ ہو یہ لفظ سنگِ گل کا مُعَرّب ہے۔

۵-فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ-

پھر انھیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح بنا دیا۔

کھیتی کے ایسے پتے کی طرح جس میں کھانے والے گھس آئے ہوں۔ یا یہ کہ دانہ کھالیا گیا ہو اور اس کا چھلکا باقی رہ گیا ہو یا ایسا بھوسہ جسے چوپایوں نے کھایا ہو۔

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں ہے فرمایا یہ سورۂ ان حبشیوں کے بارے میں نازل ہوا جو ہاتھی لے کر آئے تھے کہ اس کے ذریعے کعبہ کو منہدم کر دیں گے جب وہ اس ہاتھی کو مسجد کے دروازے کے قریب لائے تو حضرت عبدالمطلب نے ان سے کہا اے فیل کیا تو جانتا ہے یہ تجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ تو اس نے سر کے اشارے سے کہا نہیں حضرت عبدالمطلب نے فرمایا یہ تجھے اس لیے لائے ہیں تا کہ تو ''کَعْبَۃُ اللّٰہ'' کو منہدم کر دے کیا تو ایسا کرے گا تو ہاتھی نے سر ہلا کر کہا نہیں حبشہ نے بہت کوشش کی یہ ہاتھی مسجد میں داخل ہو جائے لیکن اس نے داخل ہونے سے انکار کر دیا ان لوگوں نے ہاتھی پر تلواروں سے حملہ کیا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے فرمایا ایک دوسرے کے پیچھے ''تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ'' جو اُن پر پکی ہوئی مٹّی کے پتھر پھینک رہے تھے فرمایا کہ ہر پرندہ تین پتھر لیے ہوئے تھا ایک پتھر چونچ میں اور دو پتھر پنجوں میں اور وہ پرندے ان لوگوں کے سروں پر پھڑ پھڑا رہے تھے اور ان کے سروں پر پتھر پھینک رہے تھے جو ان کے بھیجوں سے داخل ہو کر ان کے پچھلے حصّے سے نکل جاتا تھا اور ان کے جسم کو توڑ پھوڑ رہا تھا تو وہ ہو گئے جیسا فرمایا ہے ''کَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ'' کھائے ہوئے بھوسے کی طرح فرمایا ''کَعَصْفٍ'' بھوسے کو کہتے ہیں اور ''مَّاْكُوْلٍ'' اسے کہتے ہیں جو کھانے کے بعد بچ رہے۔(۱)

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے دو روایتیں مروی ہیں جو اسی مفہوم کی حامل ہیں کچھ اضافے اور ان الفاظ کے اختلاف کے ساتھ۔ان میں سے ایک روایت میں کہا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن پر اُن پرندوں کو بھیجا جو ابابیل کی طرح تھیں ان کی چونچوں میں پتھر مسور کی دال جتنا تھا وہ کسی آدمی کے سر کے مقابل میں آتی تھیں پھر اس پتھر کو سر پر روانہ کر دیتی تھیں اور وہ پتھر اُن کی دُبر (پچھلے حصّے) سے نکل جاتا تھا ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا سوائے ایک شخص کے جو بھاگ گیا تھا اس نے جو کچھ دیکھا تھا وہ لوگوں سے بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اُن پرندوں میں سے ایک پرندہ اس کے سر پر منڈلایا اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا یہ پرندہ انھی میں سے ہے پرندہ اس کے مقابل میں آیا پھر اس پر پتھر گرایا وہ سر پر گرا اور دُبر سے نکل گیا اور وہ شخص مر گیا۔(۲)

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اللہ تعالیٰ کے قول: وَّاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایک نیچی اڑان والا پرندہ تھا جو سمندر کی جانب سے آیا تھا ان پرندوں کے سر درندوں کے سروں جیسے تھے اور ان کے پنجے درندوں کے پنجوں کی طرح تھے اور ہر پرندے کے پاس تین پتھر تھے دو پتھر پنجوں میں اک پتھر چونچ میں وہ پرندے پتھروں کو پھینک رہے تھے یہاں تک لوگوں کے جسموں کو چیچک زدہ بنا دیا اور اُنھیں مار ڈالا اور اس سے پہلے وہاں کبھی چیچک دیکھنے میں نہیں آئی تھیں اور نہ ہی انھوں نے اس سے پہلے ایسے پرندے دیکھے تھے اور نہ ہی اس کے بعد دیکھے فرمایا اور اُس دن ان میں سے جو نکل بھاگا وہ جب

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۲ (۲) الکافی ج ۲ ۲۱۶۴ ح ۲

presented by Ziaraat.com

''حضر موت'' تک پہنچے اور وہ یمن کے نیچے ایک وادی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سیلاب کو روانہ کیا اور ان سب کو غرق کر دیا فرمایا کہ اس وادی میں لوگوں نے آج سے پہلے پندرہ سال سے پانی نہیں دیکھا تھا فرمایا اسی وجہ سے اس کا نام ''حضر موت'' رکھا گیا کہ جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب کے سب مر گئے۔[۱]

کتاب علل الشرائع میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ابرہہ بن یکسوم ہاتھی کو لے کر بیت اللہ الحرام آیا تا کہ اُسے منہدم کر دے یہ واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے پیش آیا حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ اس گھر کا مالک ہے جو اس کی حفاظت کرے گا پھر آپ نے اہلِ مکہ کو جمع کیا پھر دعا طلب کی یہ اس کے بعد کا واقعہ ہے جب سیف بن ذی یزن نے خبر دی تھی ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے جو ان لوگوں پر پتھر پھینک کر مکہ اور اہلِ مکہ کا دفاع کر رہے تھے۔[۲]

امالی میں یہ قصہ کچھ اضافے کے ساتھ موجود ہے۔[۳]

کہا گیا ہے سبب یہ تھا کہ ابرہہ بن صباح الاشرم بادشاہِ یمن نے اصحمہ نجاشی کی جانب سے صنعاء میں ایک گرجا گھر (کلیسا) بنا دیا تھا جس کا نام قُلَیس رکھا تھا اور یہ ارادہ کیا تھا کہ حاجیوں کا رُخ اس کی طرف پھیر دے تو کنانہ کا ایک شخص نکلا اور اس میں رات کے وقت رفع حاجت کر لی اس بات نے اُسے غضب ناک کر دیا تو اس نے قسم کھائی کہ وہ کعبہ کو منہدم کر کے رہے گا وہ اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور اس کے ساتھ ایک طاقت ور ہاتھی بھی تھا جس کا نام محمود تھا آخر قصہ تک۔[۴]

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص بھی اپنی فرض نمازوں میں ''اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ'' پڑھے گا تو قیامت کے دن ہر ہموار زمین پہاڑ اور مٹی کا ڈھیلا گواہی دے گا کہ یہ نمازی تھا اور قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا کہ تم سب نے میرے بندے کے بارے میں سچ کہا ہے میں نے تمھاری گواہی کو اس کے بارے میں اور اس کے لیے قبول کر لی اسے جنت میں داخل کر دو اور اس کا حساب کتاب نہ کرو یہ ان لوگوں میں سے ہے اللہ جسے دوست رکھتا ہے اور اس کے عمل کو پسند فرماتا ہے اور پہلے یہ بات گزر چکی ہے اس سورے کو سورۂ قریش کے ساتھ ملا کر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔[۵]

تفسیر مجمع البیان اور عیاشی میں صادقین میں کسی ایک سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ''اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ'' اور ''لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ'' ایک ہی سورۂ ہے۔[۶]

فرمایا اور روایت ہے کہ ابی بن کعب نے اپنے مصحف میں ان سورتوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رکھا تھا۔[۷]

---

(۱) الکافی ج ۸ ص ۸۴ ح ۴۴

(۲) قرب الاسناد ص ۳۱۹ ح ۱۲۲۸ و بحار الانوار ج ۱۷ ص ۲۲۶ ح ۱۱ الخرائج روانڈی ج ۱ ص ۱۱۴ ح ۱۸۹

(۳) امالی شیخ طوسی ص ۸۰ ح ۱۲۰/۲۹ مجلس سوم (۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۷۶

(۵) ثواب الاعمال ص ۱۲۶ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۳۹ (۶) و (۷) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۴

presented by Ziaraat.com

سورۂ القریش

سورۂ قریش مکّی سورۂ ہے اور اس سورہ میں ۴ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ﴿۲﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۧ﴿۴﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-قریش کو مانوس کرنے کے لیے۔ ۲-انھیں مانوس کرنے کے لیے موسم سرما اور موسم گرما کے سفر سے۔ ۳-پس انھیں چاہیے کہ وہ عبادت کریں اس گھر کے رب کی۔ ۴-جس نے انھیں بھوک کے وقت کھانا کھلایا اور خوف سے امن بخشا۔

۱-لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ-

قریش کو مانوس کرنے کے لیے۔

اور یہ جملہ اللہ کے قول ''فَلْيَعْبُدُوْا'' سے متعلق ہے یا ''كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ'' سے۔

یا کسی فعل محذوف سے اُس کا تعلق ہے۔

۲-اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ-

انھیں مانوس کرنے کے لیے موسم سرما اور موسمِ گرما کے سفر سے۔

۳-فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ-

پس انھیں چاہیے کہ وہ عبادت کریں اس گھر کے رب کی۔

۴-الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ-

جس نے انھیں بھوک کے وقت کھانا کھلایا اور خوف میں امن بخشا۔

تفسیر قمیؒ میں ہے فرمایا یہ سورۂ قریش کے بارے میں نازل ہوا اس لیے کہ ان کے معاش کا دارومدار دو رحلتوں پر موقوف تھا۔ موسمِ سرما میں یمن کی جانب رحلت (سفر) کرنا اور موسم گرما میں شام کی طرف رحلت (سفر) کرنا وہ مکّہ مکرمہ سے چمڑا، کھال اور عمدہ جواہرات اور سمندر کے کنارے جو فلفل (سیاہ مرچ) وغیرہ پائی جاتی تھی اسے لے جاتے تھے اور وہ شام سے کپڑے اور باریک آٹا اور مختلف اناج خریدتے تھے اور وہ اپنے

presented by Ziaraat.com

راستوں میں نہایت الفت وانس قائم رکھتے اور جب بھی سفر کرتے ہر سفر میں قریش کے رؤسا میں سے کسی کو اپنا سردار بناتے اور ان کا معاش اسی سفر پر منحصر تھا جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا تو پھر وہ اس بات سے مستغنی ہوگئے اس لیے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنے جانے لگے اور انھوں نے خانۂ کعبہ کا حج شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ

اب انھیں شام کی طرف سفر کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ اور انھیں راستے کے خوف سے امن وامان بخش دیا گیا۔[1]

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ اسلام سے مروی ہے کہ جو شخص "لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ" کی زیادہ تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن جنت کی سواریوں میں سے ایک سواری پر مبعوث کرے گا یہاں تک کہ وہ ان شاءاللہ قیامت کے دن نور کے دستر خوان پر بیٹھے گا۔[2]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۴

(۲) ثواب الاعمال ص ۱۲۶ ح ۱ ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۳۹ فضل سورۂ الفیل

www.ziaraat.com

presented by Ziaraat.com

سورۂ الماعون

سورۂ ماعُون اور اس کا دوسرا نام سورۂ اَرَاَیْتَ بھی ہے یہ سورۂ مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اس سورہ میں ۷ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧ ع ۱ ۳۲

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-اے نبی کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو جزا کو جھٹلاتا ہے۔ ۲-یہ تو وہی ہے جو یتیموں کو دھکے دیتا ہے۔ ۳-اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ ۴-پس افسوس ہے ایسے نماز گزاروں کے لیے۔ ۵-جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں۔ ۶-جو ریا کاری کرتے ہیں۔ ۷-اور اشیائے ضرورت دینے سے گریزاں ہیں۔

۱-اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ- اے نبی کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو جزا کو جھٹلاتا ہے۔

الدین کے معنیٰ ہیں جزا۔

تفسیر قمی میں ہے یہ سورۂ ابوجہل اور کفار مکّہ کے بارے میں نازل ہوا ہے۔(۱)

۲-فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ-

یہ تو وہی ہے جو یتیموں کو دھکّے دیتا ہے فرمایا اسے دور کرتا ہے، ہٹاتا ہے، دھکّے دیتا ہے اسے حق سے دور رکھتا ہے۔(۲)

کہا گیا ہے کہ ابوجہل ایک یتیم کا وصی تھا وہ برہنہ حالت میں آیا اور اس سے اپنا مال طلب کیا اس نے اُسے دھکّا دے کر بھگا دیا اور ابوسفیان نے بکریوں کو ذبح کیا کسی یتیم نے گوشت طلب کیا تو اس نے اس یتیم کو ڈنڈے سے مارا۔(۳)

۳-وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ- اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۴ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۴ (۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۷۸

presented by Ziaraat.com

وَلَا يَحُضُّ اور ترغیب نہیں دیتا مسکین کو کھانا کھلانے کی۔

اس لیے کہ جزا پر اس کا یقین نہیں ہے اسی لیے جملہ کی ترتیب یہ ہے کہ ''يُكَذِّبُ'' کے بعد حرف ''فا'' لایا گیا ''فَذٰلِكَ الَّذِيْ'' یہ وہی ہے۔

۴-فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ- پس افسوس ہے ایسے نماز گزاروں کے لیے۔

''فا'' جزائیہ ہے۔

یعنی جب جزا کو جھٹلانے کی وجہ سے یتیم اور مسکین کی کوئی پرواہ نہیں ہے تو پھر نماز میں سہو جو دین کا ستون ہے اور ریا کاری۔

زکوٰۃ سے روکنا اس کا زیادہ حق دار ہے لہٰذا اس کے لیے ''ویل'' کو مرتب کیا گیا۔

۵-الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ- جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں۔

سَاهُوْنَ- غافل رہتے ہیں اس کی کوئی فکر نہیں کرتے۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا اس سے مراد ''تَارِكُ الصَّلَاةِ'' بے نمازی ہے اس لیے کہ ہر انسان نماز میں سہو کرتا ہے۔[۱]

تفسیر مجمع البیان میں عیاشی سے روایت ہے اور وہ امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا یہ شیطانی وسوسہ ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا نہیں ایسا تو ہر ایک کے ساتھ ہوتا ہے البتہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز میں غفلت برتتا ہے اور اوّل وقت میں نماز ادا نہیں کرتا۔[۲]

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نماز کو اوّلِ وقت میں ادا نہ کرنا بغیر کسی عذر کے۔[۳]

کتاب خصال میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ کوئی عمل بھی اللہ کو نماز سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں ہے لہٰذا دنیاوی امور میں سے کوئی چیز بھی تمھیں اُس سے غافل نہ کردے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوموں کی مذمت کی ہے اور فرمایا ہے: الذین ھم عن صلاتھم ساھون

یعنی وہ لوگ غافل ہیں وہ اس کے اوقات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ اسے حقیر سمجھتے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔[۴]

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اس سے مراد نماز کو چھوڑ دینا اور اس میں سستی و کاہلی کرنا ہے۔[۵]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۴ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۸

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۴ (۴) الخصال ص ۶۲۱ ح ۱۰ باب ۴۰۰

(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۸

presented by Ziaraat.com

مجمع البیان میں اور کتاب کافی میں امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد اسے ضائع کرنا ہے۔[۱]

۶-اَلَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ- جو ریا کاری کرتے ہیں۔

لوگوں کو دکھانے کے لیے نمازیں پڑھتے ہیں تا کہ وہ ان کی تعریف کریں۔

تفسیر مجمع البیان میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ منافقین ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ نمازیں پڑھ بھی لیں تو انھیں کسی قسم کے ثواب کی امید نہیں ہے اور اگر نمازیں چھوڑ دیں تو انھیں کسی طرح کے عذاب کا خوف نہیں ہے لہٰذا وہ اس سے غافل رہتے ہیں یہاں تک کہ وقت چلا جاتا ہے جب وہ مومنین کے ساتھ ہوتے ہیں تو ریا کاری کے طور پر نمازیں پڑھتے ہیں اور جب اُن کے ساتھ نہیں ہوتے تو پھر نماز نہیں پڑھتے اور یہ اللہ کا قول ہے: اَلَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ۔[۲]

۷-وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ-

اور اشیائے ضرورت دینے سے گریزاں ہیں تفسیر قمی میں ہے جیسے چراغ 'آگ' خمیر اور اسی جیسی چیزیں لوگوں کو جن کی ضرورت ہوتی ہے۔[۳]

فرمایا اور ایک روایت میں ہے یعنی خمس وزکوٰۃ۔[۴]

تفسیر مجمع البیان میں علی علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد واجب زکوٰۃ ہے۔[۵]

اور روایت مرفوع میں ہے اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جسے لوگ ''عارتہً'' لیتے دیتے ہیں جیسے ڈول اور کلہاڑی، تیشہ اور جسے منع نہیں کیا جا سکتا جیسے پانی اور نمک۔[۶]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اس سے مراد قرض ہے جسے تم دیتے ہو اور وہ نیکی ہے جسے تم بجا لاتے ہو اور گھر کا ساز و سامان جسے تم ''عارتہً'' دیتے ہو اور اسی کے ذیل میں زکوٰۃ بھی آتی ہے کہا گیا کہ ہمارے پڑوسی ہیں جب ہم انھیں کوئی چیز عاریۃً دیتے ہیں تو وہ اسے توڑ دیتے ہیں خراب کر دیتے ہیں تو کیا انھیں منع کرنے پر ہم گناہ گار ہوتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا نہیں اگر وہ لوگ ایسا کرتے ہیں تو پھر انھیں منع کرنے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔[۷]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی سورۂ ''اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ'' اپنی فرض اور نافلہ نمازوں میں پڑھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی نماز اور روزوں کو قبول کرے گا اور اس نے اپنی دنیاوی زندگی میں جو کچھ کیا ہوگا اس کے بارے میں حساب کتاب نہیں کرے گا۔[۸]

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۸ والکافی ج ۳ ص ۲۶۸ ح ۵ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۷
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۴ (۴) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۴
(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۸ (۶) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۸
(۷) الکافی ج ۳ ص ۴۹۸ ح ۸ (۸) ثواب الاعمال ص ۱۲۶ ح ۱ ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۶

presented by Ziaraat.com

سورۂ الکوثر

سورۂ کوثر مکی سورۂ ہے اور کہا گیا ہے کہ مدینۂ منورہ میں نازل ہوا اس سورہ میں ۳ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳ ع ۱/۳۳

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱۔بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے۔ ۲۔تو آپ کو چاہیے کہ اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔ ۳۔یقیناً آپ کا دشمن بے نام ونشان ہوگا۔

۱۔اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے۔

الْكَوْثَرَ کے معنیٰ ہیں وہ خیر و جو کثرت میں حد سے بڑھ گیا ہو اس کی تفسیر کی گئی ہے علم، عمل، نبوت، کتاب دونوں جہانوں کا شرف اور پاک و پاکیزہ ذرّیت سے۔

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد شفاعت ہے۔[۱]

اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد جنت کی ایک نہر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اُن کے صاحبزادے کے بدلے میں عطا فرمایا تھا۔[۲]

تفسیر قمی میں ایسی ہی روایت موجود ہے۔[۳]

کتاب امالی میں ابن عباس سے مروی ہے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ''اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ'' کا سورۂ نازل ہوا تو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اُن سے دریافت کیا یا رسول اللہ ''کوثر'' کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ایک نہر ہے جسے اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے حضرت علی علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ یہ نہر تو نہایت اعلیٰ اور اشرف ہے آپ اس کے اوصاف بیان کیجیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اے علی ''الکوثر'' وہ نہر ہے جو عرشِ باری عزّ اسمہ کے نیچے جاری ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مکھن سے زیادہ نرم ہے اس کے سنگریزے زمرّد یا قوت اور مرجان ہیں اور اس کی گھاس زعفران ہے اور اس کی مٹّی مشک وعنبر ہے اور اس کی بنیادیں عرش الٰہی عزوجل کے نیچے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے پہلو پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے علی یہ نہر میرے اور تمھارے لیے ہے اور میرے بعد

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۹ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۹ (۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۵

presented by Ziaraat.com

تمھارے محبّین کے لیے ہے۔[۱]

تفسیر مجمع البیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جب یہ سورۂ نازل ہوا تو آپ سے سوال کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا یہ ایک نہر ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس خیر کثیر کا مجھ سے وعدہ فرمایا تھا اور یہ میرا حوض ہے جس پر روز قیامت میری امّت کو لایا جائے گا میں نے دیکھا کہ ان کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہے ان میں سے ایک پوری نسل کو ہٹا دیا جائے گا میں کہوں گا پرور دگارا یہ تو میری امّت کے لوگ ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا. جائے گا آپ کو نہیں معلوم انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا گل کھلائے ہیں۔[۲] (الف)

کتاب خصال میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور میری عترت میرے ساتھ حوضِ کوثر پر ہوگی لہٰذا جو ہماری جانب قصد کرتا ہے تو اسے ہماری بات ماننی چاہیے اور ہمارے عمل کو اپنانا چاہیے اس لیے کہ ہر اہل بیت میں کچھ نجیب ہوتے ہیں اور ہمارے نجیب (شریف الاصل) ہیں اور ہمارے لیے شفاعت ہے اور ہم سے مودّت کرنے والوں کے لیے شفاعت ہے لہٰذا حوض پر ہم سے ملاقات کرنے کے لیے ہمّت وکوشش کرو اس لیے کہ ہم حوض سے اپنے دشمنوں کو ہٹادیں گے اور اپنے اَحِبّاء (دوستوں) اور اولیاء کو اس سے سیراب کریں گے جو بھی اس سے ایک گھونٹ پی لے گا تو اس کے بعد کبھی پیاسا نہ رہے گا ہمارے حوض میں دو شاخیں ہوں گی جو جنت سے جارہی ہوں گی ان میں سے ایک کا نام تسنیم ہے اور دوسری مَعین ہے اس کے دونوں کناروں پر زعفرَان ہے اور اس کی کنکریاں لولو (موتی) ہے اور وہ کوثر ہے۔[۳]

۲- فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ- تو آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی دیں آپ نماز میں مداومت کریں اسے دوام بخشیں۔

وَانْحَرْ کا مفہوم مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے کے مقابل بلند کریں۔[۴]

اور ایک روایت میں ہے فرمایا اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر ایسے کرو یعنی نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو قبلہ

---

(۱) امالی شیخ طوسی ص ۶۹-۷۰ ح ۱۰۲/ ۱۱ مجلس سوم (۲) تفسیر مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۷۹

(الف) صحیح نجازی ج ۷ ص ۲۰۷ میں اَنَس سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس جو کچھ لوگوں کو حوض پر لایا جائے گا میرے اصحاب ہوں گے جب میں انھیں پہچانوں گا تو وہ میرے سامنے سے ہٹا دیے جائیں گے میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں تو جواب ملے گا آپ نہیں جانتے انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے۔ اور ابوسعید کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں کہوں گا یہ تو مجھ سے ہیں تو کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا گل کھلائے ہیں تو میں کہوں گا سحقا سحقا لمن غیرّ بعدی اللہ کی رحمت سے دوری ہو اللہ کی رحمت سے دوری ہو جنھوں نے میرے بعد تبدیلی کی ہے۔

اور ایسی ہی روایت سہل بن سعد سے بخاری ج ۸ ص ۸۷ پر مختلف ابواب میں ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ کچھ اصحاب مرتد ہو گئے اور پچھے پیروں پر پلٹ گئے تھے۔

(۳) الخصال ص ۶۲۴ ح ۱۰ باب ۴۰۰ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۵۰

presented by Ziaraat.com

رُخ بلند کرو۔[۲]

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب یہ سورۂ نازل ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ وہ نحیرہ کیا ہے میرے رب نے مجھے جس کا حکم دیا ہے۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا وہ نحیرہ (اونٹ کو ذبح کرنا) نہیں ہے البتہ آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ جب آپ نماز کے لیے آمادہ ہوں تو دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے تکبیر الاحرام کہیں اور جب رکوع کریں اور جب رکوع سے سر اٹھائیں اور جب سجدے میں جائیں تو تکبیر کہیں اور کانوں تک ہاتھ کو بلند کریں کیوں کہ یہی ہماری اور فرشتوں کی نماز ہے ساتویں آسمان میں اس لیے کہ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت یہ ہے کہ ہر تکبیر کے وقت ہاتھوں کو بلند کیا جائے۔[۳]

کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا ''النحر'' کا مفہوم نماز میں سیدھا کھڑا ہونا ہے یعنی یہ کہ اس کی کمر اور اس کا سینہ سیدھا ہو۔[۴]

میں (فیض کاشانی) کہتا ہوں تفسیر عامہ میں ہے کہ نماز سے مراد عید کی نماز ہے اور نحر سے مراد قربانی کا جانور ذبح کرنا اور قربانی دینا ہے۔[۵]

۳۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ یقیناً آپ کا دشمن بے نام ونشان ہوگا۔

شَانِئَكَ سے مراد آپ سے بغض رکھنے والا۔ آپ کا دشمن۔

الْاَبْتَرُ۔ منقطع النسل جس کی نسل آگے نہ بڑھے نہ اُس کی نسل آگے اور نہ ہی اس کا ذکر کیا جائے لیکن اے نبی جہاں تک آپ کا تعلق ہے تو آپ کی ذریّت اور آپ کی اچھی شہرت اور آپ کے فضل وکرم کے آثار قیامت تک باقی رہیں گے اور آخرت میں آپ کو وہ کچھ ملے گا جس کی توصیف بیان نہیں کی جاسکتی۔

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں عمرو بن العاص اور حکم بن العاص موجود تھے عمرو نے کہا ''یا ابالا بتر'' اے ابتر کے باپ اور زمانۂ جاہلیت میں جس کی اولاد یعنی بیٹا نہ ہو اسے ''ابتر'' کہا جاتا تھا۔ پھر عمرو نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی رکھتا ہوں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ نازل فرمایا ''اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ'' یعنی آپ کا دشمن ابتر ہوگا یعنی نہ اس کا دین ہوگا اور نہ ہی نسب ہوگا۔[۱]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی ''اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ'' پڑھے گا اپنی فرض اور نافلہ نمازوں میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے قیامت کے دن حوض کوثر سے سیراب فرمائے گا اور اس سورہ کا بیان کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ''طوبیٰ'' کی بنیاد میں ہوگا۔[۲]

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۵۰ (۲) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۵۰ (۳) الکافی ج ۳ ص ۳۳۶-۳۳۷ ح ۹

(۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۷۸ (۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۵

(۶) ثواب الاعمال ص ۱۲۶-۱۲۷ سورۂ کوثر کی تلاوت کا ثواب ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۴۸

presented by Ziaraat.com

سورۂ الکافرون

سورۂ کافرون اور اس کا دوسرا نام سورۂ حمد بھی ہے ابن عباس اور قتادہ، سے مروی ہے کہ یہ مدنی سورہ ہے لیکن کچھ کے نزدیک مکی سورۂ ہے۔ اس سورہ میں ۶ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَ لِیَ دِیۡنِ ﴿۶﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت مشفق ہے۔

۱۔فرما دیجیے اے کافرو! ۲۔میں ان بتوں کی عبادت نہیں کروں گا تم جنھیں پوجتے ہو۔ ۳۔اور نہ ہی تم اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں۔ ۴۔اور نہ میں اس کی عبادت کرنے والا ہوں تم جس کی پوجا کرتے ہو۔ ۵۔اور نہ ہی تم اس کی عبادت کرنے والے ہو میں جس کی عبادت کرتا ہوں۔ ۶۔تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

۶۔لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَ لِیَ دِیۡنِ۔

تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔

نہ تم اپنا دین چھوڑ رہے ہو اور نہ ہی میں اپنا دین چھوڑوں گا۔

کتاب امالی میں مروی ہے کہ قریش کے کچھ افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جن میں عتبہ ابن ربیعہ، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ اور عاص بن سعد تھے انھوں نے کہا اے محمد آیئے ہم اس کی عبادت کرتے ہیں جس کی آپ عبادت کرتے ہیں اور آپ عبادت کریں اس کی جس کی عبادت ہم کرتے ہیں تو اس طرح ہم اور آپ اس امر میں شریک ہو جائیں گے پس اگر ہم حق پر ہوئے تو آپ کو اس میں سے کچھ حصہ مل جائے گا اور اگر آپ حق پر ہوں گے تو ہمیں اس میں سے کچھ حصہ مل جائے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو نازل فرمایا۔[۱]

کہا گیا ہے کہ مکرر لانے کی وجہ یہ ہے کہ پہلا لا اعبد مستقبل کے معنیٰ دے رہا ہے اور لا داخل نہیں ہوتا مگر

(۱) امالی شیخ طوسی ص ۱۹۔۲۰ ح ۲۲/۲۲ مجلس اوّل

presented by Ziaraat.com

صرف مضارع پر جو استقبال کے معنیٰ دیتا ہے اور دوسرا فعل ما اعبد حال یا گزشتہ کے معنیٰ دے رہا ہے۔[۱]

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ ابوشاکر دیصانی نے ابوجعفر احول سے اس بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ کیا کوئی حکیم ایسی بات کہہ سکتا ہے اور وہ یکے بعد دیگرے اسے دہراتا رہا احول کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا وہ مدینہ منوّرہ گیا اور امام صادق علیہ السلام سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سورہ کا سبب نزول اور جملوں کی تکرار اس لیے ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ ایک سال ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور ہم ایک سال آپ کے معبود کی عبادت کریں گے پھر آپ ہمارے معبودوں کی ایک سال عبادت کریں گے اور ہم ایک سال آپ کے معبودوں کی عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں کے قول کے مطابق جواب دیا الحدیث۔[۲]

کتاب ثواب الاعمال میں اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو بھی ''قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' اور سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اپنی واجب نمازوں میں سے کسی واجب نماز میں پڑھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی اور اُس کے والدین کی اور اس کے اولاد کی مغفرت فرمادے گا اور اگر وہ شخص بد بخت ہوگا تو اس کا نام بدبختوں کے دفتر سے مٹا کر دیوان سعداء (نیکوں کاروں کے دفتر) میں لکھ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اُسے سعید بنا کر زندہ رکھے گا اور اس کی موت شہید کی موت ہوگی اور وہ شہید کی حیثیت سے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔[۳]

تفسیر مجمع البیان اور کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے کہا کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ ''قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' ایک چوتھائی قرآن ہے۔[۴]

اور مجمع البیان میں یہ اضافہ ہے کہ جب یہ سورۂ پڑھ کر فارغ ہو تو کہے: اَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ اَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ میں خدائے یکتا کی عبادت کرتا ہوں میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو یکتا ہے۔[۵]

مجمع البیان اور قمیؒ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب یہ سورۂ پڑھ کر فارغ ہو جاؤ تو کہو ''دینی الاسلام'' تین مرتبہ اسلام میرا دین ہے اسلام میرا دین ہے اسلام میرا دین ہے۔[۶]

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۷۹ والکشاف ج ۴ ص ۸۰۸
(۲) تفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۴۵
(۳) ثواب الاعمال ص ۱۲۷ ح ۱ ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۵۱
(۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۵۱ والکافی ج ۲ ص ۶۲۱ ح ۷
(۵) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۵۱
(۶) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۵۱ وتفسیر قمیؒ ج ۲ ص ۴۴۶

presented by Ziaraat.com

سورۂ النصر

سورۂ نصر مدینۂ منورہ میں نازل ہوا اور اس سورہ میں ۳ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ ع

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-جب اللہ کی مدد اور کامیابی آ پہنچے۔ ۲-اور اے نبی آپ دیکھ لیں کہ لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ ۳-تو پھر آپ اپنے رب کے حمد کی تسبیح کریں اور اس سے مغفرت بھی طلب کریں یقیناً وہی توبہ کا قبول فرمانے والا ہے۔

۱-اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ-

جب اللہ کی مدد آ پہنچے۔

خاص طور سے تمھارے دشمنوں کے خلاف۔

وَالْفَتْحُ اور فتح مکّہ ہو جائے۔

۲-وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا-

اور اے نبی آپ دیکھ لیں گے کہ لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔

اَفْوَاجًا- جماعتوں کی شکل میں جیسے اہلِ مکّہ۔ اہل طائف، اہل یمن اور عرب کے تمام قبائل کے لوگ۔

۳-فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ-

اللہ کی حمد کر کے اس کی پاکیزگی بیان کریں کہ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔

وَاسْتَغْفِرْهُ اور اس سے مغفرت بھی طلب کریں۔

مطیع و مُنقاد ہتے ہوئے اپنے لیے اور اپنی امّت کے لیے اس سے مغفرت طلب کیجیے۔

اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا-

یقیناً وہی توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔

تَوَّابًا- رحیما مہربان ہے۔

presented by Ziaraat.com

تفسیر قمی میں ہے فرمایا کہ یہ سورۂ منیٰ کے مقام پر حجۃ الوداع میں نازل ہوا جب یہ سورۂ نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے نفس نے مجھے موت کا پیغام دے دیا۔[۱]

کہا گیا ہے کہ یہ اس جانب رہنمائی ہے کہ دعوتِ اِسلام تمام ہوئی اور امرِ دین مکمّل ہوگیا۔[۲]

کتاب کافی اور عُیون میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو سورت نازل ہوئی وہ ''اقرأ باسم ربّك'' ہے اور سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت ''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ'' ہے۔[۳]

تفسیر مجمع البیان میں حضرت امّ سلمہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آخر عمر میں اٹھتے ہوئے، بیٹھتے ہوئے آتے اور جاتے ہوئے یہ فرمایا کرتے تھے:

سُبحَان اللهِ وبحمده أستغفر الله واتوب اليك ومنزہ ہے اللہ حمد اسی کے لیے ہے میں اللہ سے مغفرت اور توبہ کا طلب گار ہوں ہم نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے پھر آپ نے اس سورت کی تلاوت فرمائی۔[۴]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو بھی ''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ'' اپنی نافلہ نمازوں یا فرض نمازوں میں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے اس کے تمام دشمنوں پر فتح یابی عطا فرمائے گا اور جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے ساتھ ایک تحریر ہوگی جو بول رہی ہوگی جسے اللہ نے اس کی قبر کے درمیان سے نکالا ہوگا جس میں جہنّم کے پل سے امان لکھا ہوگا اور آتش جہنّم سے اور جہنّم کی بدنما آواز سے وہ روز قیامت جس چیز کے پاس سے گزرے گا وہ اسے بشارت دے گی اور اسے ہر چیز کی خبر دے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور اس شخص کے لیے دنیا میں ایسے اسباب خیر مہیّا ہو جائیں گے اس نے جن کی تمنّا بھی نہ کی ہوگی اور اس کے دل میں اُن چیزوں کا خیال بھی نہ آیا ہوگا۔[۵]

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۶-۴۴۷ (۲) بیضاوی انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۸۰

(۳) الکافی ج ۲ ص ۶۲۸ ح ۵ باب النوادر عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۶ ح ۱۲ باب ۳۰

(۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۵۴ (۵) ثواب الاعمال ص ۱۲۷ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۵۳

presented by Ziaraat.com

سورۃ المَسَد

سورۂ مَسَد جسے سورۂ اللّھب بھی کہا جاتا ہے یہ مکّی سورۂ ہے اور اس سورہ میں ۵ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۖۚ﴿۳﴾ وَّامۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ ع

ع ۱ ۵ ۳۶

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ نامراد ہوگیا۔ ۲-نہ اس کا مال اس کے کسی کام آیا اور نہ ہی اس کی کمائی۔ ۳-عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا۔ ۴-اور اس کی بیوی جو ایندھن اٹھایا کرتی تھی۔ ۵-اس کی گردن میں مونجھ کی بٹی ہوئی رسّی ہوگی۔

۱-تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ۔

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے۔

یعنی نقصان میں رہا اور ہلاکت سے دوچار ہوگیا۔

اس لیے کہ تبّاب ایسا نقصان ہے جو ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ اور تم لوگ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو (البقرہ ۱۹۵) [۱]

وَّ تَبَّ اور وہ نامراد ہوگیا۔

ایک خبر کے بعد دوسری خبر ہے یا ایک بددعا کے بعد دوسری بددعا ہے۔

۲-مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ۔

نہ اس کا مال اس کے کسی کام آیا اور نہ ہی اس کی کمائی جب اس پر ہلاکت کا نزول ہوا۔

کہا گیا ہے کہ وہ (عدسہ) سرخ پھنسی کے نکلنے سے ہلاک ہوگیا۔

نوٹ از مترجم: عربی میں لفظ عَدْسہ ہے جو سرخ پھنسی کہلاتی ہے مسور کی دال کی طرح جسم کے اوپر پھیل

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ص ۵۸۰

presented by Ziaraat.com

جاتی ہے اور یہ طاعون کی جنس سے ہوتی ہے۔

غزوۂ بدر کے واقع ہونے کے کچھ دن بعد تین دن تک مردہ حالت میں پڑا رہا یہاں تک کہ جسم نہایت شدید بد بودار ہوگیا پھر کچھ سوڈانی مزدور اجرت پر بلائے گئے جنھوں نے اُسے دفن کر دیا۔[۱]

۳- سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ-

عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا۔

۴- وَّامْرَاَتُهٗ-

اور اس کی بیوی جس کا نام اُمِ جمیل تھا جو ابوسُفیان کی بہن تھی۔

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ-

جو ایندھن اٹھایا کرتی تھی۔

کہا گیا ہے یعنی جہنّم کا ایندھن اس لیے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی میں بوجھ اٹھاتی تھی اور اس کا شوہر ابولہب رسول کو ایذاء پہنچانے کے لیے بوجھ اٹھاتا تھا۔[۲]

اور کہا گیا ہے اس سے مراد کانٹوں کا گٹھا ہے اور کانٹے دار پودے ہیں جسے وہ اٹھا کر لاتی تھی اور رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے میں پھیلا دیتی تھی۔[۳]

۵- فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ-

اس کی گردن میں مونجھ کی بٹی ہوئی رسّی ہوگی۔

مِّنْ مَّسَدٍ یعنی مِمّا مَسَدَ یعنی جو اس نے آگ سے بٹی ہوگی۔

تفسیر قمّی میں ہے ''تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ'' یعنی وہ نقصان میں رہا جب وہ قریش کے ساتھ دارالندوہ میں جمع ہوا اور ان کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا معاہدہ کیا اور اس کے پاس دولت کی فراوانی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ اس پر شعلہ فگن آگ بلند ہوگی اور اسے جلا ڈالے گی۔ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فرمایا کہ امّ جمیل جو صخر کی بیٹی تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چغل خوری کرتی تھی اور اُن کی باتیں کفار تک پہنچاتی تھی۔

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ اس نے رسول کے خلاف ایندھن جمع کیا۔

فِيْ جِيْدِهَا یعنی اس کی گردن میں ''حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ'' آگ کی بٹی ہوئی رسّی ہوگی فرمایا ابولہب کا نام عبد مناف تھا اللہ نے اس کی کنیت ابولہب سے قرآن میں ذکر کیا اس لیے مناف ایک بت تھا یہ لوگ جس کی عبادت کیا کرتے تھے۔

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۸۱ (۲) و (۳) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۸۱

presented by Ziaraat.com

تفسیر مجمع البیان میں اللہ تعالیٰ کے قول: وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ہیں (الشعراء: ۲۱۴) کے ذیل میں ابن عباس سے مروی ہے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہِ صفا پر بُلند ہوئے آپ نے فرمایا ''یاصباحاہ'' قریش اُن کے گرد مجتمع ہوگئے تو انھوں نے دریافت کیا کیا بات ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں تمھیں اطلاع دوں کہ تمھارا دشمن صبح کے وقت یا شام کے وقت تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو اس وقت تمھارا کیا ردّعمل ہوگا؟ کیا تم اس بات میں مجھے سچّا مانو گے انھوں نے جواب دیا بے شک ہم آپ کو صادق مانیں گے تو آپ نے فرمایا میں تمھیں شدید ترین عذاب سے ڈرا رہا ہوں تو اس وقت ابولہب نے کہا تھا تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہم سب کو اسی لیے بلایا تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ نازل فرمایا ''تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ'' ۔(۱)

کتاب قرب الاسناد میں امام کاظم علیہ السّلام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانیوں کے بارے میں ایک روایت میں ہے کہ امّ جمیل ابولہب کی زوجہ سورۂ لہب کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف روانہ ہوئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس وقت حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ یہ امّ جمیل نہایت غصّے میں بپھری ہوئی آپ کی طرف آرہی ہے اس کے پاس پتھر بھی ہیں اور وہ آپ کو مارنا چاہتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے گی۔

اس نے حضرت ابو بکرؓ سے سوال کیا این صاحبُك آپ کے صاحب کہاں ہیں؟

انھوں نے جواب دیا حیث شاء اللہ جہاں اللہ نے چاہا اس نے کہا میں آئی تھی اگر میں انھیں دیکھ لیتی تو ضرور مارتی انھوں نے میری ہجو کی ہے لات وعزّی کی قسم میں بھی شاعرہ ہوں اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو میں اشعار پڑھے۔

ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ اس نے آپ کو نہیں دیکھا۔

فرمایا نہیں اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان حجاب (پردہ) ڈال دیا۔(۲) (الف)

ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ جب تم ''تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ'' پڑھو تو ابولہب کے لیے بد دعا کرو اس لیے کہ وہ نبی کے جھٹلانے والوں میں سے تھا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا تھا اس نے اُن سب کی تکذیب کی تھی۔(۳)

---

(۱) مجمع البیان ج ۷-۸ ص ۲۰۶ (۲) قرب الاسناد ص ۳۲۹ ح ۱۲۲۸

(الف) ابن ابی حاتم۔ سیرت ابن ہشام نقل از تفسیر القرآن مولانا مودودی جلد ششم ص ۵۲۶-۵۲۷

(۳) ثواب الاعمال ص ۱۲۷ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۵۸

presented by Ziaraat.com

سورۂ الاخلاص

سورۂ اخلاص مکی سورۂ ہے اور اس سورے میں ۴ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱–فرما دیجیے وہ اللہ یکتا ہے۔ ۲–اللہ بے نیاز ہے۔ ۳–نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ ۴–اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔

لفظ کُفُوًا کُفُوًا اور کُفُوًا پڑھا گیا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اُن سے دریافت کیا کہ آپ کی رب کی قرابت داری کیا ہے؟ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔[۱]

کتاب کافی میں اور توحید میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اور کہا آپ اپنے رب کا نسب بیان فرمایئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دنوں تک کوئی جواب نہ دیا پھر یہ سورۂ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ نازل ہوا۔[۲]

کتاب توحید میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس سورہ کی تفسیر میں فرمایا قُلۡ اے نبی جو ہم نے آپ پر وحی کی ہے اور آپ کو آگاہ کیا ہے آپ ان حروف کو مرکب کر کے جو ہم نے آپ کے لیے پڑھا ہے آپ اُسے ظاہر کر دیجیے تا کہ اس سے وہ شخص ہدایت حاصل کر لے جو ''اَلۡقَی السَّمۡعَ وَ ہُوَ شَہِیۡدٌ (ق: ۳۷) (جو توجہ سے سنتا ہے اور وہ گواہ بھی ہے) کا مصداق ہے اور ''ہٗ'' پوشیدہ نام ہے اس سے غائب ذات کی طرف اشارہ ہے ''ہ'' اس مفہوم کی جانب متوجہ کرنا ہے جو ثابت اور موجود ہے اور ''واؤ'' اس کی طرف اشارہ ہے جو حواس سے اوجھل ہے جس طرح آپ کا ''ھذا'' کہنا اشارہ ہے ان چیزوں کی طرف جو اس کے ذریعے جس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور اس وجہ سے کہ کفار نے اپنے معبودوں کے بارے میں متنبہ کر دیا جو مشاہدہ میں آتے ہیں جن کا

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۸ (۲) الکافی ج ۱ ص ۹۱ ح ۱ والتوحید ص ۹۳ ح ۸ باب ۴

presented by Ziaraat.com

ادراک کیا جاتا ہے انھوں نے کہا یہ ہیں ہمارے معبود جن کا ادراک کیا جا سکتا ہے اور جو آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں لہٰذا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اشارہ کریں اپنے اس معبود کی طرف آپ جس کی طرف بلا رہے ہیں یہاں تک کہ ہم اسے دیکھ لیں اور اس کا ادراک کرلیں اور اس میں اسے پالیں تو اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' نازل فرمائی ''ہ'' ثابت کا ثبوت ہے اور ''و'' اشارہ ہے اس کی طرف جو آنکھوں کے ادراک سے غائب ہے اور حواس کے ذریعے جس کو چھونا ممکن نہیں اور اللہ اس بات سے بلند وبالا ہے بلکہ وہ تو اَبصار کا ادراک کرنے والا اور حواس کا مُوجد ہے۔ (۱)

پھر فرمایا اللہ کا مفہوم ہے وہ معبود جس کی ماہیت کو درک کرنے اور اس کی کیفیت کا احاطہ کرنے سے مخلوق حیران ہو اور عرب کہتا ہے اِلَہَ الرَّجُل (وہ شخص حیران ہوگیا)

جب کوئی شخص کسی چیز کے بارے میں حیران ہو جائے عملی اعتبار سے اس کا احاطہ نہ کرسکے اور ''وَلِہَ'' جب کسی چیز کی طرف ڈر کر لپکے جب کہ اس چیز سے ڈر اور خوف محسوس ہو رہا ہو اور ''اِلٰہ'' اسے کہتے ہیں جو مخلوق کے حواس سے پوشیدہ ہو۔ (۲)

امام علیہ السلام نے فرمایا ''الاَحَدُ'' کا مفہوم ہے یکتا، یگانہ ''اَلاَحَدُ'' اور ''اَلْوَاحِدُ'' یکتا اور تنہا کا مفہوم دیتا ہے ایسا یکتا جس کی کوئی نظیر نہ ہو اور توحید وحدت کا اقرار کرنا اور وہ سب سے الگ تھلگ ہونا ہے اور واحد ایسا علاحدہ اور جدا جو کسی شے سے نہ نکلا ہو اور نہ ہی کسی شے سے متحد ہو اور اسی وجہ سے انھوں نے کہا ہے کہ عدد کی بنیاد واحد سے ہے اور واحد کوئی عدد نہیں ہے اس لیے کہ واحد پر عَدَد کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ ''اثنین'' یعنی دو پر واقع ہوتا تو اس صورت میں اللہ احد کا مفہوم یہ ہوگا وہ معبود جس کے ادراک کرنے سے مخلوقات حیران و شش در ہے اور اس کی کیفیت کا احاطہ نہیں کرسکتی وہ اپنی اُلوہیّت میں منفرد اور اپنی مخلوقات کی صفات سے بلند وبالا ہے۔ (۳)

فرمایا مجھ سے بیان کیا میرے والد زین العابدین (علیہ السلام) نے اپنے والد حسین بن علی علیہما السلام سے انھوں نے فرمایا کہ الصَّمَدُ اس کو کہتے ہیں جس میں کھوکھلا پن اور درمیان میں کوئی خلا نہ ہو اور ''الصَّمَدُ'' وہ ہوتا ہے جس کی سرداری انتہائے کمال پر پہنچی ہو اور الصّمد وہ ہوتا ہے جو نہ کھاتا ہے نہ ہی پیتا ہے اور ''الصَّمَدُ'' وہ ہے جو نہ سوتا ہے اور ''الصَّمَدُ'' ایسے ہمیشہ رہنے والے کو کہتے ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا۔ (۴)

فرمایا حضرت محمد بن الحنفیہ فرمایا کرتے تھے الصَّمَدُ یعنی وہ ہستی جو فی نفسہ قائم ہے اپنے غیر سے مستغنی ہے اور دوسروں نے کہا ہے ''الصَّمَدُ'' وہ ہے جو موجود ہونے اور ختم ہو جانے سے بلند وبالا ہے اور ''الصَّمَدُ'' وہ ہے جس میں کسی قسم کا تغیّر رونما نہیں ہوتا یعنی ہم اسے تغیّر سے موصوف نہیں کرسکتے۔ (۵)

---

(۱) التوحید ص ۸۸ ح ۱ باب ۴ (۲) التوحید ص ۸۹ ذیل حدیث ۲ باب ۴
(۳) التوحید ص ۹۰ ذیل حدیث ۲ باب ۴ (۴) التوحید ص ۹۰ ح باب ۴ (۵) التوحید ص ۹۰ ح ۳ باب ۴

presented by Ziaraat.com

امام علیہ السلام نے فرمایا الصَّمَدُ اس سردار کو کہتے ہیں جس کی اطاعت کی جاتی ہے جس کے اوپر کوئی حکم دینے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے منع کرنے والا ہوتا ہے۔[۱]

فرمایا کہ حضرت علی بن الحسین علیہما السّلام سے ''الصّمد'' کے بارے مین سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ صمد وہ ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور کسی چیز کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں ہے اور اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی۔[۲]

راوی نے کہا کہ حضرت زید بن علی علیہ السلام نے فرمایا الصّمد وہ ہے کہ وہ جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے ''کُنْ'' (ہو جا) تو فیکُون (وہ ہو جاتی ہے) اور ''الصّمد'' وہ ہے کہ جس نے اشیاء کو خلق فرمایا اضداد، اشکال اور ازواج کی صورت میں اور وہ وحدت میں یکتا ہے اس کی کوئی ضد نہیں، کوئی شکل نہیں کوئی مثل نہیں کوئی نظیر اور ہمسر نہیں۔[۳]

فرمایا مجھ سے بیان کیا امام صادق علیہ السلام نے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ اہلِ بصرہ نے امام حسین علیہ السلام کو خط لکھ کر الصَّمَدُ'' کے بارے میں سوال کیا تو امام علیہ السلام نے انھیں یہ جواب دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اما بعد خبردار تم بغیر علم کے قرآن کی گہرائی میں نہ جاؤ اور نہ ہی اس بارے میں جدال کرو اور نہ ہی کوئی گفتگو کرو اس لیے کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے من قال فی القرآن بغیر علم ''فلیتبوّأ مقعدہ من النّار'' کہ جو بھی قرآن کے بارے میں بغیر علم کے کچھ کہتا ہے تو پھر اس شخص کا ٹھکانا جہنّم میں ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''الصَّمَدُ'' کی تفسیر بیان فرمائی ہے اور فرمایا ''اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ'' ۔ پھر فرمایا ''لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝'' یعنی اس نے کسی کو نہیں جنا اس سے کوئی کثیف شے نہیں نکلی یعنی اولاد اور وہ تمام کثیف اشیاء جو مخلوقات سے نکلتی ہیں اور نہ ہی کوئی لطیف شے جسے نفس اور نہ ہی اس سے پھوٹتی ہیں مختلف الخیال اشیاء جیسے اونگھ، نیند، ممنوعہ چیزیں، غم، حُزن، خوشی، ہنسی، رونا، خوف، امید، رغبت، تھکن، بھوک، سیری، وہ بلند وبالا ہے اس بات سے کہ اُس سے کوئی چیز نکلے اور اس سے کوئی شے متولّد ہو خواہ وہ کثیف ہو یا لطیف ''وَلَمْ يُوْلَدْ'' اور نہ ہی وہ کسی شے سے وجود میں آیا ہے اور نہ ہی وہ کسی شے سے نکلا ہے جس طرح کثیف اشیاء اپنے عناصر سے نکلتی ہیں اور ایک شے سے دوسری شے برآمد ہوتی ہے اور ایک چوپائے سے دوسرا چوپایہ اور زمین سے نباتات اور چشموں سے پانی برآمد ہوتا ہے اور درختوں سے پھل نکلتے ہیں اس طرح نہیں جس طرح لطیف اشیاء اپنے مرکزوں سے تعلق رکھتی ہیں جیسے بصارت آنکھوں سے سماعت کان سے سونگھنا ناک سے چکھنا مُنہ

---

(۱) التوحید ص ۹۰ ح ۳ کے ذیل میں باب ۴ (۲) التوحید ص ۹۰ حدیث ۳ کے ذیل میں باب ۴

(۳) التوحید ص ۹۰ ح ۴ باب ۴

presented by Ziaraat.com

سے اور گفتگو زبان سے اور معرفت اور تمیز دل سے اور جس طرح آگ پتھر سے نکلتی ہے ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ ایسا بے نیاز ہے جو کسی شے سے نہیں ہے اور کسی شے میں نہیں ہے اور کسی شے پر نہیں ہے وہی اشیاء کو ایجاد کرنے والا اور اُن کا خالق ہے اور اسی نے اپنی قدرت سے اشیاء کو خلق فرمایا ہے اس نے جو کچھ فنا کے لیے خلق فرمایا ہے۔ وہ اس کی مشیّت سے معدوم ہو جاتا ہے اور اس نے جس چیز کو بقا کے لیے خلق فرمایا ہے وہ اس کے علم سے باقی رہتا ہے پس وہی تمھارا ''اَللّٰهُ الصَّمَدُ'' جو ''لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ'' ہے وہ ''عالم والغیب والشهادة الکبیر المتعال'' ہے یعنی غیب وشہادت کا عالم اور بزرگ وبرتر ہے (رعد: ۹) وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور کوئی اس کا ہم سر نہیں ہے۔[1]

راوی نے کہا میں نے امام صادق علیہ السلام سے سُنا وہ فرمارہے تھے کہ فلسطین سے ایک وفد امام باقر علیہ السّلام کی خدمت میں آیا اور انھوں نے امام عالی مقام سے بہت سے مسائل دریافت کے اور امام علیہ السلام نے اُن سب کے جوابات مرحمت فرمائے پھر انھوں نے ''الصَّمد'' کے بارے میں سوال کیا تو امام باقر علیہ السلام نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''الصَّمَدُ'' کے پانچ حرف ہیں الف (ا) اللہ کی انیّت (اس کے وجود حقیقی) کی دلیل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ''شهد الله انه لا اله الّا هو'' (آل عمران: ۱۸) (خدا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں) اور یہ درحقیقت متنبّہ کرنا اور یہ اشارہ ہے کہ وہ حواس کے ادراک سے غائب ہے اور لام (ل) دلیل اس کی اُلوہیّت یعنی معبود ہونے پر یہ کہ وہ اللہ ہے اور الف ولام مدغم ہیں جس طرح وہ زبان سے ظاہر نہیں ہوئے اور کانوں میں نہیں سماتے البتہ کتابت کے وقت ظاہر ہوتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہیں کہ اس کی اُلوہیّت اس کے لطف سے مخفی ہے نہ تو حواس سے اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی وصف کرنے والے کی زبان سے اس کی توصیف ممکن ہے اور نہ ہی سننے والے کان اسے سُن سکتے ہیں۔

اس لیے کہ ''الٰہ'' کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ کی ذات وہ ہے کہ تمام مخلوق اس کی ماہیّت اور کیفیت کے محسوسات یا توھمات کے ذریعے درک کرنے سے حیران ہے بلکہ وہ تو اُوہام کا مُوجد ہے اور حواس کا خالق ہے اور اس کا کتابت کے ذریعے ظاہر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیّت کو چیزوں کی تخلیق کے ذریعے ظاہر اور آشکار کیا ہے اور لطیف ارواح کو کثیف اجسام میں مرکب کر کے واضح کیا ہے جب بندہ خود اپنی جانب نظر کرے گا تو وہ اپنی روح کو نہیں دیکھ سکے گا جس طرح ''الصَّمَدُ'' کا لام نہ تو ظاہر ہوتا ہے اور نہ ہی پانچوں حواس میں سے کسی جنس میں سماتا ہے لہٰذا وہ کتابت میں نظر کرے گا تو اس پر جو کچھ مخفی اور لطیف ہے وہ ظاہر ہو جائے گا تو جب بندہ ماہیّت باری عزاسمہ اور اس کی کیفیت کے بارے میں غور وخوض کرے گا تو وہ حیران وششدر ہو کر رہ جائے گا اور اس کی فکر کسی شے کا احاطہ نہ کر سکے گی جو اللہ کی تصویر کشی کر سکے اس لیے کہ خداوند عالم صورتوں کا

---

(۱) التوحید ص ۹۰-۹۱ ح ۵ باب ۴

presented by Ziaraat.com

خالق ہے لہٰذا جب یہ انسان اپنی تخلیق پر نظر کرے گا تو اس پر ثابت ہو جائے گا کہ وہی عزّوجلّ ان کا خالق ہے اور اسی نے ان کی ارواح کو اِن کے اجسام میں مُرکّب کیا ہے۔

اور حرف ''ص'' دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ صادِق ہے اور اس کا قول سچ ہے، اس کا کلام صِدق ہے اور اس نے اپنے بندوں کو صدق کے ذریعے صدق کی پیروی کا حکم دیا ہے اور اس نے صِدق کے ساتھ سچائی کے گھر کا وعدہ فرمایا ہے اور میم (م) اس کی ملکیت اور اقتدار کی دلیل ہے وہی بادشاہِ برحق ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا اور اس کا ملک زائل نہیں ہوگا اور حرفِ دال (د) اس کے اقتدار کے دائمی ہونے کا ثبوت ہے اور یہ کہ وہ عزّ وجلّ دائم ہے موجود ہونے اور زائل ہونے سے بلند ہے بلکہ وہ خدائے ذوالجلال اس کائنات کا موجود کرنے والا ہے جس کی تکوین (بنانے) پر ہر شے وجود پذیر ہوئی ہے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے جو علم عطا فرمایا ہے اگر میں اس کے حاملین کو (اٹھانے والے) پاتا تو میں توحید، اسلام، ایمان، دین اور شریعتوں کو صَمَد کے ذریعے نشر کرتا اور بھلا میرے لیے کیسے ممکن ہے جب کہ میرے جد امیر المومنین علیہ السلام اپنے علم کے لیے حاملین (اٹھانے والے) نہیں پائے تھے وہ ٹھنڈی سانسیں لیا کرتے تھے اور منبر پر یہ فرماتے تھے پوچھ لو قبل اس کے کہ میں تمھارے درمیان سے چلا جاؤں اس لیے کہ میرے پہلوؤں میں علم کا ایک بحرِ زخّار ہے ہائے افسوس ہائے افسوس اس کے لیے جو اس کے اٹھانے والے کو موجود نہیں پارہا آگاہ ہو جاؤ اور یہ جان لو کہ میں تمھارے لیے اللہ کی جانب سے حُجّت بالغہ ہوں لہٰذا:

لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ (الممتحنہ: ۱۳)

تم ایسی قوم سے دوستی نہ کرو اللہ جن سے غضب ناک ہوا ہے اور وہ آخرت سے مایوس ہیں جس طرح کُفّار اصحاب قبور کے جی اٹھنے سے نا امید ہیں۔

پھر امام باقر علیہ السلام نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر احسان کیا ہے اور ہمیں توفیق دی ہے اس ''اَحَدِ صَمَدٌ'' کی عبادت کی جو ''لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ'' ہے۔ اور ہمیں بتوں کی عبادت سے محفوظ رکھا ہے۔

اسی لیے کہ دائمی حمد اور باقی رہنے والا شُکر ہے اور اللہ کا قول ''لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ'' کا مفہوم یہ ہے کہ ''لَمْ يَلِدْ'' یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے جو اس کے ملک کا وارث بنے اور ''وَلَمْ يُوْلَدْ'' اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے کہ وہ اس کا والد ہو اور اس کی ربوبیت اور ملک میں اس کا شریک ہو جائے ''وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ'' اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسَر ہے جو اس کی حکومت واقتدار میں اس سے نزاع کرے۔[1]

تفسیر مجمع البیان میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ کسی شخص نے آپ سے اس سورہ کی تفسیر کے

---

(۱) التوحید ص ۹۲۔۹۳ ح ۶ باب ۴

presented by Ziaraat.com

بارے میں سوال کیا تو فرمایا ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کہہ دو وہ اللہ یکتا ہے بغیر عدد کی تاویل کے الصّمد وہ بے نیاز ہے طاقت کی تقسیم کے بغیر ''لَمْ یَلِدْ'' نہ اس کی کوئی اولاد ہے کہ وہ موروث هَالک بن جائے یعنی ایسا وارث جو ختم ہو جائے اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے کہ وہ شریک ہونے والا معبود بن جائے وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ اور نہیں ہے اُس کی مخلوق میں سے ''کُفُوًا اَحَدٌ'' کوئی بھی اس کا ہم سر۔[۱]

نہج البلاغہ میں ہے ''لَمْ یُوْلَدْ فیکون فی العِزّ مشارکاً اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے جس کی وجہ سے وہ اس کی عزّت میں شریک ہو جائے کتاب کافی میں امام سجّاد علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے توحید کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ آخری زمانے میں ایسی اقوام ہوں گی جو گہرائی میں جا کر غور وخوض کریں گی جو معاملہ فہم اور معاملہ سنج ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' اور آیات سورۂ حدید کی (۱ سے لے کر ۶ تک ''عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ'' تک) جو اس سے آگے جاننے کا قصد کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔[۲]

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے توحید کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو بھی سورۂ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھے گا اور اس پر ایمان رکھے گا تو گویا کہ اس نے توحید کی معرفت حاصل کر لی کہا گیا اسے کس طرح پڑھے فرمایا جس طرح دوسرے لوگ پڑھتے ہیں اور اس میں یہ اضافہ کرے دو مرتبہ کہے ''کذلك اللّٰه رَبّی''، ''کَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبّی'' میرا رب ایسا ہی ہے میرا رب ایسا ہی ہے۔[۳]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ سورۂ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' قرآن کا ایک تہائی (ثُلُث) ہے۔[۴]

کتاب اکمال میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا ہے کہ جو بھی سورۂ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' ایک مرتبہ پڑھے گا تو گویا کہ اس نے ایک تہائی قرآن ختم کر لیا اور جو دو بار پڑھے گا تو گویا کہ اس نے دو تہائی قرآن ختم کر لیا اور جو تین مرتبہ پڑھے گا گویا کہ اس نے مکمّل قرآن ختم کر لیا۔[۵]

کتاب ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس شخص پر ایک دن گزر جائے اور وہ اس دوران پانچ نمازیں پڑھے اور اس میں ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کا سورۂ نہ پڑھے تو اس سے کہا جائے گا اے بندۂ خدا تم نماز گزاروں میں سے نہیں ہو۔[۶]

اور امام صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جس شخص پر ایک جمعہ گزر گیا اور اس نے اس میں سورۂ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' نہیں پڑھا پھر اس پر موت واقع ہو گئی تو وہ ابولہب کے دین پر مرے گا۔[۷]

---

(۱) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۶۶ (۲) نہج البلاغہ خطبہ ۱۸۲ (۳) الکافی ج ۱ ص ۹۱ ح ۴
(۴) الکافی ج ۲ ص ۶۲۱ ح ۷ باب فضل القرآن (۵) اکمال الدین واتمام النعمۃ ص ۵۴۳ ح ۶ باب ۵
(۶) ثواب الاعمال ص ۱۲۷ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۶۱ (۷) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۶۱

presented by Ziaraat.com

سورۂ الفلق

سورۂ فلق اکثریت کے نزدیک مدنی سورۂ ہے کہا گیا ہے کہ مکّہ مکرمہ میں نازل ہوا اس سورہ میں ۵ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت مشفق ہے۔

۱-فرما دیجیے میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی۔ ۲-اور اس کی مخلوقات کے شر سے۔ ۳-اور اندھیری رات کے شر سے جب اندھیرا چھا جائے۔ ۴-اور گرہوں میں پھونک مارنے والی جادوگرنیوں کے شر سے۔ ۵-اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

۱-قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ-

فرما دیجیے میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی۔

الۡفَلَقِ۔ مایفلق عنہ یعنی جو کچھ اس سے جدا ہوتا ہے لفظ ''فَلَق'' عُرف عام میں صبح کے لیے مخصوص ہے۔ اور اسی لیے صبح سے اس کی تفسیر کی گئی ہے۔

کتاب معانی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ''فلق'' کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ آتشِ جہنّم میں ایک شگاف ہے جس میں ستّر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار بڑے سیاہ سانپ ہیں اور ہر سانپ کے منہ میں زہر کے ستر ۷۰ ہزار گھڑے ہیں جہنّموں کے لیے لازم ہے کہ اس پر سے گزریں۔[۱]

تفسیر قمی میں ہے فرمایا ''الفلق'' جہنّم میں ایک کنواں ہے جہنّم والے اس کی شدّتِ حرارت سے پناہ طلب کرتے ہیں اس نے اللہ سے مطالبہ کیا کہ اسے سانس لینے کی اجازت مل جائے اسے اجازت مل گئی اس نے سانس لی تو اس نے جہنّم کو جلا دیا۔[۲]

۲-مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ-

اُس کی مخلوقات کے شر سے۔

(۱) معانی الاخبار ص ۲۲۷ ح ۱ (۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۴۹

presented by Ziaraat.com

کہا گیا ہے کہ صرف عالَمِ خلق کو اس سے استعاذے کے لیے اس کی شرف کی وجہ سے مخصوص کیا ہے اس لیے کہ عالَمِ امر تو مکمل خیر ہے۔[۱]

۳- وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ-

اور اندھیری رات کے شر سے جب اندھیرا چھا جائے۔

غَاسِقٍ ایسی رات جس کا اندھیرا نہایت عظیم ہے جیسے اللہ کا قول ہے۔

اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ (الفجر: ۷۸)

اِذَا وَقَبَ جب اس کا اندھیرا ہر شے میں داخل ہو جائے۔

کہا گیا ہے لیل (رات) کے ساتھ مخصوص کر دیا اس لیے کہ رات کے وقت بہت زیادہ ضرر پہنچتا ہے اور اس کا دور کرنا مشکل ہوتا ہے اسی لیے کہا گیا ''اَللَّیۡلِ خُفِّیۡ لِلۡوَیۡلِ'' رات تباہ کن مصیبت کو زیادہ مخفی کر دیتی ہے۔[۲]

۴- وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ-

اور گرہوں میں پھونک مارنے والی جادوگرنیوں کے شر سے۔

نظرِ بد کے شر سے یا ان جادوگرنیوں کے شر سے جو دھاگوں میں گرہیں باندھتی ہیں اور ان پر پھونک مارتی ہیں۔ اور ''لغاثات'' کے معنیٰ ہیں پھونک مارنا لعاب کے ساتھ۔

۵- وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ-

اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

جب اس کا حسد ظاہر ہوا اور وہ اسی کے مطابق عمل کر رہا ہو اس لیے کہ اس کا ضرر اُس سے پہلے مَحسُود (جس سے حسد کیا جائے) تک نہیں پہنچے گا بلکہ اس کے ساتھ مخصوص ہو جائے کہ کیوں کہ وہ محسود کی خوشی کی وجہ سے غمگین ہو جائے گا۔

کتاب معانی میں روایت مرفوع میں وارد ہوا ہے آپ نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا ہے جب وہ اپنی آنکھیں کھولتا ہے اور وہ آپ کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے وہ وہی ہوتا ہے۔[۳]

کہا گیا ہے کہ حسد کو اللہ سے پناہ طلب کرنے کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے اس لیے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور شے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔[۴]

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب تھا کہ حسد قدر (قسمت، تقدیر) پر غالب آجاتا۔[۵]

---

(۱) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۸۳ (۲) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۸۳

(۳) معانی الاخبار ص ۲۲۷۔۲۲۸ ح ۱ (۴) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۸۳ (۵) الکافی ج ۲ ص ۳۰۷ ح ۴

presented by Ziaraat.com

طبُّ الائمہؑ میں امامِ صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لبیک یا جبرئیل علیہ السلام تو انھوں نے فرمایا کہ فلاں شخص نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کو فلاں کے کنویں میں ڈال دیا ہے آپ اس کنویں کی طرف اسے بھیجیے جو آپ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل اعتماد ہو اور آپ کی نگاہوں میں سب سے زیادہ باعظمت ہو اور وہ آپ کا نظیر و مثیل ہو فرمایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا آپ ازوان کے کنویں پر تشریف لے جائیں اس کنویں کے اندر جادو ہے جسے لبید بن اعصم یہودی نے کیا ہے تم وہ جادو مجھے لاکر دے دو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت پوری کرنے کے لیے گیا میں کنویں میں اتر گیا تو میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی جادو کی وجہ سے سنہری ہو گیا ہے میں نے جلد ہی جادو کو تلاش کرنا چاہا اور اس مقصد کے لیے میں کنویں کی تہہ میں پہنچ گیا لیکن میں جادو تک نہ پہنچ سکا میرے ساتھ جو لوگ تھے انھوں نے کہا کہ اس کنویں میں کچھ بھی نہیں ہے لہٰذا اوپر چلے جائیں میں نے جواب دیا نہیں خدا کی قسم نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ کہا ہے اور اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھاری طرح نہیں ہیں پھر میں نے نہایت باریک بینی کے ساتھ تلاش شروع کر دی تو میں نے ایک ڈبیہ نکالی میں اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے کھولو میں نے جب اسے کھولا تو کیا دیکھا کہ ڈبیہ میں کھجور کے تنے کا ٹکڑا ہے جس کے اندر رسّی ہے جس میں اٹھارہ گرہیں لگی ہوئی ہیں اور جبرئیل علیہ السلام اس روز ''معوذتین'' لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی ان سورتوں کو رسی کے اوپر پڑھو امیر المومنین علیہ السلام جب بھی ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے نبی پر جو جادو کیا گیا تھا اسے دور کر دیا اور عافیت عطا فرمادی۔ ۱؎

اور ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک آپ کے داہنی طرف بیٹھا اور دوسرا بائیں جانب بیٹھ گیا تو اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے میکائیل علیہ السلام سے پوچھا آں حضرت کی تکلیف کیا ہے؟ تو میکائیل نے کہا کہ وہ مسحور ہیں جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا کس نے ان پر جادو کیا ہے میکائیل نے کہا لبید بن اعصم یہودی نے پھر حدیث بیان کی۔ ۲؎

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے معوذتین کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کا حصّہ ہیں؟

تو آپ نے فرمایا ہاں ان دونوں سورتوں کا تعلّق قرآن کریم سے ہے تو اس شخص نے کہا کہ جو قرآن ابن مسعود کی قرأت کے مطابق ہے اس میں یہ سورتیں نہیں ہیں اور نہ ہی اُن کے مصحف میں ہیں تو امام علیہ السلام نے

---

(۱) و (۲) طب الائمہ ص ۱۱۳

presented by Ziaraat.com

فرمایا ابن مسعود نے غلطی کی ہے یا فرمایا ابن مسعود نے جھوٹ کہا ہے یہ دونوں سورتیں قرآن حکیم کا حصّہ ہیں تو اس شخص نے کہا کیا میں انھیں تحریر شدہ قرآن میں سے پڑھوں تو امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں اور فرمایا کیا تمھیں معلوم ہے کہ ''معوذّتین'' کا مفہوم کیا ہے اور کس وجہ سے انھیں نازل کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لبید بن اعصم یہودی نے جادو کر دیا تھا تو ابو بصیر نے کہا کہ ان پر جادو کے اثرات مرتب ہو رہے تھے تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی یہ محسوس کر رہے تھے کہ وہ مجامعت کر رہے ہیں لیکن وہ مجامعت نہیں کر رہے تھے اور جب وہ دروازے تک جانا چاہتے تھے تو وہ اسے دیکھتے نہ تھے البتہ ہاتھ سے اُسے چھو لیتے تھے اور جادو حق ہے یعنی جادو ہوتا ہے اور جادو آنکھ اور شرم گاہ پر مسلّط ہو جاتا ہے جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انھوں نے اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا تو آپ نے علی کو بلایا اور انھیں روانہ فرمایا تا کہ وہ اس جادو کو ازوان کے کنویں سے نکال لائیں اور حدیث بیان فرمائی۔ ۱

اور عامہ سے بھی اسی سے ملتی جلتی روایت ہے۔ ۲

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ معوذتین کے نزول کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جادو کی وجہ سے شدید بخار میں مبتلا ہو گئے تھے تو جبرئیل علیہ السلام ان دونوں سورتوں کو لے کر آپ پر نازل ہوئے اور ان کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائی۔ ۳

تفسیر مجمع البیان میں اسی سے قریب روایت ہے۔ ۴

تفسیر قمی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے کہا گیا کہ ابن مسعود نے ''معوذتین'' کو مصحف سے مٹا دیتے تھے فرمایا کہ میرے والد فرماتے تھے کہ ابن مسعود اپنی رائے پر عمل کرتے تھے ان دونوں سورتوں کا تعلق قرآن کریم سے ہے۔ ۵

کتاب کافی میں جابر سے روایت ہے انھوں نے کہ امام صادق علیہ السلام نماز مغرب کی امامت کی تو اس میں معوذتین کی تلاوت فرمائی اور پھر کہا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن مجید کا حصّہ ہیں۔ ۶

کتاب ثواب الاعمال اور مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص ''معوذتین'' اور ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کو تواتر کے ساتھ پڑھے گا تو اس سے کہا جائے گا اے اللہ کے بندے بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تمھارے اس پڑھنے کو قبول فرما لیا۔ ۷

---

(۱) طب الائمہ ص ۱۱۴ (۲) انوار التنزیل ج ۲ ص ۵۸۳
(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۵۰ (۴) مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۶۸
(۵) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۵۰ (۶) الکافی ج ۳ ص ۳۱۷ ح ۲۶
(۷) ثواب الاعمال ص ۱۲۹ ح ۱ و مجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۶۷

presented by Ziaraat.com

سورۂ الناس

سورۂ الناس مدنی سورۂ ہے اور بعض کے نزدیک مکّی ہے۔
اور یہ سورۂ الفلق کی طرف معوذتین میں سے ایک ہے اس سورہ میں ۶ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾ ع

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت مشفق ہے۔
۱-اے نبی فرما دیجیے میں انسانوں کے رب کی پناہ چاہتا ہوں۔ ۲-انسانوں کے بادشاہ کی۔ ۳-انسانوں کے معبود کی۔ ۴-چھپ کر وسوسہ ڈالنے والے شیطان کے شر سے۔ ۵-جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ ۶-خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

۱-قُلۡ- اے نبی فرما دیجیے۔
اَعُوۡذُ- میں پناہ چاہتا ہوں
بِرَبِّ النَّاسِ- انسانوں کے رب کی
۲-مَلِکِ النَّاسِ- انسانوں کے بادشاہ کی
۳-اِلٰہِ النَّاسِ- انسانوں کے معبود کی
۴-مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ- وسوسہ ڈالنے والے کے شر
وسوسے ڈالنے والا تاکید کی وجہ سے اسے وسواس سے تعبیر کیا ہے۔
الۡوَسۡوَاسِ- یعنی وسوسہ ڈالنے والا
جس کی عادت یہ ہو کہ وہ تاخیر کرا دے جب انسان اپنے رب کو یاد کر رہا ہو۔
تفسیر قمّی میں ہے کہ خنّاس شیطان کا نام ہے۔(۱)
۵-الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ- جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔

---

(۱) الکافی ج ۲ ص ۲۶۷ ومجمع البیان ج ۹-۱۰ ص ۵۷۱ تفسیر عیاشی سے نقل کر کے

presented by Ziaraat.com

جب وہ اپنے رب کے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں۔

۶-مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ-

خواہ وہ جنّات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے یہ وسواس کا بیان ہے۔

کتاب کافی اور تفسیر عیّاشی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو بھی مومن ہے اس کے لیے اس کے دل کے اندر دو کان ہوتے ہیں ایک کان وہ ہے جس میں وسواس خنّاس پھونک مارتا ہے اور دوسرا وہ کان ہے جس میں فرشتہ پھونک مارتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ مومن کی مدد فرشتے کے ذریعے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے ''وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ'' (المجادلہ: ۲۲) اور اللہ تعالیٰ نے اپنی روح کے ذریعے سے اُن کی مدد ونصرت کی۔

تفسیر قمی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہر دل میں دو کان ہوتے ہیں ایک کان پر رہنمائی کرنے والا فرشتہ ہوتا ہے اور دوسرے کان پر فتنہ پرداز شیطان ہوتا ہے یہ حکم دیتا ہے وہ ڈانٹتا ڈپٹتا ہے اسی طرح انسانوں میں شیطان ہوتا ہے جو لوگوں کو گناہ پر وادار کرتا ہے جس طرح وہ شیطان گناہوں پر ابھارتا ہے جس کا تعلق جنات سے ہے۔[1]

اور شیاطین جن وانس کی تفسیر سورۂ انعام کی آیت ۱۱۲ کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہے۔

اور اس سے پہلے نزول سورۂ کا سبب اور اس کی تلاوت کرنے کا ثواب اس کی جڑواں سورۂ فلق کے ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

کتاب صافی پایۂ تکمیل کو پہنچی اور اس کی تاریخ اتفاق سے ''عام تمامہ هذا الکلام'' ہے کیوں کہ یہ سال کے آخر میں مکمل ہوئی تھی، ہر طرح کی حمد اللہ کے لیے ہے اور درود ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کے لیے اور اس پر رحمتِ خداوندی کا نزول ہو جو اس کے پند ونصائح سے فائدہ اٹھائیں، اور الحمدللہ اس تفسیر کی تحریر سے اس کا مؤلف (تمام بندوں میں سب سے کم عمل والا، زیادہ لغزشیں کھانے والا، سب سے زیادہ امیدیں اور آرزوئیں وابستہ کرنے والا، گناہ گار وخطا کار) محمد بن مرتضیٰ جو محسن کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ فارغ ہوا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی مغفرت کرے، اس کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے، اس کی برائیوں کو اس سے دور کرے اور اس کے حسنات کو دگنا کر دے اور اس کا حشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت معصومین کے ساتھ ہو اور وہ ان کے زمرے میں علیّین کے ساتھ رہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہ السلام کو روز جزا اُس کا شفیع قرار دے۔ اور اس کتاب کے فائدے کو عام کر دے جو قرآن کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ صاحبان عقل اور بالعموم طلبہ کے لیے ستون اور سند ہے اور اس کتاب کا مؤلف ان کے اجر وثواب میں کمی کے بغیر ان کی منفعت میں شریک ہو وہ اللہ ہی ہے جو دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

الحمدللہ ماہ ستمبر ۲۰۱۲ء کو جلد ہفتم کا ترجمہ اختتام پذیر ہوا۔ اس طرح ساتوں جلدوں کا ترجمہ مکمل ہو گیا۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۵۰

presented by Ziaraat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خیر ختام

الحمدللہ تفسیر صافی کی ساتویں جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہو رہی ہے اس کا ترجمہ ماہ ستمبر ۲۰۱۲ء کو مکمل ہوا تھا۔ پانچ سال بعد یہ طباعت کی منزلیں طے کر کے آپ کے ہاتھوں تک پہنچ رہی ہے۔

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا

معلوم نہیں کمپوزر کی غلطی ہے، طابع کی خطا ہے یا ناشر کا کوئی قصور ہے۔ یا ہمارا معاشرہ اس کا ذمہ دار ہے۔ ہماری کوشش رہی ہے کہ طباعت معیاری ہو، جلد اچھی ہو کتابت ایسی ہو کہ آسانی سے پڑھ لی جائے۔ ان تمام باتوں کا خیال رکھا گیا ہے۔

بہت پہلے کی بات ہے ہمارے ایک دوست مرزا مہدی جو علم دوست ہیں اور امریکہ کے مشہور شہر بوسٹن (Boston) میں مقیم ہیں انھوں نے علماء کی ایک کمیٹی بنائی تھی تا کہ وہ مختلف تفاسیر کا ترجمہ کر کے نسلِ جدید کو اسلاف کے کارہائے نمایاں سے آشنا کرے۔ طے پایا تھا کہ تین تفسیروں کا ترجمہ کیا جائے۔ تفسیر المیزان سیّد محمد حسین طباطبائی کی، تفسیر مجمع البیان علامہ طبرسی کی اور تفسیر صافی فیض کاشانی کی۔

میں نے تفسیر المیزان کے ترجمے کا آغاز کر دیا اور پہلی جلد مکمل کر لی تو پتا چلا کہ ایک عالم دین نے نذر مانی ہے اور وہ اس کام کو انجام دینا چاہتے ہیں تو میں نے یہ سلسلہ منقطع کر دیا۔

مجمع البیان کے ترجمے میں میرے ساتھ ایک بہت بڑے عالمِ دین شریک تھے اور ہم نے کام شروع کر دیا تھا اور میں نے سورۂ یونس کا ترجمہ مکمل کر لیا تھا۔ وہ سلسلہ بھی درمیان میں تھم گیا۔ بالآخر میں نے فیصلہ کیا کہ تنہا تفسیر صافی کا ترجمہ کروں جو الحمدللہ پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا۔ شروع سے مرزا مہدی صاحب میرے ساتھ تھے پہلے اس کی کمپوزنگ انڈیا میں ہوئی اور بعد میں احمد گرافکس کراچی پاکستان نے اس کی کمپوزنگ کی۔ مرزا صاحب نے ہر قدم پر ساتھ دیا ہے اور انھوں نے بھرپور تعاون کیا ہے۔ میں تہہ دل سے ان کا شکر گزار ہوں۔

آخر میں جناب اقبال صاحب جنھوں نے اپنی نگرانی میں تفسیر کی کمپوزنگ کا فریضہ انجام دیا۔

اور محترم عنایت حسین صاحب جنھوں نے محفوظ بک ایجنسی کی جانب سے ان تفاسیر کی اشاعت کو ممکن بنایا۔

اور برادرم نصرت علی صاحب جنھوں نے پروف ریڈنگ کی ان سب کا صمیمِ قلب اور دل کی گہرائیوں سے مُتَشَکِّر اور سپاس گزار ہوں۔

امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک میری یہ سعی مقبول ہوگی۔

اور محترم قارئین بھی اپنی دعاؤں سے فراموش نہ کریں گے۔

آپ کی تجاویز اور آرا میرے لیے مشعلِ راہ ہوں گی۔

شکریہ

سیّد تلمیذ حسنین رضوی

presented by Ziaraat.com

تصدیق نامہ

میں نے ادارہ نشر دانش، نیو جرسی، امریکا کے مطبوعہ قرآن پاک کی تفسیر صافی جلد ہفتم (سورۃ طور تا سورۃ الناس) کو بغور پڑھا اور اس کے متن کے تمام اعراب کو چیک کیا۔ اس میں جو اغلاط تھیں، وہ درست کردی گئی ہیں۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورۂ بالا قرآنِ پاک کی یہ تفسیرِ صافی اغلاط سے پاک ومنزّہ ہے۔

المدعی

السید عظمت علی

السید عظمت علی

سید محمد عظمت علی نوری

ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر

(محکمہ اوقاف سندھ) کراچی

از

presented by Ziaraat.com